

ماہنامہ
جوابِ عربی
ماہ دسمبر 2011
دوستی نمبر

PDFBOOKSFREE.PK

ماہ دسمبر 2011ء کے شمارے

جواب عرض

دوستی نمبر کی جھلکیاں

لاوارث لڑکی - قطنبرا تحریر - حمیرہ سعد - لاہور -



لوٹ آؤ پردیسی
ایم اشفاق بیٹ - لاہور
153

میں شادی شدہ ہوں لیکن میری شادی شدہ خاتون سے بیکار
بیٹا وہی شدت سے مجھے چاہے گی۔ دوہ کے سے آئی گی



تجھ سے ناراض نہیں
فاطمہ - گجرات
150

اسے یاد ہو گیا اور اس نے اس کو کھانے دیا اور اسے
شادی کر لی۔ میری مدت کا کرشمہ کرو اور بارہ اس سے کہ پاس آیا



میرا عشق
ریاض حسین شاہ - بولہ شریف

پہلے اس شخص سے مجھے بہت سے حال میں پہنچا رہا ہے میں ذرا
پرندہ زنی تھی مگر اس نے میرے جسم کے ساتھ کھیلنا چاہا



تھوڑی خوشی تھوڑا غم
گلشن ناز - تھکھہ قریشی
64

بعض اوقات زندگی میں انسان کے ساتھ ایسے ایسے واقعات بیت
جاتے ہیں کہ وہ چاہے کیا کرے کہہ کرے اور کیا کرے



میں جیت کر ہار گئی
ارم سبیل - جہلم
164

میں اس کے لئے اپنی جان دینے کو تیار ہو گئی۔ وہ بے وفائی
اس نے میری موت کی فکر نہ کی اور کسی اور لڑکی سے محبت کرنے لگی



دوستی
انجینئر خنسن ساقی
176

میری زندگی دکھوں میں بٹی چلی آ رہی تھی اور جب تمہاری شادی ہو
گئی تو زیادہ ملے لگیں کہ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ ایک نئی کہانی



دولت کی ہوس
آمنہ - راولپنڈی
114

میں خود کو کامیاب و کامیاب کی خواہشوں کو پورا کرنے میں تھک چکی تھی
لیکن وہ اپنے کی خاطر مجھے ہی غمزدہ کر کے۔ ایک دروغی کہانی



ہائے تیری جدائی
حاجرہ غفور - لیہ

میں اس کی مثال میں ہمارے کتنا میں غمزدہ رہا کہ اس کے دل
جانے کے پیچھے کوئی کہانی موجود ہے۔ دیکھتے ہو تو کسی اور کہانی ہے



ہاتھ کی لکیریں
کشور کرن - پٹوکی
55

میں نے کسی سے یاد نہیں اس بار کو حاصل کرنے کے لئے اپنے
اپا باپ بہن بھائیوں کو چھوڑ دیا جس سے میں نے شادی کر لی



چند لمحے محبت کے
ڈاکٹر شازیہ منہاس - ملتان
123

اس کی زندگی خزانوں کا روپ اختیار کرنے کی، سکرا نہیں
آنسوؤں میں بدلے لگیں اور وہ موت کے قریب تک پہنچی



ارتبانی کی لٹھڑی کہانی
مشال - سنگی، گوجر خان
106

حالات نے اسے سے دور کر دیا اور اس کی زندگی کی سانسوں
نے بھی اس کا ساتھ چھوڑ دیا وہ بے گھر اور بے گھر میں چلی گئی



بے وفائی کا انجام
چراغ اکمل آفریدی - تاسر آباد
119

کاش میں اس کے لئے بد دعا نہ کرتی تو آج وہ زندہ ہوتا اور میں
سے جوڑا نہ ہوتا تو میں اس کو بھلا کر دیتی۔ ایک دروغی کہانی



دوستی لے ڈوبی
مجید احمد جانی - ملتان
98

ایک ایسے انسان کی کہانی جو خوشیوں کی تلاش میں تھیں
ایک گوشے میں جا بیٹھا جس سے کوئی بھی اپنا دکھائی نہ دے



کینے بھول پائو گا
شازیہ چوہدری - شوپورہ

ہوئے یہ کیوں نہیں سوچتے کہ ان کے دل میں کیسے کیسے ادا رہا
ہوئے ہیں، کیوں نہیں سوچتے کہ ان کی خوشیاں کس کے ساتھ ہیں



محبت یا دھوکہ
ایم شفیع تنجا - گجرات
87

ایک ایسے شخص سے یاد رہتی تھی مجھے جسے میں نے بھروسہ
محبت کی بنا پر مطلب تھا کہ میرا سب کچھ یاد کر دیا اور وہ چل گیا



داستان مجنوں
شاہد عثمان - خوشاب

اس کی تصویریں دیکھ کر درد رہا ہے آپ کا ہوش تک خراب
کیا یاریں تھیں وہ مجھ کو دیکھتے دیکھتے جانی اور وہ جا کر کھڑا ہوا

جواب عرض کی کسی کہانی کا ناقابل فراموش واقعات یا کسی بھی عنوان کے تحت شائع کیے گئے اس کے کسی حصہ کو بطور ثبوت یا
سند کسی بھی عدالتی کارروائی میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ جواب عرض میں شائع ہونے والی تمام کہانیوں کی صداقت ہر شک و شبہ
سے بالاتر ہوتی ہے ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیے جاتے ہیں جن سے حالات میں تبدیلی
پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا اثر - ادارہ اور پبلیشرز ذمہ دار نہ ہوگا۔ (پرنٹرز: ابدیشیر - پبلیشرز: شہزادہ عالمگیر - لاہور)

”جواب عرض“ کی ہر دل عزیز شاعرہ کشور کرن کی شاعری

غزل

تو کبھی دنیا سے بیزار اگر ہو جائے
دل یہی چاہے ہائوں میں چپالوں جھکے

غزل

اپنی شاعری میں تیرا ذکر بار بار کریں گے
تیری جاہت سے نہ ہم انکار کریں گے
کوئی سلسلہ نہیں ہے تم سے ملنے کا
تصویر تیری دیکھ کر تیرا دیدار کریں گے
اب بھی نہ آؤ گے پہلے وعدوں کی طرح
پھر بھی تیرے آنے کا انتظار کریں گے
جب ہم نہ ہوں گے زمانے میں اسے کرن
سب سے ذکر میرا وہ بار بار کریں گے

غزل

مانگا ہے تجھے رہے ہم نے انتظار کے
اب دور نہ جانا کبھی مجھے تنہا کر کے
کون کہتا ہے اب وفاؤں کا نام باقی ہے
تم نے دیکھا نہیں کسی سے وفا کر کے
کیا ہے جو عہد تو اسے نبھائیں گے ضرور
ہم نہ تم سے جدا ہوں گے کبھی وفا کر کے
تم سے وابستہ ہے زندگی اسے موجِ جہاں
چاہیں گے ہم تجھے جاہت کی انتہا کر کے
نظر نہ لگے ہمارے پیار کو کسی دشمن کی
لکھتے ہیں گھر سے کرن یہی دعا کر کے

غزل

میں تیری یاد کو کہیں رکھ کر بھول گئی ہوں
سوچا تھا پہلے کرلوں وہ کام جو مجھ کو کرتے ہیں
پھر تو سارے ماہ و سال اس کے ساتھ گزرتے ہیں
جب یہ قرض ادا کرلوں گی جب یہ قرض ادا کرلوں گی
جب بھی دیکھوں تیرے چہرے پر اداسی کا سا
آج فراغت پاتے ہی ماضی کا دفتر کھولا ہے

وہی آج آنکھ سے برسا ہے سادوں کی طرح
جو سدا رہا میرے ساتھ آنکھ کی طرح
میں تو وہ بھی جو ہر دل جیت لیتی تھی
آج کسی دردِ سنگ دے رہی ہوں سادوں کی طرح
آج وہ نہیں تو ساتھ میرا سب چھوڑ گئے
لگتا ہے میں بھی ہوں تنہا کسی پاگل کی طرح
شکوہ نہ کروں گی دعا ہی دوں گی
کرن کا دل ہے تو کسی وسیع سمندر کی طرح

غزل

فنا کے بعد بھی مجھ کو سوتا رہا ہے کوئی
نشانِ قبر کا بھی مٹا رہا ہے کوئی
میرے خدا مجھے تجھ ہی کی زندگی دے دے
اواس میرے جنازے سے جا رہا ہے کوئی
میری اسے حسرت اور امان ذرا ٹھہر جاؤ
کہ ہے نقابِ تصور میں آ رہا ہے کوئی
اندھیری رات کے تارو نہ جھللاؤ چم
خدا کی سونگئی آنسو بہا رہا ہے کوئی
فرشتو! عرش سے پھول لا کے برساؤ
کرن کی قبر کو روند کے دہن بنا رہا ہے کوئی

غزل

دل تو کہتا ہے زمانے سے چپالوں جھکے
دل کی دھڑکن کی طرح دل میں بسالوں جھکے
کوئی احساسِ جدائی کا نہ رہنے پائے
اس طرح خود میں میری جان چپالوں جھکے
روٹھ جائے تو اگر مجھ سے میری جان ونا
ساری دنیا سے تنہا ہو کے منالوں جھکے
جب بھی دیکھوں تیرے چہرے پر اداسی کا سا
بس یہی چاہوں کسی طرح ہسالوں جھکے

مہبت کو ملے گی تم کو مہبت کے آنکھ میں
مہبت باپ کے مضبوط ہاتھوں میں حفاظت ہے
مہبت بھائی کسی پرواہ میں ملتی ہے
مہبت کو ہمیشہ بہن بھڑکے میں چھلکے کلی
مہبت کیا ہے یہ پوچھ کر وقتِ مہلا مت کرو
مہبت کو انسانوں کو سدا امید دیتی ہے
مہبت بیویوں کے سچے انتظار میں پاؤں کے
مہبت معصوم بچوں کے سچے پیار میں پاؤں کے
مہبت محنت سے بنے دردِ دیوار میں پاؤں کے
مہبت شام کوڑے ہوئے پردوں کے دل میں ہے
مہبت ڈھونڈتی ہے کیوں کرن اس ظالم دنیا میں
مہبت جھانک کر تو دیکھ لیں تیرے دل میں ہے

غزل

یہ مصنف بھی تو قدیمی ہیں ہمیں اوصاف کیادیں گے
لکھا ہے ان کے چروں پر جو ہم کو فیصلہ دیں گے
اٹھائیں لاکھ دیواریں طلوعِ مہر تو ہو گا
یہ شب کے پاساں کب تک نہ ہم کو سدا دیں گے
ہمیں تو شوق ہے اہل جنوں کے ساتھ چلنے کا
نہیں پرواہ ہمیں یہ اہلِ دانش کیا سزا دیں گے
ہمارے ذہن میں آزاد مستقیل کا نقش ہے
ذہن کے ذرے ذرے کا مقدر جھگا دیں گے
ہمارے گل پر جو آج خاموش کالِ کرن
بہت آنسو بہائیں گے بہت دلو وفا دیں گے

غزل

بہاریں بھی نہیں دیکھیں صحرا میں بھی نہیں دیکھا
منزل کو ڈھونڈتے رہے رستہ بھی نہیں دیکھا
کر کے رہے حلاش غلوں میں خوشیوں کو
اس زندگی میں خوشیوں کا ستارہ بھی نہیں دیکھا
کسی اپنے کو ڈھونڈنے لگے سونج کی چھاؤں میں
سر پہ جو کسی اپنے کا سایہ بھی نہیں دیکھا
لوگوں نے مجھے کر دیا جس کے لئے بدنام
اس شخص کا میں نے آن تک چہرہ بھی نہیں دیکھا
کیوں پھرتی ہے مادی مادی چل لوٹ جا کرن
تو نے دنیا میں پیار ہی نہیں دیکھا

غزل

تیری جھوٹی محبت سے اب نہ موز لیا میں نے
تیری اس ظالم دنیا سے قطع توڑ لیا میں نے
بھگتا ہے تو بن تیرے اب میں ہی تو سکتی ہوں
نہیں چاہتے ایسی زندگی اب یہ سونج لیا میں نے
خالی کاغذوں سے بھری زندگی کی یہ ڈانڑی ہے
لکھا نہ اظہارِ محبت تو نے صفحہ ہی پھاڑ لیا میں نے
نہیں ہے دردِ محبت کا تیرے ہجر سے سینے میں
جو تیرا نام لکھا تھا قلم ہی توڑ دیا میں نے
آ کر نہ چکا نہ قبر پہ جب مٹی خندو سجاؤں
کرن ان آنکھوں سے تیرا پناہ دیکھنا چھوڑ دیا میں نے

غزل

اجڑے ہوئے گھر کو آ کر بسا دیا اس نے
برسوں سے تھا ویران مہکا دیا اس نے
دیکھیں گے کبھی خوشیاں اس نقش میں تھے
آ کے ساری الجھنوں کو مٹا دیا اس نے
آیا نہ کوئی بھول کر دلیز پر میری
ویران گھر کو جنت بنا دیا اس نے
چھتر کے کبھی کسی کو موت نہیں آتی
یہ آئینہ بھی کھول کر دیکھا دیا اس نے
نہ اب جدا ہوں گے دنیا کے ڈر سے ہم
بھری محفل میں اب بول کر سنا دیا اس نے
برسوں بعد آ کر جب لپٹا لگے سے وہ
کرن خود بھی رویا اوروں کو بھی رلا دیا اس نے

غزل

اک اک ورق پہ لکھی تحریر تیرے نام
آہستہ لکھوں سانسوں کی آخر تیرے نام
مجھ میں ہے میرا کیا سب کچھ ہی تیرا ہے
آئینے نے بھی بنا ڈالی تصویر تیرے نام
میں بہت خوش نصیب ہوں مجھے تو جوں کیا
شاہدِ خدا نے لکھی میری تقدیر تیرے نام
آ کر چھوڑ لے میرے بدن سے تمام خون
تو نے دنیا میں پیار ہی نہیں دیکھا

تو مجھ میں یوں سا جا کوئی دیکھ نہ تجھے
کرتن کروں گی محبت کی آخر تیرے نام

غزل

میں اپنی توڑ کر چڑھی قسمت آزمائی ہوں
انہیں نگاہوں کو جو بے پھر تیرا مقام بنائی ہوں
پہلی جب بخوشی سے تیرا نام بننا ہے
پھر چوم چوم کر دو گلوں آنکھوں کو لگائی ہوں
کتنا پیار ہے تم سے کبھی تو سونج نہیں سکا
تیری اس ہے پناہ محبت کا اندازہ میں لگائی ہوں
اگر کھوں میں مہندی سے تو رنگ حنا چھلکے ہے
میں تیرے نام کا ایک اک لفظ اپنے نام سے ملائی ہوں
لے لے کا وعدہ کر کے ہر روز بھول جاتے ہو تم
تجھے چھنے کی خاطر خود کو بہت سہائی ہوں
جب خواب میں آ کے لے لے وہ دھڑکھول نہیں سکتی
بیداری میں نہ پا کے کرن خود کو بہت رلائی ہوں

قطعات

ہم نے سنا ہے موجوں سے تم پیار بہت کرتے ہو
تیری جاہت کے لئے سال پہلے ہم نے خود کو بسایا ہے
اک دن مجھے نہ پا کر یہاں تیری آنکھیں مدد کی
تم سن لینا انہوں سے ہر قصہ انہیں سنایا ہے

وہ میرے شعروں کے ہر لفظ میں ہے
میرے شعروں میں عنوان اس کے
میرے ہاتھ میں جب سے قلم آیا
ہر غزل لکھی ہے نام اس کے

ہیں جتنے الفاظ محبت کے
میں ہر ایک لفظ اسے دے دوں
اک شعر جو مانگے مجھ سے کبھی
میں ہر اک غزل اسے دے دوں
آئے گا کبھی وہ پاس میرے جب شور مچا
اک مدت سے ہم نے اسے اک گھر گھر لکھی دیکھا
☆ بشکورت کرن
چوکی

اُبھرتی ہوئی شاعرہ اے ناز بلوچ کی شاعری

اور یہ تیرا وہم گماں ہے اور کچھ بھی نہیں
جبکہ کر نظریں بھی ہم سے کہنے لگیں کسا ب تو
پگھلے تیرے خواہوں کے سوا کچھ بھی نہیں
اس دل میں تیری یاد کے سوا اب کچھ بھی نہیں

روشنی کے شہر

اس روشنی کے ہر کوس کی نظر لگی
ہیں سب یہاں پریشان انہیں کسی کی نظر لگی
افسردہ چہرے ہیں اور رنگینیاں نکلیں
مرجھا گئے ہیں پھولا نہیں کسی کی نظر لگی
ڈاکو، چور، ریزن یہاں عام ہو گئے
لوگ ڈرے رہتے ہیں انہیں کسی کی نظر لگی
پارکوں میں چہل چلن نہ لگیوں میں شور و غل
اہل ہنر ہیں بڑبڑو انہیں کسی کی نظر لگی
بڑبڑو لگاؤ اُن کو جو کرتے تھے شاعری
جانے کہاں گئے انہیں کسی کی نظر لگی

غزل

تجھ سے دل کی بات کہوں کس طرح
تو میری جان ہے تجھے بتاؤں کس طرح
تو انہماں ہے یا انہماں بن رہی ہے
یہ اندازہ لگاؤں کس طرح
مقدر سے مقدر ملنا تو دور کی بات ہے
پر تیرے دل سے دل ملاؤں کس طرح
اے میری جان اتنی مجھ سے نہ لے پست کی بات ہے
پر اب تو میری ہے تجھے سمجھاؤں کس طرح
یار کیا ہے تجھے خود سے بڑھ کر اے بلبل
تجھے چاہا ہے تجھے بھول جاؤں کس طرح
☆..... اے ناز بلوچ

گذا فی لبیلہ

مجھے تم یاد آتے ہو

میری پگھلے ستاروں کا سماں تیرے لئے
عشق میں ڈوبے ہوئے صرف تیرے لئے
چاند ستارہ میری دل اور خوشبو
یہ سبھی لفظ ہیں اے نہ مت جان تیرے لئے
بس ایک بات کی اس کو خبر ضروری ہے
کہ وہ ہمارے لئے کس قدر ضروری ہے
دلوں میں درد کی دولت بچھا بچھا کر رکھو
وہ میرے حال پہ روپا بھی شکر لایا بھی
میری جان عجیب شخص ہے پاپا بھی ہے پاپا بھی
یہ انتظار سحر کا تھا یا تمہارا تھا
دیا جلایا بھی میں نے، دیا بجایا بھی
دل پہ جب درد کی رفتار پڑی ہوتی ہے
دوستو! وہ تو قیامت کی گھڑی ہوتی ہے
کس طرف جائیں، جہاں جائیں ہماری جہاں میں
راستہ روکے تیری پاؤں کھڑی ہوتی ہے

اب کچھ بھی نہیں

یہ پیار محبت عشق جنوں کچھ بھی نہیں
پری بھی ہے کہ سوا تیرے جہاں میں کچھ بھی نہیں
ہم تو قصیدوں سے دیوانے ہیں تیری محبت کے
عاشق ہیں پروانے ہیں مستانے ہیں
یہ دل نادان آگ عشق میں جلتا رہا
آنکھیں برستی رہیں دل چھٹتا رہا
دن گزرتا رہا رات کٹتی رہی
ہم بیٹھے ہیں پھول بچھے تیری راہوں میں
کہ پھر سے آؤ گے ہماری ہانپوں میں
پھر دل سے اک آواز اٹھی
اے مٹی سے بنے انسان کبھی غور تو کر اپنی اتار
کبھی نوتا رہا کبھی سکھتا رہا
پر پھر بھی نہ ملتا دل کی اس بات کو

غزل

تیرے حسن کے شعلوں نے میری جان لگائی ہے
تیری شوخ جوانی دیکھ کر اب ہوش سنبھال ہے
اُبھرتی ہوئی جوانی کو بچھا لو اپنے آنکھ میں
میری تصویر کا نقش قلم بھرا لو اپنے کامل نہیں
بن کامل ہی تیری یہ آنکھ جو کامل ہے
تیرے حسن کے شعلوں نے
تیرے ان ریشم ہونٹوں کا دوس کی دیکھیں گے
کیا حور ہے تیری ہانپوں میں ہم کی دیکھیں گے
ہی کر دیکھیں گے تیری ہانپوں جو خالی ہے
تیرے حسن کے شعلوں نے
تیری ان نشی آنکھوں کو ستانہ ہائیں گے
تیرے کالے کے اندر ہونٹوں سے بھانپیں گے
پلٹے ہے جہنم بھی تو کیا چال لڑاں ہے
تیرے حسن کے شعلوں نے
ہیٹے پر سو جانا لائی کا حور لے لو
ہانپوں میں آ جاؤ محبت کی سزا لے لو
میں نے ہر سانس تیرے نام لگائی ہے
تیرے حسن کے شعلوں نے میری جان لگائی ہے

یاد کے عنوان پر چند اشعار

روکھ روکھ کر آخر تم نے جدا کر دی دیا مجھے
جب تم بھی کسی کو نہ دلاؤ گے تو یاد آئیں گے
باقی ہے اک نمبر سے دل میں اس کی یاد
منہ پھر کے گزرا تھا جو میرے قریب سے
پردیس میں جا کر مسافر کو وطن یاد آیا
جب کر چکے وطن تو یاروں کو کفن یاد آیا
کرو گے اپنی ہم بھی اک دن محبت کے افسانے کو
چلے جائیں گے جس دن بھی واپس نہ آنے کو
ہیں..... شکور کرن۔ پتوکی

اُبھرتے ہوئے شاعر انتظار حسین ساقی کی شاعری

غزل

اس خود زمین ہوں مگر حرف آسان کا ہے
کہ ٹوٹ کر بھی مرا حوصلہ چٹان کا ہے
برا نہ مان، مرے حرف زہر زہر سمی
میں کیا کروں کہ وہی ذائقہ زبان کا ہے
ہر اک گھر پہ سلاطین کے دل کی ویرانی
تمام شہر پہ سایہ مرے مکان کا ہے
چھڑتے وقت سے اب تک میں یوں نہیں رویا
وہ کہہ گیا تھا میں وقت امتحان کا ہے
مسافروں کی ضد ہے نہ دھکے ہے کشی کا
ہوا کو جتنا بھی غم ہے وہ بادبان کا ہے
جو برگ زرد کی صورت ہوا میں اڑتا ہے
وہ ایک ورق بھی حری اپنی داستان کا ہے
یہ اور بات عدالت ہے بے خبر ورنہ
تمام شہر بس چرچا میرے بیان کا ہے
اگر دکھا نہ سکا اس کے دل میں اشک مرا
یہ تیر بھی کسی ٹوٹی ہوئی کمان کا ہے
بچھڑ جائے مگر مجھ سے بے خبر بھی رہے
یہ حوصلہ ہی کہاں میرے چمن کا ہے

غزل

عشق کی نیل میں اب سب آداب ہے
ہمارے حُرپے یہ بات ہا آداب ہے
کہیں تو کہیں یہ محبت کے سانس بھی لے
کبھی تو خیمہ نہ لے لے آداب ہے
کاؤ بند رکھو، برقِ حبیبی سے تمہیں
کے خبر کہ کہاں خانمان خراب گرے
سرِ شہک درد کھلا اس کے ہر جن پہ بہت
زمین کی گود میں بیٹے کوئی گلاب گرے
کھلی ہیں جھیلیں آئیں کھینچیں نہ جوئے روئے چلی
افق سے کٹ کے کہاں کس مانتا گرے

غزل

بچر ہوا، کوئی جانے نہ سلسلے تیرے
میں اُٹھتی ہوں، کروں کس سے تذکرے تیرے
یہ کیسا قرب کا موسم ہے اے نگار چمن!
ہوا میں رنگ نہ خوشبو میں ذائقے تیرے
میں ٹھیک سے تری چاہت تھے جتنا نہ سکا
کہ میری راہ میں حائل تھے مسئلے تیرے
کہاں سے لاؤں گا ترا کس اپنی آنکھوں میں
یہ لوگ دیکھتے آتے ہیں آئینے تیرے
گوں کو دُشمن، ستاروں کو اپنے اشک کہوں
سناؤں خود کو ترے بعد تیرے تیرے
یہ درد کم تو نہیں ہے کہ تو ہمیں نہ ملا
یہ اور بات ہے کہ ہم بھی نہ ہو سکے تیرے
جدا ہوں کا تصور ڈلا گیا تجھ کو
چراغِ شام سے پہلے ہی مجھ گئے تیرے
ہزار نیند جلاؤں ترے بغیر مگر
میں خواب میں بھی نہ دیکھوں وہ نہ تجھے تیرے

غزل

میں دل پہ جبر کروں گا تجھے بھلا دوں گا
مروں گا خود بھی تجھے بھی کڑی سزا دوں گا
یہ تیر کی مرے گھر کا ہی کیوں مقدر ہو؟
میں تیرے شہر کے سارے دیئے بجھا دوں گا
ہوا کا ہاتھ جلاؤں گا ہر تنہا میں
ہرے شجر سے پرنے میں خود اڑا دوں گا
دفا کروں گا کسی سوگوار چہرے سے
پانی، قبر پہ کتبہ نیا سجا دوں گا

اسی خیال میں گزرتی ہے شام و در اکثر
کہ دردِ حد سے بڑے گا تو مسکرا دوں گا
تو آسان کی صورت ہے گر بڑے کا کبھی
زمین ہوں میں بھی مگر تجھ کو آسرا دوں گا
بڑھا رہی ہے میرے دکھ نشانیات تیری
میں تیرے خط، تری تصویر تک جلا دوں گا

غزل

بچھڑے مجھ سے کبھی تو نے یہ بھی سوچا ہے
اُٹھو چاند بھی تنہا اداس لگتا ہے
یہ ختمِ سہل کا لمحہ ہے، رائیگاں نہ سمجھو
کہ اس کے بعد وہی دور یوں کا صحرا ہے
کچھ اور دیر نہ جینا اداسیوں کے شجر
کے خبر تیرے سانسے میں کو بیٹھا ہے
یہ رکھ رکھاؤ محبت سکھا گئی اس کو
وہ روکھ کر بھی مجھے مسکرا کے ملتا ہے
میں اس طرح تجھے دیکھوں نظر بھگتی ہے
ترا بدن ہے کہ یہ آئینوں کا دیا ہے
وہ ہشتاں بھی تجھ جیسے وہ ہشتاں بھی جب
کہاں دیکھوں میں بھی جن کے چہرے جلتے تھے
انہوں نے مجھ سے کہا تھا کسی سے تو نہ دگا
اڑے کے سوچ رہا ہوں وہ لوگ سچے تھے
خود اپنی ذات کا غم بھی شریک حال رہا
وگر نہ ہم ترے غم سے کہاں بھٹکتے تھے
وہ شہر کیا ہوئے جن کے برہنہ تن باسی
روائے برگ کو بلبلوں جاں بھٹکتے تھے
وہ دور بہت گیا جب تیرے بغیر نہیں
تمام شہر کے رستے اداس لگتے تھے
وہ لفظ بھول گئے تھے آئینوں میں کبھی
ترے بدن کے نہ، خیال تک اترتے تھے
وہ آنکھ بھٹی گئی جس کی کرن کرن کے لئے
کبھی کبھی تو ترے ہونٹ بھی ترستے تھے

وہ محروم نہ گیا جس کے آسرے پہ کبھی
ہم آسماں کو بھی تیری گلی سمجھتے تھے
وہ رنگ روٹھ گئے جو ہوائے شام کے ساتھ
جرے خشک لب و رخسار پر بکھرتے تھے
تو کل اُدھر سے جو گزرا تو اہل شہر کے ساتھ
برانہ مانا کہ ہم خود بھی تجھ پہ ہنستے تھے

غزل

مری بخت تو پاک مگر ہے، زنی وفا ہے کون سمندر
تو بھر گئی مجھ سے عظیم تر ہے کہاں مگر ہے کہاں سمندر
یقین ہے جو کہ میں آئے اُسے پائے پانی کی سلطنت میں
بلند یوں سے کھلی دیتا ہے، ہو بہو آسمان سمندر
ازل سے ہے سمت جتو کا سبز ہے دریش پائند گو
کے خبر کسی کو ڈھونڈتا ہے مری طرح رانگیاں سمندر
میں شیب اور ہے جو بھگول تو ہر طرف میں آب پاکی
قرب جان کی قربت شہ، فدا رسال، وہاں سمندر
ہمارے دل میں جیسے ہوئے اُنہ کی خبر چشم ترک ہو گی
نا ہے زیر زمین خزانوں کا ہے فقط رازناں سمندر
میں استاروں کو سر زین پر اترے دیکھوں تو بھر پاؤں
بزر سفر، جات مھوا یقین سال، گلں سمندر
جہاں جہاں شام ٹم کی انرو گی کا نام چا ہوا ہے
اُٹھ سے نہیں کر لگے ملے وہاں وہاں مہیاں سمندر

غزل

اس طرح مرے ذہن میں اترا ہوا تو ہے
جیسے کسی مہتاب کا سایہ لب جو ہے
انسان ہیں کہ پتھر کے تراشے ہوئے بت ہیں
سانسوں میں حرارت ہے نہ شرجش میں ہو ہے
اک گرمی رفتار مرے پاؤں کی زنجیر
اک شعلہ آواز مرا طوق گلو ہے
دیکھوں تو ہر اک موڑ پہ ہلکتے محشر
سوچوں تو بھرے شہر میں اک عالم ہو ہے
دلوں کے خدوخال پہ سایہ ہے ہوں کا
حالات نے بخشا ہے، میں ہوں کہ تو ہے
انسان کو جلا دے مٹی احساس کی گری!
کہنے کو تو پتھر میں بھی اک ذوق موم ہے

اُبھرتے ہوئے شاعر

میں تیرا مقدر ہوں کہاں تک اسے چاہوں
وہ شعلہ بدن، برق نظر آئینہ رو ہے
غزل
خوشی کا غم ہے نہ غم کی کوئی خوشی اب تو
بہت اداس گزرتی ہے زندگی اب تو
ترے بغیر بھی دل کی تسلیوں کے لئے
اک انتظار کی شب تھی سو ڈھل چکی اب تو
اک آشنا کے بچھڑنے سے کیا نہیں بدلا
ہوئے شہر بھی لگتا ہے اجنبی اب تو
تمام رات رہی دل میں روشنی کی کثیر
مثال شمع سحر وہ بھی جل بھی اب تو
چلی تھی جن سے یہاں رسم خود نگہداری
انہیں عزیز ہوا ذکر خود کشتی اب تو
کہاں گئے وہ شناسا وہ اجنبی چہرے
اجاز سی نظر آتی ہے ہر گلی اب تو

غزل

نیا ہے شہر، نئے آسرے تلاش کروں
تو کھو گیا ہے کہاں آبلے تلاش کروں
جودشت میں بھی جلاتے تھے فصل گل کے چارخ
میں شہر میں بھی وہی آبلے تلاش کروں گا
تو عکس ہے تو بھی میری چشم تر میں اترا
ترے لئے میں کہاں آئینے تلاش کروں
تجھے حواس کی آوارگی کا علم کہاں
کبھی میں تجھ کو ترے سامنے تلاش کروں
غزل
اداس دل کے لئے مشغلے تلاش کروں
مرے وجود سے شاید لے سراغ ترا
میں خود کو بھی ترے واسطے تلاش کروں

غزل

دیسے تو ہم دل کے بڑے چالاک تھے
بس کسی بھی آپ کی یاد دلا دیتی ہے
مج اشقہ کہ دیکھو تو تیری یاد چلی آتی ہے
تیرا یہ چاند سا چہرہ مجھے پرستے نہیں دیتا
چہرہ کو بڑے غور سے دھتا جو اک شخص

غزل

مکرم صم ہوا، آواز کا دریا تھا جو اک شخص
پتھر بھی نہیں اب وہ ستارا تھا جو اک شخص
شاید وہ کوئی حرفِ وفا ڈھونڈ رہا تھا
چہرہ کو بڑے غور سے دھتا جو اک شخص

صحرای کی طرح در سے پیسا تھا وہ شاید
بادل کی طرح ٹوٹ کے برسا تھا جو اک شخص
اسے تیز ہوا کوئی خبر اس کے جنوں کی
تجبا سفر شوق پہ نکلا تھا جو اک شخص
اب آخری سطروں میں کہیں نام ہے اس کا
اجاب کی فہرست میں پہلا تھا جو اک شخص
مڑ مڑ کے اُسے دیکھنا چاہیں مری آنکھیں
کچھ دور مجھے چھوڑنے آیا تھا جو اک شخص
اب اس نے بھی اپنا لئے دنیا کے قرینے
سامنے کی رفاقت سے بھی ڈرتا تھا جو اک شخص
ہر ذہن میں کچھ نقشِ وفا چھوڑ گیا ہے
کہنے کو بھرے شہر میں تنہا تھا جو اک شخص

غزل

اُجڑا جڑ کے سنورتی ہے تیرے جبر کی شام
نہ پوچھ کیسے گزرتی ہے تیرے جبر کی شام
یہ برگ برگ اداسی بکھر رہی ہے مری
کشاخ شاخ اترتی ہے تیرے جبر کی شام
اجاز گھر میں کوئی چاند کب اترتا ہے
سوال مجھ سے یہ کرتی ہے تیرے جبر کی شام
مرے سفر میں اک ایسا بھی موڑ آتا ہے
جب اپنے آپ سے ڈرتی ہے تیرے جبر کی شام
بہت عزیز ہیں دل کو یہ دُغم دُغم زینیں
انہی زینوں میں گھرتی ہے تیرے جبر کی شام
یہ میرا دل یہ میرا سر نگار خانہ غم
سدا ای میں اترتی ہے تیرے جبر کی شام
جہاں جہاں میں بھی تیری قربتوں کے نشان
وہاں وہاں سے ابھرتی ہے تیرے جبر کی شام

☆..... انتظار حسین ساقی
تامل لیا نوالہ

☆..... سکندر کرن۔ چوکی

اُبھرتے ہوئے شاعر محمد عمر لاشاری کی شاعری

غزل

ہر کوئی دل کی پتیلی پہ ہے صحرای رکے
کسی کو سیراب کرے وہ کے پیسا رکے
عمر بھر کون جھاتا ہے تعلق اتنا
اسے میری جان کے دشمن تھے اللہ رکے
ہم کو اچھا نہیں لگتا کوئی ہم نام تیرا
کوئی تجھ سا ہو تو پھر نام بھی تجھ سار کے
دل بھی پاگل ہے کہ اس شخص سے وابستہ ہے
جو کسی اور کا ہونے دے نہ اپنا رکے
ہنس نہ اتنا بھی فقیریوں کے اکیلے پن پر
جا خدا میری طرح تجھ کو بھی تنہا رکے
یہ قناعت ہے اطاعت ہے کہ چاہت ہے عمر
ہم تو راضی ہیں وہ جس حال میں جیسا رکے

غزل

اے بے خودی شوق یہ کیا ہو گیا ہوں میں
پایا اسے تو خود سے جدا ہو گیا ہوں میں
جاتا ہوں پر امید پلٹتا ہوں نامراد
مجبور آدمی کی دعا ہو گیا ہوں میں
لٹکا ہوا ہوں اپنے بدن کی صلیب پر
عسلی تیرے جنوں کی سزا ہو گیا ہوں میں
جو تجھ کو دیکھتے تھے مجھے دیکھنے لگے
بس اتنی بات ہے تیرا ہو گیا ہوں میں

غزل

اس کو پہلی بار خط لکھا تو دل دھڑکا بہت
کیا جواب آئے گا کیسے آئے گا ڈر تھا بہت
جان دے دیں گے اگر دنیا نے روکا راستہ
اور کوئی صل نہ نکلا ہم نے تو سوچا بہت
اب سمجھ لیتے ہیں ٹھٹھے لفظ کی کڑواہٹیں
ہو گیا ہے زندگی کا تجربہ تھوڑا بہت
سوچ لو پہلے پھر ہمارے تم ہاتھ دو

عشق والوں کے لئے ہیں آگ کے دیا بہت
اس سے پہلے تو کبھی احساس ہوتا ہی نہ تھا
تجھ سے مل کر لاشاری سوچے ہیں روئے تجھا بہت

غزل

بہنو میں کھو گئے اک ایک کر کے ڈوبنے والے
سر سائل کھڑے تھے تماشا دیکھنے والے
خدا کا رزق تو ہرگز زمین پر کم نہیں یادو
مگر یہ کانٹے والے مگر یہ پائنے والے
دفا کی راہ سے گزرتی ہے تو بسم اللہ
نہیں پہانی سے وفات تمہارے چاہنے والے
ازل سے ظلم جاری ہیں دیکھتی آنکھیں
ازل سے سوچ میں ڈوبے ہیں لاشاری سوچنے والے

جدائی

زمانے بھر سے نہ لڑتے تو اور کیا کرتے
جو تجھ سے پیار نہ کرتے تو اور کیا کرتے
بہار آ کے بھی گئی نہ آیا تو
خزاں میں پھول نہ بھرتے تو اور کیا کرتے
تمہاری یاد جب حد سے بڑھی ستانے لگی
تمہارے خط نہ پڑتے تو اور کیا کرتے
تمہارے بعد ان تجائیوں میں چپ چاپ کرتے
نہ اپنے آپ سے لڑتے تو اور کیا کرتے
وصال یار تو قسمت کی بات تھی لاشاری
نہ آہیں بھر میں بھرتے تو اور کیا کرتے

غزل

ذکر شب فراق سے وحشت اسے بھی تھی
میری طرح کسی سے محبت اسے بھی تھی
مجھ کو بھی شوق تھا سننے چہروں کی دید کا
رستہ بدل کے چلنا اس کی عادت بھی تھی
اس رات دیر تک رہا وہ محو گفتگو

مصروف میں بھی تم تھا فراغت اسے بھی تھی
مجھ سے بچھڑ کے شہر میں گھل مل گیا وہ شخص
حالانکہ شہر بھر سے عداوت اسے بھی تھی
وہ مجھ سے براہ کرب ضبط کا عادی تھا ہی گیا
ورنہ ہر اک سانس قیامت اسے بھی تھی
سننا تھا وہ بھی سب سے پرانی کہانیاں
شاید رفاقتوں کی ضرورت اسے بھی تھی
تنہا ہوا سفر میں تو مجھ پر کھلا یہ مجید
سامنے سے پیار دھوپ سے نفرت اسے بھی تھی
محسن میں اس سے کب نہ سکا یوں بھی
درپیش ایک تازہ مصیبت اسے بھی تھی

غزل

بھر میں خون رلائے ہو کہاں ہوتے ہو
لوٹ کر کیوں نہیں آتے ہو کہاں ہوتے ہو
جب بھی ملتا ہے کوئی شخص بہاروں جیسا
مجھ کو تم کیسے بھلاتے ہو کہاں ہوتے ہو
یاد آتی ہے اکیلے میں تمہاری نیندیں
کس طرح خود کو سلاتے ہو کہاں ہوتے ہو
مجھ سے بچھڑ کر اب محبوب نظر ہو کس کے
آج کل کس کو مناتے ہو کہاں ہوتے ہو
شب کی تنہائی میں اکثر یہ خیال آتا ہے
اپنے دکھ کس کو سناتے ہو کہاں ہوتے ہو
سرد راتوں میں تمہیں کیسے بھلاؤں میں
آگ سی دل میں لگاتے ہو کہاں ہوتے ہو
تم تو خوشیوں کی رفاقت کے لئے بچھڑے تھے
اب اگر اشک بہاتے ہو کہاں ہوتے ہو
اشفاق بھی اب مجھ سے یہی سوال کرتے ہیں
اب بہت کم نظر آتے ہو کہاں ہوتے ہو
☆..... محمد عمر لاشاری تنہا
معرفت جبار سنگھ کوئی نوٹس نوٹو،
ڈاک خانہ خاص، ضلع جعفر آباد

نئے ابھرتے ہوئے شاعری سرفراز انجم کی شاعری

دل کی تڑپ

قربت میں گزرے تیرے وہ دن کتنے اچھے تھے
دل اب تڑپ کر کہتا ہے کہ فاصلے اچھے تھے
اب رہتا ہے باقی اور دل رہتا ہے تیرے لئے
اس چادر کی محبت ہے بے محبت ہی اچھے تھے
کہاں ڈھونڈوں تجھے بتا اے صنم
بھری دنیا میں ہم بیگانے ہی اچھے تھے
دعا کی نظروں سے چھپ چھپ کر
جہیں دیکھ لیتے تھے وہ وقت کتنے اچھے تھے
تیری محبت کا طواف کر لیتے تھے پر اب
ہم سوچتے ہیں وہ دن کتنے اچھے تھے
دل بار بار گواہی دیتا ہے میرے مرنے کے بعد
وہ بھی کہا کرتے تھے ہمارے صنم کتنے اچھے تھے

بے وفا

جانے لگے تیرے شہر سے تو مجھے اوار بھی نہ کر کے
تیری سدا کی آبی سچائی کی تجھے بے وفا بھی نہ کر کے
اب چلی گئی تیرا تکیف ہوئی ہے تیرے دور جانے سے
میرے گھر کو جلا دینا مگر یہ یاد رکھنا تم
اجال مل نہیں سکتا کسی کا گھر لانے سے
ہماری جان جانے گی تو بھرتم جان جاؤ گے انہی
کہ حاصل کچھ نہیں ہوتا کسی کو آنے سے
تہلدا نام میں کیے مٹا دوں اٹنی کھائی سے
بہت گہرا قلع ہے میرا تیرے فسانے سے

مدت کے بعد

مدت کے بعد دیکھا اے بدلا ہوا تھا وہ
نہ جانے کیا حادثہ ہوا سہا ہوا تھا وہ
مجھے دیکھ کر چہرہ تو چھپا لیا اس نے
مگر آنکھیں بتا رہی تھی کہ رو دیا ہوا تھا وہ
دیکھ کر محسوس ہوا مجھے اس کی آنکھیں

میری طرح کسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا وہ
اس کی سونے جیسی رنگت زرد پڑ گئی تھی
جیسے کسی کے پیار میں جلا ہوا تھا وہ
قربان جاؤں اس شخص پر میں
یاد میں جس کی کھویا ہوا تھا وہ
ہن تیرے سکھ نہ پائیں گے
لوگ پوچھیں گے جب غم کا
یہ بتاؤ کہ کیا بتائیں گے
ذکر آئے گا جو کبھی تیرا
اشک کس طرح اوروں سے چھپائیں گے
دنیا والے ہمیں جدا کر کے
فتح کے جشن منائیں گے
راس نہ آئیں کبھی ہم کو خوشیاں
اب ہم بھی کبھی غم عاشقی سنائیں گے
ساتھ تو چھوڑ آئے ہیں تیرا
مگر کس طرح سے تجھے بھول پائیں گے
اب میں منتظر ہوں جانے کس کا
جو گئے کبھی پلٹ کر نہ آئیں گے
اب کہاں جی کو لگائیں گے
اب کہاں جی کو لگائیں گے
☆.....سرفراز انجم
دیر کوٹ، بھٹکسر، آزاد کشمیر

دردِ دل

وہ دل ہی کیا جو تیرے ملنے کی دعا نہ کرے
دوستوں کو آنسوؤں کا تحفہ مت دینا
کوئی روئے آپ کو یاد کر کے
زندگی میں کسی کو ایسا موقع مت دینا
گزر جائے جو وقت اسے یاد مت کرنا
خالم کے آگے بھی فریاد مت کرنا
نہما کسوں تو کرنا محبت
ورنہ کسی معصوم کی زندگی بھی برباد مت کرنا
ہم نے ہر سانس محبت پہ فدا کر دی
ہر دعا میں تیری چاہت کی التجا کر دی
تم کیا کرو گے عنایت محبت کی
ہم نے ابتدا سے محبت کی انتہا کر دی
☆.....کنول سرگودھا

تجھے کس طرح بھول پائیں گے

اب کہاں جی کو لگائیں گے

غزلیات

سکون جان کے لئے دعا کیسے کروں
درد تو اس نے دیا ہے گھا کیسے کروں
اکثر لوٹ آتا ہوں منزل سے یہ سوچ کر
مکمل یہ سفر اس کے بنا کیسے کروں
تھی کوئی میرے ہی ہاتھوں کی گلیروں میں
اپنی تقدیر کا اس سے گھا کیسے کروں
اب مناسب ہے یہی اسے بھول جاؤں
پر اپنی روح کو جسم سے جدا کیسے کروں
سوچتا ہوں میں ہی مر جاؤں الطاف
لیکن اس کو زمانے میں اکیلا کیسے کروں

ہم نشین کیسے ہٹاؤں جذبہ الفت کیا ہے
محبت خود ہٹانے کی محبت کیا ہے
عشق کو لوگ کیوں مسیحا سمجھ بیٹھے ہیں
اگر نہیں عشق حقیقت تو حقیقت کیا ہے
پروانہ گرامش پر جل جل کے مرا
تو اب بھی سوچ رہا ہے یہ محبت کیا ہے
عشق کو بھول کے جنت کی ہے دنیا کو تلاش
عشق اگر دوزخ ہے تو جنت کیا ہے
میری دہلی ہوئی رگت میری حالت تو دیکھو الطاف
اب تو مجھ کو میرے دوست محبت کیا ہے

کبھی جیت گئے کبھی ہار گئے
کبھی اپنے کبھی غیر ہمیں مار گئے
کل جو خوشیوں میں شریک تھے
آج چھوڑ وہ ہار گئے
نہ ملی محبت ہمیں کسی سے
ڈھونڈتے ہر گلی بازار گئے
قربان جاؤں ان کی الفت پہ
جو محبت کے گلشن نکھار گئے

اُبھرتے ہوئے شاعر چوہدری الطاف حسین دکنی کی شاعری

ہمیں ملی آخر بے رخی بے وفائی
سب قسمیں سب وعدے بے کار گئے
اے دوست منزل مبارک ہو تمہیں
تم جیت گئے ہم ہار گئے

خط لکھ رہا ہوں عہد محبت کا توڑ کر
کانڈ پہ آنسوؤں کی جگہ چھوڑ چھوڑ کر
تو فکر مند کیوں ہے میرا دل توڑ کر
میں خود ہی جا رہا ہوں تیرا شہر چھوڑ کر
کل رات لکھتے بیٹھا غزل تیرے نام کی
الفاظ سامنے تھے کھڑے ہاتھ جوڑ کر
میں جس میں دیکھتا تھا تیرا کس اے الطاف
تو نے ہی رکھ دیا وہ آئینہ توڑ کر

ہم کو تو گردش حالات پہ رونا آیا
رونے والے تجھے کس بات پہ رونا آیا
کیسے جیت ہیں یہ کس طرح جیتے جاتے ہیں
اہل دل کی بسر اوقات پہ رونا آیا
کیسے مرنے کے گزارا ہے جنہیں کیا معلوم
رات بھر تاروں بھری رات پہ رونا آیا
حسن نے اپنی جفاؤں پہ بہائے آنسو
عشق کو اپنی شکایت پہ رونا آیا
سیف یہ دن تو قیامت کی طرح گزرا ہے
جانے کیا بات بھی ہر بات پہ رونا آیا

سوجا نہیں اچھا برا دیکھا سنا کچھ بھی نہیں
مانگا خدا سے رات دن تیرے سوا کچھ بھی نہیں
سوجا تجھے، دیکھا تجھے، چاہا تجھے، پوجا تجھے
میری خطا ساری وفا، تیری خطا کچھ بھی نہیں
جس پر ہماری آنکھ نے موتی بچائے رات بھر
بیجا دہی کاغذ اے ہم نے، لکھا کچھ بھی نہیں

قطعات

آنکھوں سے کیوں آنسو چمک جاتے ہیں
تجہائوں میں کیوں غم یاد آتے ہیں
آنسوؤں سے پوچھ کر کوئی یہ بتا دے ہمیں
دور رہنے والے اکثر کیوں یاد آتے ہیں
سامنے ہو منزل تو راستہ نہ موڑنا
جو دل میں ہو وہ خواب نہ توڑنا
ہر قدم پر ملے گی کامیابی تمہیں
بس آسمان کو چھونے کے لئے زمین نہ چھوڑنا
نیا درد اک دل میں جگا کر چلا گیا
کل پھر وہ میرے شہر میں آ کر چلا گیا
بنے ڈھونڈتا رہا میں لوگوں کی بیخیز میں
مجھ سے وہ اپنا آپ چھپا کر چلا گیا
☆.....چوہدری الطاف حسین دکنی
بارک نمبر 2، جوبھیل جنیل، بھمبر

نئے ابھرتے ہوئے شاعر مسعود الرحمان تنہا کی شاعری

پھر کیوں اتنے حیراں ہوتے ہو مسعود
شاید منہ تمہیں بھی دس کے چلے گئے
اگر تم لاکھ جتن بھی کرو گے مسعود
لیکن ان کو شرم نہ آئے تو ہم کیا کریں

غزل

کون ہے ہمارا جو ہمارے پاس آئے گا
منہ ہمیں زہر پلانے ہمارے پاس آئے گا
ہم بیٹھے تھے جن کی آس پہ آس لگائے
شاید وہ پھر کبھی لوٹ کر نہیں آئے گا
منہ تیرے سینے میں دل نہیں ایک پتھر ہے
منہ تیرے دل میں یہ خیال آئے گا
تو اپنی حسیں جوانی پہ اتنا نازاں نہ ہو
آخر تیری جوانی کو بھی روگ لگ جائے گا
جب تم کسی کام کے نہیں رہو گے منہ
تمہیں مٹے پھول کی طرح پھینک دیا جائے گا
دب ساری دنیا تمہیں ٹھکرا چکی ہو گی
جب تو ہماری طرف قدم بڑائے گا
اگر منہ مدھوش ہو کر تمہارے پاس آجائے مسعود
آگے بڑھ کر ان کی مانگ کو کیسے بجائے گا

غزل

جو قریب قریب تھے فاصلے
وہ بھی دور ہوتے چلے گئے
جن کی دوستی پہ بڑا ناز تھا
وہ بھی زہر پلانے کے چلے گئے
جس دل میں اٹھی تھیں یہ آندھیاں
یہ سب طوفان بھی اوجھ چلے گئے
جب کشتی سمندر میں الجھن گئی
سب یادیاں بھی ڈوبتے چلے گئے
جب کشتی کنارے لگ نہ سکی
لوگ بھی تماشائی بنتے چلے گئے
جو ہمارے دل کو بہت عزیز تھے
وہ بھی منہ پھیر کے چلے گئے
منہ بھی جب ہو گئے بے وفا
تم کن خیالوں میں کھوئے چلے گئے

غزل

تیری آشنائی نے ہمیں کہاں سے کہاں پہنچا دیا
لیکن تیری بے رخی نے ہمیں شاعر بنا دیا
جب تک تیرے آستانہ تھے تو کچھ نہیں تھا
نہ انے تم نے ہم پہ کیسا جادو کر دیا
یہ بات تو ہمارے گناں میں بھی نہ تھی
تو نے ہمارے پیار کا سودا سمر عام کر دیا
تیری الفت پہ تو ہمیں بہت ناز تھا
رقیبوں سے مل کر تم نے رسوا کر دیا
سوچا تھا بہار آئے گی پھر پھول کھلیں گے
ژالہ باری نے سارے چمن کو تباہ کر دیا
منہ تو ہمارے دل میں نفرت پیدا نہ کر سکا
تمہا نے جینا مرنا بھی تیرے نام کر دیا

غزل

گھا کریں تو کریں گلا کس سے کریں
نکھوہ نقدیر سے کریں یا منہ سے کریں
ہم پاس بلا تے ہیں تم نزدیک آتے نہیں
تم ضد جو کر رہے ہو تو ہم کیا کریں
اگر تم زہر بھی پلاؤ ہمیں منظور ہے لیکن
تم اپنی صورت نہ دکھاؤ تو ہم کیا کریں
ہم مدھوش ہو کر بھی تجھ کو کچھ نہ کہیں
گرم اعتبار ہی نہ کرو تو ہم کیا کریں
تم کسمن بھی ہو اور نادان بھی
تم نادانی کی بات کرو تو ہم کیا کریں
منہ نے تو غیر کی محفل میں ذریہ لگا لیا
اب وہ نظریں چرائے تو ہم کیا کریں
اب تمہیں بات کرنے کی فرصت بھی نہیں ہے
تم گفتگو کی دھت نہ کرو تو ہم کیا کریں

غزل

بیار سے اس کو دیکھا تو شرماء کے چلی گئی
آنے کا وعدہ کر کے مسکرا کے چلی گئی
آنے کو تو وہ آئی مگر دلا کے چلی گئی
اپنی تلخ زباں سے زہر پلانے کے چلی گئی
غیر کو دیکھا تو آچل بنا کے چلی گئی
ہمیں دیکھا تو رخ کو چپا کے چلی گئی
نت نئے یاروں کی تلاش کرتی چلی گئی
پرانی یادوں کو اکثر بھلا کے چلی گئی
ہماری صدیوں کی منت بھی ضائع چلی گئی
چاہتا تھا جس کو دل سے منہ پھیر کے چلی گئی
وفا کے بدلے دے کے جہا چلی گئی
نہ جانے اکیلا چھوڑ کے کدھر چلی گئی
تم بھی کتنے بھولے بنے بیٹھے ہو تبھا
وہ تو نشلی آنکھوں سے پلا کے چلی گئی

دل ہمارا لگتا نہیں

تم خدا کے لئے یوں نہ جاؤ کہیں
تیری یہ جدائی نہیں گوارا نہیں
تیری چاہت سے من میرا بھرتا نہیں
تجھے نہ دیکھوں دن میرا غمزدن نہیں
تیرے عشق میں کیا ہم گرفتار نہیں
تیری الفت میں کیا ہم بیمار نہیں
تم جیتے بھی چاہو کر لو ستم
لیکن پھر بھی تم کو بھلاتے نہیں
اگر تم چاہو تو مر جائیں ہم
مگر یہ بات تم کو گوارا نہیں
اگر تم دل کی بات یوں تک لاتے نہیں
صاف کہہ دو کہ ہمیں تم سے پیار نہیں

سانے آ کر اب تم اشارہ کرتے نہیں
ہاتے ہوئے بھی کوئی ہمیں دیکھنا نہیں
رستے میں مل کر کوئی ہم سے یوں نہیں
اب تو وہ ہماری بات ماننا نہیں
غیروں کی بات مان کر وہ جانتا نہیں
تیرے ہناں دل ہمارا لگتا نہیں
مسعود قلاش ہوا تم کو خبر نہیں

غزل

سانے آتے ہو تو منہ پھیر کے چلے جاتے ہو
جاتے جاتے مرے دل کو بھی دس جاتے ہو
جب بھی ملو تو ستانے کی ادا کرتے ہو
اتنی بے رخی سے تم گزر جاتے ہو
کیوں دل دکھانے کی بات کرتے ہو
کیوں زہر پلانے کی بات کرتے ہو
کیوں منہ کو مٹانے کی بات کرتے ہو
کیوں دل بھلانے کی بات کرتے ہو
یونہی اپنی زندگانی برباد کرتے ہو

غزل

تو بھی نکلا ہرجائی تو نے کی ہے کیوں بے وفائی
ایک بار تو آ جاؤ عالم میں ہوں تیرا کتنا شیدا
ہم تو تیری زلف کے اسیر ہو گئے تھے نادان
لیکن تم نے تو صدیوں سے اپنی صورت نہیں دکھائی
ہم نادان ہو گئے تھے مست آنکھوں سے پینے کے
پھر تو نے اپنی مست لگاؤں سے نہیں پلائی
ہم پروانے ہیں شمع سے ٹکرا کے جل جائیں گے
مگر آج تک تم نے وہ شمع نہیں جلائی
ہم اس آس پہ زندہ ہیں کہ شاید تم آ جاؤ
وعدہ کیا تھا تم نے مگر پھر بھی تو نہیں آئی
مسعود تو تیرے نام کے غلام ہو گئے ستم
پر تم نے بھی دل کی پیاس نہیں بجھائی

غزل

یہ دنیا ہے ایک عجیب میخانہ
یہ مطلق دنیا ہے وفا ہے زمانہ

اس لئے ہر شخص تیرا ہی دیوانہ ہے
منہ جو بھی کہے وہی کرنا پڑتا ہے
سگریٹ تو کیا ہر نش چھوڑنا پڑتا ہے
چاند رات کا وعدہ تھا مگر تو نہیں آئی
عید کے چاند کی طرح تیں کہیں نظر نہیں آئی
ہم تو ہیں دل چلے تم اور کیا جلاؤ گے
ہمارے پاس مت آؤ ستم بل کے خاک ہو جاؤ گے
پیار محبت میں کوئی عمر کا تقاضا نہیں ہوتا
عشق تو عشق ہے کیا بڑھاپے میں نہیں ہوتا
جس کو بھی دل میں بسایا وہی خار نکلا
بہر باغ دکھا کے ہمیں مطلب کا یار نکلا

غزل

تم حسیں ہو اور تیری یہ ہشتی جوانی
میں دن کا رعبہ تو رات کی رانی
تم جس مقام سے بھی گزر جاؤ
دنیا بھی ہو جائے تیری دیوانی
ہرن والی چال بھی ہے تیری مستانی
جس طرح کنول کے پھول کی ہو روانی
زرمس کے پھول جیسی ہے تیری جوانی
لوگ بھی ہو جائیں تیرے ارمانی
منہ آئے پہلے خوشبوئے رات کی رانی
مسعود بھی بھول جائے اپنی ساری کہانی

قطعہ

تم نے ایک حبیب سے کیوں دل لگایا تھا
تم بیچ اپنے من کو کیوں روگ لگایا تھا
وہ تو ہرجائی ہے پیار کو بھنا نہ سکی
تو نے کیا سمجھ کر اس کو اپنایا تھا

درد بھرے اشعار

اب تو تم بھی عید کا چاند بن گئے ہو
یہ چاند تو ہرجائی ہے اکثر نظر نہیں آتا

یار تیرا حسن ایک مست میخانہ ہے

اُبھرتے ہوئے شاعر کے لئے ایم عارف کی پسندیدہ شاعری

غزل

میری داستان وہ سنا سنا کے روئے
میرے آوازے والے مجھے آواز کے روئے
کوئی ایسا دل ہو تیرے انجمن میں ساقی
میں اسے سنا کے روئے وہ مجھے سنا کے روئے
تیری بے وفائیوں سے تری کج ادائیگوں پر
کبھی سر جھکا کے روئے کبھی منہ چھپا کے روئے
مگر راستے میں وہ ملے تو ان سے کہنا
میں اداس ہوں اکیلا میرے پاس آ کے روئے
اس کی وفاؤں کی کیا مثال دلوں میں عارف
ہم اسے یاد کر کے روئے وہ ہمیں بھلا کے روئے

غزل

نہ جانے کیوں میرے دل سے تہائی نہیں جاتی
مجھے روٹی ہوئی تقدیر مٹانی نہیں جاتی
یوں تو گلشن میں بہت سے پھول کھلتے ہیں لیکن
مگر دل کی کھلی ہم سے تو لانی نہیں جاتی
آ جا کبھی اپنی وفا کا سمندر بن کر
ساحل کی ریت پر شمس تہرائی نہیں جاتی
درد دوتا ہے سینے میں بڑے ارمان کھلتے ہیں عارف
لیکن دل کی حالت تم کو بتائی نہیں جاتی

غزل

تجھے کیا بتاؤں میں کیا چاہتا ہوں
میں دل سے تجھے دلربا چاہتا ہوں
مجھے دوستوں سے محبت ہے لیکن
میں اپنا بھی تھوڑا بھلا چاہتا ہوں
خیالوں میں جس کو تراش ہے برسوں
میں اس بت کو پوچھنا چاہتا ہوں
مجھے ایم عارف اس نے کیونکر بھلا دیا
میں اس سے یہی پوچھنا چاہتا ہوں

غزل

ہماری راہ کی دیوار تک ہونا نہیں ہم کو
اگر ہم بوجھ بن جائیں تو پھر ڈھونڈنا نہیں ہم کو
ہماری خوشی ہے تمہاری آن پر مرنا
اگر ہم مر گئے تو دیکھ کے رونا نہیں ہم کو
دوبارہ جو آؤ گے دوبارہ محفل دیں گے ہم
مگر پھر دلوں کے شہر میں ہونا نہیں ہم کو
ہم تم زندگی میں زندگی ایک پار ملتی ہے
اگر مل جائے ہم تم کو پھر کھوتا نہیں ہم کو

غزل

ذوق تو جانا ہے حسرت سے کنارہ دیکھ لوں
اپنے گھر سے نکل کر اب شہر سارا دیکھ لوں
موت کو کو پھر جا منزل بڑی نزدیک ہے
جس کی خاطر تو ملی اس کو دوبارہ دیکھ لوں
سچ تو یہ ہے کون رکھے گا عمر بھر ہم کو
چند دن کا ہی اس بے وفا کا سہارا دیکھ لوں
پیار کیسا کھیل ہے دیکھوں تو اسے کھل کر
کس قدر ہوتا ہے باڑی میں خسارہ دیکھ لوں
اور بھی لوگ تجھے عارف میرے بازار میں
کس نے مجھے پیار سے پکارا دیکھ لوں
☆ ایم عارف

حب AVT

اس شہر میں کوئی بھی ہم شناس نہیں تیرا
میں پیاس آنکھوں کی بجھاؤں تو کس طرح
کسی کو بھلاتا اتنا آسان ہوتا اگر
تو ایک آنسو ہی کافی ہوتا گرانے کے لئے
میں اس کے سوا کیا کہتی کہ انتظار نہیں ہوتا
کسی دلیہ پر اکیلا جتا چراغ نہیں ہوتا
☆ عاشقہ ندیم

غزل

یہ نہ تجھ کا ٹھکانا ہوں تو بھول گیا ہوں تجھے
تیرے ہاتھوں کی ڈھبیرے ہاتھوں میں آج بھی ہے
یہ اور بات ہے مجھ جیروں نے نبھانے نہ دیا محبت
وہ مثال چٹائی میری وفاؤں میں آج بھی ہے
محبت سے بڑھ کر تم سے عقیدت ہے مجھے اے دوست
یوں مقام تیرا بلند ہے دوستوں میں آج بھی ہے
بڑا لمحہ زندگی میں کھیلنے لگیب ہوں تجھے
مثال تو میری زندگی کی وفاؤں میں آج بھی ہے
☆ ڈاکٹر محمد ایوب یوز-گوئد ذوالفقار آباد

غزل

اس کی نفرت بھی محبت ہو گی
میرے بارے میں وہ سوچے تو سہی
اس کا سب جھوٹ بھی سچ ہے محسن
شرط اتنی ہے وہ بولے تو سہی
☆ ڈاکٹر محمد رمضان انجم-بڑیہ شہر

غزل (نیم کے نام)

موت کے بعد دیکھا اسے بدلا ہوا تھا وہ
نجانے کیا حادثہ ہوا سہا ہوا تھا وہ
مجھے دیکھ کر اس نے چہرہ تو چھپا لیا
مگر آنکھیں بتا رہی تھیں کہ رویا ہوا تھا وہ
اس کی آنکھیں دیکھ کر محسوس ہوا مجھے
میری طرح کسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا وہ
اس کی سونے جیسی رنگت زرد پر مٹی جی
جیسے کسی کے پیار میں جلا ہوا تھا وہ
قربان جاؤں اس شخص پر میں کیف
یاد میں جس کی کھویا ہوا تھا وہ
☆ شہزاد سلطان کیف-الگویت

غزلیں نظمیں

غزل

کیا کیا نہ ہوئی مجھ سے خطا سوچ رہا ہوں
میں اپنے لئے آپ سزا سوچ رہا ہوں
کب شرف اجابت سے نواز دے گا دعا کو
انسان ہوں رکھتا ہوں تمنا میں کتنی
کب ہو گا چمن میرا یہ سوچ رہا ہوں
کیوں آج کا انسان ہے، انسان کے تابع
در پر میں خدا کے یہ کھڑا سوچ رہا ہوں
آتا ہے خوشامد کا طریقہ مجھے لیکن
ہو جائے نہ وہ مجھ سے نفا سوچ رہا ہوں
روسائے زمانہ ہوا کیوں آج مسلمان؟
کیا اس کے تہ کو ہو؟ سوچ رہا ہوں
بے بہرہ جذبات زمانے میں میری جاں
کیا ہو گا وفاؤں کا صلہ سوچ رہا ہوں
مر جاؤں میں ہنر پہ شان یہ میری
ہو جاؤں وطن پہ میں لدا سوچ رہا ہوں
موڈ آیا ہے اک شخص کو خط لکھنے کا شغف
اور بیٹھے ہوئے اس کا یہ سوچ رہا ہوں
☆ کاشف نیم-فتح جنگ

تم اداس نہ ہونا

میں تیرے تصور میں ہوں۔ میری ہر جگہ ہر
شام۔ فقط تیرے نام۔ میں لوٹ آؤں
گا۔ تم انتظار کر۔ تم اداس نہ ہونا۔
زندگی آج بھی تیری راہوں میں۔ میں
ہوں پر جلی تیری بانہوں میں۔ تم خود کو
سنہالے رکھنا۔ خزاں کی طرح بکھرنے
نہ دینا۔ میں آج بھی تمہارا ہوں۔ اور
ہمیشہ تمہارا ہوں گا۔ تم اداس نہ ہونا۔
میری ہر اک شام فقط تمہارے نام
☆ اے ڈی ناز-ساہیوال

پریشان ہوں

آج پھر موسمِ غم ہوا میری آنکھوں کی طرح
شاید کہیں بادلوں کا بھی کسی نے دل دکھایا ہو
گا
کاش کوئی ہم سے اتنا پیار تو کرتا
ہم جھوٹ بھی بولتے مگر وہ اعتبار تو کرتا
وہ ہے تو کئے تھے بہت اس نے
کاش ہے دل سے اقرار تو کرتا
میرے جاتے ہی وہ غیروں سے مل گیا
کاش وہ میرے لوٹ آنے کا انتظار تو کرتا
اپنی حالت کا اتنا بھی اندازہ نہیں مجھے
لوگوں سے سنا ہے پریشان ہوں میں
☆ محمد ارشد دلی-نہن

غزل

بجز کے ہوئے شعلوں کو ہوا میں نہیں دیتے
جاتے ہوئے لحوں کو صدا میں نہیں دیتے
مانا یہی فطرت ہے مگر اس کو بدل دو
بدلے میں وفاؤں کے جفا میں نہیں دیتے
مگر پھول نہیں دیتے تو کائنات بھی آؤست دو
مسکان نہ دینی ہو تو آج نہیں دیتے
تم نے جو کیا اچھا کیا ہاں یہ گم ہے
منزل نہ ہو جس کی تو وہ راہیں نہیں دیتے
یہ بار کہیں خود ہی اٹھانے نہ پڑے گل
اور وہ کو پھیلنے کی دنا میں نہیں دیتے
فانرہ بتول۔۔۔۔۔۔ محمد فضل جواد-کالاباغ

اے دل

اے کوئی ایسا ہے اس زمانے میں
مجھے سکون آئے جس کو چاہنے میں
بے شک میں در در بستیاں رہوں

اس صدم کو صرف پانے میں
میں آگ کے دیا گزروں بھی
اس کی ایک جھلک دکھلانے میں
وہ جہاں ہے میں حاضر ہوں
وہ بھی دیر نہ کرتے آئے میں
وہ پیار میں اگر کوئی تجھ کیسے
میں دیر نہ کروں لانے میں
میں اگر کہیں کہیں چلتے ہیں
وہ بھی دقت تیار ہو جانے میں
میرے اگر کہیں آنسو بہہ لگیں
وہ بھی روئے میرے آنسو بہانے میں
میں دل جگر اور جان سے چاہوں
وہ بھی کرے مثال نبھانے میں
اے دل کوئی ایسا ہے اس زمانے میں
☆ غلام قمر-پنڈی بھلیاں

اندھروں میں سہارا
رہا کچھ دکھ اٹھاتے ہو یہ تم اچھا نہیں کرتے
ہمارا دل جلاتے ہو یہ تم اچھا نہیں کرتے
کہا بھی قامت ہے۔ محبت ہی اسے رکھو
تماشا جو بناتے ہو یہ تم اچھا نہیں کرتے
اٹھاتے ہو فلک تک تم سر کھل نہیں لیکن
اٹھا کر جو گراتے ہو یہ تم اچھا نہیں کرتے
کوئی جو پوچھے لقمے سے کرشمہ کیا ہے اب مجھ سے
تو فلوں کو بھگاتے ہو یہ تم اچھا نہیں کرتے
کھرنے پر اندھروں میں سہارا دے تو دیتے ہو
مگر پھر چھوڑ جاتے ہو یہ تم اچھا نہیں کرتے
☆ انتخاب: خالد فاروق آسی-فیصل آباد
پتھر بنا دیا مجھے رونے نہیں دیا
دامن بھی تیرے غم میں بھگونے نہیں دیا
تجائیاں تمہارا پتہ پوچھتی رہیں
شب پھر تمہاری یاد نے سونے نہیں دیا

دل کو تہوارے نام کے آنسو غریب تھے
چلوں پہ کوئی خواب پروئے نہیں دیا
ناصر یوں اس کی یاد چلی ہاتھ تمام کے
میلے میں اس جہان کے کھوئے نہیں دیا
☆-----عابد قریشی-سایہ نوال

غزل

ابھی تو جھٹ سے تو بچ رہے گا
جہاں میں زندہ آخر بچ رہے گا
یہاں کر لو صداقت سے کنارہ
وگرنہ شور سا اک بچ رہے گا
بس اتنا جان رکھ انسان کے قاتل
لبو ہاتھوں میں تیرے رنج رہے گا
دفا کے نام سے اب ڈر لگے ہے
نہ ہو جس میں وفا وہ بچ رہے گا
جہیں میں قید کر لوں دل میں اپنے
اے جانان مجھ کو یہ لالچ رہے گا
☆-----بشیر بھادوال-نوشکی

غزل

ہم اہل وفا حسن کو رسوا نہیں کرتے
پردہ بھی اٹھے رخ سے تو دیکھا نہیں کرتے
کر لیتے ہیں دل اپنا قصور ہی سے روشن
موسیٰ کی طرح طور پہ جایا نہیں کرتے
رکتے ہیں جو اوروں کے لئے پیار کا جذبہ
وہ لوگ بھی ٹوٹ کے بکھرا نہیں کرتے
کہتی ہے تو کہتی رہے مغرور یہ دنیا
ہم مڑ کر کسی شخص کو دیکھا نہیں کرتے
ہم لوگ تو بے فوٹ ہیں بدنام ہیں لیکن
پاکیزہ جو لوگ ہیں کیا کیا نہیں کرتے
☆-----الیاس زری سروں لنگرہ

غزل

کانچ کا وہ در بہانہ مجھے اب تک یاد ہے
تیرا چپ چپ کے سکرنا مجھے اب تک یاد ہے
روز تیری جہ سے در سے کلاں میں جانا
تجسسی وہ بھی میرے پاس آتے

اور وہ ہر روز نیا نیک بہانہ مجھے اب تک یاد ہے
تجسسی وہ بھی میرے پاس آتے
☆-----ندیم بٹ-دتیال

غزل

جہیں یاد کروں ہمیشہ دعا کرتا
تجھے قسم ہے محبت کی ہمیشہ وفا کرتا
تیرے بغیر تو زندہ رہنا مشکل ہے
نہ ہم کو کبھی تم خود سے جدا کرتا
جو آئے تیرے دل میں میرے لئے نفرت
تو خدا سے میرے مرنے کی دعا کرتا
ہمارے دل میں تو چاہت ہے تہوارے لئے
ہم کو تو آتا ہے فقط تم سے محبت کرتا
آج بھی تجھے یاد کرتا ہے بہت دہائی
یاد کرتا رہوں ہمیشہ دعا کرتا
☆-----ریحان نیاز راہی-بستی رئیس بھورے خان

غزل

بہانے بہانے سے آپ کی بات کرتے ہیں
آپ سے ملنے کی فریاد کرتے ہیں
اتنی بار تو آپ سانس بھی نہ لیتے ہوں گے
جتنی بار ہم آپ کو یاد کرتے ہیں
☆-----الیاس عادل یعقوب-روایت

غزل

دنیا سے مجھے پیار تھا سب بھول چکا ہوں
اک شخص میرا پیار تھا سب بھول چکا ہوں
جتنی ہے مجھے پیار کے بدلے میں جہاں
جو بھی تیرا کردار تھا کی باتیں بھی عجیب ہیں
تجسسی لڑشیں، کبھی عجیب ہیں
کبھی دوریاں، کبھی مجبوریاں
یہ الجھنیں بھی عجیب ہیں
مشکلیں بھی عجیب ہیں
تجسسی وہ بھی میرے پاس آتے

خانہ دل کو جو وہ پیارے نہیں ملے
ہے وفاؤں میں بھلا کب وفا نہیں پاؤ گے
ون کو فلک ہے نور ستارے نہیں ملے
☆-----ذہیر علی اعوان-ہملٹ ٹونی شہر

غزل

میں نے کہا وہ ابھی تھا
دل نے کہا وہ دل کی لگی تھی
میں نے کہا وہ سپنا تھا
دل نے کہا پھر بھی اپنا تھا
میں نے کہا وہ اک پل کی ملاقات تھی
دل نے کہا یہ تو صدیوں کا ساتھ تھا
میں نے کہا یہ میری تار ہے
دل نے کہا آخر یہی تو پیار ہے
☆-----فاروق احمد شانی-چکوال

غزل

جب امیر ہوا کے ساتھ..... ابراڑتے ہیں
تو اقبال لگتا ہے..... کہ جیسے تیرا آئینہ
ہو میں لہر بارہا ہو..... ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
کے ساتھ ابراڑتے..... بہت سندر لگتے ہیں
اور ساں کو سجاتے ہیں..... طیور ان چمن
اس پیار بھرے موسم میں..... خوشیوں کے
گیت گاتے ہیں..... فاتحہ سرو کی شاخ
یہ بیٹھ کر زخمہ خواں ہوتی ہے..... ٹھنڈی
ٹھنڈی ہوا کے جھونکے..... جب آتے ہیں
تو سرو کی ڈالیاں جھومتی ہیں..... تو
مرغان چمن شاخوں..... بیٹھ کر جھومتے ہیں
☆-----مدثر ندیم مدثر-کیروال

غزل

وہ شخص میری زندگی میری جان بھی ہے
میری منزل میری شہرت میری شان بھی ہے
جسے برسوں سے میں نے سب سے چھپائے رکھا
میرے دل میں اس کے لئے ایک ارمان بھی ہے
اس کو بھول کر میں کیسے زندہ رہ پاؤں گا
اے چھوڑ کر میری زندگی کو نقصان بھی ہے

شام و صبح دیکھوں صرف اس کو ہی پاؤں
میرے دل کی گھڑی کا وہ سلطان بھی ہے
آنکھوں کے اشاروں سے ہزار بار حال دل کہا
شاہد میری محبت سے مدثر وہ انجان بھی ہے
☆-----مدثر علی مدثر-اکو پک

غزل

اس کی اپنی مرضی ہے جتنی بھی سزا دے
کنجری کے تاج بھیجنا دیتا ہے دل
دل سولی پہ چڑھاتا ہے یہ ٹوک چرائے
در در کی یہ ٹھوک لگا دیتا ہے دل
کہتے ہیں یہ سب آنکھوں کا گناہ ہے
ہو جائے ارادہ تو آنکھ جھکا دیتا ہے دل
پھرتے ہیں بچوں کی طرح عاشق
عافل کو بھی پاگل بنا دیتا ہے دل
کسی کو ساتھ بھانے کی تلقین کرے
کسی کو دور دور پٹا دیتا ہے دل
اس کے ہاتھوں جب تنگ ہو ہوا میوڑاں
پھر اس کا گھر بار لٹا دیتا ہے دل
دل کی گھڑی میں کوئی آتا کوئی جاتا ہے
کوئی آئے کوئی جائے بس ایسے سناٹا ہے دل
آباد نہیں ہوتے جن کو اجاڑا دل نے
ہر سمت ویران بنا دیتا ہے دل
کہتے ہیں مدارب سب اس کو دیکھنے والے
ایسا بھی تماشا بنا دیتا ہے دل
ہو جاتے جذبات سب ختم وفا کے
الے راہوں پہ جب چلا دیتا ہے دل
چھوڑ جاتے ہیں ساتھ بھانے والے
ان کی طرف جب پھر لگتا ہے دل
دل کے کہنے پہ کون چلتا ہے مست
بڑے بیڑوں کے سر جھکا دیتا ہے دل
خوشی محرومست..... قلعہ صحرے کو کھنکھرا-اکو پک

غزل

میرا دل میری جانی کا تم جشن مناؤ یارو
گھر مرا سامنے میرے ہی جلاؤ یارو
تم کو معلوم ہے اٹھے گا نہ قاتل میرا
دیر کیوں کرتے ہو میت کو اٹھاؤ یارو
ظلم کی حد سے گزر کر مجھے پتھر مارو
ہو سکے تو میری مٹی کو مٹاؤ یارو
دشمنوں نے جو جہاں ہے لہہ پر میری
وہ شمع آخری سب مل کے بجھاؤ یارو
☆-----سجاد حسن جھولے والا-ملتان

غزل

دل بھل جائے تو لوگ چھوڑ دیتے ہیں
کوئی اور دل جائے تو لوگ چھوڑ دیتے ہیں
چار دن کی چاندنی کا کیا کرتا

اک بادل میں احساس ہوا قاتل سے جانے کے بعد
روا میری عادت ہی بن گئی ہے تیرے جانے کے بعد
آج کچھ باہمی ای طرح آئی ہے تیرے جانے کے بعد
لوگ مجھے اک پاگل بنا دیتے ہیں تیرے جانے کے بعد
دوست بھی نہیں چھوڑتے ہیں تیرے جانے کے بعد
آہ ارمان دل بادل بھی رکھتے تیرے جانے کے بعد
ہم کچھ بھی نہ بھول پائیں گے تیرے جانے کے بعد
تیرے آنے سے ایک دن یہ دنیا چھوڑ جائیں گے
میری قبر کو کچھ سکون ملے گا تیرے آنے کے بعد
☆-----احمد دلی کورواٹانہ-گلزار نوال

غزل

ہو گئے جہان بچے بڑھی ہو رہی ہے ماں
بے چراغ آنکھوں میں خواب بوسہ ہے ماں
روٹی اپنے حصے کی دے کر اپنے بچوں کو
مہر کی چادر اوڑھے ہوئی سو رہی ہے ماں
سانس کی سریشیں ہے پھر بھی ٹھنڈے پانی سے
کتنی سخت سردی میں پکڑے ہو رہی ہے ماں
غیر کی شکایت پر پھر کسی شرارت پر
دار کر مجھے خود ہی رو رہی ہے ماں
☆-----بشیر سائلو اداس-لساں نواب

غزل

میری بربادی کا تم جشن مناؤ یارو
گھر مرا سامنے میرے ہی جلاؤ یارو
تم کو معلوم ہے اٹھے گا نہ قاتل میرا
دیر کیوں کرتے ہو میت کو اٹھاؤ یارو
ظلم کی حد سے گزر کر مجھے پتھر مارو
ہو سکے تو میری مٹی کو مٹاؤ یارو
دشمنوں نے جو جہاں ہے لہہ پر میری
وہ شمع آخری سب مل کے بجھاؤ یارو
☆-----سجاد حسن جھولے والا-ملتان

غزل

دل بھل جائے تو لوگ چھوڑ دیتے ہیں
کوئی اور دل جائے تو لوگ چھوڑ دیتے ہیں
چار دن کی چاندنی کا کیا کرتا

چاندنی دھل جانے تو لوگ چھوڑ دیتے ہیں
مستم تو کھاتے ہیں سدا ساتھ دینے کی
ذہن بدل جانے تو لوگ چھوڑ دیتے ہیں
آج کل کے لوگوں کا کیا مجھ پر
موسم بدل جانے تو لوگ چھوڑ دیتے ہیں
لوگ محبت کرتے ہیں مطلب کے لئے ایم ناز
مطلب نکل جانے تو لوگ چھوڑ دیتے ہیں
غلام مصطفیٰ ناز۔ مندرکار چھوڑ

کسی روز

درد کیا ہوتا ہے بتائیں گے کسی روز
کمال کی غزل تم کو سنائیں گے کسی روز
تھی ان کی خد کہ میں جاؤں ان کو مٹانے
مجھ کو یہ وہم تھا کہ وہ آئے گا مجھ بلانے کسی روز
اڑنے دو ان پرندوں کو آزاد فضا میں ساحل
تمہارے ہوں گے لوٹ آئیں گے کسی روز
رئیس ساجد کاش۔ سی خان بیلہ

رونے کا سلیقہ

ہاتھ خالی ہے تیرے شہر سے جاتے جاتے
جان ہوتی تو میری جان لوٹاتے جاتے
مجھ سے پہلے بھی مسافر کی گز رہے ہوں گے
کم از کم رک کے پتھر تو ہٹاتے جاتے
مجھ کو رونے کا سلیقہ بھی نہیں شاید
لوگ ہنستے ہیں مجھ کو دیکھ کے آتے جاتے
رئیس ساجد کاش۔ سی خان بیلہ

غزل (ایس کے نام)

میرے اشکوں کو پلکوں پہ چھپانا نہیں آتا
حصار ضبط سے مجھ کو ٹھکانا بھی نہیں آتا
گئے ہو ایسی رباہوں میں اکیلا چھوڑ کر مجھ کو
کہ جن پر ٹھیک سے مجھ کو تو چھپانا بھی نہیں آتا
مجھے لگتا ہے جیسے میں کوئی وہم کا سورج ہوں
کہ جس کو شام ہو جانے پہ ڈھلنا بھی نہیں آتا
تمہاری بے رخی اک دن انہیں برباد کر دے گی
جنہیں نظروں سے کر کر بھر چھپانا بھی نہیں آتا
ندرجے منتظر تیرے تو پھر تم اور کیا کرتے

ہمیں تیری طرح رستے بدلنا بھی نہیں آتا
یہ دنیا بھی جلاتی ہے انہی کو عمر بھر اجتم
کہ جن کو موسم کی صورت چھپانا بھی نہیں آتا
یعقوب انجم۔ محمد عمران بٹ۔ سہواہ

غزل

تم جو ہوتے تو مجھے کتنا سہارا ہوتا
میں نے اوروں کو نہ دکھ میں پکارا ہوتا
جس شدت سے وابستہ تھا تجھ سے میں
کس طرح بن تیرے گزرا ہوتا
ہم بیٹھ کے خاموشی سے رو لیتے
شام ہوتی کسی دریا کا کنارہ ہوتا
مجھ کو یہ سوچ ہی کافی ہے جلنے کے لئے
میں نہ ہوتا تو کوئی اور تمہارا ہوتا
علی رضا۔ حاصل پور

غزل

سمندر میں اترتا ہوں تو آنکھیں بھجک جاتی ہیں
آنکھوں کو پڑھتا ہوں تو آنکھیں بھجک جاتی ہیں
تمہارا نام لکھنے کی اجازت چھین گئی جب سے
کوئی بھی لفظ لکھتا ہوں تو آنکھیں بھجک جاتی ہیں
میں بس کے چھیل لیتا ہوں جدلی کے صدمے
کوئی چہرہ پڑھتا ہوں تو آنکھیں بھجک جاتی ہیں
لوگوں کے اونچے بدلنا اور سرد و خلوں کو میری جان
آنکھوں سے لٹکتا ہوں تو آنکھیں بھجک جاتی ہیں
بزرگوں موسموں کی کھربانی ہے میرے دل پر بلوچ
جب گزرتا ہوں تو آنکھیں بھجک جاتی ہیں
مدد حسین بلوچ۔ عارف والد

تیری چاہت میں سب کچھ گنوا دیا

تیری چاہت میں ہم سب کچھ گنوا دیا
اپنے ہی دل کو ہم آگ لگا بیٹھے
تم نے سمجھا ہم کو بے وفا مگر
وہ ہم ہی تھے جو تم سے دل لگا بیٹھے
کاش میں تم سے بھی دل نہ سکھاتا
تم سے دل لگا کر اپنا چین و سکون لٹا بیٹھے
ہم تو وفا شکن تھے چلو ہم ہی بے وفا

غزل

میرے سلوک سے دل چلتا ہوا دکھائی دے
رمانے میں سانس رکھی ہوئی دکھائی دے
کہاں کہاں میں دل لگاؤں گا
ہاں ہر طرف آگ ہی پھر دکھائی دے
اچھوڑتے رہے گوہر سمندروں میں
اپنے گھر میں کوئی چراغ نہ دکھائی دے
میں بھٹکا تو راہ راست پہ آؤں کیسے
پچھڑے ہوئے ساتھی مجھے منزل نہ دکھائی دے
اپنی وفاؤں پہ جن کو بڑا ہے ناز جاوید
وہ اگر ملے تو پہلی سی بات نہ دکھائی دے
محمد اسلم جاوید۔ فیصل آباد

غزل (بیربڑی)

ہم تم ہوں گے بادل کا
رقص میں اپنا قاتل ہو گا
ٹوٹی سڑکیں جل تھل ہوں گی
رستہ بھی سارا دلدل ہو گا
گوشت ملے گا مرغ کا روز کے روز اب
ہر دن بدھ اور منگل ہو گا
برہمنی ہوئی مہنگائی کے صدمے
گاڑی والا سانپ لپک پڑ ہو گا
اس تنخواہ میں اتنے بچے
جس کے ہوں گے پاگل ہو گا
ہم تم ہوں گے دنگل ہو گا
مہنگائی کا جنگل ہو گا
محمد آفتاب شاہ۔ دوکوٹہ

غزل

اپنی ہر اک مہاسل مجھ کو اٹھا لگنے لگی
زندگی درد و الم کا آئینہ لگنے لگی
گردش حالات نے اتنا دریا ہے کہ اب
ہر خوشی اپنی مجھے اک حادثہ لگنے لگی
ایک اک لمحہ صدی سے بڑھ گیا ہے دوستو
زندگی کی ہر گھڑی مجھ کو سزا لگنے لگی
اور تو کچھ بھی نہیں ان کی بغا سے یہ ہوا

چچی الفت بھی ہمیں مکر و دغا لگنے لگی
رہنماؤں نے بھی کی ہے رہنمائی اس طرح
اپنی منزل بھی مجھے اب راستہ لگنے لگی
وہ جو کہتا تھا کہ میری روح میں بسا ہے تو
گفتگو بھی مجھ سے اس کو ناروا لگنے لگی
زہر لگتے ہیں مجھے ہنستے ہوئے پیرے سلیم
مسکراہٹ دوستوں کی طنزیہ لگنے لگی
ایم شہزاد سلیم خاں۔ کلکتہ کے

مرا احساس مت چھینو!

وہ جذبے چھین لو مجھ سے۔ جو میری
روح، میرے انگ، میرے دل میں بستے
ہیں۔ جنہیں خود میں سمونے کے لئے سینے
ترستے ہیں۔ وہ لئے چھین لو مجھ سے۔
جو میرے ذہن کی تاریکیوں میں شمع روشن
ہے۔ مری خلوت کی خوشبو ہے، مری
یادوں کے گلشن ہیں۔ وہ چہرے چھین لو
مجھ سے۔ جو خال و دھنیں اب آئینے میں
میری صورت کے۔ جو ہر پہلو سے عکس
ضوفاں ہیں میری صورت کے۔ وہ
رشتے چھین لو مجھ سے۔ جو میرے ذہن و
دل میں روشنی کے جج بوتے ہیں۔ جو لوگ
رگ میں بوکی چاہے منسوب ہوتے ہیں
وہ آنکھیں چھین لو مجھ سے۔ جو میری
روح کا نوحہ ہیں۔ میری ذات کا لہجہ۔
جہاں ڈھلتا ہے آئینوں میں احساسات کا
لہجہ۔ وہ پتے چھین لو مجھ سے۔ جو ان
دیران آنکھوں میں ابھی تک جھلکاتے ہیں
ابھی تک سانس لیتے ہیں ابھی تک
مسکراتے ہیں۔ یہ سب کچھ چھین لو مجھ
سے۔ مگر۔ اے خالو! مجھ سے مرا
احساس مت چھینو۔ طلب کی آس مت
چھینو۔ جو میرے ضبط کی بچکان ہے وہ
پیارا مت چھینو۔ مرا احساس مت چھینو
مرا احساس مت چھینو

اسد علی ظفر۔ انجرا آرائیس

غزل

یہاں کوئی کسی کا یار نہیں
پیار پہ مجھ پر اعتبار نہیں
بہاروں کی کلیوں سے دوستی لٹ گئی
بلبل کو اب گلشن سے پیار نہیں
جس کی خوشبو، عمر بھر رہے
پھولوں کا ایسا نیا کوئی ہار نہیں
چند دلوں کی کرتے ہیں محبت
زندگی بھر چلنے کو تیار نہیں
کوئی یہ سوچ کر چھوڑ دیتا ہے
اس کے پاس بڑا کاروبار نہیں
دفا کے نام سے بھاگ جاتے ہیں لوگ
دنیا ہو دھوکہ تو افکار نہیں
الفت کے دو لفظ سمجھ سکے
عقل مند کوئی سمجھدار نہیں
کھا کر تفسیریں مکر جاتے ہیں
دغا ہی دغا کوئی دلدار نہیں
جن کے دلوں میں تھکتیں ہوں بچی
راہی مر جاتے ہیں ماستے ہار نہیں
رئیس محمد نیاز راہی۔ بستی ریش مجبور خان

یادوں کے میلے

تم بن۔ تم بن جیا جائے کیسے۔ کیسے
جیا جائے تم بن۔ صدیوں سے یہی ہیں
رائیں۔ صدیوں سے لہے ہوئے دن
آ جاؤ لوٹ کر تم۔ یہ دل کہہ رہا ہے
پھر شام تنہائی جاگی۔ پھر یاد تم آرہے
ہو۔ پھر جان لگتی ہے۔ پھر مجھ کو تڑپا
رہے ہو۔ اس دل میں یادوں کے میلے
ہیں۔ تم بن ہم بہت اکیلے ہیں۔ آ جاؤ
لوٹ کر تم۔ یہ دل کہہ رہا ہے تم بن جیا
جائے کیسے۔ کیسے جیا جائے تم بن
شاہجہان بروہی۔ گلشن۔ آدم کھنڈر

کوئی نام تو دیا ہوتا

یہ سب چھوڑ دیا تو نے کوئی الزام تو دیا ہوتا

میری خاموش محبت کو کوئی نام تو دیا ہوتا
میں سر کیوں نہ گیا تیری ناراضگی سے پہلے
مجھے چھوڑنا تھا تو کوئی لقب بدنام تو دیا ہوتا
عمر بھر کے لئے نہیں کہتا تھا کسی کہ میرا ساتھ دو
بس جینے کیلئے کوئی دلاسہ کسی شام تو دیا ہوتا
تمہیں پانے کی طلب میں کتنا رو یا دل بکھر
رات بھر جاگنے کی عبادت کا انعام تو دیا ہوتا
اگر ہم نہ تھے تیری وفا کے قابل اے میرے دوست
ہم سہی جاتے کوئی لاکے زہر کا جام تو دیا ہوتا
☆ مزل عارف - گوجر خان

قطعات

جانے والے تیری یادوں کو بھلا کر دیکھا
لوح دل سے تیرا ہر نقش مٹا کر دیکھا
ساری دنیا کو نظر آنے لگے تیرے نقوش
جب بھی آنکھوں میں کبھی تجھ کو چھپا کر دیکھا
☆ مزل عارف - گوجر خان

غزل

اے وقت ذرا ستم جا
مجھے یاد کسی کو کرنے دے
مجھے پیار ہے اک سنگ دل سے
جو کوئی بات مجھے نہ کرنے دے
نہ اپنے پاس وہ آنے دے
نہ خود سے دور وہ جانے دے
نہ دل کو اپنے پاس رکھے
نہ اور کسی کا ہونے دے
ہر وقت وہ مجھے یاد آئے
پھر دل سے اک آواز آئے
یہ کیسی چاہت ہے اس کی
تو جینے دے نہ مرنے دے
☆ ندیم جٹ - دتیاں

غزل

اداسیوں کا یہ موسم بدل بھی سکتا تھا
وہ چاہتا تو میرے ساتھ چل بھی سکتا تھا
وہ شخص تو نے جسے چھوڑنے میں جلدی کی
تیرے مزاج کے سانچے میں وصل بھی سکتا تھا
وہ جلد باز تھا ہو کے چل دیا ورنہ
تنازعات کا کوئی حل نکل بھی سکتا تھا
اتانے ہاتھ اٹھانے نہیں دیئے ورنہ
میری دعا سے وہ پتھر پکھل بھی سکتا تھا
تمام عمر اس کا منتظر رہا جٹ پاوا
یہ اور بات کہ وہ راستہ بدل بھی سکتا تھا
☆ ندیم جٹ - دتیاں

کاش تم وفا کرتے

کاش تم میرے ہوتے کاش اپنے
وعدوں کو تم وفا کرتے کاش تم اپنے
ارادوں کو مضبوط کرتے کاش تم میرے
دل کی دھڑکن نہ ہوتے کاش تم میرے
محبوب نہ ہوتے کاش تم میری مجبور نہ
ہوتے کاش تم میری چاہت نہ ہوتے کاش تم
میری سزا نہ ہوتے کاش تم میری جہان نہ
ہوتے کاش تم مجھے تنہا نہ کرتے
کاش تم میری زندگی نہ ہوتے کاش ہم
کبھی ملے ہی نہ ہوتے کاش یہ سچ ہوتا تو
ندیم آج اکیلے یوں اداس کبھی تنہا نہ ہوتا
☆ امداد علی عرف ندیم عباس تنجا - میر پور خاص

غزل

جب باغیں میری یاد کر کے رویا کر دے تم
نہ نیند آئے گی نہ چین سے سویا کر دے تم
اس وقت میری یاد تمہیں بہت ستائے گی
جب کسی سے آنکھ ملایا کرو گے تم
ترپے دل اور آہ بھی نہ نکلے زبان سے
چپ چاپ آنسوؤں کو بہایا کرو گے تم
جذبات میں آکر جلادی میری ساری یادیں

اب کس طرح جی تو بھلایا کرو گے تم
موت تو برحق ہے جدا کر کے ہی چھوڑے گی
وعدہ کرو میری قبر پہ آیا کرو گے تم
☆ الیاس - زرعی سروس، بکترہ
شہر بے وفا

اس شہر بے وفا سے جب بھی میرا گزر ہوا
پھر میرا ہر لمحہ آنکھوں میں بسر ہوا
یوں بدلے گا وہ مجھے یہ دم و گمان بھی نہ تھا
ہر دفعہ میری آنکھوں کے سامنے ناکا منظر ہوا
جب دیکھا کہ سنگ دہلیزوں کے پستے ہوئے عادی
آنکھوں میں میری پھر گہرا اک حسد ہوا
میرا دل آج بھی کہتا ہے وہ بے وفا نہیں سکتا
بس ذرا زمانے کی تکلیفوں سے اس دل کا پتھر ہوا
مجھے ان شبیوں سے اب کچھ لافاق نہ ہو گا عادی
بس تنہا چلتے رہتا اب میرا مقدر ہوا
☆ ایس عادل یعقوب - روات

غزل

پڑا جو شکل وقت تو ٹٹاں بھریں انہی لوگوں نے
ایمان تک دینے کے دُورے دے تھے جو لوگ
بن کر جڑی آج بیک رہے ہیں تیری گلیوں میں
کبھی سوئے چاندی کے خریدار تھے جو لوگ
اک نظر تجھے دیکھنے کے بعد پینے کی انگ کرنے لگے
کل تلک زندگی سے بہت ہی بے زار تھے جو لوگ
آج وہی شال ہیں میرے دہلیزوں کی مفت میں عادی
کبھی تجھ پر بہت ہی جاں نثار تھے جو لوگ
☆ ایس عادل یعقوب - روات

رات کب آتی ہے

کون کہتا ہے رات ہوتی ہے
میری اس بے بات ہوتی ہے
نظروں کا ہے بڑا فاصلہ درمیان
کب میری ان سے ملاقات ہوتی ہے
جوانی میں کر دیتے ہیں لوگ بدنام
تنہائی میں جب رات ہوتی ہے
درد جدائی میں نیند نہیں آتی

☆ ہے وہ اور وہ رات ہوتی ہے
صبح شام کی نہ رہی خبر جہاں ہم کو
کون کہتا ہے رات ہوتی ہے
رات وہ ہے جو ساتھ ہوتی ہے
☆ عبدالجبار جان مرادیاں

غزل

رہاؤ محبت کی دعا ساتھ لے جا
ٹوٹا ہوا اقرباؤ وفا ساتھ لے جا
اک دل تھا جو پہلے ہی تجھے سو بے دیا تھا
یہ جان بھی اسے جان ادا ساتھ لے جا
تجھی ہوئی راہوں سے تجھے آج نہ پہنچے
دیوانوں کے اشکوں کی گھٹا ساتھ لے جا
شمال سے سرا خون جگر تیری دتا میں
یہ کم ہو تو اب خون وفا ساتھ لے جا
ہم جرم محبت کی سزا پائیں گے تنہا
جو تجھ سے ہوئی وہ خطا ساتھ لے جا
☆ کریم کشی

میں کیا کروں

تیری صورت لگاہوں میں پھرتی رہے
عشق تیرا ستائے تو میں کیا کروں
کوئی اتنا تو آ کر بتا دے مجھے
جب تیری یاد آئے تو میں کیا کروں
میں نے خاک نشین کو بوسے دیئے
اور یہ کہہ کے بھی دل کو سمجھا دیا
آشیانہ بنانا مرا کام تھا
کوئی بجلی گرائے تو میں کیا کروں
حسن اور عشق دونوں میں تقریب ہے
کیا کروں میرا دونوں پہ ایمان ہے
خدا روٹھ جائے تو سجدے کروں
گر حرم روٹھ جائے تو میں کیا کروں
میں نے مانگی تھی یہ مسجدوں میں دعا
میں جسے چاہتا ہوں وہ بھی کو ملے
جو میرا فرض تھا میں نے پورا کیا
اب خدا ہی نہ چاہے تو میں کیا کروں
☆ رئیس محمد نیاز راہی - بسکی رئیس مجبور ہے خان

قطعات

محاس نہیں تیرے پیار جیسی کسی شرمیں
دل دکھانا گمانا ہے خدا کے امر میں
کیسے کر سکتا ہے مقابلہ کوئی تیرے محبوب کا مجروح
اتنی تو جال نہیں ہے آسان کے بھی قمر میں
☆

وہ جو ہنس کر غم کی سزا دیتے ہیں
زہر میں تھوڑا سا پیار دیتے ہیں
جب بھی نام آتا ہے ان کے دیوانوں کا ناصر
لوگ میری طرف اٹھائیں اٹھا دیتے ہیں
☆

چھوٹی تھی زندگی ارمان بہت تھے
ہم اس کے عاشق تھے مگر نادان بہت تھے
وہ بلا کے زہر چھانکنا چلی گئی مجروح
پڑی تھی لاش میری وہاں انسان بہت تھے
☆ محمد ناصر سلیم - SN - جھنگ

کس طرح

تجھ سے میں اپنا درد چھپاؤں تو کسی طرح
مجھونی ہنسی لبوں پر سچاؤں تو کسی طرح
دونوں کے درمیان ہے جب اجنبی فضا
اس کو غزل میں ڈھال کے گاؤں تو کسی طرح
رزم دینے لگے ہیں مجھے سانولے بدن
اور ارق دل سے ان کو سٹاؤں تو کس طرح
وہ کالج کا بدن ہے اور پتھر کی زد میں ہے
اس کو میں ٹوٹنے سے بچاؤں تو کس طرح
☆

میں اس کی نیند چھاؤں تو کس طرح
☆ مزل عارف - مندرہ

غزل

تم آگے تو میں جی اٹھوں گا
وگرنہ بستر سے جا لگوں گا
میں اپنے ہاتھوں سے برس کے اک دن
تمام شیشوں کو توڑ دوں گا
مرے لئے موت ہے یقینی
جو اس بلندی سے گر پڑوں گا
رانا چاہا مجھے غموں نے
تو مسکرانے کی ضد کروں گا
وفا تمہیں ہے عزیز سکتی
میں یہ حقیقت بھی جان لوں گا
کہ پانگوں کی طرح کسی دن
میں اپنی حالت پہ خود ہنسوں گا
جتنی ہے شہزاد وہ راہ میں نے
صدا مسافت میں ہی رہوں گا
☆ ایم شہزاد سلیم خاں - گلشن کے

ملنا

درد جگر ملے سکون نہیں ملتا
پھول گرنے کے بعد پھر نہیں کھتا
آج چھوڑ کے جا رہے ہو اتنا سوچ لو
دور جانے والا کبھی پھر نہیں ملتا
دکھ ہزاروں مل جاتے ہیں آسانی سے مگر
سکھ ایک بھی آسانی سے نہیں ملتا
دوستی میں چاہت میں جان لیتے ہیں بھی
محبت میں کوئی جان دینے والا نہیں ملتا
کبھی حسد کے پاس بھی پانی نہیں ملتا
لبلی تلاش میں رہے صدا گلشن کے
اور گلشن کو صدا لبلی نہیں ملتا
لٹانے والے لٹا دیتے ہیں اپنی جان کی کیلئے
ہزاروں ہمسفر ملیں گے تجھے ستر میں مگر
یاد رکھنا ہر مسافر خاں جیسا نہیں ملتا
☆ سلیم خاں - گلشن کے

غزل

بدنام زمانے میں محبت نہیں کرتے
دل والے تو دشمن سے بھی نفرت نہیں کرتے
ایک بار سے چاہا سدا اس کے رہے پھر
ہم لوگ امانت میں خیانت نہیں کرتے
تجہائی میں کر لیتے ہیں یاد آنسو بہا کر
ظاہر بھی ہم اپنی عبادت نہیں کرتے
وقت آنے پر معلوم یہ ہو جائے گا تم کو
ہم صرف دکھاوے کی محبت نہیں کرتے
لکھتے ہیں فقط اک تمہارے لئے غزلیں
ہر شخص پہ ہم ایسی عنایت نہیں کرتے
☆ شفا اللہ رانی - جلالپور، میانوالی

غزل

مجھے اجزا ہوا شخص ہر ایک کہتا ہے
کسی کو کیا خبر کیا ہے میری دیرانی کا سبب
نکھرا ہوں کیسے کوئی تو مجھ سے پوچھ
اور کیا ہے میرے دل میں پریشانی کا سبب
میں تو خوش تھا اسے ہر ایک قریب سے دیکھ کر
جدا ہوتی کیسے زمانے کی شیطانی کا سبب
میں تو وہ گل ہوں کاٹ لی ہوں شاخیں جس کی
کہا ہو مکمل اب بھاری کی جوانی کے سبب
بکھی ناز تھا مجھ کو کبھی مٹا اپنی جوانی پر
اب کمر ٹوٹ گئی ہے دم طغیانی کا سبب
☆ مڈھلی مڈھ - اگوپک

غزل

راہ وفا میں نکلے تلاش وفا تھی
چلی آؤ میرے پاس صدا تھی
دل نادان نے پیچھی وجہ بے وفائی کی
دل کو تسلی دی کہ یہ میرا خطا تھی
یاد نہیں اس کو گزرے جو دن ساتھ
بھول جانا شاید کہ اس کی ادا تھی
لونا جو بچیں دل کا آرام ہی گیا
یہ پیار بھی جانے کیسی با تھی
وہ آیا نہیں صدا سن کے میری
مثال جاناں..... کمال ہو تم کمال جاناں.....

شاید کہ اس کی راہ مجھ سے جدا تھی
وہ بن گیا کسی کا تجہائی میرا نصیب
طالب اس میں کوئی رب کی رضا تھی
☆ بد نصیب خورشید احمد - شیرپور

غزل

مجھ کو اس طرح سزا دینا
نام لکھ کر میرا مٹا دینا
جب آئے بہار کا موسم
پھول گلخان میں سجا دینا
پھر کوئی خواب دکھانا مجھے
پھر کوئی رزم تم نیا دینا
مجھ کو محروم دوستی رکھنا لیکن
☆ خود کو سنا سنی آوازی سا دینا
☆ رفاقت علی آوازی

قطعات

تیری محبت کو کبھی ناکام نہ ہونے دیں گے
تیری دوستی کو کبھی بدنام نہ ہونے دیں گے
میری زندگی میں سورج نکلے نہ نکلے
تیری زندگی میں کبھی شام نہ ہونے دیں گے
☆ چہرے پہ رونق تھی آشیانی کی
☆ آدھی چل پڑی زمانے کی
☆ کسی کو میری پریشانی کا دکھ نہ ہوا
☆ کیونکہ مجھے عادت تھی مسکرانے کی
☆ رفاقت علی آوازی

المیہ

تمہاری دلچسپی..... تمہاری پلٹیں..... تمہاری
آنکھیں..... تمہارا چہرہ..... تمہارے شانے
..... صراحی گردن..... کلائیوں میں کھٹکتے
..... سنکھن..... حنائی ہاتھوں کی انگلیوں کی حسین
پوریں..... کہ جن میں صندل مہک رہی ہے
..... یہ نرم سانسوں کی گشتا ہٹ..... قدم
..... اٹھاؤ تو دھڑکنیں..... ساتھ چھوڑتی ہیں.....
..... بدن کا ہرزو یہ قیامت..... نہیں تمہاری
..... مثال جاناں..... کمال ہو تم کمال جاناں.....

تمہارا سب کچھ حسین ہے لا جواب ہے.....
☆ پھر آئیں..... تمہارا کچھ بھی مرا نہیں ہے
☆ شہزاد سلطان کیف - الکویت

بدل گئے

موسم بدل گئے زمانے بدل گئے
لہو میں دوست پرانے بدل گئے
دن بھر رہے جو میری محبت کی چھاؤں میں
دھوپ ڈھلتی ہی وہ لوگ ٹھکانے بدل گئے
کل جن کے لفظ لفظ میں چاہت تھی نیا
لو آج ان لوگوں کے ترانے بدل گئے
ایک شخص کیا گیا میرے شہر سے
☆ جینے کے سارے ڈھنگ بہانے بدل گئے
☆ اب وہ وہ نہ رہا میں میں نہ رہا
☆ سارے ہی زندگی کے فسانے بدل گئے
☆ نیاز تنہا - پیل سکل

غم ملتے ہیں

جب پیار حد سے بڑھ جائے تو غم ملتے ہیں
اس لئے ہم ہر شخص سے بہت کم ملتے ہیں
زندگی کے سفر میں جو کبھی ساتھ ساتھ تھے
ہم سے آج وہ بھی نظریں چرا کر ملتے ہیں
☆ صنم جو وفاؤں کا ذکر کرتے تھے
☆ وہ بھی آج بے وفاؤں کی طرح ملتے ہیں
☆ وعدے وہ ملاقاتیں یاد کرتا ہوں میں
☆ جب دنیا سے چھپ چھپ کر ہم ملتے تھے
☆ ساتھ بھانے کا وعدہ تو کر لیتے ہیں دشمنی
☆ کبھی زندگی میں ایسے لوگ بھی ملتے ہیں
☆ سیف الرحمن دشمنی - گاؤں مقابر

غزل (این کے نام)

ہمیں یوں ہے دشمنی سے چھوڑ کر جانے والے
اپنا بنا کر کسی اور کے ہونے والے
ہم نہ بھولے تھے نہ بھولیں گے
ہم کو دل سے جدا کرنے والے
خدا کرے کہ خوش رہو زندگی میں
☆ ہمیں اداس تنہا چھوڑنے والے

یہ دنیا ہے خود غرض مطلب نکل جائے تو کہتے ہیں
یہ تو لوگ ہیں تنہا کہیں اور رہنے والے
☆ امداد علی عرف ندیم عباس تنہا - میرپور خاص

اعتبار تو کرتا

کاش کوئی ہم سے اتنا پیار تو کرتا
ہم بھوت بھی کہتے مگر وہ اعتبار تو کرتا
☆ وعدے تو کئے تھے بہت اس نے
☆ کاش سچے دل سے اقرار تو کرتا
☆ میرے جاتے ہی وہ غیروں سے مل گیا ندیم
☆ کاش میرے لوٹ آنے کا انتظار تو کرتا
☆ ندیم اقبال قریشی - بھریاروڈ

برسات

اک رات ہوئی برسات بہت
☆ میں رویا ساری رات بہت
☆ ہر غم تھا زمانے کا لیکن
☆ میں تنہا تھا اس رات بہت
☆ پھر آنکھ سے ایک ساون برسا
☆ جب سحر ہوئی تو خیال آیا
☆ وہ بادل کتنا تنہا تھا
☆ جو برسا ساری رات بہت
☆ ندیم اقبال قریشی - بھریاروڈ

غزل

تیری بانسوں کا سہارا ہو
برسات کا موسم پیارا ہو
ہاتھوں میں ہو ہاتھ اپنے
☆ نہر کا حسین ایک کنارہ ہو
☆ پریف فضا کا مدھوسی
☆ کوئی نکلا بادل آوارہ ہو
☆ فدا ہو جائیں ہم تم پر
☆ تیری آنکھ کا اشارہ ہو
☆ لینے ہوں تیری آغوش میں عارف
☆ بڑا روح پرور نظارہ ہو
☆ عارف شاہ - جہلم شہر

غزل

☆ غزل

فلک آئینوں کی کرچیاں اچھی نہیں لگتیں
مجھے وعدوں کی خالی سپیاں اچھی نہیں لگتیں
☆ گزشتہ رات کے رنگوں کا اثر دیکھو کباب مجھ کو
☆ کھلے انگن میں اڑتی تھیلیاں اچھی نہیں لگتیں
☆ دیکھا اجڑا گھر تھا جس کی چاہت کے سبب اب تک
☆ ہری سیلوں سے ابھی شبنمیں اچھی نہیں لگتیں
☆ دے پاؤں ہوا جن کے چرواہوں سے پہلے ہو
☆ مجھے ایسے گھروں کی کھڑکیاں اچھی نہیں لگتیں
☆ بھلے لگتے ہیں ہوا سے لڑتے بادیاں مجھ کو
☆ ہوا کے رخ پہ چلتی کشتیاں اچھی نہیں لگتیں
☆ یہ کہہ کر آج اس سے تعلق توڑ آیا ہوں
☆ مری جاں مجھ کو دشمنی لڑکیاں اچھی نہیں لگتیں
☆ کسی گھر میں رہن بہت رہے جو رات دن حجاز
☆ مجھے اکثر وہ کسی ہریاں اچھی نہیں لگتیں
☆ عیاد حسن بھولے والا - لہستان

میرے آنے کے بعد

☆ میرے آنے کے بعد آپ کو کچھ نہیں ہونے لگا
☆ تیرے گھر سے اب ہمارے قدم تھے تیرا دل ہونے لگا
☆ ہر بار تیرے نمبر کو انجینی سمجھ کر کاٹ دیتا
☆ خوبصورت چہرہ تیرا بے رونق ہونے لگا
☆ تیرے دل میں درد تو بہت ہوں گے اے جان
☆ پھر آپ کو اپنی غلطی کا کچھ احساس تو ہونے لگا
☆ لوگ تو محبت کے نام کو اپنی جان کہتے ہیں
☆ تجھے تو محبت کو بدنام کر دیا مجھے کچھ ہونے لگا
☆ میرے دل نے سوچا کہ تم بے وفا ہو رہے ہو
☆ اس وجہ سے ہمارا دل آپ کو بھول جانے لگا
☆ ایک دن آپ کو میری یاد ضرور آئے گی
☆ دیکھ اب بھول کے بھی تیرے نزدیک نہ ہونے لگا
☆ احمد دہلوی - لکڑیاناوالہ

دل لگی

☆ دل لگی تھی اسے ہم سے محبت کب تھی
☆ محفل غیرے ان کو فرست کب تھی
☆ ہم تھے محبت میں لٹ جانے کے قائل
☆ ان کے وعدوں میں وہ حقیقت کب تھی
☆ وہ وقت گزرا دی کے لئے کرتی تھی پیاری باتیں

☆ ورنہ میری خاطر اس کے دل میں چاہت کب تھی
☆ بہت روکا لیکن نکل آئے بکثرت آنسو
☆ ورنہ بزم یادیں آنسو بہانے کی اجازت کب تھی
☆ خدا جانے کس کی یاد ہوئی ہے وہ بے حال
☆ ورنہ میرے عشق میں اس کی ایسی حالت کب تھی
☆ ایسر سائلو اداس - لسان نواب

غزل (کسی اپنے کے نام)

☆ تیرا روتھ جانا میرا جینا حال کر گیا
☆ شکھ بھری زندگی کو عذاب کر گیا
☆ تیرے سنگ پیٹے تھے مگن مگن کر جام
☆ آج ساقی حساب میرا ہے حساب کر گیا
☆ تیری جدائی موت سے کم نہیں جانا
☆ اس لئے اہل کسی اور طرف نہ کر گیا
☆ خوش تھا جو شخص اک تیرے ساتھ
☆ شہر خاموشاں میں اپنا وہ گھر کر گیا
☆ کبھی آتے تھے خط اور فونو تیرے
☆ اپنی حسیوں کے ساتھ نہ جانے کہاں دفن کر گیا
☆ جب پوچھا طلیوں اور بھگری یاروں نے
☆ زبان بند رہی آنکھوں سے نہ نہ پیا را شاہد کر گیا
☆ خون جگر دے کر پالا تھا جسے ہم نے
☆ جاتے جاتے مجھے زہر دینے کا اہتمام کر گیا
☆ لاکھوں کروڑوں کا بلکہ انمول تھا میں
☆ تیرا لائق مجھے کوڑیوں کے دام کر گیا
☆ کون دیتا ہے کسی کے لئے جان اپنی اسے چاہا
☆ یہ کام بھی درد کا مارا سچا تیار کر گیا
☆ احمد دہلوی - سچا - جدہ

خطا معاف نہیں ہوتی

☆ ہم ہر روز روتے ہیں وہ آتے ہیں نہ جاتے ہیں
☆ شمع کی طرح پڑوانے کو ہر روز جلاتے ہیں
☆ راکھ بن کر ہم گرتے ہیں کچھ نہیں رہتا
☆ ویسے بھی یہ ظالم ہیں نہیں آکے اٹھاتے ہیں
☆ جب یاد ان کی آئے تو نیند نہیں آتی
☆ جب آتی ہے تو یونیوں میں جگاتے ہیں
☆ رینگتے ہیں کوڑیوں کی طرح راہوں میں دیوانے
☆ اچھے ہیں وہی جو پاؤں تلے آکر مر جاتے ہیں

لاوارث لڑکی

تحریر: حمیرہ سعد لاہور

میں اس کو تلاش کر کے رہوں گی وہ میری تلاش ہے میرا پیار ہے میرا سب کچھ ہے میں اس کے بغیر خود کو اکیلا تصور کرتی ہوں اور اسے اپنا ناہی میری زندگی کا مقصد ہے اور میں جانتی ہوں کہ میں اس کو اپنا لوں گی چاہے مجھے اپنا سب کچھ ہارنا ہی پڑے۔ پڑے میں پیچھے نہیں ہٹوں گی۔ ایک سنسنی خیز اور مچی کھائی۔



غزل (ایس کے نام)

دل کے موسم یوں ہی بدلا نہیں کرتے ایس
یوں ہی بدل کر برسا نہیں کرتے ایس
تجربا بھی رہنا پڑتا ہے راہ الہت میں کبھی
بے سبب خود کو یوں بھڑانیں کرتے ایس
کیوں چھپ کے روئے ہو ضرور سب نے کوئی
آنکھوں سے اشک بونہی دیکھا نہیں کرتے ایس
تجربا کا ناگ نہ ڈس لے شب تنہائی میں
اس قدر خود کو اکیلا نہیں کرتے ایس
رات ہے کرب میں سوئی ہوئی تم بھی سو جاؤ
تجربہ میں اتنا بھی جا کا نہیں کرتے ایس
☆..... زیرِ گل ایس۔ ہنسٹ ٹوپی

مجسمہ وفا

میری جان!..... تیری وفاؤں نے مجھے
مقروض کر دیا..... کیسے اترا پاؤں کا قرض وفا
میرے سستی ہی مٹ جائے..... مگر.....
مول وفا تو ادا پھر بھی نہ ہوگا..... تنگ جان
آپ کے نام لکھ دوں..... کیسا عجیب ہے ناں
مجھے میری وفا کیس..... بہت ادنیٰ لگتے
لگی ہیں..... کیونکہ..... تیری وفاؤں کی
شدت جو دیکھی..... مگر..... بد نصیب ہوں
ناں..... بہت رلاتا ہوں..... بہت تڑپاتا
ہوں..... بہت امتحان لیتا ہوں..... بار بار
آزماتا ہوں..... مگر جب..... آپ کو دیکھا
..... نہ آپ کے لبوں پر شکوہ..... نہ شکایت
..... آپ دیکھی کی دیکھی ہوتی ہیں..... اے
مجسمہ وفا..... مجھے بتا..... کیسے قرض وفا ادا
کروں.....
☆..... خورشید زوہیب۔ نکالیا زنگ



اس نے اندیشے دھو ڈالے کہا ہے محبت
ٹھک کر پلٹ کر سر ذرا سا غم کر لیا
زبان سے اس کی اپنی اہمیت کا اقرار ہی تو سناتا تھا
خوشی اتنی کہ آنکھ کو ذرا سا غم کر لیا

نہ اپنے پاس وہ آنے دے
نہ خود سے دور وہ جانے دے
نہ دل کو اپنے پاس رکھے
نہ بعد کسی کا ہونے دے
ہر وقت مجھے وہ یاد آئے
پھر دل سے اک آواز آئے
یہ کیسی چاہت ہے اس کی
جو جینے دے نہ مرنے دے
☆..... ندیم جٹ۔ دتیاں

غزل

نہ تجھ کو چھوڑ سکتے ہیں ترے ہو بھی نہیں سکتے
یہ کیسی بے بسی ہے آج کل رو بھی نہیں سکتے
یہ کیا درد ہے بل بل میں تڑپائے رکھتا ہے
تجربا یاد آتی ہے تو پھر سو بھی نہیں سکتے
چھپا سکتے ہیں اور نہ ہم دکھا سکتے ہیں لوگوں کو
کچھ دیا لایے ہیں دل پر جو ہم ہو بھی نہیں سکتے
یہ سوچا چھوڑ دوں مگر پرک گئے پھر سے
تجربہ پا تو نہیں سکتے مگر کھو بھی نہیں سکتے
ہمارا ایک ہونا بھی نہیں ممکن مگر زبانا
یہ کیا ظلم ہے آخر کہہ رہی بھی نہیں سکتے
☆..... شہزاد سلطان کیف۔ الگویت

غزل

اگرچہ تم سے جدا ہو کے بن برستا رہا
مگر یہ سچ ہے کہ دل چار کو ترستا رہا
بھلا تو بیٹھی تمہیں وقتی رافقوں میں مگر
میرا ضمیر مجھے ناگ بن کے ڈستا رہا
میں ایک ریت کے گھر میں خوش بیٹھی رہی
گزرنے والا ہر اک شخص مجھ پہ ہنستا رہا
میں سچ کی نام پہ مصلوب ہو گئی پھر سے
پر اب کی بار یہ سودا بہت ہی سستا رہا
میں جوڑ جوڑ کے قسمت کو شکل دیتی رہی
مگر یہ خاک ہمیشہ ہی دل شکستہ رہا
میں تیری چاہ میں برباد ہو گئی زبانا
مگر تو جہن سے اپنے گھر میں بستا رہا
☆..... شہزاد سلطان کیف۔ الگویت

غزل

مست تو وہ لعل جو تیری ذات سے ہے
تو خفا آخر میری کس بات سے ہے
تو بھی نہ الجھا کر مجھ سے اس طرح
جب تو اچھی طرح واقف میرے مزاج سے ہے
میں کیسے جی لوں تم سے روٹھ کر
جب میری ہر سانس وابستہ تیری یاد سے ہے
میرا تعلق جڑا ہے کچھ اس طرح تم سے اسحاق
جسے انسان کا رشتہ خود اپنے آپ سے ہے
☆..... محمد اسحاق خاٹکی۔ کوٹ بھزل

جانے کی ضرورت کی تھی

فاسلے اتنے بڑھانے کی ضرورت کیا تھی
تجھے مجھ سے روٹھ کر جانے کی ضرورت کیا تھی
اب جو مجھ سے روٹھ کر اداس رہے ہو
اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے
چھڑانے کی ضرورت کیا تھی
دنیا کب کسی کے غم کو اپنا غم سمجھتی ہے
تجھے اپنا غم دنیا کو سنانے کی ضرورت کیا تھی
میں آج تک اس بات کو نہیں سمجھ پایا
جب ساتھ تمہارے میں تھا
تو تمہیں زمانے کی ضرورت کیا تھی
☆..... ندیم جٹ۔ دتیاں

اے وقت ذرا رک جا

اے وقت ذرا تو ٹھم جا
مجھے یاد کسی کو کرنے دے
مجھے پیار ہے اک سنگ دل سے
جو کوئی بات مجھے نہ کرنے دے



اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں کسی سے مطابقت سے انشرا یا ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا

آہ میں نے کیا سوچا تھا اور میرے ساتھ کیا ہو گیا ہے۔ میں تو کبھی تھی کہ میرا جیون ہمیشہ خوشیوں میں بیٹے گا۔ میری زندگی میں خزاں نہیں آئے گی۔ کبھی مجھے تنہائی نہیں ملے گی۔ ہمیشہ پیار و محبت اور جاہت میرے ارد گرد گھور دھواں رہے گا۔ لیکن کچھ نہیں بچا ہے کچھ بھی نہیں میں ہوں اور میری تنہائی ہے لیکن اس کے باوجود بھی میں نے اپنی تلاش کو ختم نہیں کیا ہے کیونکہ میں اس کے بغیر رہ نہیں سکتی تھی وہ میرا پیار تھا وہ میری چاہت تھا وہ میرا سکون تھا وہ میری رگوں میں خون کی مانند گردش کرتا تھا۔ لیکن اب دل میں اس کے لیے کچھ بھی نہیں ہے ہاں اس کے باوجود بھی مجھے اس کو تلاش کرنا ہے کیونکہ میں نے بدلہ لینا ہے بہت غم کا بدلہ بدلہ لینا ہے کہ تم مجھے سکو گے اور نہ ہی مسکو گے میری زندگی برباد کر کے تم خوش رہو یہ کیسے ہو سکتا ہے جس آگ میں تم نے مجھے جلا رکھا ہے اور اس کی تیش لیے میں نہیں ڈھونڈ رہی ہوں ہاں وہاب میں تم کو ڈھونڈ رہی ہوں اور میں تم کو ڈھونڈ نکالوں گی ہاں میں ایک دن تم تک پہنچ جاؤں گی تو بھاگ لے کتنا بھاگتا ہے میرے میری نفرت تمہارا پیچھا کرتی رہے گی اور اس وقت تک کرتی رہے گی تو جب تک میرا ہاتھ تیرے گردن میں نہ ہو۔ لیکن میں تم کو حاصل کر کے ہی دم لوں گی تو کیا جانے میں نے تمہارے لیے کیا کیا زلیں دیکھیں ہیں تو چھپا بیٹھا ہے اس کا مجھ سے دل بھر گیا ہے اس کو کسی اور کی تلاش تھی۔

آہ وہ میری تلاش تھا لیکن اس کی تلاش کوئی اور تھی وہ کون ہے میں یہ بھی جان کر رہوں گی۔ زندگی صرف خوبصورتی کا نام نہیں ہے۔ دلوں کا نام بھی ہے میں خوبصورت بھی تھی اور دولت مند بھی۔ لیکن اس کے باوجود بھی اس نے مجھے خود

سے دور کر دیا تھا وہ چپکے سے کہیں غائب ہو گیا تھا اور ایسا غائب ہوا تھا کہ میں اس کی منتظر بن گئی تھی ہر روز اس کی راہیں دیکھا کرتی تھیں وہ میرے لیے کوئی غیر نہ تھا میرا شوہر تھا زمانہ سے ملکر لے کر میں نے اس سے شادی کی تھی لیکن اس نے مجھے دھیرے دھیرے نظر انداز کرنا شروع کر دیا تھا وہ کیا چاہتا تھا اس کی خاموشی کے پیچھے کیا راز تھا میں جان نہ سکتی تھی کیونکہ میں تو اس کے پیار میں ڈوبی ہوئی تھی اس کی ایک مسکراہٹ پر اپنا سب کچھ قربان کرنی جاری تھی اور اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میرے دل میں بیاد نہ تھا بہت تھا ایسا پیار جو شاید ہی کسی نے کسی سے کیا ہو لیکن شاید اسے مجھ سے بھی زیادہ کسی حسین کی تلاش تھی وہ حسن پرست تھا میرے اندر کوئی کمی محسوس کرنے لگا تھا لیکن کی ہوئی تو تب۔۔ اسے خوبصورتی سے پیار تھا مجھ سے شادی کرنا اس کا ایک مقصد تھا وہ مقصد میری دولت تھی جو میں نے اس پر بے دریغ خرچ کی اور ایسی خرچ کی اپنا سب کچھ اسی کے نام لگوا دیا۔

آج میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے مجھے اس بات کا دکھ نہیں ہے کہ میرے پاس اس نے کچھ نہیں چھوڑا۔ ادھ اس بات کا ہے اس نے مجھے چھوڑا کیونکہ دیا ہے میں نے اس کے لیے کیا کچھ نہیں کیا ہے۔ وہاب تم کو مجھ سے دے ہو۔ ایک ایسا زخم کا حساب دینا ہوگا مجھے ملنے والی تمام اذیتوں کا حساب دینا ہوگا میں تمہارے لیے کہاں کہاں تک نہیں گئی اس بات کا سبب دینا ہوگا اور یہ حساب میں تم سے لے کر ہی رہوں گی میں اپنی سانسوں کی ڈوری کو اس وقت تک ٹوٹے نہیں دوں گی جب تک تم کو پکڑ نہ لوں تم نے میرے سچے جذبات کی توہین کی ہے میری بے لوث محبت کو مذاق بنایا ہے اور بھلا میں کیسے نہیں معاف کر سکتی ہوں ہرگز نہیں۔ وہاب ہرگز نہیں تم یہ نہ بھنسا کہ میں بار جاؤں گی نہیں ہرگز نہیں بارتا میں نے سیکھا ہی نہیں ہے اگر بارنا سیکھا ہوتا تو تم کو کبھی بھی حاصل نہ کرتی تم کو کبھی بھی اپنے قریب نہ آنے دیتی میں بالکل تھی تمہاری جھوٹی محبت کو سچی محبت سمجھتی رہی اور تم تو۔۔ تم تو چہرے سے بہت معصوم لگتے تھے میں نے تو یہ سوچا بھی نہیں تھا کہ تمہارے اس معصوم چہرے پر کتنا گھٹنا و نا مسک چڑھا ہوا ہے۔ میں جان ہی نہ سکتی تھی کہ تمہارے دل میں کوئی فریب تھا تم میرے بن کر بھی میرے نہ تھے لیکن کوئی بات نہیں ہے میں تمہاری ایک ایک بات کو یاد رکھے ہوئے ہوں اور ایک ایک بات کا بدلہ لوں گی میرا بدلہ تم شاید برداشت نہ کر سکو گے۔ یوں سمجھ لو کہ ایک انتقام بن کر میرا تمہارا پیچھا کر رہی ہوں اور یہ پیچھا میں اس وقت تک کرتی رہوں گی جب تک تم کو تمہارے انتقام تک نہ پہنچا دوں ہاں وہاب میں ایب ہی کروں گی اور تم ایسے ہوتا ہوا دیکھو گے۔ میں نے ایک سردی آہ بھری اور اپنے پیچھے دیکھا میرے پیچھے گاڑیوں کی ایک لمبی قطار کھڑی تھی جو ہارن پر ہارن دیے جاری تھی اف۔ میں بھٹی اور اپنی گاڑی کو یز میں ڈال کر اسے تیزی سے چلانے لگی اور پھر مختلف سڑکوں پر گاڑی کو گھمانے کے بعد گھر کے گیران میں جا کر گاڑی کو روک دیا۔

میرے گھر میں مکمل طور پر سنسانیت چھائی ہوئی تھی صرف نوکر چاکر گھوم رہے تھے کوئی بھی اپنا نہ تھا میں نے اپنے مکان کی دروازوں کو کھلیں اور دیکھا تو کوئی سوچیں میرے دل میں جنم لینے لگیں ایسی ایسی سوچیں جو اس کوٹھی کے ساتھ منسلک تھیں میں نے یہ کوٹھی وہاب کی پسند کا تھا اس کو یہ کوٹھی بہت ہی پسند تھی اول روز ہی اس نے مجھے کہا تھا کہ سہما زندگی کی ایک بہت پرانی خواہش تھی کہ میں اس کوٹھی کا مالک ہوتا جب اس کوٹھی کو دیکھتا ہوں تو دل میں بہت سے ارمان پیدا ہوں اشرع ہو جاتے ہیں میں نے اسے اندر سے نہیں دیکھا ہے لیکن باہر سے ہی اسے دیکھ کر خیال ظاہر کرتا ہوں کہ جس قدر یہ باہر سے حسین ہے اس سے کہیں بڑھ کر یہ اندر سے حسین ہوگی۔ اس کی اس بات کو میں نے اپنے لیے باندھ لیا تھا اور یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ میں وہاب کی اس خواہش کو جلد پوری کرنے کی کوشش کروں گی اور میں نے ایسا ہی کرنا شروع کر دیا میں اس کے مالک سے ملی لیکن یہ چلا کہ اس نے اسے اپنے فروخت کرنے کے لیے خود اپنے لیے بنایا ہے اور بہت ہی شوق سے بنایا ہے اس کی بات سن کر میں بھٹی گئی لیکن میں نے اس کو مختلف باتیں کر کے پیسوں کا لالچ دے کر اس بات پر رازی کر لی اس لیے کہ وہ یہ کوٹھی فروخت کرنے پر مجبور ہو گیا کیونکہ میں نے اس کی لاٹ سے ڈبل پیسے دینے کی آفر سے

دے دی تھی اور یہ آفر وہ بھلا کیسے ٹھکرا سکتا تھا اس نے چند لمحوں کو سوچنے کے بعد رضا مندی ظاہر کر دی اور کہا میڈم سیما صاحبہ ہو سکتا ہے کہ اس کو فروخت کرنے میں کوئی بہتری ہو ایک شوق تھا اس کو بنا سنا ہو بنالیا اور شاید میری قسمت میں اس میں ہمیشہ کے لیے رہنا نہ ہے آپ کے آگے میں اب انکار نہیں کر سکتا ہوں اس نے کہا تو میں نے ایک خوشگوار سانس لی اور جلد کاغذات تیار کرنے کا کھڑک چل دی اور پھر دو چار دن کے اندر ہی وہ کوٹھی میرے نام ہو گئی میں نے یہی سوچا تھا کہ وہاب کو میں شادی کے دن گفٹ کروں گی اور پھر اس وقت اس کو جتنی خوشی ہوگی وہ میرے لیے بہت ہی اہمیت کی حامل ہوگی میں نے اس کوٹھی کو اندر سے پوری طرح دیکھا وہاب کا اندازہ درست تھا کہ یہ باہر سے اتنی حسین لگتی ہے اندر سے اسکو دیکھنے کا مزہ ایسا ہی اچھا ہوگا اس نے ٹھیک ہی کہا تھا واقعی اس کے اندر کی خوبصورتی باہر کی خوبصورتی سے کہیں بڑھ کر تھی۔ مجھے پڑھنے کا جنون کی حد تک شوق تھا اور اس شوق نے ہمیشہ مجھے اول نمبر پر رکھا اور میں یہی چاہتی تھی کہ کوئی مجھ سے آگے نہ نکل پائے میں نے کسی کو آگے نکلنے بھی نہ دیا تھا کبھی کیسے میں دماغ کی بہت تیز تھی جو سبق ایک بار یاد کر لیتی وہ ہمیشہ مجھے یاد رہتا تھا میری ذہانت کی ماما پاپا داد دیتے تھے میں برائمری سے مدد لے کر اس سے ہائی اور پھر کالج تک جا پہنچی۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ وہاب سے میرا رابطہ کیسے ہوا تھا وہ میرا کلاس فیلو تھا ہم دونوں ایک ہی کلاس میں پڑھتے تھے وہ سب سے منفرد اور پیارا تھا خدا نے اس کو انیٹل انسان بنا کر دنیا میں بھیجا تھا ایسا چہرہ میں نے اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ دیکھا تھا فاف اسے دیکھ کر ایک مرتبہ میں اپنا آپ ہی بھول گئی تھی یہ بھی بھول گئی تھی کہ کوئی مجھ کو عجیب سی نظروں سے دیکھ رہا ہے میری نظریں اس کے چہرے پر جم کر رہ گئیں وہ بھی میری نظروں کا میرے دیکھنے کا مطلب جان گیا تھا اس کے لبوں پر دھیرے سے مسکراہٹ نکھر کر رہ گئی اور یقیناً وہ مسکراہٹ میرے لیے بھی صرف میرے لیے اس کا مسکراتا بہت دلغزب تھا کالج میں میرا آج پہلا دن تھا اور پہلے دن ہی میرے دل کی دنیا بدل گئی تھی ایسی بدلی کہ میں نے بھی سوچا بھی نہ تھا نہ کوئی میری ابھی پہلی تھی ہی اور نہ کوئی جاننے والی تھی اس کالج میں موجودگی میں ایسی ہی تھی یہ کالج پرائیویٹ تھا اور شہر کا مہنگا ترین کالج تھا یہاں ہر کوئی اپنی گاڑی پر آتا تھا اور ہر کوئی اپنی مستی اپنی انامیں رہتا تھا میں نے ایک ہی نظر میں دیکھ لیا تھا کہ ہر کوئی دوسرے پر برتری حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور یقیناً سب کی نظریں مجھ پر جمی ہوئی تھیں کہ میں کیا چیز ہوں کتنے پانی میں ہوں کیسے آئی ہوں کس پر آئی ہوں اور میری مالی حیثیت کیسی ہے یہ باتیں میرے دل میں ان لوگوں کی باتوں سے گھونٹ لگیں اور پھر ایسا ہی ہوا شانہ نے سب سے پہلے مجھ سے دوستی کا ہاتھ بڑھایا اس کے ساتھ پانچ لڑکیاں اور بھی تھیں تقریباً یہ چھ لڑکیوں کا ایک گروپ تھا جو اپنی سیٹوں سے اٹھ کر میرے قریب آ گئی تھیں۔

شانہ نے چند لمحات تک مجھے غور سے دیکھا اور پھر مجھے شانہ کہتے ہیں اس کے نام شانہ کا مطلب میں جان گئی تھی کہ وہ مجھ سے میرا نام پوچھنا چاہتی ہے میں نے کہا میرا نام سیما ہے اور تعارف کے بعد میں نے اپنے بارے میں سب کچھ بتانا شروع کر دیا کہ میری اپنی فیکلٹی ہے جو میرے نام پر ہے اور پاپا اس کو چلاتے ہیں ایک خوبصورت کوٹھی ہے تین گاڑیاں ہیں ہر کسی کی اپنی اپنی گاڑی ہے اور اور۔۔۔ میں جان بوجھ کر کر گئی کہ اب دیکھتی ہوں کہ مجھ سے کیسا سوال کیا جاتا ہے میری باتیں سن کر سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور میں نے اندازہ لگا لیا کہ میرا پاپا ان سب میں بھاری رہا ہے میرے پاپا بینک میں پھر ہیں شانہ نے بتایا آسہ کے پاپا باہر ملک میں ہوتے ہیں فورین کے پاپا کا پاپا کاروبار ہے فزاکے تین بھائی باہر ہوتے ہیں عاشری کے پاپا کا ہوٹل ہے فائینسٹار ہوٹل اور نجمہ کے پاپا کی اپنی مارکیٹ ہے انہوں نے مجھے ایک ایک کر کے تعارف کروا دیا ہم سب کے یہاں بوائے فرینڈ ہیں فہد میرا بوائے فرینڈ ہے۔ سعد نجمہ کا بوائے فرینڈ ہے۔ زید نورین کا بوائے فرینڈ ہے۔ امل عاشری کا بوائے فرینڈ ہے۔ شازب فزاکا بوائے فرینڈ ہے۔ اور آسہ کا بوائے فرینڈ غم ہے۔ اور جہاں تک ہم نے تیری نظروں کا حال دیکھا ہے یقیناً تمہارا بوائے فرینڈ وہاب ہوگا۔ ان کی اس بات پر میں چونک پڑی کہ انہوں نے ایک منٹ میں جان لیا تھا کہ میں نے آتے ہی وہاب کا انتخاب کر لیا ہے میں کچھ کہنے والی تھی

کہ شانہ بول پڑی ایک بات کہہ دوں وہاب کے بارے میں بہت مختلط انداز میں آگے بڑھنا کیوں کہ ہم نے بھی اس کی ٹرائی کی تھی لیکن اسے ہم نے خود میں سے کسی بھی انٹرسٹ نہیں پایا یقیناً وہ نہیں اور لوکرنا ہوگا کیونکہ ہم نے اس کی نظروں اس کی سوچوں اور اس کی باتوں سے اندازہ لگایا ہے کہ اس کی سوچ کوئی پرہیز چہرہ ہے وہ حسن پرست ہے ماما پاپا کو اکلوتا ہے گھونٹنے پھرنے کا جنون کی حد تک اس کو شوق ہے اور رنگ رنگ کی تیلیں کے پیچھے جانا اس کی فطرت ہے بس ہم نے یہ ہی تم سے کہنا تھا کہ اس کا انتخاب کرتے ہوئے ہماری باتوں پر دھیماں ضرور دے کر رکھنا ورنہ ہو سکتا ہے کہ پچھتاوا تمہاری قسمت بن جائے اتنا کہہ کر وہ اپنی اپنی سیٹوں پر چلی گئیں۔

میں نے اپنے دائیں طرف لڑکوں کی سیٹوں کی طرف دیکھا وہ مجھے اپنی سیٹ پر بیٹھا ہوا دیکھائی دیا۔ وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ میں نے اس کا بھر پور جائزہ لیا دیکھنے میں وہ بہت ہی مصمم دکھائی دے رہا تھا اس کے چہرے پر ایک کشش تھی کوئی ایسی کشش جس پر کوئی بھی لڑکی فدا ہو سکتی تھی اور شانہ کی بات ٹھیک تھی کہ وہ سب بھی اس کے قریب ہوئی تھیں بھی اس کے چہرے کی کشش نے ان کو اس کے قریب کیا تھا لیکن انہوں نے اس کی حرکتوں کو دیکھ کر خود کو پیچھے ہٹا لیا تھا اس کی ایک وجہ بھی ہو سکتی تھی کہ وہ ان لڑکوں میں سے کوئی اپنے لیے جیون ساتھی چننا چاہتی تھیں جو وہ اس کے روپ میں نہ چن سکی کیونکہ وہ پوری زندگی رونا نہیں چاہتی تھیں ان کا راہیں بدل لینا اسی بات کی دلیل ہو سکتی ہے۔۔۔ میں نے بھی فیصلہ کر لیا کہ میں اس وقت تک اس کو دل کے قریب نہ ہوں دے دوں گی جب تک جان نہ لوں کہ وہ کیا چاہتا ہے اس کی سوچیں کیا ہیں کیا کوئی ایسی لڑکی ہے جس کے لیے وہ سوچتا پھر رہا ہو یہ باتیں میرے دماغ کے کئی گوشوں میں گھومتی رہیں کہ اگر ایسا ہو تو میں بھی شانہ لوگوں کی طرح اپنی راہیں بدل لوں گی اور اس کو اس کے حال پر چھوڑ دوں گی۔ بس آج کا دن ایسے ہی بیت گیا۔

میں رات بھر سو نہ سکی اسی کے بارے میں سوچتی رہی شانہ کی باتیں میرے دماغ میں گردش کرتی رہیں حالانکہ آج میرا پہلا دن تھا لیکن اس ایک دن میں ہی میں نے بہت کچھ اپنے نام کر لیا تھا نہ صرف وہاب مصمم اور حسین چہرہ بلکہ شانہ لوگوں کی باتیں۔ میں کسی گہرائی میں اترا جا چکی تھی کہ اس کی طرف بڑھوں یا رک جاؤں اگر آگے بڑھوں تو کہیں تنہا رہ جاؤں اور اگر پیچھے ہٹ جاؤں تو کہیں اس کو کھو نہ دوں۔ بس رات ایسے ہی بیتتی جا رہی تھی اور میں نے فیصلہ اس ایک رات میں کر لیا کہ میں اس پر نظر رکھوں گی دیکھوں گی کہ وہ کیا کچھ کرتا ہے کہاں کہاں جاتا ہے کس کس سے ملتا ہے اور کیا کیا کرتا ہے بس یہی ایک فیصلہ میں نے کر لیا اور مطمئن ہو کر سوئی دوسرے دن صبح ہی تیار ہو کر اپنی گاڑی نکالی اور کالج جا پہنچی وہ مجھ سے بھی پہلے کالج کے گیٹ پر دکھائی دیا اسے اتنی صبح دیکھ کر میں نے ارد گرد دیکھا کہ کسی کو دیکھنے کو یا ملنے یا پھر چھوڑنے تو نہیں آیا ہے لیکن ایسا کچھ بھی نہ تھا وہ اکیلا ہی تھا ہو سکتا تھا کہ مجھ سے پہلے وہ کسی سے مل چکا ہو یہ سوچ بھی میرے دماغ میں گھومی تھی لیکن میں نے اس سوچ کو اتنی گہرائی سے نہ لیا۔ ہائے سیما۔ اس نے مجھ سے دیکھتے ہی ہاتھ ہلایا تو میں نے بھی ہائے کہا۔ اور اندر کالج کی طرف چل دی میرا خیال تھا کہ وہ مجھے تنہا پرکا کر میرے پیچھے پیچھے آئے گا لیکن اس نے ایسا کچھ بھی نہ کیا وہ جہاں کھڑا تھا وہی کھڑا رہا میں نے چند لمحات تک اس کے آنے کا انتظار کیا لیکن جب وہ نہ آیا تو میں کلاس روم سے باہر نکل آئی اور سوچ لیا کہ وہ ضرور کسی کول کراؤنڈ آئے گا میں نے ایک کونے میں کھڑے ہو کر اس پر نظر رکھ دی اور جو وہ کرتا رہا دیکھتی رہی لیکن وہ کچھ بھی نہیں کر رہا تھا بس اپنی گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا اس کا دھماں ادھر ادھر چلتی ہوئی لڑکیوں پر بھی پڑتا تھا اور ہٹ بھی جاتا تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کو لڑکیوں کے آنے جانے سے کوئی غرض نہ تھی اگر ایسا کچھ ہوتا تو وہ کسی ایک کے ساتھ ضرور فری ہوتا۔ شانہ لوگ بھی اس کے قریب سے گزر کر آ گئیں لیکن وہ نہ آیا۔ آیا تو اس وقت جب کالج شروع ہو گیا۔ اور چپکے سے اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا لیکن بیٹھنے سے قبل اس نے ایک گہری نظر مجھ پر ڈالی تھی میں چونکہ اس کی ہی طرف دیکھ رہی تھی وہی وجہ تھی کہ ہماری آنکھیں چار ہوئی اور میں نے اپنا دھماں

ہنایا۔ آج کا دن بھی ایسے ہی بیت گیا میں نے اس میں ابھی تک ایسا کچھ نہ دیکھا تھا لیکن اتنا ضرور جان گئی تھی کہ اسے کسی کا انتظار تھا وہ کسی کا انتظار کر رہا تھا وہ کون بھی جس کا وہ انتظار کر رہا تھا میں بہت جلد جان جاؤں گی۔ میں نے یہ فیصلہ اپنے دل میں محفوظ کر لیا۔

دوسرے دن پھر کالج چاہتی لیکن وہ آج نہ آیا تھا بلکہ پورا دن ہی نہ آیا تھا اسے کیا ہوا تھا کوئی بھی نہ جان سکا تھا۔ اس کے نہ آنے سے آج پورا دن میں بورری نہ پڑنے کو دل چاہا اور نہ ہی کچھ کرنے کو بس یہی دل چاہتا رہا کہ میں بھی گاڑی پکڑوں اور چل دوں۔ لیکن ایسا کرنے کا مجھے کوئی بھی فائدہ نہ تھا۔ چند دنوں بعد ایک لڑکی کا چہرہ مجھے اس کے ساتھ دیکھا گیا۔ اسے دیکھ کر ہی میں چونک گئی کیونکہ وہ تو حسین تھی اور نہ ہی فیشن ایبل اور دیکھنے میں بھی سادہ سی کسی عام گھر کی لکڑی تھی۔ تھی تو وہ سوانوی سی لیکن اس کے چہرے کے نفوس شب بہت ہی جتنے تھے ایک کشش تھی اس کے چہرے پر جو دیکھنے والوں کو دوسری نظر ضرور دیکھنے پر مجبور کر دیتی تھی لیکن جہاں تک سینڈز کی بات تھی وہ اس میں نہ تھا یہ کالج کی بات نہیں ہے بلکہ بازار کی بات ہے میں بازار آئی ہوئی تھی کیونکہ کالج بند تھا چھٹی تھی اور اسے میں نے کالج کی دنیا سے ہٹ کر دیکھا تھا وہ دونوں ایک شاپ میں چلے گئے یہ کوئی پکڑے کی شاپ تھی جہاں وہ اس کو شاپنگ کروانے لگا۔ اف تو یہ بے ہوشی جس کی وجہ سے اس نے شاپ۔ عاشی۔ فزا۔ نورین وغیرہ کی محبت اپنانے سے انکار کر دیا تھا اس واقعہ نے مجھ پر گہرا اثر ڈالا لیکن شاید میں دل کے ہاتھوں مجبور ہو گئی تھی اس کا چھپا کرتے کرتے اس سے محبت کر رہی تھی ایک گناہ سی محبت تھا کہ دینے والی محبت نہ جسے نہ تو میں اپنا سکتی تھی اور نہ ہی چھوڑ سکتی تھی وہ کب تک بازار میں گھومتے رہے میں دیکھ نہ سکی دیکھنے کی ہمت نہ رہی اور گھر لوٹ آئی لیکن دل پر جو بوجھ تھا وہ کم نہ ہوا تھا بوجھ گیا تھا کچھ خاک ہو گیا تھا میں تو یہی چاہتی تھی کہ یہی دعائیں کرنی تھی کہ کاش شاپ لوگوں کی باتیں غلط ثابت ہو جائیں اور میں اس کو ہمیشہ ہمیش کے لیے اپنالوں لیکن آج میں نے اس کو اپنانے کا فیصلہ ختم کر دیا۔ مجھے بھی ایسا ہی کرنا تھا جیسے شاپ لوگوں نے کیا تھا۔ آج موسم بہت سہاں تھا میرا موڈ ہنا کہ آج کہیں دور بہت دور موسم کا انبوائے کرنے کے لیے جاؤں اتھے موسم۔ اچھی چیزیں۔ اچھے ہوٹل۔ اور اچھی جگہیں۔ میری یہ سب کمزوری تھیں۔ میں تیار ہو کر گھر سے نکل پڑی تو کرنے گاڑی کو اچھی طرح صاف کر دیا تھا۔ ماما کی نظریں مجھ پر تھیں مجھے دیکھتے ہی بولیں سیما بیٹی کہاں جانے کا ارادہ ہے میں ان کی بات سن کر بولی ماما۔ آج موسم کو انبوائے کرنے جاری ہوں کھانا وغیرہ میں باہر ہی کھا کر آؤں گی میری بات سن کر وہ بولی۔ ٹھیک ہے لیکن دھماں سے جانا تم گاڑی بہت تیز چلائی ہو تمہارے پایا کو تمہاری اس طرح گاڑی چلانا ذرا بھی اچھا نہیں لگتا ہے جانتی ہو تم ان کی آنکھوں کا تارہ ہو تمہارے علاوہ ان کو کچھ اور سوجنا بھی کچھ نہیں ہے ان کی باتیں سن کر میں ہنس دی اور کہا وہ ماما۔ اتنی بھی تیز نہیں چلائی ہوں یہ تو پایا بھی ناں۔ میں نے بات کو ادھر اسی چھوڑ دیا کیونکہ اگلی بات کو ماما کچھ بھی تھیں میں ان کی اکلوتی اولاد تھی اور میں جانتی تھی کہ وہ دونوں مجھ سے کتنا پیار کرتے تھے میرے ایک اشارہ پر دنیا کی ہر چیز میرے قدموں میں رکھ دینا ان کے لیے فخر کی بات ہوتی تھی میرے ناز و غرے دیکھ کر ان کو خوشی ہوتی تھی اور یہی وجہ تھی کہ میں خوش رہتی تھی جہاں دل کرتا چل دیتی چاہے میرا وہاں جانا پڑتا ہو یا وہاں ہوتا اور جہاں میرا جانے کو دل نہ کرتا میں نہ جانی چاہے وہ ماما پایا کے کوئی قریبی ہی کیوں نہ ہو تو لیکن اس کے باوجود بھی مجھے ذرا بھی نہ ڈانٹتے تھے۔ میرے دل پر ایک بوجھ تھا اس کو اتارنا چاہتی تھی۔

میں اپنے دماغ سے وہاں کی محبت کا بھوت اتارنا چاہتی تھی کیونکہ اس سے مل کر میں نے بہت کچھ سوچ لیا تھا شاپ کی باتیں غلط نہیں اس کی نظروں میں محبت نام کی کوئی بھی چیز نہ تھی حسن پرست تھا جہاں حسن دیکھتا تھا وہاں اپنے پرانے حسن کو بھول جاتا تھا اور پورا دن اسی کے ساتھ گزرتا تھا یہی اس کی زندگی تھی یہی اس کی سوجھیں تھیں یہی اس کی عادت تھی محبت کرنا شاید اس نے سیکھا نہیں تھا۔

وہ میری محبت سے بے خبر تھا وہ نہیں جانتا تھا کہ میں اس کو بہت چاہنے لگی ہوں دوسری لڑکیوں کی طرح وہ مجھے محض دل لگی سمجھ رہا تھا اور میں اس کے لیے دل لگی بن کر نہیں رہنا چاہتی تھی میں اس کے دل میں اتارنا چاہتی تھی اس کے دل پر اپنا راج کرنا چاہتی تھی لیکن ابھی تک ناکام ہو رہی تھی لیکن یہ ناکامی میرے دل تک محدود تھی وہ اس نے ابھی تک اپنے دل کا حال نہیں سنایا تھا اور ابھی سنا نا بھی نہیں چاہتی تھی کیونکہ اگر دل کی بات کو لفظوں کا نام دے دیتی تو شاپ۔ نورین۔ فزا۔ نجمہ۔ نوشی۔ عاشی۔ وغیرہ کی طرح مجھے بھی اس سے تنہائی ملتی تھی اور میں ایسا کرنا نہ چاہتی تھی سو دل پر جواس کی محبت کا بوجھ تھا جو جذبات تھے ان جذبات کو میں خود ہی سہار کرنا چاہتی تھی اس کے لیے مجھے تنہائی چاہیے تھی۔ اور یہ سہاں موسم میری تنہائی کا ذریعہ بن گیا میں گھر سے باہر نکل گئی میرا ارادہ آج ساحل سمندر تھا یہ ساحل سمندر ہی میری پسندیدہ جگہ تھی جب بھی دل کو بہلانا ہوتا تو میں یہاں چلی آتی تھی گو کہ یہ ہمارے گھر سے بہت دور تھا کافی رش سے گزر کر آنا پڑتا تھا لیکن میں یہاں آ جاتی تھی اور جب بھی آتی تھی تنہائی آتی تھی۔ آج بھی تنہائی کو اپنے ساتھ لیے ہوئے میں سمندر تک پہنچنے تک سفر کرتی جا رہی تھی لیکن میں محسوس کر رہی تھی کہ میں تنہا نہیں ہوں جس کو خود سے دور کرنے کے لیے وہاں جا رہی تھی وہ میرے ساتھ ساتھ تھا میری سوچوں میں موجود تھا میری نظروں کے سامنے تھا میں اس کے خیالات کو جھٹکنے کی کوشش کرتی لیکن ناکام رہتی۔

اف یہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ میں نے یکدم گاڑی کو بریک لگاتے ہوئے ایک جھٹکے سے سوچا سب کچھ جانتے ہوئے بھی میں اس کا سوجھی جا رہی ہوں کیوں ایسا کر رہی ہوں کیوں میں اس کو سوچوں سے دور نہیں کر پا رہی ہوں مجھے اس سے نفرت کیوں نہیں ہو رہی ہے میں اس سے نفرت کیوں نہیں کر پا رہی ہوں اس میں ایسا کیا ہے کہ جس نے مجھے بے بس کر دیا ہو اسے یہ ایسی سوچیں تھیں جنہوں نے مجھے ایک گہرا سانس لینے پر مجبور کر دیا۔ سامنے ہوٹل تھا میں گاڑی سے اتاری اور ہوٹل میں جا گئی وہاں ٹینڈا لایا اور چند لمحوں کے لیے ادھر ادھر دیکھنے کے بعد اس کی سوچوں سے جھٹکا رہا یا لیکن جب دوبارہ گاڑی میں بیٹھی تو اس کو اپنے ساتھ سو سفر پایا۔ عجیب سی الجھن کا شکار بنی ہوئی میں ساحل سمندر تک جا پہنچی وہاں آج موسم کے نظارے نے ساحل سمندر میں بیکھار رکھا تھا میں ایک طرف چلتی ہوئی ایک ایسی جگہ جا گئی جہاں کوئی بھی نہ تھا یہ جگہ میرے سکون کے لیے کافی تھی ایسی ہی جگہ کی مجھے تلاش تھی میں کرسی سے ٹیک لگائے سمندر کے اچھلتی پھلتی لہروں کو دیکھتی جانے لگی مجھے کسی کے اٹھتے ہوئے قدموں سے کسی کی موجودگی کا احساس ہوں لگاؤں لگاؤں میری طرف آ رہا ہو میں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ۔ وہ تھا ہاں وہی جس سے دامن چرانے کے لیے میں یہاں تک آئی تھی اس کو اپنے سامنے دیکھ کر میں چونک کر رہ گئی۔ اور مجھے کیا بات تھی کہ کرسی سے بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ آ۔ آ۔ آپ یہاں میں نے یہ لفظ ایسے کہے جیسے وہ مجھے صدیوں بعد ملا ہو حالانکہ وہ ہر روز ہی مجھے ملتا ہے ہر روزی کالج میں ہماری ملاقات ہوتی ہے۔ میری ذمہ دہ گالی ہوئی آواز سن کر وہ دھیرے سے مسکرا دیا۔ کیوں میرے آنے کا یقین نہیں آیا ہے آپ کو۔ ہاں ہاں وہ تو دیکھ رہی ہوں کہ تم ہی ہو لیکن یہاں اس سے قبل میں نے کبھی تمہیں دیکھا نہیں تھا کسی کیس کو ٹائم دے رکھا ہوا ہے یہاں کا میں نے بات کو بدل دینا چاہتا کہ وہ میرے دل کا حال نہ پڑھ لے میری اس بات پر وہ اسی انداز میں مسکرایا اور بولا وہ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ بد سے بدنام برا میرا تو ایسا حال ہے۔ کیا مطلب۔ میں نے حیرانگی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تو اس نے ایک سردی آہ بھری اور بولا۔

سیما۔ کالج میں بہت کچھ محسوس کرتا ہوں بہت کچھ سنتا ہوں لیکن چپ رہتا ہوں کیوں کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ میں کسی کی راہ میں دوبار بنوں۔ جولو کیاں میرے بارے میں کہتی ہیں وہ محض ایک مفروضہ ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ میں کالج میں اسی لیے بدنام ہوں کہ میں حسن پرست ہوں حسین لڑکیوں کے پیچھے بھاگتا ہوں ایسا کچھ بھی نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو پھر شاید میں کالج کی کسی بھی لڑکی کو معاف نہ کرتا سب کے ساتھ دل لگی جیسی محبت کرتا۔ ان کو اپنے پیار کے جال

میں پھنسا کر وہ کچھ کروا تا جو کہ آج کل کے لوگ کر داتے ہیں یعنی بلیک میل۔ میری ایسی کوئی بھی سوچ نہیں ہے میں ایک بہت بڑی ٹینشن کا شکار ہوں ایک ایسی الجھن میں پھنسا ہوا ہوں کہ کسی سے کچھ کہنے سے بھی ڈرتا ہوں میں کسی کی نظروں میں مذاق نہیں بننا چاہتا ہوں۔

وہ اس انداز سے باتیں کرنے لگا کہ میں حیران سی رہ گئی آج اس کے چہرے پر کوئی بھی شوخی نہ تھی اور نہ ہی کوئی ایسی بات کہ میں اسے کہہ سکتی کہ وہ کسی کو لائین مارنے آیا ہوا ہو۔ آج مجھے اس کے اندر ایک نیا انسان دیکھائی دے رہا تھا اس کے بولنے کا انداز بھی بدلا ہوا تھا۔ وہ میرے پاس بیٹھا نہ تھا بیٹھا بھی کیسے وہاں صرف ایک ہی کرسی تھی جس پر میرا قبضہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ سمندری پانی کے ساتھ ساتھ چلنے لگے میں بھی اس کے ساتھ ہو گئی حالانکہ میں ایسا نہیں چاہتی تھی لیکن اس کی چند باتوں نے میرے قدموں کو اس کے قدموں کے نشانوں پر چلانا شروع کر دیا۔ میں اس سے وہ کچھ سننا چاہتی تھی جو وہ شاید سننے کے موڈ میں تھا میں دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ کون سی ایسی الجھن کا شکار ہے کہ ٹوٹا ٹوٹا لگا رہا تھا۔ پندرہ دن میں آج پہلی دفعہ میں نے اس کو اس اداس روپ میں دیکھا تھا اور یہ روپ اس کا بہت ہی اٹکھٹا تھا یوں جیسے وہ کوئی آوارہ گرد انسان ہو بلکہ دکھوں کا ایک بہت بڑا پہاڑ ہو وہ اپنی سوچوں میں ڈوبا ہوا سمندر کی گیلی ریت پر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ہوا چلتا جا رہا تھا وہ مجھ سے کافی فاصلہ پر چلا گیا اور میں نے بھی اس کے قریب پہنچنے کے لیے اپنی رفتار کو قدرے تیز کر لیا تھا لگتا ہے آپ نے آج اکیلے ہی انجوائے کرنے کا ارادہ کر رکھا ہوا ہے میں نے جان بوجھ کر یہ بات کی تھی میں چاہتی تھی کہ وہ تھوڑی دیر تک جائے تاکہ میں اس تک پہنچ سکوں وہ میری آواز سن کر رک گیا۔ اور میں اس کے قریب جا پہنچی۔ ایک گہری نظر میں نے اس پر ڈالی اور کہا ہاں تم کچھ کہہ رہے تھے بات ادھوری ہی چھوڑ کر چلے آئے۔ میری بات سن کر وہ بولا۔ چھوڑو یا ر ایسی کہاں یاں نہ تو سننے کا کوئی فائدہ ہوتا ہے اور نہ ہی سننے والوں کو اپنی طرف یہ کہاں یاں مائل کرتی ہیں دور بہت فاصلہ جا رہا ہے ہر کوئی خوشیوں اور سکون کی بھاگ رہا ہے۔ افسرہ لوگوں کی زندگی محض ایک مذاق بن کر رہ جاتی ہے۔ آف اس کی اس بات پر کہتا ہوں کہ پوئیدہ تھا میں اندر سے ہل کر رہ گئی اور کہاں شاید واقعی دور بہت تیزی سے آگے بڑھتا جا رہا ہے لیکن ابھی ایسا بھی نہیں ہے کہ افسرہ مرجھائے اور نوئے لوگوں کی کہاں یاں مذاق ہوں ابھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو دکھوں کو قریب کے دیکھنے کی تمنا رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کوئی تو ایسا انسان ہو جس کے ساتھ کوئی دل کی بات کہہ سکے کوئی ایسی بات جو وہ اپنے دل میں لیے ہوئے کسی کو سننے کے لیے بے چین ہو اس کے ہونٹ وہ بات کہنے کے لیے کسی ایسے وجود کی تلاش میں ہوں جو اس کی گہرائی میں اترتا جاتے ہوں مجھ پر تم اعتماد رکھ سکتے ہو۔ گو میں ابھی تک تم کو اتنا نہیں جان پاتی ہوں کہ تمہارے اندر کیا کچھ ہے دکھ ہے سکون ہے یا پھر۔۔۔ میری بات سن کر وہ بولا۔ ہاں جانتا ہوں کہ تم کو کچھ آئے زیادہ سے زیادہ پندرہ دن ہوئے ہیں اور مجھے بھی پچھلے ماہ سے زیادہ عرصہ نہیں ہوا ہے۔ شبانہ نورین فزاعاشی وغیرہ یہ سب ایک ہی دن میں ایک گروپ کی شکل میں آئی تھیں یہ مجھ سے کچھ دن بعد آئی تھیں۔ بہت اچھی لڑکیاں ہیں ان کے دلوں میں محبت بھی ہے چاہت بھی ہے اور انہوں نے مجھ سے اپنے دل کی بات بھی دے لفظوں میں کی تھیں جس کو سن کر اچھا لگا تھا لیکن پھر وہ یکدم بدلنے لگیں ان کا بدلتا کوئی اہم بات نہ تھی کیونکہ ان کی اپنی زندگی تھی وہ کسی کا بھی انتخاب کر سکتی تھیں سو انہوں نے کر لیا میں نے ان کی باتوں کا کوئی زیادہ نوٹس نہ لیا اور پھر میں ہوتا بھی کون تھا جو ان کی ذاتی زندگی میں داخل انداز کرے۔

اس کی اس بات میں مجھے کچھ سچائی دکھائی دی تھی کیونکہ شبانہ نے بتایا تھا کہ وہ اس کی طرف بڑھی تھیں لیکن پیچھے ہٹ گئیں لیکن ان کے پیچھے ہٹنے کی وجہ اس کی وہ باتیں تھیں جو کوئی بھی پار کرنے والی برداشت نہیں کر سکتی تھیں میں نے کہا۔ ہاں شبانہ نے مجھ سے بھی ایسی ہی بات کی تھی کہ وہ تم کو پسند کرنے لگیں تھیں لیکن ان کی پسند ابھی انتہا کونہ پونجی تھی کہ وہ پیچھے نہ ہٹ پائیں انہوں نے تمہارے ارد گرد کے ماحول کو دیکھ لیا تھا تمہارے دل کو جان لیا تھا کہ تمہارے دل میں

وہ بات نہیں ہے جو وہ تم سے چاہتی تھیں۔

میری بات سن کر وہاں نے میری طرف ایک گہری نظر اٹھا کر دیکھا میں یکدم جھپٹ سی گئی لیکن پھر اپنے مخصوص انداز میں مسکرایا اور بولا ہاں شاید انہوں نے میرے اندر ایسی بات نہ دیکھی تھی جو وہ دیکھنا چاہتی تھیں وہ مجھے غلط سمجھنے لگی تھیں ان کے نزدیک میں محبت کرنے والا انسان نہیں ہوں اور مجھے بھی لگتا ہے کہ میں ایسا ہی ہوں ان کی بات میں صداقت ہے میں انسان کو اپنی اوقات دیکھ کر کچھ فیصلہ کرنا پڑتا ہے جو میں شاید پوری زندگی نہ پاؤں ہو سکتا ہے میں بھی کسی سے محبت نہ پاؤں۔ اس کی یہ بات سن کر میں جیسے اچھل ہی پڑی یہ اس نے کیا کہہ دیا ہے کیا اس کی اوقات نہیں ہے اس نے ایسی کیوں بات کر دی ہے حالانکہ کپڑوں سے چلنے پھرنے سے شخصیت سے وہ کسی بہت بڑے باپ کی اولاد لگتا تھا اور تھا بھی ایسا اپنی گاڑی پر اتنا تھا ہم لوگوں سے بڑھ کر انجوائے کرتا تھا لیکن پھر اس نے ایسا کیوں کہہ دیا۔ میں تمہاری بات کو سمجھ نہیں سکتی ہوں اور شاید مجھ میں اتنا دماغ نہیں ہے کہ میں دے لفظوں میں کہی جانے والی باتوں کو جان سکوں مجھے حکم کھانا ہوا کہ تم نے اوقات والی بات کیوں کی ہے میری بات سن کر وہ مسکرایا اور بولا۔ بہت جلد باز لڑکی لگتی ہو جو بات کئی سالوں سے میں کسی سے بھی نہ کہہ پائے کی ہمت نہیں کر سکا ہوں تم دونوں میں سننے کی خواہش کر دی مجھ میں اتنا حوصلہ نہیں ہے کہ میں یہ بات کہہ سکوں اور جانتا ہوں کہ جس دن بھی میں نے دل کی اس بات کو کہہ دیا اسی دن سے تم لڑکیوں کی نظروں سے اتر جاؤں گا میرا وہ مقام ختم ہو جائے گا جسے سب لڑکیوں کے دل میں ہے گو کہ وہ مجھے غلط انسان سمجھتی ہیں لیکن یہ نہیں جانتی۔۔۔۔۔ خیر چھوڑو۔ یہ موضوع پھر بھی ڈس کر لیں تم اپنی سناؤ تم نے اپنے بارے میں کچھ بھی نہیں بتایا ہے۔ اس کی اس پر میں ایک سردی آہ بھر کر رہ گئی وہ مجھے کوئی فنکار لگا تھا بات کرتے کرتے یکدم رخ بدل گیا وہ سب چھپا گیا جو اس کے دل میں تھا میں نے کہا۔ کیا جانا چاہتے ہو میرے بارے میں وہ مسکرایا بولا کچھ بھی اپنے بارے میں بتا دو۔ اور پھر میں نے اپنے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔

میں والدین کی اکلوتی اولاد ہوں کافی کشادہ برسنے ہے میرے پاپا کا زندگی کی ہر آرائش موجود ہے غربت کیا ہوتی میں نے صرف سنا ہے دیکھا نہیں ہے یوں سمجھ لیں میرا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جہاں منہ میں سونے کا چھپرے لے کر پیدا ہوتے ہیں بلکہ میں تو اپنے منہ میں بیرون کا چھپرے لے کر پیدا ہوئی ہوں جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے کہ آج تک کوئی بھی میری ایسی خواہش رد نہیں ہوئی ہے جو میں نے کی ہو۔ لاڈلی ہوں سے کے ساتھ ساتھ میں انتہائی ضدی بھی ہوں اور ایسی ایسی ضدیں لے کر پیچھے جاتی ہوں جو میرے لیے بعض اوقات نقصان دہ بھی بن جاتی ہیں لیکن خیر یہ تو چلتا جائے گا آؤ کچھ کھانی لیں چلے چلتے تھکن سی ہوں گے میں نے یکدم ایک طرف میلی سے اوپر سوچی ہوئی ریت پر اپنا رخ موڑتے ہوئے کہا کیونکہ اس طرف مجھے سامنے ایک ہوٹل دکھائی دیا تھا وہ میرے ساتھ ساتھ چلنے لگا اس کا مطلب ہے کہ تم ان لڑکیوں سے بھی دو ہاتھ آگے ہو۔ اس کی اس بات پر میں ہنس دی ہاں شاید ایسا ہی ہے لیکن اتنی بھی آگے نہیں ہوں کہ کسی کے ساتھ نہ چل سکوں۔ وہاں انسان چاہیے چھوٹا ہو چاہئے اسے کسی کے سہارے کی ضرورت ضرور ہوتی ہے ہر کسی کی اپنی کوئی ضرورت ہوتی ہے ضرورتوں کے مختلف نام ہیں۔ کوئی بھی انسان مکمل نہیں ہے سب ہی ادھورے ہیں اور سب ہی ایک دوسرے کے ساتھ چل کر خود کو مکمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں زندگی اسی طرح چلتی ہے اور چلتی جا رہی ہے ہم لوگوں کو گو کہ معاشی لحاظ سے کوئی بھی کمی نہیں ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم کو کسی کا سہارا نہیں چاہیے چاہیے اور ہر حال میں چاہیے وہ سہارا کسی بھی ہو سکتا ہے سہارے کے لیے کوئی بھی نام سامنے رکھنا پڑ سکتا ہے میری زندگی کوئی بور زندگی نہیں ہے اور نہ ہی ایسا ہے کہ میں ایک دن بھی بور ہوئی ہوں میرے دو کزن ہیں اوئیں اور عدیل جو میری بوریٹ کو ختم کرنے کے لیے ہر وقت میرے ساتھ ہوتے ہیں میرے پاپا دو بھائی ہیں تایا بڑے ہیں ان کی نین اولاد ہیں جن اوئیں عدیل اور تائیلہ ان کا ہمارے گھر آنا جانا لگا رہتا ہے ایک انجوائے ہم میں ہوتا ہے ایسا انجوائے نہ ہم لوگ اگر مل بیٹھ جاتے ہیں تو پھر اٹھنے کا

نام تک نہیں لیتے ہیں۔

میری بات سن کر وہ مسکرایا اور بولا دیری گڈ۔ اچھا لگا کہ تم کو اکیلے پن کا احساس نہیں ہوتا ہے ورنہ۔۔۔ وہ کچھ کہنے والا تھا کہ بول گیا ہماری باتوں کا سلسلہ کچھ ویر کے لیے رک گیا لیکن آج اس کی باتوں سے میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ جو کچھ ہم لوگ اس کو سمجھ رہے تھے وہ وہ نہیں تھا اس کے اندر کچھ اور ہے کوئی ایسی کہانی جو سناتے ہوئے وہ خوفزدہ ہو رہا تھا وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے اپنی کہانی سنائی تو پھر ہم سب کا ساتھ چھوٹ جائے گا وہ اکیلا رہ جائے گا اور شاید وہ اکیلا نہیں رہنا چاہتا تھا لیکن میں نے بھی دل میں تھاں لیا کہ میں اس سے اس کی کہانی سن کر رہوں گی چاہئے اس کے لیے مجھے کتنا ہی انتظار کیوں کرنا پڑے اس کی اصل وجہ میرے دل میں اس کے لیے چھپی ہوئی محبت تھی جو کبھی مجھے لمبے لمحوں پر چل کر سب کچھ ظاہر کر سکتی تھی میں اس کو اپنے لیے دل میں منتخب کر چکی تھی لیکن ابھی اتنی زیادہ نہ کی تھی کہ اس کے بغیر رہنا مشکل کر لیتی ایک حساب سے میں اس کے ساتھ چلنا چاہتی تھی ایسے حساب سے کہ وہ صرف میرا بن کر میرے ساتھ چلے کسی اور کا تصور وہ اپنے دل میں نہ لائے کچھ باتوں کا تو میں معلوم کر چکی تھی کہ اسے کالج کی کسی بھی لڑکی سے لگاؤ نہ تھا ہاں وہ شائنگ والی لڑکی۔۔۔ یکدم اس سانوئی لڑکی۔۔۔ ہونٹوں میں میٹھے میٹھے ہنسنے کی اس پر ڈر کر چھٹیڑا دیا۔ وہاب کیا تم نے کبھی کسی سے پیار کیا ہے میری اس یکدم کہہ دینے والی بات پر وہ چونکا چند لمحوں تک خاموش رہا پھر ایک گہری سانس لے کر بولا نہیں ایسا میں ابھی نہیں چاہتا ہوں تم نے وہ سوال کر دیا ہے جو میں کبھی جواب دینا نہیں چاہتا ہوں یہ محبت پیارا بھی میں خود کو اس قابل نہیں سمجھتا ہوں کہ میں کسی سے پیار کروں اگر ایسا کرنا ہوتا تو یا خود کو اس قابل سمجھتا تو شاید میں اپنی منزل بھول جاتا وہ منزل جو میرے لیے میرا مستقبل ہے یہاں محبت سے ہٹ کر میری کئی ایسی سوچیں ہیں جن کو پورا کرنا میں لازم سمجھتا ہوں اور ایسا کرنا ہی میرا مشن ہے مجھ پر مشق چلتی رہتی ہے لیکن جو زندگی کے پلان ہوتے وہ ہاتھ سے نکل جاتے ہیں۔ اف کتنی صفائی سے وہ بات کو بدل گیا تھا حالانکہ میں نے اسے خود اس سانوئی سی پرکشش لڑکی کے ساتھ شائنگ کرتے ہوئے اس سے باتیں کرتے ہوئے اس سے مسکراتے ہوئے دیکھا تھا اور وہ یہ کیسے کہہ سکتا تھا کہ وہ ایسا نہیں ہے اس کے جھوٹ سے میں چند لمحوں تک خاموش رہی اور پھر کہہ دیا یوں لگتا ہے کہ اس بارے میں جھوٹ کا سہارا لے رہے ہو۔ کیا مطلب۔ وہ میری بات پر اچھا۔ مطلب یہ کچھ دن پہلے میں نے تم کو کسی کے ساتھ دیکھا تھا کسی ایسی لڑکی کے ساتھ جو تمہارے ساتھ مسکراتی تھی بہت تھی ایک شائنگ پازہ میں شاید تم اس کو شائنگ کرانے لائے تھے۔ لگتا ہے ہم لوگ غلط موضوع لے کر بیٹھ گئے ہیں ہمیں اب چلنا چاہیے۔

وہ اٹھنے لگا تو میں نے اسے روک لیا اور یار بیٹھو تو سہی نہیں بتانا چاہتے تو نہ بتاؤ میں کون سا تم کو مجبور کر رہی ہوں بس ایسے ہی پوچھ لیا تھا دیکھا جو تھا سو پوچھ لیا اس میں موضوع کا غلط ہوا اچھا کیا بات ہوئی میری بات سن کر وہ بیٹھ گیا۔ لیکن اب اس کی باتوں کا انداز بدل گیا تھا وہ جو کچھ باتیں کر رہا تھا سب کی سب بدل گئی تھیں اس کے چہرے پر پریشانیوں دکھوں کے بادل ابھرے جا رہے تھے وہ بولا یہاں ہر کسی کے ساتھ چلنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا ہے کہ ان میں پیار کا چاہت کا رشتہ ہوتا ہے کوئی اور بھی رشتہ ہو سکتا ہے کوئی ایسا رشتہ جو شاید تمام رشتوں سے بڑھ کر ہو۔ وہ وری وہاب میں نے تمہاری دل آزاری کر دی ہے لیکن کہنا ضروری سمجھ لیا تھا کیونکہ جو بات دل کے اندر ہو اس کو زبان پر لا دینا چاہیے میری بات سن کر وہ بولا یہاں جیسا بھی ہوں پہلے ایک انسان ہوں اس کے بعد کچھ اور ہوں۔ میں نے بتایا ان کہ میری زندگی میں ایک کمی ہے بہت بڑی کمی ایسی کی جو پوری ہوتے ہوئے شاید میری زندگی بیت جائے میں وہ کچھ بھی نہیں بتانا چاہوں گا جو دل میں چھپا رکھا ہوا ہے تم بھی مجھے غلط سمجھ لو یہ تمہاری اپنی مرضی ہے لیکن میں بتاؤں گا نہیں۔ اس کی بات نے مجھے انھن میں ڈال دیا کہ ایسی کون سی بات ہے جو وہ مجھ سے تو کیا ہر کسی سے چھپانا چاہتا ہے اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے جو کچھ بھی ہے بتا دینا چاہیے۔ دیکھو وہاب میں جانتی ہوں کہ یہ تمہارا ذاتی فعل ہے لیکن کہتے ہیں ناں کہ دکھوں کو سناتے سے انسان کے

دل کا بوجھ ہٹ جاتا ہے اگر تم اپنے بارے میں کچھ بتاؤ گے دیکھنا جب ہم یہاں سے اٹھیں گے تم کافی حد تک فریخ ہو چکے ہو گے تمہارے دل پر جو بوجھ وہ ہلکا ہو چکا ہوگا۔ تمہاری سوچوں کا انداز بھی بدل جائیگا اور ہو سکتا ہے کہ میں اس سلسلے میں تمہاری مدد کر سکوں کیونکہ میں محسوس کر رہی ہوں کہ میں تمہاری مدد کر سکتی ہوں خواہ کیسی بھی کیوں نہ ہو۔ تم بس اپنی کہانی کی کو زبان پر لاؤ میں نے یہاں آتے ہی کہا تھا کہ مجھ پر اعتماد کر سکتے ہو جو بھی چاہتے ہو ناں کہ تمہاری یہ بات دل میں ہی دفن رہے تو میں اس کو اس کو سننے کے بعد دل میں دفن کر لوں گی کسی کو یہ بھی نہیں چلے گا کہ میرے دل میں تمہارا دیا ہوا کوئی راز موجود ہے۔

میں نے دیکھا کہ وہ ابھٹتا جا رہا تھا اور مجھ سے جان چھڑاتا چاہتا تھا لیکن میں پوری کوشش کر رہی تھی کہ وہ ہر بات مجھ سے کر کے جائے صرف اس کے دل کا بوجھ ہلکا ہوں سے والی بات نہ مگر بلکہ میرے دل پر بھی جو بوجھ تھا وہ بھی ہلکا ہو سکتا تھا یعنی میں اس کے ساتھ ساتھ اپنے دل کا بھی بوجھ ہلکا کرنا چاہتی تھی۔ ہاں وہاب بولو۔ کیا چھپا رکھا ہوا ہے اپنے دل میں۔ میری بات سن کر وہ بولا ٹھیک ہے یہاں میں تم کو بتاتا ہوں لیکن اپنی بات پر ثابت قدم رہنا کہ میری ہر بات کو اپنے دل میں دفن کئے رکھو گی تم نے اعتماد کی بات کی اسی لیے ان باتوں کو بتانے کی کوشش کرنے لگا ہوں جو سات سال سے میں دل پر بوجھ لیے ہوئے تم سب لوگوں میں چل پھر رہا ہوں۔ اس کی بات سن کر میں پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا ہاں ہاں میں اپنی بات پر ہمیشہ ثابت قدم رہوں گا اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ بات تمہارے لیے رسوائی بن جائے گی تو میں کبھی بھی رسوائی نہیں بننے دوں گی بس جو بھی دل میں ہے آج مجھے کہہ دو۔ میں تمہارے اعتماد کو کبھی نہیں توڑ دوں گی اور میری ایک عادت ہے جو کہتی ہوں کرتی ہوں تم سے بات کی پوشیدگی کا کہا تو اس کو پوشیدہ رکھوں گی چاہے مجھے اپنی جان سے کھینا بھی کیوں نہ پڑے۔

میری بات سن کر اس نے ایک سرد اور گہری سانس لی میں نے دیکھا کہ اس کی پکلیں بجھنے لگی تھیں اف میں کاپٹ اٹھی وہ تو رو رہا تھا ایسے جیسے کوئی بہت بڑے صدمے سے گزر کر آ رہا ہو۔ ہماری ٹیبل پر سگاری کا ساسنا چھا گیا میری پکلیں بھی بجھنے لگی تھیں میں کیوں رو رہی تھی یہ میں خود بھی نہ جانتی تھی لیکن اتنا جانتی تھی اسکے آنسوؤں میں میرے آنسو بھی شامل ہوتے جا رہے تھے۔ کئی لمحوں تک ایسی ہی کیفیت طاری رہی پھر وہ بولا۔ یہاں وہ لڑکی جس کو تم میرے ساتھ دیکھا تھا وہ نہ تو میری محبوبہ ہے نہ میری رشتہ دار ہے نہ وہ مجھ سے پیار کرتی ہے نہ میں اس سے پیار کرتا ہوں وہ میری مالک ہے میں ان لوگوں کا نوکر ہوں۔۔۔ کیا کیا۔۔۔ ایک کرنٹ سا مجھے لگا۔ ایسا کرنٹ کہ میں بس ایک کستہ کی کیفیت میں اسے دیکھنے جانے لگی وہ بھی یہ چند باتیں کہہ کر گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ اف اتنا بڑا بچ تھا جو وہ اپنے دل میں لیے ہوئے پھر رہا تھا آج میں نے جانتا تھا کہ اس نے کیوں کہا تھا کہ وہ کسی کے بھی پیار کے قابل نہیں ہے اور وہ ابھی کسی سے بھی پیار نہیں کرنا چاہتا ہے۔ کیا کہتا ہے تمہاری مالک ہے تم ان لوگوں کے ملازم ہو۔ ہاں یہاں یہی حقیقت ہے وہ میری مالک ہے میں ان لوگوں کے مکروں پر چل رہا ہوں۔

لیکن یہ شایاں لباس۔ یہ گاڑی۔ یہ وافر پیسہ وہاب کوئی بھی مالک کسی ملا۔ تم کو اتنی سہولت نہیں دیتا ہے اور پھر تم کیسے ملازم ہو کر نوکرین کرنے کے بجائے منگنے ترین کالج میں پڑھ رہے ہو۔ میری بات سن کر وہ بولا تم نے بات کا طنز مجھ پر بالآخر لگایا دیا۔ سوری سوری وہاب میرا کہنے کا مطلب کچھ اور ہے۔ تم نے غلط سوچ لیا ہے۔ نہیں یہاں میں نے کوئی بھی غلط نہیں سوچا ہے جو تمہارے دل میں دل تھا تم نے کہہ دیا ہے لیکن اب جب کہ پردہ اٹھ گیا ہے تو مجھے کوئی بھی شرمندگی نہیں ہے کیونکہ بات کہنے سے قبل میں نے یہ بات سوچ لی تھی کہ مجھے یہ سب کہنے کے بعد تمہاری نظروں سے گرنے بھی پڑیگا۔ اور شرمندگی چہرے پر سوار کر کے یہاں الگ الگ ہو کر جانا بھی ہوگا۔ تم نے سن کر جو محسوس کیا کہہ دیا لیکن یہاں یہی میری زندگی ہے میرا کوئی بھی اپنا نہیں ہے میرے ماما پاپا ایک کار حادثہ میں مر گئے تھے اور ان کو مارنے والا اس لڑکی کا باپ

تھاس کی گاڑی کے نیچے دونوں دب کر مرے تھے۔

یہ پانچ سال پہلے کی بات ہے اس وقت میں نڈل کلاس میں پڑھتا تھا یہ ایک انہوں ہی تھی جو ہم پر ہوتی۔ جس نے مجھے میرے اپنوں سے دور کر دیا۔ جس نے مجھے تنہا کر دیا۔ جس نے میری ہنسی کو مفلوج کر دیا۔ جس نے مجھ سے میری خوشیاں چھین لیں۔ جس نے مجھے ایک عام سا انسان بنا دیا مجھے ہر طرف اندھیرا سا دکھائی دینے لگا ایسا اندھیرا جس سے نکلتا میرے لیے بہت ہی مشکل کام تھا میں آنے والے وقت کے بارے میں سوچنے لگا کہ اب میں زمانے کے ساتھ کیسے چلوں گا کیسے زمانے کا سامنا کروں گا کیسے جوں گا۔ ابھی ایسا کچھ سوچ رہا تھا کہ ایک نہایت معتبر انسان میرے گھر کے دروازے کے سامنے آیا وہ ایک لمبی سی کار میں آیا تھا میں اس کو پہچان نہ سکا کیونکہ میں نے اس کو پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ وقار کا گھر یہی ہے اس نے تھی سی آواز میں کہا جی یہی ہے وہ میرے پاپاتھے میں نے بھی ہوئی آواز میں جواب دیا تو مجھے اس نے آگے بڑھ کر اپنے ساتھ چنایا۔ اور ایک گہری نظر میرے مکان پر ڈالی اور بولے مینا میں تم سے کچھ کہنے آیا ہوں۔ بلکہ تم کو لینے آیا ہوں تم کو میں نے کچھ کہنا ہے لیکن یہاں نہیں میرے گھر چلو۔ میں نے کچھ کہنا چاہا لیکن اس نے میری ایک بھی نہ سنی اور مجھے اسی حالت میں اپنے ساتھ گاڑی میں بٹھالیا گاڑی سٹارٹ کرتے ہی اس نے کہا مینا ان کی شاید اتنی ہی زندگی تھی وہ اپنی زندگی بہت کم لے کر پیدا ہوئے تھے یوں سمجھ لو کہ موت ان کو میری گاڑی کے سامنے لے آئی تھی میں نے بہت کوشش کی کہ وہ مرے سے میری گاڑی کے نیچے آنے سے بچ جائیں لیکن ایسا ہو سکا وہ سیدھا ہی میری گاڑی کے سامنے آ گئے۔ اس کی بات سن کر میں نے اس کو گہری نظروں سے دیکھا اچھا تو یہ صاحب ہیں جس نے میری زندگی کو تار یکبوں میں ڈالا ہے میری خوشیوں کو لوٹا ہے میری مسکراہٹوں کو چھپنا ہے میں صرف ان کو دیکھتا رہا۔ یوں سے کچھ بھی نہ کہہ سکا۔ اگر غلطی میری ہوئی تو شاید میں اس بوجھ تلے بھی بھی نکل پاتا لیکن اس کے باوجود بھی میں خود کو تمہارا مجرم سمجھتا ہوں جب سے یہ واقعہ بتا ہے میں ایک دن بھی سو نہ پایا ہوں یہی سوچتا رہا ہوں کہ جو میری گاڑی کے نیچے آئے تھے ان کے پیچھے کون کون ہے میں نے اس بات کو معلوم کرنے کے لیے اپنے نوکروں کو لگا دیا جس نے ہر طرح سے معلومات اکٹھی کر کے مجھے آج تمہارے گھر میں پہنچا دیا ہے مجھے بتا دیا گیا ہے کہ ان مرے والوں کا صرف ایک ہی بیٹا ہے جو نڈل کلاس میں پڑھتا ہے۔ اتنی بات کہہ کر وہ چپ ہو گئے میں ایک سرد آہ بھر کر رہ گیا اسے کہتا تو کیا کہتا میرے پاس کہنے کے لیے بچا ہی کیا تھا جو ہوں اٹھا وہ ہو گیا تھا اور اس بات کا مجھے بھی معلوم تھا کہ مہاپاپا کی اپنی غلطی تھی وہ اپنی غلطی سے مرے تھے ان کو ہوش سے کام لینا چاہیے تھا۔

مینا میں تم کو ویسی ہی زندگی دینا چاہتا ہوں جیسا تم جینا چاہتے ہو۔ تم پڑھنا چاہتے ہو تم پڑھتے ہی رہنا جو کچھ تم بننا چاہتے ہو میں تم کو بناؤں گا۔ بس میرے گھر میرے گھر میں رہ کر میرے دل کا بوجھ ہلکا کرتے رہنا مجھے اس احساس سے باہر نکالنا کہ میری وجہ سے تم تنہا ہوئے ہو۔ ایسی ہی باتیں کرتے ہوئے وہ ایک کوٹھی کے سامنے جا کر بہت خوبصورت ان کی کوٹھی تھی دیکھ کر دل راضی ہوتا تھا لیکن میں نے محسوس کیا کہ صرف وہ ہی مجھے اپنا سمجھتے ہیں ان کے گھر والوں کو میری زندگی سے کوئی بھی لگاؤ نہ تھا انہوں نے مجھے سکول میں داخل کروا دیا اور پھر کیا زندگی کا سلسلہ ان کے گھر چل نکلا ان کی تین بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں میرا ان کے گھر میں ایک کمرہ ہے جو نوکروں میں ہے ان کے علاوہ سب کی نظروں میں میں ایک نوکر ہوں اور مجھ سے گھر میں نوکر کو سا کام بھی لیا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی وہ صاحب میرے ہر کام کو آسان کرنا چاہتے ہیں ان کے دل میں میرے ایک درد ہے ایک بوجھ ہے میرے اکیلے پن کا میری تنہا زندگی کا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ میرے لیے ایک فرشتہ ہیں انہوں نے مجھے وہ سب کچھ دے رکھا ہوا ہے جو اپنے سگے کو دیتے ہیں لیکن یہ سب گھر سے باہر ہوتا ہے ہر چیز مجھے گھر سے باہر ملتی ہے گاڑی گھر کے اندر رکھ سکتا ہوں انہوں نے مجھے ایک کمرہ لے کر دے رکھا ہوا ہے جہاں میں نے اپنا سامان رکھا ہوا ہے میرا اپنا مکان نہیں رہا ہے میں نے اپنے گھر جانے کی زحمت ہی نہیں کی تھی مکان کیسے

رہتا بس کوڑیوں کے بھاؤ میں نے اسے بیچ دیا تھا۔

سہ ماہی پانچ سال سے میں ان کے گھر میں ایک نوکر کی حیثیت سے رہ رہا ہوں اور ان کی بیٹیاں اور بیٹے یہ سب مجھے ایک نوکر ہی سمجھتے ہیں ان کو میری جتنی ہوئی زندگی سے نہ کوئی لگاؤ ہے اور نہ ہی میری خوشیوں سے سرور کا ہے وہ اپنی مستی میں ڈوبے ہوئے اور میں اپنے کاموں میں لگا ہوا ہوں۔ میری زندگی کا مقصد لڑکیوں سے پیار نہیں ہے اور نہ ہی میں نے آج تک ایسا بھی سوچا ہے اور ابھی سوچنا بھی نہیں چاہتا ہوں میرے سامنے ایک لمبی زندگی پڑی ہے میں اپنی اس زندگی کو آسان کرنا چاہتا ہوں ایک منزل میں نے بنارکھی ہے جو تک مجھے پہنچانے ہے یہ ایک راز تھا جو میرے اور اس فرشتہ صفت انسان میں ہے جو ابھی تک راز ہے انہوں نے کسی بھی موڑ پر مجھے غیر نہیں سمجھا ہے اب بھی ایسا ہی ہے لیکن میں محسوس کر رہا ہوں کہ وہ بہت جلد مجھ سے جدا ہوں گے والے ہیں وہ بہت جلد وہ میری زندگی سے جانے والے ہیں ان کے جانے کے بعد شاید ان کے جانے کے بعد میری زندگی ایک مرتبہ پھر تار یکبوں کا شکار ہو جائے میں اپنی منزل تک پہنچنے پہنچنے پیچھے جھٹ جاؤں۔ ان کو کینسر ہے ڈاکٹروں نے ان کو علاج کہہ دیا ہے اور وہ خود بھی کہتے ہیں کہ میں کسی بھی دن اس زندگی سے منہ موڑ جاؤں گا کبھی وقت یہ لچک سکتا ہے کچھ پیسے انہوں نے میرے اکاؤنٹ میں جمع کرادیے ہوئے ہیں جو میری خواہشوں کو پورا کرنے کے لیے شاید کافی ہیں لیکن مجھے ان دنوں ان کے علاوہ کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا ہے میں چاہتا ہوں کہ ان کا سایہ ہمیشہ میرے سر پر قائم رہے۔

اپنی کہاں ہی سنا کر اس نے ایک سرد آہ بھری اور بولا سہ ماہی تم خود بتاؤ کہ میں ایسا انسان ہوں جو آپ جیسے لوگوں کے ساتھ چل سکے نہیں ہرگز نہیں میں کالج کا ماحول دیکھتا ہوں سوچتا ہوں کہ مجھے کسی عام سے کالج میں پڑھنا چاہیے جہاں میری سوچیں ان لوگوں جیسی بن جائیں جو میرے جیسے ہوں لیکن اس نیک انسان نے ایسا بھی نہیں ہوں دے دیا ان کی یہی خواہش ہے کہ میں ان جیسا ماحول لے کر آگے بڑھوں۔ اور میں ان کی امید کو ساتھ لے کر چل رہا ہوں میں کوئی فضول خرچ انسان نہیں ہوں جو انہوں نے میرا بچہ لگا رکھا ہوا ہے میں اس پر ہی چلتا ہوں۔ جب تک ان کی زندگی ہے میں ان کے ساتھ رہوں گا اس کے بعد میں اپنی اصل زندگی کی طرف چل دوں گا کوئی ایسی بلانگ کروں گا جو مجھے بہت اچھے مقام تک لے جائے اور یہ کام مجھے کرنا ہے میں نے کچھ بتا ہے کچھ کرنا ہے کچھ کر کے دکھانا ہے بس اتنی ہی میری زندگی ہے یہی میری کہاں کی ہے یہی میری حقیقت ہے۔ اب مجھے تمہارے سامنے بیٹھے ذرا بھی شرمندگی کا سامنا نہیں ہو رہا ہے کیونکہ جو راز تھا وہ میں نے کہہ دیا ہے اور اس امید کے ساتھ کہہ دیا ہے کہ تم اس کو اپنے دل میں دفن کر لو گے۔ سہ ماہی چاہتا ہوں کہ تم میری اچھی دوست بن جاؤ۔ دیکھو میں تمہاری دوستی کے قابل نہیں ہوں لیکن اتنا جان گیا ہوں کہ تمہارے دل میں دھبی لوگوں کے لیے دل کے کسی نہ کسی کونے میں درد ضرور ہے اور جو دنوں میں کسی کے لیے درد رکھتے ہیں ان کی مثال ایک تھکے ہوئے ستارے کی مانند ہوتی ہے جو کبھی بھی نہیں بجھتا چمکتا ہی رہتا ہے۔ اس کی باتیں سن کر میں نے ایک سرد آہ بھری گئی مرتبہ ہم نے باتوں میں کوک اور چائے پی لی تھی۔ میری نظریں اس کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں جو افسردہ سا تھا دیکھنا تھا میں آج اور کل کا تناسب کرنے لگی کل تک میں اس کے بارے میں ایسا ہی سوچتی رہی تھی کہ یہ بگڑا ہوا انسان ہے لڑکیوں سے دلچسپی لینا اس کی فطرت میں شامل ہے لیکن آج میری سوچیں خود بخود بدیل گئی تھیں اس کی کہاں کی پیرے دل میں گھر اڑ ڈالا تھا جو حقیقت تھی وہ میرے سامنے تھی جو میں اس سے سنا چاہتی تھی وہ من چکی تھی آج میں مطمئن تھی کہ جس کا میں نے انتخاب کیا ہوا ہے وہ میرے ساتھ چل سکتا ہے وہ میرا بن سکتا ہے وہ میری زندگی کو پر سکون رکھ سکتا ہے وہ وہ مجھ سے صرف دوستی چاہ رہا تھا لیکن شاید وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ میں تو اس سے پیار کرتی ہوں اور کئی دنوں سے کرتی آرہی ہوں لیکن اس کو زبان نہیں دے پارتی ہوں اور آج میں اپنے پوشیدہ پیار کو دل میں انگڑائیاں لینے والے پیار کو لفظوں کا نام دینا چاہتی تھی لیکن وقت ہی نہ ملا وہ تیزی سے اٹھا اور عوں سے باہر نکل گیا باہر کون آگیا تھا میں دیکھتی رہ گئی۔ کوئی بھی مجھے

دکھائی نہیں دیا تھا وہ اکیلا ہی ایک طرف کو جا رہا تھا میں بھی جلدی سے ہوٹل کا بل پے کر کے اس کے پیچھے ہوئی لیکن میرے پیچھے سے بل ہی وہ اپنی گاڑی میں جا کر بیٹھ چکا تھا اسے کیا ہوا ہے وہ کیوں چلا گیا میں اپنی گاڑی کی طرف بڑھتے ہوئے سوچتی چلی گئی۔ میری نظریں اس پر ہی جمی ہوئی تھیں اس کی گاڑی میرے قریب سے ہی گزرنی۔ میں دیکھتی ہی رہ گئی کوئی بھی ایسی بات نہ تھی کہ جو وہ یکدم چلا جاتا۔

خیر میں بھی اپنی گاڑی میں بیٹھی اور گھر کی طرف چل دی راستہ بھر میں میں اس کے بارے میں ہی سوچتی رہی۔ لیکن آج میں مطمئن ہوئی تھی اس کی باتوں نے مجھے سکون دے دیا تھا جو میرے دل میں تھا وہ ایسا ہی لگتا تھا میں اس کے بارے میں یہی سوچتی آ رہی تھی کہ اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی ایسی کہانی ضرور ہے جو وہ کسی کو بھی گھاس تک نہیں ڈالتا ہے۔ مختلف سڑکوں پر گاڑی چلانے کے بعد میں اپنے گھر کی طرف چل دی اور گیلان میں جا کر کھڑی کر دی میرے دل میں اس کے لیے جو پیار تھا وہ ایک مرتبہ پھر خود میں تڑپ پیدا کرنے لگا اور میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں اس کا ساتھ دوں گی ہر حال میں اس کا ساتھ دوں گی۔ کبھی بھی پیچھے نہیں ہٹوں گی اور نہ ہی اسے کسی احساس کمتری کا شکار ہوں۔ وہ دیکھ گیا جیسا بھی ہے جو بھی ہے صرف اور صرف میرا ہوگا میں اس کی ہوں گی بس ایسا ہی فیصلہ کر کے میں سو گئی اور پھر جلد ہی اٹھ گئی اٹھتے ہی میں نے کانچ جانے کی تیاری شروع کر دی میں چاہتی تھی کہ میں صبح سے پہلے اس کا دیدار کروں اور پھر اپنی صبح کا آغاز کروں۔ اور پھر اس سے کل والی بات پوچھوں کہ اسے کیا ہوا تھا وہ کیوں مجھے چھوڑ کر واپس لوٹ آیا تھا ایسی کون سی بات تھی جس نے اس کو یکدم مجھ سے دور کر دیا تھا۔ بس یہی سوچ کر میں گاڑی پکڑے کانچ جانتی میں کانچ کے گیٹ کے سامنے ہی ایک تینچ پر بیٹھ گئی کانچ میں پوری طرح سناٹا تھا چھائی ہوئی تھی میرے علاوہ ایک دلاڑیوں کی موجودگی جو میری کلاس نہیں وہ کسی اور کلاس کی تھیں میری نظریں باہر گیٹ پر لگی ہوئی تھیں لیکن سب لڑکیاں سب لڑکے آتے گئے۔ وہ نہ آیا وہ میرا انتظار ہی بنا رہا وہ کسی بھی طرف سے مجھے آتا ہوا دیکھائی نہ دیا۔ عجیب سی صورت حال میں میں مبتلا رہی کی سوچیں میرے دماغ سے نکلا کر ادھر ادھر بھر رہی تھیں کبھی کبھی خیال آ جاتا تو کبھی کبھی۔ ایسے ہی دن ہی بیٹھا چلا گیا لڑکیوں نے میری بے چینی بھانپ لی تھی خاص کر شبانہ نے وہ میرے پاس آئی اور بولی وہ آج نہیں آئے گا میری چندا میں صبح سے دیکھ رہی ہوں کہ تم اس کے لیے کتنی بے چین ہو۔ تمہارا ایک ایک اداسی بے چینی میں بیت رہا ہے لیکن وہ نہیں آئے گا۔ وہ۔ وہ۔ کیسے اور تمہیں کیسے پتہ ہے کہ وہ نہیں آئے گا۔ میری ابھی ہوئی باتیں سن کر وہ ہنس دی اور بولی۔ مجھے تو نہیں پتہ تھا فہد بتا رہا تھا کہ اس کا کوئی فوت ہو گیا ہے۔ وہ فہد کو بتا رہا تھا اس سے اس نے بات کی ہوگی۔ اب اس کا کون فوت ہو گیا ہے میں نہیں جانتی ہاں جو فہد نے بتایا تھا میں نے تم کو بتا دیا ہے۔ میں شبانہ کی بات سن کر اچھل پڑی اور ایک لمحے سے قفل ہی سب کچھ جان گئی کہ ضرور اس کے ساتھ فوت ہو گئے ہیں۔ جن کو کبھی تھا کیونکہ اس نے کل یہی کچھ بتایا تھا کہ ان کے بچنے کی امید ہرگز نہیں ہے کسی بھی وقت ان کے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا ہے یقیناً ان کے ساتھ ایسا ہو گیا ہے۔ مجھے پورا یقین ہو گیا تھا کہ ایسا ہی ہوا ہے ورنہ وہ ضرور کانچ آتا۔ اگر اس بات کا مجھے صبح ہی پتہ چل جاتا تو ہو سکتا تھا کہ میں اس کے لیے اتنا انتظار نہ کرتی اور نہ ہی یہ لڑکیاں میری حالت کا اندازہ لگاسکتیں۔

میرا اب کانچ میں ذرا بھی دل نہ لگا۔ وہ مجھے ایسی بات بتا کر چلی گئی اور میں ایک سردی آہ بھر کر رہ گئی اور سوچتی رہ گئی کہ نہ جانے اب وہ کب آئے گا کیونکہ وہ صاحب ہی تو اس کا سب کچھ تھے وہی اس کا سہارا تھی کہ کیا معلوم تھا کہ اس کا کس قدر قریبی ساتھی میرا ہے ایسی ہی سوچیں سوچتے ہوئے میں بھی کانچ سے باہر نکل آئی اور پھر گاڑی سٹارٹ کر کے گھر جا پہنچی۔ گھر میں میں ایسے داخل ہوئی جیسے بہت تھکی تھکی سی ہوں آتے ہی میں بیڈ پر گر پڑی۔ وہ میری سوچوں کا مرکز بنا رہا تھا میں اس کے لیے کتنی سوچ کر رہی تھی کہ اس کے بارے میں کبھی میری ماما میرے کمرے میں آگئی اور بولی سہا کیا بات ہے بہت چپ چپ سی ہو کسی نے کچھ کہا ہے کیا۔ نہیں ماما کسی نے مجھے کچھ نہیں کہا ہے بس طبیعت تھیک نہیں ہے سر بھار د

اور ہاے میں نے تو یہ بات جان بوجھ کر کی تھی کہ ماما کے سوالوں کے زیادہ مجھے نہ دینے پڑیں لیکن مجھے کیا پتہ تھا کہ میری طبیعت کی خرابی گہرا اثر لیا جائے گا ماما نے اسی وقت کسی ڈاکٹر کو فون کر دیا وہ چند انکوں میں ہی ہمارے گھر آن پہنچا اور سیدھا میرے ہی کمرے میں آ گیا۔

یہ ہمارا فیملی ڈاکٹر تھا۔ ہمارے گھر کے ایک ایک کمرے سے واقف تھا یہ بھی جانتا تھا کس کا کمرہ کون سا ہے۔ اس نے آتے ہی میرا چپک اپ شروع کر دیا اور بولا تمہارے اندر بخار ہے لیکن اتنا زیادہ بھی نہیں ہے کہ کوئی پریشانی ہو یہ میڈیسن لے لینا اور آرام سے سو جانا اتنا کہہ کر اس نے اپنے بیگ سے میڈیسن نکالیں اور اپنے سامنے ہی مجھے کھلا دیں۔ میں بھی اب آرام کرنے کے موڈ میں تھی سوسیدھی ہو کر لیٹ گئی لیکن مجھے زیادہ دیر تک یہ تنہائی بھی میسر نہ آئی کیونکہ تانیلہ اوپس اور عدیل آگئے تھے ماما نے ان کو بھی بتا دیا تھا کہ آج میری بیٹی بیمار لگ رہی ہے تنہا کمرے میں لیٹ ہوئی ہے آ کر اس کا دل بہلاؤ ورنہ اس کے پاپا کو معلوم ہو گیا کہ یہ بیمار ہے تو نہ جانے کیا کیا کہیں گے۔ سب باتیں تانیلہ نے مجھے بتائیں تو میں نے ایک گہری سانس لی اور سوچنے لگی کہ کتنے اچھے ہیں میرے ماما پاپا۔ کہ میں جھوٹ بھی کوئی بات کہہ دوں تو اس کو بھی شہیدہ لے لیتے ہیں۔ میری آنکھیں بند ہوں گے لیکن ڈاکٹر نے نیند کی گولی ڈال دی تھی اور میں نے کہا کہ تم لوگ آج خود ہی گپ شپ کرو مجھے نیند آ رہی ہے۔ اتنا کہہ کر میں لیٹ گئی اور پھر مجھے نہیں معلوم کہ کب پاپا آئے اور میرے ساتھ کیا کچھ ہوتا رہا میں کچھ بھی نہ جان سکی صبح میرا اٹھنے کو دل نہ کر رہا تھا تھکی تھکی سی تھی کیونکہ میں جانتی تھی کہ وہ آج پھر کانچ نہیں آئے گا لہذا جانے کا کوئی بھی فائدہ نہیں ہے۔ آج کا پورا دن میں نے گھر کے اندر ہی گزارا۔ اور پھر دوسرے دن میں تیار ہو کر کانچ چلی گئی وہ مجھ سے پہلے سے وہاں موجود تھا اسے کانچ میں دیکھتے ہی میری پیاسی آنکھوں کو سکون حاصل گیا میں تیزی سے اس کی طرف بڑھی اور کہا۔ وہاب کیا بات تھی تم دو دن سے آئے نہیں ہو کون فوت ہوا ہے کہیں وہ۔ وہ۔ میں نے جان بوجھ کر بات کو ادھر ادھر چھوڑ دیا۔ میں نے محسوس کیا کہ اس کی آنکھیں بننے لگی تھیں ہاں یسا وہی فوت ہوئے ہیں آج مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ میں بالکل اکیلا ہو گیا ہے بہت بڑا سہارا تھے وہ میرے۔ آج میرا سہارا اٹھ گیا ہے۔ اور میں یہ کانچ چھوڑ کر جانے والا ہوں کیونکہ یہ کانچ اب میری پہنچ سے باہر ہو گیا ہے اس کی اس بات پر میں تڑپ سی گئی اور کہا نہیں وہاب تم پیسوں کے لیے یہ کانچ نہ چھوڑنا میں ہوں ناں تمہارے ساتھ میں تمہارا نہ صرف کانچ کا خرچ برداشت کروں گی بلکہ تمہاری ہر وہ ضرورت بھی پوری کروں گی جس کی تم خواہش کرو گے۔ میری بات سن کر اس نے ایک سرد سی آہ بھری اور بولا تم نے شاید مجھے غلط سمجھا لیا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہاری بات مان لوں گا ایسا سوچنا بھی مت میں اپنے قدموں پر خود ہی کھڑا ہوں اچا ہوتا ہوں۔ مجھے اب کسی کے بھی سہارے کی ضرورت نہیں رہی ہے جو سہارا میرا اپنا آج وہ ساتھ چھوڑ گیا تو پھر میں کیوں کی کھتا جن کر زندگی گزاروں۔ میں اب ایسا کبھی بھی نہیں ہوں ے دوں گا تم پر اپنا راز کھولا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم مجھ پر اپنے احسانات کرتی جاؤ بس جو کچھ میں گھر سے لگتا تھا میں وہی کروں گا مجھے یہ کانچ چھوڑنا ہے اور چھوڑنا ہے۔

کتنی درد اس وقت اس کے لہجے میں۔ نہیں وہاب تم نے ایسا کیسے سوچ لیا ہے میں تمہارا سہارا بن رہی ہوں بلکہ میں تو یہی چاہتی ہوں کہ تم نے اپنی زندگی کے جو پلان سوچے ہوئے ہیں وہ پورے کرو اور پھر میں نے کون سا کام کر تم کو دینا ہے بہت کچھ گھڑا ہوا ہے بس جہاں جہاں میں کھائی جاؤں گی تم بھی کھاتے جانا۔ اور اس بات کا علم تمہارے اور میرے علاوہ کسی بھی تیسرے انسان کو نہیں ہوگا۔ پلیز وہاب خود کو اکیلا نہ سمجھو اور ایسا کچھ بھی نہ سوچو دیکھو یاد ہے سمندر کنارے تم نے مجھے دوست کہا تھا اور ایک دوست کے ناطے اتنا تو میرا حق ہے کہ میں تمہارے کام آؤں بس اب تم نے پڑھنا ہے تو اسی کانچ میں پڑھنا ہے۔ ورنہ میں بھی یہ کانچ چھوڑ کر چلی جاؤں گی میری باتیں سن کر وہ گہری سوچ میں ڈوب گیا اور بولا۔ ہاں دوست تو کہا تھا لیکن یہ جو کچھ تم کہہ رہی ہو ایسا میں نہیں چاہتا ہوں میں نے کہا ہاں جانتی ہوں کہ تم

ایسی کچھ باتیں چاہے ہو۔۔۔ کیا میں اس کا دل چاہتی ہوں اور جو چاہی میں چاہتی ہوں وہ ہم کو ماننا ہو گا۔ کچھ پر اعتماد کر سکتے ہو مجھے۔
ایک دوست پاؤں کے سب کچھ بھول جاؤ گے دیکھو اب میں انکار نہ سوں۔ وہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ میں نے اس کے منہ پر
ہاتھ رکھ دیا اور کہا اگر دوست کہا تو دوست کو دیکھ بھی لینا کہ وہ تنہا رہے لیے کیا کچھ کر جاتی ہے میری اس بات اس انداز پر وہ
مسکرا دیا تو میرے دل کو تسکین ہی ہو گئی۔ وہ بولا سیمائیں جانتا ہوں کہ تم بہت اچھی ہو اپنے اندر درد رکھتی ہو ایسا درد جو اس
دنیا میں تم ہی لوگ رکھتے ہو سندر کنارے میں نے تم اندر کے انسان کو دیکھ لیا تھا اس وجہ سے میں نے جو میں تھا
جو میں ہوں سب کچھ کہہ دیا ورنہ ایک عرصہ سے میں یہ بوجھ اٹھائے چل رہا تھا امیر لوگوں رہ کر بھی بھی ظاہر نہیں ہوں
دیا تھا کہ میں ان جیسا نہیں ہوں جو مجھے سمجھتے ہیں وہ نہیں ہوں میرے اندر ایک کہاں کی ہے ایسی کہاں کی جسے سن کر وہ
مجھے سے دور تو نہیں ہٹائیں گے لیکن دل سے میری قدر ختم کر دیں گے اگر تم۔۔۔ نہ دوست بن کر دکھایا تو پھر دیکھنا زندگی کے
کسی بھی موڑ پر مجھے بھی اپنے سے دور نہیں پاؤ گی۔ اگر تم مجھے میری منزل تک پہنچا دو گی تو میں تم کو تنہا ہی منزل تک
پہنچا دوں گا تم نہ صرف میری دوست ہو بلکہ میری آج سے تم جس بھی ہو لیکن پلینز آپ لوگوں کے بچ رہتے ہوئے میری کچھ
عادتیں بدلی ہوئی ہیں کچھ ان بھی میرے اندر موجود ہے کچھ ایسی باتیں میں اپنا چکا ہوں کہ شاید کبھی بھی ان باتوں پر عمل کرنا
بھی پڑے لیکن خدا ارنا مجھے غلط مت کہنا۔ اس کی بات سن کر میں نے ایک سرد آہ بھری اور کہا تم نے فکر ہو تم کو میری وجہ سے
کبھی بھی کوئی پریشانی نہیں ملے گی تم اپنی منزل کو قریب کرنے کی کوشش کرو میری منزل خود ہی مجھ سے ملے گی کیونکہ میری
منزل مجھ سے دور نہیں ہے میری نظروں کے سامنے ہے جس کو پالینا شاید میرے لیے کوئی مشکل کام نہ ہو گا۔ میں نے
دھبے لفظوں میں اسے اشارہ دے دیا لیکن وہ انجان انسان میرے اس اشارہ کو ذرا بھی سمجھ نہ سکا اور ابھی میں اس کو سمجھاتا
بھی نہ چاہتی تھی کیونکہ ابھی اس کو کچھ نہ تھا اور جب تک وہ کچھ بن جاتا میں نے تب تک دوست کے روپ باہر نکل کر اس
کو پیار کے روپ میں لے آتا تھا یہ میں نے فیصلہ کر لیا تھا۔

کالج میں ہماری زندگی کا ایک نیا دور شروع ہو گیا۔ یہ دور ہماری دوستی کا دور تھا اس وقت موبائل ابھی نیا نیا آیا تھا اور
اس کا کنکشن لینا بہت ہی مشکل کام تھا اور وہ نہ صرف مہنگا کنکشن ہوتا تھا بلکہ کئی مراحل سے گزرنے کے بعد جا کر ملتا تھا ابھی
کسی کے پاس بھی موبائل فون نہ تھا لیکن یہ کام سب سے پہلے میں نے کر دیا ایک کی بجائے دو کنکشن لے لیے ایک اپنے
لیے اور ایک وہاب کے لیے۔ یہ میرا پہلا گفت تھا اسے جس کو اس نے اس انداز سے مجھ سے لیا کہ میں خود بھی حیران ہی رہ
گئی وہ بولا سیمائیں جب سے موبائل کا ساتھ تھا تب سے خواہش تھی کہ میں یہ موبائل ایک بار ضرور لوں گا خود تو نے نہ سنا لیکن تم
نے میری اس خواہش کو پورا کر دیا میں اس کی بات سن کر کہا وہاب مجھے آج بہت ہی اچھا لگا ہے کہ تم نے میرے گفت کو نہ
صرف پسند کیا ہے بلکہ اس کو بہت زیادہ سراہا بھی ہے تم سے بڑھ کر مجھے کچھ پیارا نہیں ہے دوست جو ہوں تنہا ہی جو اپنے
لیے پسند کرتی ہوں وہی کچھ تمہارے لیے پسند کرتی ہوں پہلے تمہارے نام کا موبائل لیا پھر اپنا۔ میری اس بات پر وہ خوشی
سے سرشار ہوں لگا کہتے ہی کہ جب چیز پاس ہو تو اس کا استعمال بھی انسان کو آ جاتا ہے سو اس نے بھی موبائل کو اندر
سے کافی سمجھ لیا اور میں نے بھی میں ہی اسے کال کرتی تھی کیونکہ کال سنی نہ ہوتی تھی۔ آج کل تو موبائل عام ہو گیا ہے
ہر کسی کے جیب میں ایک کی بجائے دو چار سم ہوتی ہیں دو تین سیٹ ہوتے ہیں لیکن اس وقت عام شخص اس کو خریدنے کی
سکت نہیں رکھتا تھا۔

میری زندگی نے موڑ کاٹی جاری تھی میں دن بدن اس کے قریب ہوتی جا رہی تھی لیکن نہ میں نے اس کو کبھی لوکا لفظ
کہا تھا ورنہ ہی اس نے وہ مجھے سیمائیں کی بجائے صرف دوست کہہ کر بلایا کرتا تھا اس کے آگے اس نے کبھی بھی سوچا نہ تھا وہ
اپنی منزل کی طرف بڑھتا جا رہا تھا اور اس کو منزل تک پہنچانے کے لیے میں ایک سایہ بنی ہوئی اس کے ساتھ ساتھ تھی
اور اس کی باتوں سے مجھے اکثر لگتا تھا کہ وہ مجھ پر فخر کرتا تھا کہ اگر کسی کی کوئی دوست ہو تو سیمائیں ہو اور میرے لیے اتنا ہی

تلاش

جواب عرض

48

talash

تلاش

جواب عرض

49

talash

میرے بینک میں ہیں وہ لوگ آج آئے تھے نہ صرف مجھ سے گاڑی لے گئے ہیں بلکہ میرے ساتھ بینک میں جا کر جو بھی میرے اکاؤنٹ میں پیسے جمع تھے وہ بھی لے گئے ہیں میں آج بالکل کنگال ہو گیا ہوں دکھ اس بات کا نہیں ہے کہ انہوں نے مجھ سے یہ سب کچھ لیا ہے دکھ یہ ہے کہ انہوں نے میری بے عزتی بھی کی ہے کہ ہمارے ٹکڑوں پر پلنے والا ہمارے باپ کی کمائی پر سانپ بن کر بیٹھا ہوا تھا۔

اف اس کی بات سن کر میں لرزتی مٹی اور کہا وہ اب تم پریشان نہ ہو رات کی طرح گزار دو صبح ہوتی ہے تو میں تم سے ملتی ہوں پریشان ہوں سے والی کون سی بات ہے میں ہوں ناں تمہارے ساتھ۔ میری بات سن کر اس نے ایک گہری سانس لی اور بولا ہاں دوست جانتا ہوں کہ تم میرے ساتھ ہوا سی لیے تو تم کو کچھ بھی کہنے سے جھجکتا نہیں ہوں ہر وہ بات کہہ دیتا ہوں جو۔ وہ بولتے بولتے چپ ہو گیا۔ پاگل ایسا نہیں سوچتے مجھے اچھا لگتا ہے جب تم کسی مشکل کے وقت یاد کرتے ہو ایک روحانی سی خوشی ملتی ہے۔ وہ بولا دوست۔ کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ میں تم پر بوجھ سا بن کر رہ گیا ہوں مجھے اپنی دنیا میں آ جانا چاہیے جو میں ہوں وہ سب کچھ لوگوں کو بتا دوں اپنے آپ کو مٹا دوں۔ نہیں وہ اب نہیں۔ ایسا بھی دوبارہ مت کہنا میں تم کو اسی روپ میں ہمیشہ دیکھنا چاہتی ہوں جو تم کئی سالوں سے لیے ہوئے ہو بھی تھی اپنے آپ کو اکیلا مت سمجھنا کبھی بھی نہ سوچنا کہ تم زندگی کے اس سفر میں تنہا ہو جب بھی تم نے ایسا سوچا تو مجھ لینا کہ تم نے مجھ کو کھو دیا ہے اپنی دوست کو کھو دیا ہے نہیں دوست میں پوری دنیا کو تو کھو سکتا ہوں لیکن تم کو نہیں کھو سکتا اور نہ ہی ایسا سوچ سکتا ہوں۔ بس ایسے ہی مجھ پر اعتماد رکھنا میں نے تمہارا ساتھ دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے تو وہ دو گنی اور اس وقت تک دیتی رہوں گی جب میرے جسم میں روح کی گردش جاری رہے گی۔ اب تم سوچاؤ پرسکون اور تبھی نیند یہ سوچ کر کہ تمہارے ساتھ آج کو بھی واقعہ نہیں بیٹا ہے جو بیٹا ہے وہ ایک خواب ہے کیونکہ جو کچھ سے چھینا گیا ہے وہ تم کو مل جائے گا۔ میری بات سن کر اس نے ایک سردی آہ بھری اور بولی۔ دوست کس چیز سے بنی ہوئی ہو بہت سوچتا ہوں تمہارے بارے میں کہ میں تمہارے بارے میں کیا کیا کہوں تم انسان کم فرشتہ زیادہ دکھائی دیتی ہو ہر اس جگہ میرے ساتھ ہوتی ہو جہاں میرے لیے مشکل ہوئی ہیں پریشانیاں ہوتی ہیں۔ اچھا اچھا جس کرو اور سکون کی نیند سوچاؤ۔ میں نے دل کو مزید سمجھاتے ہوئے کہا کیونکہ خود کو جانتی تھی کہ جب وہ ایسی باتیں کرتا ہوتا تو میرا دل چاہتا کہ اس سے پیرا کا اظہار کر دوں ان باتوں کو زبان کو روپ دے دوں جو میرے دل کو ہر پل تڑپا رہے ہوتے ہوتی ہیں۔ اس نے مسکرا کر فون بند کر دیا۔ میں دھیرے سے مسکرا دی۔ میں اس کے دل کو جان گئی تھی کہ وہ میرے بغیر اب رہ نہیں سکتا ہے مجھے بہت زیادہ پیرا کرنے لگا مجھے وہ کسی بھی صورت میں کھونا نہیں چاہتا ہے کیونکہ جب میں نے اسے کہا تھا کہ تم اپنی دوست کو کھو دو گے تو اس کے لفظ اکھڑ گئے تھے شاید چند لمحوں کے لیے اس کا دل بند ہوا ہوگا۔ یہ سب محبت چاہت کی نشانیاں تھیں جو میں محسوس کرتی جا رہی تھی کبھی کچھ میرے سامنے آ جا رہا تھا اس کا محبت بھرا الجھ سب کچھ جانتی جا رہی تھی۔

جلدی ہی میں نے ان سوچوں کو سر سے تھوڑا سا ہٹایا اور کل کیا کرتا تھا وہ میں سوچنے لگی تھی مجھے اس کے لیے گاڑی لین تھی اور اس کے لیے مجھے پاپا کو کہنا تھا اور کوئی ایسا جواز تلاش کرنا تھا کہ وہ میرے سامنے انکار نہ کر سکیں کوئی بھی ایسا صل دکھائی نہ دیا کہ میں ان کو کچھ کہہ پاتی ہم لوگوں میں ایک رواج چلا آ رہا تھا کہ ہم لوگوں کی شادیاں خاندان سے باہر نہ ہوتی تھیں خاندان کے اندر ہوتی تھیں اور پاپا نے میرے لیے اویس کو منتخب کر لیا ہوا تھا لیکن مجھے نہ تو اویس سے کوئی دلچسپی تھی اور نہ ہی میں ایسا سوچنا چاہتی تھی اس کا بھی میں نے فیصلہ کر رکھا تھا اور یہ فیصلہ خاندان سے بغاوت کا تھا کہ میں چپکے سے وہاں سے شادی کر لوں گی جس کو راز میں رکھوں گی اور وقت آنے پر ظاہر کروں گی یہ میری پلاننگ میں شامل تھا اور میں نے ایسا ہی کرنا تھا۔ اس کو حاصل کرنے کا اس کو اپنانے کا ایک یہی راستہ میرے پاس موجود تھا اور میں نے اس راستے کو چننا تھا بس ایسا ہی مجھے کرنا تھا۔ میں رات کو سو نہ سکی یہی سوچتی رہی کہ پاپا کو کیسے راضی کروں گی پیسے تو مجھے مل

جائیں گے جو اس کے اکاؤنٹ میں جمع ہو جاتے لیکن میں مسئلہ گاڑی کا تھا اور میں اس سے وعدہ بھی کر چکی تھی۔ صبح ہو گئی لیکن کوئی بھی حل میرے سامنے نہ آیا ہاں ایک بات یہ ضرور میرے دل میں آئی کہ میں پاپا سے کہوں کہ مجھے یہ گاڑی تنگ کرنے لگی ہے میں اس کو کبھا خانہ چھیننا چاہتی ہوں مجھے آج ہی نئی گاڑی چاہیے۔ یہ ہی ایک حل تھا۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا حل میرے سامنے نہ آیا۔

دن نکل آیا تو میں اپنے کمرے سے تیار ہو کر باہر نکل آئی باہر ناشتہ کی ٹیبل پر می پاپا موجود تھے ان کو میرا ہی انتظار تھا۔ آ بھی سہا جی کب سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں جی میں نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا تو میں ان کی طرف چل دی سلام لے کر ان کے درمیان بیٹھ گئی پاپا۔ آپ کو ذرا بھی پیہ نہیں ہے کہ میں کس مشکل کا شکار ہوں میں نے اپنا بیٹھے ہی اپنا مخصوص انداز اپنایا وہ میری بات کو سمجھ گئے کہ آج میں ان سے کوئی خاص کام لینے والی ہوں۔ بولے بتاؤ کیا بات ہے کہوں سی مشکل میں جھنسی ہوئی ہو ہمارے ہوتے ہوئے ہماری بچی کسی مشکل میں ہو یہ بھلا ہم سے کیسے برداشت ہو سکتا ہے۔ میں اس کھٹارے گاڑی میں اب کان نہیں جاؤں گی۔ کیا۔ کیا۔ وہ میری بات سن کر اچھل سی پڑے کو مارا گاڑی ابھی ایک سال ہی تو ہوا ہے اس کو لیے ہوئے پھر بھلا کھٹارے کیسے ہو گئی۔ اف۔ ان کی باتیں سن کر میں نے اندازہ لگایا کہ میں نے بات کو کسی غلط میں کہہ دیا ہے میں یہ بھول ہی گئی تھی کہ پاپا کو معلوم ہے کہ میری گاڑی کھٹارہ نہیں ہے بلکہ ان دونوں کی گاڑیوں سے اچھی ہے بلکہ بہت اچھی ہے بس پاپا میں نے کہہ دیا ہے ناں کہ میں اس پر اب نہیں جاؤں گی اگر گئی بھی اس کو راہ چلتے ہوئے انسان کو دے دوں گی۔ میری بات سن کر وہ بولے دیکھو بیٹی میرے بڑس میں آج کل کچھ کڑ بڑھ ہو رہی ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ کچھ لوگ میرے کاروبار کو کام کرنے کی کوشش میں ہیں میں جانتا ہوں تم میری اکلوتی بیٹی ہو اور یہ سب کچھ تمہارے لیے ہے لیکن جو تم کہہ رہی ہو وہ کام ابھی کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں اگر ہوتا تو ابھی ایسا نہ کرتا کیونکہ چند ایک بار میں تمہاری گاڑی میں گیا ہوں اتنی اچھی ہے کہ میری یا تمہاری ہی کی گاڑی اس کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے۔ اف خدا یا میری خواہشوں پر پانی پھرنا ہوا مجھے دیکھائی دینے لگا وہ بھی ٹھیک کہہ رہے تھے لیکن میں وہاں سے وعدہ کر بیٹھی تھی جس کو پور ا کرنا میرے لیے بہت ضروری تھا اور اس بات کو کوئی بھی نہیں جانتا تھا اگر جان جاتے تو شاید ایسی بات کرنے کی اجازت بھی مجھے نہ ہوتی۔ ابھی ہم ایسی ہی باتیں کر رہے تھے کہ اویس چلا آیا اس کا صبح آ جانا بہت عجیب سا لگا وہ اس سے قبل کبھی بھی اتنی صبح نہیں آیا تھا خدا خیر کرے میں سوچنے لگی میں نے اس کے چہرے پر خوشگوار والی جھلک نہ دیکھی۔ وہ پریشان سا دکھائی دیا یوں لگا جیسے وہ کچھ کہنے آیا ہے کوئی ایسی بات جو اس سے قبل اس نے نہ کی ہو۔ اس کی عادتوں کو میں اچھی طرح جانتی تھی جب بھی کوئی ایسی بات سن لیتا تھا تو اس کا موڈ اتر جاتا تھا اور پھر وہ بات کہہ دیتا تھا وہ دل کی بات کو کبھی کہنے میں نہیں کرتا تھا۔

سہا۔ یہ وہاں کون ہے۔ اس نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس کی اس بات پر میرے دل کو کزنٹ سا لگا لیکن جلد ہی میں سنبھل گئی اور کہا پیرا کلاس فیلو ہے کیوں کیا ہوا ہے اور تم اتنے اچھے ہوئے کیوں ہو۔ میری اس بات پر اس نے ایک گہری سانس لی۔ کلاس فیلو۔ کلاس فیلو والی بات کو اسے لمبا کرتے ہوئے کہا۔ کیا صرف کلاس فیلو ہے یا کچھ اور بھی بات ہے۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ اس کی بات سن کر میں نے اچھے ہوئے کہا وہی کچھ جو کچھ میں نے دیکھا ہے میں کئی دنوں سے تم کو اس کے ساتھ دیکھتا آ رہا ہوں اور بہت کچھ سنتا بھی آ رہا ہوں۔ دیکھو اویس وہ میں اوروہ ایک دوسرے کے کیا ہیں یہ ہم جانتے ہیں کالج لائف میں ایسا ہوں اکوئی بڑی بات نہیں ہے کسی دوست کے ساتھ کھانا کھا لینا یا پھر کہیں بھی گھومنا پھرنا یہ سب چلتا ہے اپنے ذہن کو کھلا کر کے رکھو اگر ایسی سوچیں رکھو گے تو شاید تمہاری اور میری کبھی بھی نہیں بن پائے گی مجھے ابھی کچھ بتانا ہے جو میرے ارادے ہیں وہ سب پورے کرنے ہیں دوبارہ ایسا موضوع کبھی بھی مت چھیڑنا۔ میں بولی تو پھر بولی ہی چلی گئی می پاپا بھی میری باتوں سے حیران ہوں گے تھے لیکن مجھے اس وقت شدید دکھ ہوا جب پاپا نے میری سائیڈ لینے

کے بجائے اویس کی سائیلیں۔ وہ بولے لگتا ہے سہما تم غلط کر رہی ہو اگر یہ اویس کچھ بچ کبہ رہا ہے تو پھر یہ بچ ہی ہو گا تم میری اکلوتی بیٹی ہو اور میں یہ کبھی بھی برداشت نہیں کروں گا کہ تم کوئی ایسا کام کرو کوئی ایسا کھیل کھیلو جو ہمارے خاندان کے لیے پریشانی کا سبب بنے ایسا کبھی سوچنا بھی مت اور سوچنا تو دور کی بات ہے ایسا کہنا بھی مت ایک اعتبار سے ساتھ تم کو میں کا بچہ سمجھتا ہوں صرف اس لیے کہ تم اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے اپنے خاندان کا نام روشن کرو اور پھر میرے بڑے کو چلاؤ کالج کے دوست کو کالج تک ہی محدود رکھو۔ اب بھی مجھے ایسی کوئی بھی بات سننے میں نہ آئے اور نہ ہی میں سنو پایا کی باتیں سن کر میں غصہ سے اٹھی اور پاؤں پختی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی۔ افس خدایا یہ سب کیا ہو گیا ہے میں تو اس کے لیے گاڑی خریدنے کے پکڑ میں تھی اور یہاں تو اس کے نام سے بھی نفرت ہوں نے لگی ہے۔ ان کے نام کو سن کر گھر میں آج پہلی بار میرا سر جھکا تھا۔

دہاب کے بیچ پر بیٹھ آ رہے تھے کہ دوست کہاں ہو کالج کیوں نہیں آ رہی ہو میں بار بار گیٹ پر جاتا ہوں مجھے بتاؤ تو تم کہاں ہو میں اس کے بیچ پر ہستی جاری تھی لیکن کوئی بھی جواب نہیں بن رہا تھا صرف ایک بیچ کیا کہ میں کچھ لیٹ ہوں بس کچھ ہی دیر میں آنے والی ہوں۔ یہ بیچ لکھ کر میں نے سینڈ کر دیا اور پھر تیار ہو کر گھر سے نکلنے لگی تو اویس بولا چلو میں تم کو ڈراپ کر دوں گا واپسی پر ڈرائیور تمہیں لینے آ جائے گا اور انکل جی وہ پیالہ سے بولا اب اس کے ساتھ ڈرائیور کو رکھا کریں وہ نہ صرف اس پر نظر رکھے بلکہ حفاظت سے اس کو گھر سے لے کر جائے اور واپس لائے۔ اتنی آزادی ہمارے لیے نقصان دہ ہو سکتی ہے کیونکہ میں نے بہت کچھ محسوس کیا ہے اور اسی کی دوستوں سے بہت کچھ سنا بھی ہے میں وہ باتیں ظاہر نہیں کرنا چاہتا ہوں صرف بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہم لوگوں کو اپنی حفاظت خود ہی کرنا ہوگی۔ اتنا کہہ کر وہ اپنی گاڑی تک جا پہنچا اس نے میرے دل کو آج پاش پاش کر دیا تھا جی چاہ رہا تھا کہ اس کو ایسی ایسی سناؤں کہ اس کی عقل ٹھکانے آ جائے لیکن انجی ایسا کچھ کہنا میرے لیے نقصان دہ تھا میں نے جو پلان تیار کیا ہوا تھا اس پر مجھے پورا اتنا تھا اور اب اس سلسلہ میں مجھے دہاب کی ضرورت تھی اس کے پیار کا اظہار تھا جو شاید اب مجھے ہی گنا تھا حالات ایک ہی دن میں بدل گئے تھے۔ نہ چاہتے ہوئے مجھے اویس کے ساتھ جانا پڑا گھر سے گاڑی باہر نکالتے ہی وہ بولا سہما تم جو کچھ کر رہی ہو میری برداشت سے باہر ہے اگر میرا دوست باہر یہ سب مجھے نہ بتاتا تو شاید میں کچھ بھی نہ جان پاتا اس نے مجھے بتایا ہے کہ تم ایک لڑکے کے ساتھ دکھائی دیتی ہو اور بہت زیادہ دکھائی دیتی ہو۔ تب میں نے تمہارا پیچھا کرنا شروع کیا اور پورا یقین کر لیا کہ باہر نے مجھے کچھ بھی غلط یا جھوٹ نہیں کہا تھا۔ وہ بولتا جا رہا تھا اور میں سنی جا رہی تھی جب اس نے بہت بول لیا تو میں نے کہا اویس تم کیا سمجھتے ہو کہ میں تمہاری پابند ہوں اگر تم ایسا سوچتے ہو تو یہ بھی جان لو کہ میں تم سے شادی کرنے سے انکار کر سکتی ہوں تمہارا شادی سے پہلے میرے بارے میں ایسی سوچیں ہیں تو بعد میں تم میرا جینا حرام کر سکتے ہو اور میں ایسا بھی نہیں چاہوں میں نے بتایا ہے کہ وہ میرا دوست ہے اور اچھا دوست ہے تم اس بات کو طول دیتے جا رہے ہو اور بہت زیادہ طول دے رہے ہو آج تمہاری وجہ سے مجھے پیالہ کے سامنے شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا ہے آج زندگی میں پہلی مرتبہ انہوں نے میری بات سے زیادہ تمہاری بات کو اہمیت دی ہے لیکن اتنا خیال رکھنا بھی اسی خاندان کی ہوں میرے اندر بھی اپنی کچھ سوچیں ہیں جن کو پورا کرنا میں جانتی ہوں۔ میری باتیں سن کر وہ آگ بگولہ سا ہو گیا۔ بولا لگتا ہے پاپا نے تم کو کافی بگاڑ رکھا ہوا ہے۔

پلیز پلیز دوبارہ میرے پاپا کے بارے میں ایسی بات مت کرنا۔ اگر کی تو کچھ بھی ٹھیک نہیں ہوگا ایسی ہی باتیں کرتے ہوئے ہم لوگ کالج جا پہنچے وہ مجھے باہر گیٹ پر ہی دکھائی دیا میں آج چاہتی تھی کہ وہ نظر نہ آئے لیکن ایسا نہ ہوا سامنے گیٹ پر ہی وہ کھڑا تھا اور گہری نظروں سے ہمیں دیکھنے لگا اس کے دیکھنے کا انداز عجیب سا تھا شاید اویس کے ساتھ وہ مجھے برداشت نہیں کر سکتا تھا پانچارن موز کر ایک طرف کو وہ چل دیا اویس نے بھی اس کو دکھ لیا تھا اس کو دیکھنے کے بعد اس

نے مجھے دیکھا اور بولا دیکھ لیا تم نے وہ یہاں پڑھنے نہیں آیا ہوا ہے تم سے ملنے آیا ہوا ہے۔ مجھے تمہارے ساتھ دیکھ کر ہٹ گیا ہے۔ میں کوئی بچہ نہیں ہوں اگر کوئی کام میری مرضی کے خلاف ہوتا ہے تو اس کا دوسرا صل بھی میرے پاس موجود ہوتا ہے اتنا سمجھا دینا کافی ہے اتنا کہہ کر وہ گاڑی کو آگے کی طرف لے گیا اور میں کالج کے اندر داخل ہوئی وہ باہر لان میں نہ تھا شاید اندر کلاس روم میں چلا گیا تھا میں نے ادھر ادھر اس کو تلاش کیا لیکن وہ دکھائی نہ دیا میں کلاس روم میں پہنچی تو وہ وہاں موجود تھا اس کا چہرہ جھکا ہوا تھا۔ ہائے میں نے حسب عادت سب کو سلام کیا اور پھر اس کے پاس چلی گئی ناراض ہو مجھ سے میں نے دھیرے سے کہا۔

یقیناً یہ اویس ہے۔ بہت اچھا لگتا ہے سارٹ سا خوبصورت۔ پرکشش۔ پلیز دہاب یہ سب باتیں چھوڑو یہ باتیں ہوتی رہیں گی میں جانتی ہوں کہ تمہارے دل پر ایک بوجھ پڑا ہے مجھے اس کے ساتھ دیکھ کر لیکن یہ بھی تو جان جاؤ کہ وہ میرے خاندان کا ہے تاپا کا بیٹا ہے اس کے ساتھ ملنا ملنا چلتا ہے لیکن جو گھر میرے دل میں تمہارے لیے ہے وہ کسی اور کے لیے کیسے ہو سکتی ہے تم کو اپنا دوست کہا ہے تو اس دوست کو بھگاؤ گی۔ میری باتیں سن کر اس نے ایک گہری سانس لی اور بولا ہاں شاید تم ٹھیک کہتی ہو ہم صرف دوست ہیں اور وہ تمہارا رشتہ دار ہے تمہارا قریبی۔ پلیز دہاب چھوڑو مجھی اس قصے کو بتاؤ کیا کچھ ہوا کل تمہارے ساتھ آیا ہو جا کر بیٹھے ہیں میں تم سے تمہاری کہانی سنا چاہتی ہوں اتنا کہہ کر میں کلاس روم سے باہر نکل آئی آج میں نے پڑھنا نہیں تھا صرف اس سے باتیں کرنا تھا وہ سب باتیں جو مجھ کوئی تھیں میں باہر نکلی تو وہ بھی میرے پیچھے پیچھے باہر نکل آیا اور ہم دونوں ایک جگہ کالج کینٹین میں جا کر بیٹھ گئے۔ اس نے رات والی تمام پھر سے تفصیل کے ساتھ بتا دیں اور پھر بولا تم آج یوں لگ رہے گھر میں کوئی مسئلہ تھا ہاں دہاب گھر میں مسئلہ اس شخص کی وجہ سے سارا مسئلہ خراب ہو گیا ہے پیالہ سے میں گاڑی کی بات کرنے والی تھی کہ یہ آگیا نجانے یہ کب سے ہم دونوں پر نظر رکھے ہوئے تھا کب سے ہمیں ایک ساتھ آتے جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا آج اس نے گھر میں وہ سب باتیں کر دیں جو ہم نے آج تک آپس میں بھی نہیں کی ہیں ہم ایک دوسرے کو دوست سمجھتے ہیں جبکہ اس نے ہماری دوستی کو کوئی اور رنگ دے کر سامنے کر دیا ہے آج پہلی مرتبہ مجھے پیالہ کے سامنے شرمندگی کا سامنا ہوا ہے۔ میں نے دکھ بھرے انداز میں کہا تو وہ بولا نہیں سہما اس نے کوئی بھی بات غلط نہیں ہے جو بھی اس نے بتایا ہے وہ سب ٹھیک بتایا ہے کل میری اس سے ملاقات ہوئی تھی میں نہیں جانتا تھا کہ یہ تمہارا کزن ہے میں اس کو کوئی اور ہی سمجھ رہا تھا اس نے باتوں میں میرے دل کا راز جان لیا تھا میں نے اسے صاف لفظوں میں کہہ دیا تھا کہ میں تم سے پیار کرتا ہوں اور بہت شدت سے کرتا ہوں اور یہ پیار آج سے نہیں اس دن سے کرتا رہا ہوں جب سے تم اس کالج میں انٹر ہوئی تھی۔ کہہ گیا۔ اس کی اس بیچ بات پر میں اچھلی۔ تو وہ سرد آہ بھر کر بولا۔

ہاں سہما میں نے آج تک تم کو اپنا دوست نہیں سمجھا ہے اپنی محبوبہ کے روپ میں تم کو دیکھتا ہوا آیا ہوں کئی بار تم سے اظہار محبت کرنا چاہا لیکن یہ سوچ کر چپ ہو جاتا کہ کہیں تم میری اس بات پر مجھ سے رشتہ ہی نہ جاؤ مجھے اپنے سے دور ہی نہ کر دو۔ کہیں مجھے خود سے جدا ہی نہ کر دو لیکن میں محسوس کرتا جا رہا تھا کہ اگر میں نے یہ بات کہنے میں دیر کر دی تو شاید میرا دل پھٹ جائے گا بہت کوشش کرتا رہا ہوں کہ میں اس بات کو اپنے دل میں دفن کئے رکھوں لیکن ایسا نہ کر پایا ہوں سہما آئی لو یو۔ تم میری چاہت ہو میرا پیار ہو میں نے زندگی میں پہلی مرتبہ کسی سے پیار کیا ہے اور وہ تم سے کیا ہے میرے پیار کی کوئی بھی انتہا نہیں ہے پلیز مجھے چھوڑ نہ جانا میں جانتا ہوں کہ میری تمہارے سامنے کوئی بھی حیثیت نہیں ہے تم آسمان کی بلندی ہو اور میں زمیں کی خاک۔ وہ اظہار محبت کرتے کرتے رونے لگا تھا۔ مجھ سے اس کا رونا دیکھ نہ گیا تو میں نے اس کو کھام لیا اور کہا آئی لو یو تو دہاب آئی لو یو۔ بہت دیر کر دی تم نے یہ لفظ کہتے ہوئے میری اس بات پر وہ کھل سا گیا۔ جاری ہے۔ باقی آئندہ شمارے میں پڑھئے۔

ہاتھ کی لکیریں

تحریر: کشور کرن - پتوکی

میں ایک اناپند لڑکی تھی جو فیصلہ کر لیتی اس پر عمل کرنا میری ضد میں شامل تھا۔ میں نے کسی سے پیار کر لیا اور اس پیار کو حاصل کرنے کے لئے اپنے ماں باپ بہن بھائیوں کو چھوڑ دیا، اس سے میں نے شادی کر لی۔ وہ ایک غریب انسان تھا اور خدا نے ہماری سبلی، ہم فیکٹریوں کے مالک بن گئے۔ ایک سچی کہانی



ایک کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں کسی سے مطابقت سے راضی یا اور ذمہ دار نہ ہوگا

ایک سچی کہانی ہے۔ کہتے ہیں انسان اپنی قسمت اپنے اپنے کاموں کی وجہ سے خود بدلتا ہے۔ میں نے اپنی اچھی قسمت کو بد قسمتی میں بدل لیا۔ اب جب وہ دن یاد آتے ہیں تو بہت روتی ہوں، اب تو میرے ہاتھوں کی لکیریں بھی بدل چکی ہیں۔ یہ میری دکھ بھری داستان ہے۔

ہم تین بہن بھائی تھے۔ میرے پاپا ایک اونچے عہدے پر سرکاری ملازم تھے۔ میں حفظ دوسرے نمبر پر ہوں۔ جب میری بہن رقیبا پیدا ہوئی تو امی بہت روتی بہت زیادہ مایوس ہوئی کہ اتنی جائداد کا مالک صرف اکیلا مسلمان ہے۔ پھر پاپا نے ماما کو سلی دی۔ ہم دنیا سے بے خبر اپنی سستی میں مست رہتے تھے، ہمارے آگے پیچھے لوگ تھے، ہم سمجھتے تھے کہ زندگی یونہی گزر جائے گی۔ جن بچوں کی آنکھ نوکروں میں کھلے وہ بہت مغرور ہوتے ہیں لیکن ہم نے کبھی اپنے آپ کو امیر یا دولت مند نہیں سمجھا تھا۔ زندگی کی گاڑی چلتی رہی ہم پروان چڑھتے رہے میرا بھائی مسلمان جو بی اے کی تیاری کر رہا تھا، میں سیکنڈ ایئر میں تھی، رقیبا جو ابھی میٹرک میں تھی ہم تینوں بہن بھائی بہت خوش تھے۔ ہم نے خوشیاں ہی دینی تھیں ہمارے ماما پاپا نے ہمیں کبھی مایوس نہیں ہوئے دیتا تھا۔ ایک دن کالج میں ایک

دنیا کی بہترین ڈراونی کہانیاں پڑھنے

خوفناک ڈائجسٹ

چیف ایڈیٹر: شہزاد عالمگیر

لاہور



خوفناک ڈائجسٹ
تازہ شمارہ ضرور پڑھیں

کے ہر شمارے میں ڈراونی کہانیاں
شائع کی جاتی ہیں جسے کمزور دل حضرات نہیں
پڑھ سکتے۔ خوفناک ڈائجسٹ کے شمارے میں
سرکشی اور خوفناک چڑیلوں اور خونخوار بلاؤں
رونگٹے کھڑے کر دینے والی کہانیاں شائع کی
گئی ہیں۔ ایسی خوفناک کہانیاں اس سے پہلے

آپ نے کبھی نہیں پڑھی ہوں گی۔ ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ کا شمارہ آج
ہی کسی قریبی بک شال یا اپنے اخبار فروش سے طلب فرمائیں.....

خوفناک ڈائجسٹ

لاہور

تازہ شمارہ آگیا ہے

تو پھر یہ کون ہے؟ کہاں رہتا ہے؟ کس کا بیٹا ہے؟ کیوں تم
اپنا کیرئیر خراب کر رہی ہو؟ ایک ہی وقت میں چار سوال
ماں نے کر دیئے۔ اچھا ماما اگر آپ جانتا جانتی ہیں تو
سنو۔ یہ میرا دوست ہے لاہور ہی میں رہتا ہے کسی سرکاری
ملازم کا بیٹا ہے سب اسے راجہ راجہ کہتے ہیں اور اگر میں نے
شادی کی تو اسی سے کروں گی ورنہ نہیں۔ اچھا ٹھیک ہے
میں تمہارے پاپا سے بات کروں گی تم اپنے راجہ سے کہنا
کہ ہمیں ملے۔ ماں نے کہا۔ اچھا ٹھیک ہے ماں مجھے
یقین نہیں تھا کہ آپ اس طرح میری فیور کریں گی۔ ماں
نے مجھے گلے لگا لیا۔ آئی لو پو ماما آئی لو پو۔

اگلے دن میں کالج نہیں گئی اکرم نے میرا بہت
انتظار کیا، شام کو اس کا فون آیا میں نے ریسو کر لیا۔ جیلو
حفظ کیسی ہو؟ میں ٹھیک ہوں آپ سنو۔ میں بھی ٹھیک
ہوں۔ تم کالج کیوں نہیں آتی؟ بس ویسے ہی تمہیں پتہ
ہے کہ میں نے سارا دن کیسے گزارا ہے۔ ہاں میں جانتی
ہوں پر میری طبیعت خراب بھی کیا۔ کیا ہوا تھا؟ کچھ نہیں
بس سر میں درد تھا، اب ٹھیک ہوں۔ میڈیسن لی یا نہیں،
اب ٹھیک ہو تو ٹھیک سے ورنہ میں آ رہا ہوں۔ نہیں.....
نہیں تم نہیں آنا میں بالکل ٹھیک ہوں میرے راجہ۔ شکر
ہے تم ٹھیک ہو ورنہ میں تو گھبرا گیا تھا۔ اچھا راجہ میری بات
سنو۔ ماما پاپا آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ تو تم نے سب کچھ
بتا دیا۔ ہاں میں آپ کی تصویر سے باتیں کر کے چوم رہی
تھی تو ممانے دیکھ لی۔ پھر کیا ہوا؟ راجہ نے پوچھا۔ پھر میں
نے سب کچھ بتا دیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ اگر شادی کروں گی تو
اکرم سے ورنہ نہیں۔ ماں تو مان گئی ہیں اب دیکھو پاپا کیا
حل نکالتے ہیں۔ تم بے فکر رہو سب ٹھیک ہو جائے گا تم
بالکل نہ گھبرانا یہ اکرم تمہارے ساتھ ہے اور ہاں یہ بتاؤ کہ
کب آؤں ماما پاپا سے ملنے؟ نہیں نہیں ابھی نہیں میں کل
کالج میں سب کچھ بتاؤں گی۔ اچھا ٹھیک ہے اپنا خیال
رکھنا میں فون بند کرنے لگا ہوں اوکے۔

اگلی صبح جب میں کالج گئی تو اکرم بڑی بے چینی سے
میرا انتظار کر رہا تھا۔ جیلو حفظ کیسی ہو؟ میں ٹھیک ہوں آپ
سنو کیا حال ہے۔ کیا ہوا تھا کل آپ کو یار کچھ نہیں میں

ٹھیک ہوں دیکھو حفظ اپنا خیال رکھا کرو اگر تمہیں کچھ ہو گیا
تو میں اپنے آپ کو کچھ کر لوں گا نہیں ایسا مت بولو کچھ نہیں
ہوگا میں آج بھی تمہاری ہوں کل بھی تمہاری رہوں گی تجھے
اوکے مجھے کبھی دھوکا نہ دینا۔ نہیں دوں گی۔ چلو کا اس روم
میں چلتے ہیں روم میں بیٹھ کر میں نے تمام باتیں بوماسے
ہوئی تھیں ساری اکرم کو بتا دیں اور بہت ساری پیار بھری
باتیں کہیں وعدے کئے تھیں کھائیں پھر روم میں بچہ آ
گئے پڑھائی کے بعد جب ہم کالج سے نکل رہے تھے تو
سانے ڈرائیور کی جگہ پاپا کھڑے تھے میں بہت شرمندہ
ہوئی آگے آ کر پاپا نے پوچھا بیٹا یہ کون ہے؟ تو مجھے کوئی لفظ
نہیں آ رہا تھا کہ کیا بولوں۔ پاپا..... پاپا پاپا یہ میرا کلاس فیلو
ہے اکرم۔ کون اکرم؟ کیا تعلق ہے تمہارا اس سے؟ پاپا یہ
میرا بہت اچھا دوست ہے۔ اچھا ٹھیک ہے آگے آؤ۔ اکرم
صاحب۔ اکرم پاس آیا تو پاپا بولے کل مجھے میرے آفس
میں ملو۔ ٹھیک ہے جناب میں سیکنڈ نامم آپ کے گھر آ
جاؤں گا۔ ہاں ضرور آنا۔ پاپا نے غصے سے میری طرف
دیکھا اور بیٹھ گئے۔ گاڑی شارٹ کی۔ بیٹھو حفظ میں بیٹھ گئی
تمام راستے میں پاپا نے کوئی بات نہیں کی گھر جا کر بیٹی گیٹ
کے اندر جا کر گاڑی روک لی نکتے وقت بولے کہ حفظ کل سے تم
کالج نہیں جاؤ گی۔ میں چپ چاپ کر کے میں چلی گئی۔
رات بھر میں پریشان کی کہ پاپا نے میں پتہ نہیں کیا کریں
گے۔ صبح میں کالج نہیں گئی سیکنڈ نامم پتہ چلا کہ اکرم آیا تھا۔
شام کو پاپا میرے روم میں آئے اور بولے کہ حفظ جسے تم
چاہتی ہو وہ وہ نہایت ہی بدتمیز ہے دقوف لڑکا ہے ذرا بھی تمیز
نہیں بات کرنے کی بہتر یہی ہے کہ تم اپنا رستہ بدل لو ورنہ
پچھتاؤ گی۔ لیکن کیا کہا ہے اس نے پاپا جی۔ کیا کہا ہے کیا
پوچھا ہے یہ سب نہیں پوچھنے کی ضرورت نہیں میں اچھا سا
رشتہ دیکھ کر تمہاری شادی کرو دیتا ہوں تم کل سے کالج نہیں
جاؤ گی۔ نہیں پاپا جی ایسا نہ کہیں پلیر پلیر ایسا مت کریں
میں کچھ نہیں کروں گی آپ مجھے پڑھنے دیں۔ اچھا سوچ لو
اگر کوئی غلط قدم اٹھایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔ ٹھیک پاپا
جی اور ہاں کل سے میں خود تمہیں چھوڑنے اور لینے جاؤں
گا۔ اوکے پاپا۔ یعنی میری منت کرنے پر میرے پاپا مان

گئے اور کالج جانے کی اجازت دے دی۔ رات بھر میں روتی رہی کہ اکرم نے کون سی بدتمیزی کی ہوگی یہ نہیں رات نہ کتنے بچے میری آنکھ لگی۔ صبح حنیفاں بی بی نے آکر مجھے جگایا کہ اٹھو مینا کالج جانا ہے، ناٹم بہت کم ہے۔ خالہ پاپا چلے گئے آفس؟ نہیں وہ کہہ رہے ہیں تم جلدی تیار ہو جاؤ۔ اچھا خالہ تم جاؤ میں آتی ہوں۔ حنیفاں خالہ جو ہماری نوکرائی تھی چلی گئی میں انھی نسل کیا تیار ہوئی ناشتے کی ٹیبل پر سب میرا انتظار کر رہے تھے میں نے دو دھکا آ دھا گلاس پیا اور کھڑی ہو گئی۔ ماما جیٹا کھاؤ تو کسی نہیں ماں دیر ہو رہی ہے میں چلتی ہوں۔ بائے بائے۔ جب لان میں آئی تو پاپا انتظار کر رہے تھے۔ نیٹھو جلدی کرو مجھے آفس بھی جانا ہے۔

کالج پہنچتے ہی گیٹ کے اندر اکرم انتظار کر رہا تھا میں اس کے پاس سے چپ چاپ گزری۔ رکھو حفظہ بات سنو، رکھو جان پلیز ایک بار میری بات تو سنو۔ نہیں مننی مجھے تمہاری بات آپ پلیز میرا اچھا جھوڑ دو۔ نہیں تم ایسا نہیں کر سکتی۔ اب ایسا ہی ہوگا۔ نہیں حفظہ اک بار بات سن لو بچہ جو چاہے فیصلہ کر لینا۔ پلیز تمہیں میری قسم اک بار میری بات سنو۔ میں..... میں بتاتا ہوں سچ کیا ہے جھوٹ کیا۔ اچھا تو بتاؤ کہ سچ کیا ہے؟ سنو سچ یہ ہے کہ تمہارے پاپا نے مجھے تم سے دور رہنے کو کہا ہے بھول جانے کو کہا ہے ہمیں چھوڑ دینے کو کہا ہے میں یہ سب نہیں کر سکتا یہی بات میں نے آپ کے پاپا کو بولی ہے کہ میں حفظہ کو نہیں بھول سکتا نہیں چھوڑ سکتا میں پیار کرتا ہوں اسے وہ میرا پیار ہے تو انہوں نے مجھے ڈانٹا اور یہ نہیں بدتمیزی کر کیا لفظ بولے ہیں اور نکال دیا اب آپ ہی بتاؤ میں آپ کو کیسے چھوڑ دوں ہم دونوں نے کئی وعدے کئے ہیں تمہیں کھائی ہیں ہمیشہ اکٹھے رہنے کے عہد کئے ہیں۔ اکرم کے یہ سب کچھ سننے کے بعد میں رک گئی۔ اکرم میرے سامنے ہاتھ جوڑ کر رونے لگا مجھے بہت دکھ ہوا میں نے اپنے رومال سے اس کے آنسو صاف کئے اسے تسلی دی کہ اب جو بھی ہو جائے میں تم سے شادی کروں گی اب ہمیں کوئی جدائیں کر سکتا۔ دیکھو حفظہ ہم بہت بڑے امتحان میں اچھے جا رہے ہیں

اگر تمہیں اعتراض نہ ہو تو ہم کوٹ میرج کر لیں؟ ہاں کچھ ایسا ہی کرنا پڑے گا وقت آنے دو دیکھو حفظہ آنے والا وقت کہیں تمہیں مجھ سے دور نہ کر دے۔ نہیں اب ہمیں کوئی دور نہیں کر سکتا ہم خود بنائیں گے اپنی لائف تم شادی کی تیاری کرو میں تیار ہوں میں کل اپنے پاپا کی تجویز میں سے کچھ پیسے آپ کو لاکھ کروں گی تم ہال بھی بک کروادو اور میرج کی تمام تیاری کر کے رکھو کل ہم تاریخ فکس کر لیں گے اب چلو کلاس کا ناٹم ہے چلو۔

چھٹی کے وقت اکرم نے مجھے بڑے پیار سے تھینکس کہا اور ہم الگ الگ ہو گئے میں پہلے باہر آئی سامنے پاپا کھڑے تھے میں گاڑی میں بیٹھ گئی ریلوے مجھے دیکھ رہا تھا اور مسکرا بھی رہا تھا میں نے نظر چرا کے اسے بائے کہا اور چلی آئی۔ رات کو میں نے اپنے باپ کے پیسے چرا لئے اپنی زندگی کا نیا آغاز کرنے کے لئے اور اپنے پیار اپنے اکرم کو خوش کرنے کے لئے میں نے تین لاکھ کو ہاتھ مارا اور جا کر اکرم کو دے دیئے اس نے ہال بک کروایا ہم نے کالج کے دوست اپنے گواہ بنائے پروفیسر کو اپنا باپ بنا کر باپ کے نام کے دستخط کروائے اور شادی کے بعد ہال میں آ کے تمام دوستوں کو اچھا کھانا کھلایا ہاں یہ تو میں بھول ہی گئی جس دن میں نے اکرم کو تین لاکھ دے دیئے اسی دن ہم نے تیسرے دن کا ناٹم رکھا تھا وہ جمعہ کا دن تھا۔ ہم نے ہفتے والے دن ہفتے والے دن جمعہ کی اپیلی کیشن دے دی تھی جمعہ کو میسج ہی پاپا مجھے چھوڑ کر گئے تھے ہم نے تمام دوستوں کو اور پروفیسر کو اور کوٹ میں چلے گئے میں آج بھی دو لاکھ کو ہاتھ مار کر آتی تھی ہم نے میرج کے بعد ہال میں اور ہال کے بعد اکرم کے ساتھ چلی گئی۔ اب مجھے نہیں پتہ کہ پاپا نے میرے لئے کیا کچھ نہیں کیا ہو گا۔ اکرم کا گھر میرے لئے جنت تھا، ماشاء اللہ اتنا پیارا۔ گھر تھا تو چھوٹا سا مگر پیارا تھا۔

ایک مہینہ گزرنے کے بعد اکرم مجھے اپنے گھر لے آیا جو اس کا اصل گھر تھا کچا مکان تھا جیگی دیواریں ایک بھینس اور ایک گھوڑا تھا اور گھوڑے کی لہر اور بھینس کے گوبر کے اوپلے بنا بنا کھدیا دیواروں پر چپکائے ہوئے تھے

سارا گھر مٹی سے بنا ہوا تھا مٹی میں بھڑا دھبہ نہیں لگتا تھا اتنی مٹی کی وجہ سے میں نے پوچھا۔ اکرم یہ کس کا گھر ہے تو بولے۔ یہ میرا ذاتی گھر ہے یعنی اب تمہارا گھر ہے۔ کیا؟ میں نے کہا۔ ہاں میں سچ کہہ رہا ہوں مگر تم تو کہتے تھے تمہارا لاہور میں گھر ہے۔ نہیں میں اپنی آخری کے پاس رہتا تھا جو مکان پہلے تھا وہ میں نے ایک ماہ کے لئے کرایہ پر لیا تھا اب میں اتنا خرچہ کیسے کروں میرا باپ گھوڑا گاڑی یعنی تاغملہ چلاتا ہے اور بھینس بھی پالتا ہے جو تمہارے باپ کے پیسے تھے سب ختم ہو گئے اور پھر سب میں نے تمہارے اوپر ہی خرچ کئے ہیں۔ یہ سب میں بڑی حیرت سے سن رہی تھی۔ بات تو نصیب کی ہوتی ہے میں نے اپنا نصیب خود چن لیا۔ مجھے اپنے باپ کی باتیں یاد آ رہی تھیں اور میں رو رہی تھی۔ پھر میں نے کہا کہ ہم لاہور میں مکان لے لیتے ہیں تو بولے کہ خرچہ تمہارا باپ دے گا کون دے گا کرایہ مکان کا؟ اب تمہیں ساری زندگی نہیں رہنا پڑے گا اسی گھر میں اگر رہنا ہے تو ٹھیک ورنہ کوئی اپنے جیسا امیر و صوفی لو۔ اگر میرے ساتھ رہنا ہے تو جہاں میں رہوں گا تم بھی رہو گی۔ اب کہاں سے لاکھ کروں تمہیں کونھی بنگلہ گاڑیاں نوکر وغیرہ اور میں چپ چاپ ساری باتیں سنتی رہی اور روتی رہی۔ باپ کا دروازہ تو میں خود اپنے لئے ہمیشہ کے لئے بند کر کے آئی تھی اور جو اکرم میرے آگے ہاتھ جوڑ کر روتا تھا آج مجھے امیر باپ کی بیٹی ہونے پر میرے اوپر حملہ کتا ہے۔ اس گھر میں میں نے بھی اپنا جوتا نہیں صاف کیا تھا بھی اپنے لئے کھانا برتن میں نہیں ڈالا تھا کبھی اپنے کپڑے اٹھا کر نہیں رکھے تھے آج میں بھینسوں کا گوبر گھوڑے کی لہر اٹھا اٹھا کر اوپلے بناتی ہوں اور تو اور انہیں اوپلوں سے کھانا بھی پکاتی ہوں آگ جلانے کا طریقہ نہیں آتا رو کر کھانا پکاتی ہوں اب تو اس بو اور مجھروائے گھر میں رہنے کی عادی ہو چکی ہوں۔ میں نے اپنے اچھے بیسوں کو خود بھڑکرایا ہے خود بدلی ہیں اپنے ہاتھ کی لکیریں۔ میں وہ حفظہ ہوں جو اپنے نوکروں سے رعب سے کام لیتی تھی آج کسی گاؤں میں اک غریب کے گھر میں نوکرائی ہوں۔

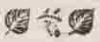
ایک دن تنگ آ کر میں نے اکرم سے کہا کہ میں کوئی

جواب کرنا چاہتی ہوں۔ بکواس بند کرو۔ فوراً بولے۔ نہیں میں کروں گی تو اس نے غصے سے مجھے اپنے گھر سے نکال دیا پھر میں لاہور آ گئی میں حمل سے تھی لاہور ایک پرائیویٹ کمپنی میں ملازمت شروع کر دی۔ کمپنی کا مالک بہت شریف اور رحمدل تھا وہ مادہ دیکھنے کے بعد اسے میرا کام بہت اچھا لگا اس نے مجھے منیجر کی سیٹ دے دی اور مکان بھی اور میری بے میں بھی اضافہ کر دیا۔ ایک دن میں دو چھٹیاں لے کر گاؤں گئی اور اکرم سے بات کی تو اس نے پہلے مجھے بدچلتی کا لقب دیا میرے بہت زیادہ کہنے پر وہ میرے ساتھ آنے پر راضی ہو گیا۔ کمپنی کے مالک کا بیرون ملکوں میں بھی بہت کاروبار تھا اس نے ہمیں دیکھا کہ یہ کمپنی چلا سکتے ہیں تو اس نے مجھے اور میرے شوہر کو بلاترکات کی قسم کمپنی کی ساری ذمہ داری اٹھا لو میں باہر چلا جاتا ہوں تم میرے اکاؤنٹ میں میری پروفٹ حق کرواتے رہنا تو اس طرح ہم ایک کمپنی میں مالک بن کر رہ رہے تھے۔ قسمت نے کتاب بڑا امتحان لیا مجھ سے میں کہاں تھی کہاں لاکر پھینکا اور کہاں سے کہاں لاکر پھینک دیا۔ آج میرا شوہر میری وجہ سے عیش کر رہا ہے جو مجھے کہتا تھا بکواس بند کر اب میرے آگے بھیجے ہوتا ہے لیکن میرے ماں باپ بہت یاد آتے ہیں اب میرے پاس سب کچھ تھا مگر ماں باپ کا پیار، بہن بھائی کا ساتھ نہیں تھا۔ میں جا بھی سکتی ہوں مگر کیا پتہ میرا باپ غصے میں کوئی نقصان نہ کرے۔ ہماری انانے اجازت نہ دی ورنہ ان کے پاس چلے آنا کوئی مشکل تو نہیں تھا۔

کچھ تو زندگی ہمیں راس آئی نہیں

اور کچھ دل جینے کی طرف مائل بھی

عورت اپنی ضد پر آجائے تو کیا نہیں کر سکتی میں نے اپنے شوہر کو گھر اور دولت کے لئے دو ماہ تک چھوڑا تھا اب میرے پاس گھر ہے دولت ہے شوہر ہے اور کچھ دنوں بعد ان شاء اللہ اولاد بھی ہوگی۔ کاش دنیا میں کوئی بیٹی میرے جیسی نہ ہو جس کی وجہ سے ماں باپ کی عزت پر آٹھ آئے۔ اب میری دعا ہے کہ میرے ماں باپ خوش رہیں اور میرے چھوٹے بہن بھائی میرے نقش قدم پر نہ چلیں۔



کیسے بھول پاؤں گا

تحریر: شازیہ چوہدری - شیخوپورہ

زندگی میں جب ایسے موڑ آجائیں کہ اپنے ارمانوں کو اپنے دلوں میں دفن کرنا پڑے تو کتنی تکلیف ہوتی ہے، کتنی اذیت ہوتی ہے۔ وہ زندہ تو رہتا ہے لیکن اس کا ہر سانس ایک شدید گھٹن کے ساتھ اندر باہر جاتا ہے۔ بڑے یہ کیوں نہیں سوچتے کہ بچوں کے دلوں میں کیسے کیسے ارمان ہوتے ہیں، کیوں نہیں سوچتے کہ ان کی خوشیاں کس کے ساتھ ہیں۔ کیوں وہ اپنے فیصلے مسلط کر لیتے ہیں..... آئیے اس کہانی میں پڑھیں!



اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں کی سے مطابقت سے رائٹر یا ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا

گئے دنوں کی بات ہے شباب پر بہار تھی ہوا بھی خوشگوار تھی نجانے کیوں چل پڑا میں اپنے گھر سے نکل پڑا۔ کسی نے مجھ کو روک کر بڑی ادا سے ٹوک کر کہا تھا لوٹ آئیے، میری قسم نہ چائیے۔ وہی حسین شام ہے بہار جس کا نام ہے۔ چلا ہوں گھر کو چھوڑ کر نہ جانے جاؤں گا کہ کھڑ کوئی نہیں جو روک کر کوئی نہیں جو ٹوک کر کہے کہ لوٹ آئیے میری قسم نہ چائیے۔ اس آہ میں دل بھی پھوٹ پھوٹ کر رو رہا ہے، برسات کی پہلی بوند نے کچھ اس طرح سے میرے ماضی کا زخم تازہ کیا۔ پھر یاد آئی گزری شام وہ باتیں وہ ملاقاتیں تنہائی میں وہ شام کی ٹھنڈی ہوا کا جھونکا تیرے دور ہوئے بھی پاس ہونے کا احساس دلاتی ہیں۔ نوید کی زندگی میں الماس کی اہمیت بے پناہ تھی بچپن سے جوانی تک لمحہ بڑھتے اس پیار نے ہزاروں امیدیں جگائیں ایک شہر ایک محلہ ایک گلی میں اکٹھے بچپن کا وہ ہر لمحہ سمیٹ کے محبت نے جیسے ہر خوشی زندگی کی دے دی مگر قدرت کا کرشمہ نجانے کیوں الماس نے زندگی کے اس موڑ پر آ کر بے وفائی کی نوید کو گاؤں کے

کام کے سلسلے میں چند روز کے لئے آنا پڑا اور آتے سے الماس سے مل کر بھی نہ آ۔ کابین عجیب سا ڈرول میں لگا رہا۔ اس کی غیر موجودگی میں الماس کے چچا کا جھگڑا زمین کے پانی کی بناء پر دوسری پارٹی سے ہو گیا بات مارنے مرنے تک۔ آگئی اور اٹھاپانی میں چوٹیں بھی آئیں۔ آفر چچا سر فراز نے ٹھان کی کہ یہ زمین کا ٹکڑا کسی نہ کسی طرح ہے ضرور لوں گا۔ اپنی انا اور ضد کی بناء پر وہ کیا کرنے والا تھا کسی کو خبر نہ تھی۔ الماس کے ابو جو کہ بچپن میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ الماس نے تو ٹھیک سے چہرہ بھی نہ دیکھا تھا۔ دھندلی سی یاد کے سہارے اور تصویر کے سہارے اس کو باپ کی بچپان تھی بس چچا سر فراز اور اعجاز کی نگہبانی میں پتی الماس کی ایک چھوٹی بہن تصور جو کہ ابھی بچی تھی چند محلے کے بڑے لوگوں نے مل کر ان کی لڑائی جھگڑا ختم کر دیا مگر یہ بات نہ ختم ہوئی کہ وہ زمین ہم لیں گے۔ آخر کار وقت گزرتا گیا لڑائی بھی ختم ہو گئی دوستی میں بدل گئی۔ ایک دن بیٹھے بیٹھے جب شام کو کھانا لگا رہے تھے کہ سر فراز چچانے یہ بات بھالی سے کی کہ میری سوچ ہے اب الماس شادی کے قابل ہو گئی ہے۔ ہمیں اچھا گھر دیکھ کر شادی کر دینی چاہئے الماس



کے منہ تک نوالہ پہنچتے رک گیا۔ یہ سن کر الماس کی امی جانتی بھی تھی کہ نوید کو وہ پسند کرتی ہے مگر دیور کے آگے کہہ نہ پائی اور خاموش رہی۔ جب سب اٹھ گئے تو الماس نے بھاگ کر ماں کے پاؤں پکڑے اور رونے لگی۔ امی آپ جانتی ہو میں نے نوید کے علاوہ کبھی کچھ نہیں سوچا اور یہ آپ کو بھی پتہ ہے پھر مجھے کیوں یہ سزا دینے لگی ہو۔ آپ نے چچا کو بتایا کیوں نہیں امی خاموش رہی اور کہا الماس اگر تیرے ابو زندہ ہوتے تو میں ضرور کہتی مگر بیٹی دیور کو یہ کہنا میرے بس میں نہیں۔ تو ایک کام کرو نوید کو بول کہ وہ رشتے کی مانگ کے لئے اپنے امجد ابو کو بھیجیں تو میں شاید کچھ بات آگے بڑھا سکوں۔ اب کیا تھا سن نوید اگر یہاں ہوتا اور بتا کر جاتا تو بات ہوتی اور ادھر اس سارے ماجرے سے بے خبر اپنے کام میں نوید گاؤں میں پھنسا تھا نہ آسکتا نہ ادھر سے کوئی خبر۔ دو دن گزر گئے سرفراز چچا نے ادھر وقاص نے چچا سے بات کی رشتے کی جو کہ پہلے لڑائی بھول چکے تھے اور ایک دم نہ کچھ جانے نہ پہچانے انہوں نے ہاں کر دی۔ وقاص کو بھی چچا اور چچی نے پالا تھا۔ اس کے ماں باپ تو ایک کار ایکسپریٹ میں چل بسے تھے اور وہ بیرون ملک ایک فیکٹری میں کام کرتا تھا۔ جب یہ بات ہمارے گھر پہنچی تو الماس نے انکار کر دیا کہ میں نے وہاں ہرگز شادی نہیں کرنی بات اڑتی اڑتی بیچا کے کان تک چلی گئی۔ اس نے کمرے میں الماس کو بلایا اور غصے میں کہا کہ جہاں تو چاہے گی وہاں بھی نہیں ہوگی اگر بات نہ مانے گی پیار سے تو ہمیں زبردستی بھی آتی ہے۔ الماس کی ماں نے منت سماجت کی کہ سرفراز یہ کچھ نہیں کہے گی تم جہاں چاہو بخوشی کرو۔ الماس کی دنیا کیسے اجڑ رہی تھی وہ کسی کو پرواہ نہ تھی اور وہ رونے لگی۔ اتنے میں سرفراز چچا کمرے سے باہر چلے گئے اور امی نے ہاتھ باندھ کر التجائی الماس خدا کے لئے بھول جاؤ بیٹی جو تیری قسمت ہے اس کو آمین کر لو سب کی بھلائی اسی میں ہے۔

دوسرے ہی دن وقاص کی چچی مگنی کی رسم ادا کرنے آ گئی اور جلد از جلد فیصلہ شادی کا ہوا۔

شامیانے جتنے لگے اور گھر بارات آ گئی رسم نکاح کا وقت ہوا تو چچا نے حق مہر کی بات چھیڑ دی کہ ہم غیر برادری میں بنی دے رہے ہیں کچھ تو انتظام ہمیں بھی سوچنا ہے۔ وقاص کے چچا نے سنا تو ان کے ماتھے پر شکن آ گئی مگر وقاص سمجھداری سے کام لینے کا کہنے لگا چچا جان آپ کو جو لکھوانا ہے بخوشی لکھوا لیں ہمیں اعتراض نہیں۔ آخر سرفراز چچا نے ٹھنڈی آہ بھری اور کہا کہ وہ زمین جو ہمارے احاطے کے ساتھ ہے وہ الماس کے نام لکھوانی ہے۔ یہ سن کر وقاص کے چچا جھڑک اٹھے اور کہا ہرگز نہیں تو اعجاز چچا نے کہا ٹھیک ہے آپ بارات واپس لے جاؤ مگر یہ دیکھ کر الماس کی امی نے خود ہمت کی اور وقاص تو علیحدگی سے بلایا اور سمجھایا کہ الماس کو یہ سزا نہ دو لوگ کیا کہیں گے۔ وہ بدنام ہو جائے گی بیٹی اب میری عزت تیرے ہاتھ میں ہے۔ آخر کار وقاص نے ان کو کولی دی اور کہا نگل نہ کریں میں سمجھتا اور چچا کو جا کر سمجھایا کہ وہ زمین کا احاطہ نہ بنائیں اور راضی ہو جائیں آخر کار چچا پات نہ نال اسے اور حق مہر کے طور پر وہ زمین الماس کے نام کر دی۔ اب کیا سرفراز چچا کی بات بھی رہ گئی اور وہ اپنے مقصد میں جیسے کامیاب ہو گیا۔

سب کا کوئی اپنی بڑی تھی کسی کے منہ پہ خوشی اور کسی کے غم تھا۔ مگر تصور اپنی بہن الماس کا ہاتھ تھا ہے اسے تسلی دے رہی تھی الماس کو نوید سے جدا ہونے کا غم اور کس طرح اپنے پیار کی قربانی دی یہ غم کھائے جا رہا تھا۔ بہر حال رخصتی کا وقت ہوا اور الماس پیار گھر سدھار گئی مگر وہ نوید کی چاہ کو دل سے نکال نہ سکی۔ اس کی محبت کا جنازہ کتنی دھوم سے اٹھا یہ صرف اس کا دل جانتا ہے ادھر جب اگلے روز نوید واپس آیا اور اتنے دنوں کی دوری نے اسے تڑپا کے رکھا تھا کہ آج جاتے ہوئے پہلے الماس کو مل کر اس سے معافی مانگ کر جاؤں گا جاتے وقت تاکہ کہیں گمان راض نہ ہوگی جب محلے میں پہنچا تو الماس کی بہن تصور محلی میں کھڑی دودھ لئے رہی تھی نوید نے اسے دیکھ کر مسکرا کر کہا کہ محلی کہاں ہے

باجی تیری یہ سن کر وہ زار و قطار رونے لگی اور کہا نوید بھائی آپ کہاں چلے گئے تھے ابھی کچھ اور کہتی کہ دور سے اعجاز چچا کو آتے دیکھا اور بولی کہ آپ پہلے گراؤنڈ میں چلو میں آتی ہوں۔ نوید کے دل میں ایک ڈر بیٹھ گیا کہ آخر کیا ہوا خیریت تو ہے۔ وہ پہلی فرصت میں گراؤنڈ میں پہنچ گیا اور تصور نے بھی گھر سے بھانا کیا کہ درزن سے پکڑے لے کے آتی ہوں اور پیچھے چلی گئی۔ خدا کا واسطہ ہے تصور خبر کی خبر دینا میرا دل بھرا رہا ہے۔ نوید نے ایک دم اسے دیکھتے کہا۔ نوید بھائی آپ کے جانے کے بعد چند دنوں میں باجی پہ عجب قیامت ہوئی کہ سب کچھ ختم ہو گیا۔ اس نے سارا ماجرا نوید کو سنایا اور نوید کے تو پیروں تلے جیسے زمین ہی نکل گئی وہ ایک دم پتھر کی طرح دیکھتا رہا اور پھر بولا کیا الماس کو بس اتنا ہی مجھ پہ بھروسہ تھا کیا صلہ دیا میری بے پناہ محبت کا کیا حاصل ہوا ایسے مجھے تنہا چھوڑ کر۔

بنا کے چھوڑ دیتے ہیں وہ اپنے وجود کا عادی کچھ لوگ محبتوں کی سزا دیتے ہیں ایسے بھی اس نے الماس کو بے وفائی کا نام دے دیا مگر یہ نہ جانتا ہے حقیقت میں وہ بھی مجبور تھی مگر اس کی مجبوری سمجھنے والا کوئی نہیں تھا۔ آج بھی محلی اس محلے میں وہ جب آتی ہے تو نوید وہ راہ بدل لیتا ہے لاکھ بار کوشش کی اپنی لاچارگی کی کہانی سننے کی مگر وہ اس بات سے ڈرتا ہے کہ کہیں آکھ ملا سکوں گا کسی اور کی عزت سے۔

وہ کسی کی خاطر مجھے بھول گئی تھی تو کوئی بات نہیں ہم بھی تو بھول گئے تھے سارا زمانہ اس کی خاطر



قطعہ

دل کے اداس شہر کی تنہائیوں میں ہوں
دیکھو تمہاری آنکھوں کی گہرائیوں میں ہوں
کب دھوپ کی مجال کہ مجھ کو جلا سکے
تیری محبتوں کی پرچھائیوں میں ہوں

☆..... اعجاز احمد چٹڑ۔ نکانہ صاحب

غزل

آیا تھا زندگی میں وہ آ کر چلا گیا
وہ شخص میرا آسماں گرا کر چلا گیا
کہتا تھا خوشیاں بیچ کر خریدوں گا تیرے غم
عمر بھر کا غم میری زندگی کو لگا کر چلا گیا
کبھی جو لکھتا تھا ہواؤں میں میرا نام
اب اپنے دل سے میرا نقش مٹا کر چلا گیا
دنیا کی رونقوں میں کبھی جو ہمسفر رہا
صحراؤں کے رستے پہ مجھے لگا کر چلا گیا
لاتا تھا چمن سے چمن کے میرے لئے وہ پھول
اب کانٹے میرے رستے میں بچھا کر چلا گیا
وہ بیچ کر میری وفاؤں کو سر عام
غیروں میں اپنی قیمت بڑھا کر چلا گیا
اس کے گھر میں رہیں گے چراغوں کو جگر کا خون
میری زندگی کے چراغ جو بچھا کر چلا گیا
سوچا تھا سائین گے اسے داستان دل
وہ میری ہی زندگی کا افسانہ بنا کر چلا گیا

غزل

نہ وہ ہم سے ملے نہ اظہار ہم نے کیا
نہ وہ کچھ بولے نہ اسرار ہم نے کیا
ان آنکھوں ہی آنکھوں میں بہت کچھ ہوا
نہ نہ اُس نے کی نہ انکار ہم نے کیا
نجانے یوں ہی کب گزر گیا سب وقت
نہ نیند سے وہ جگائے نہ بیدار ہم نے کیا
بس یہی تھی قسمت ہماری یہی زندگی
نہ وقت اُسے تھا نہ انتظار ہم نے کیا

☆..... فیصل چوہدری۔ لاہور



تھوڑی سی خوشی تھوڑا سا غم

تحریر: گلشن ناز - ٹھٹھہ قریشی

بعض اوقات زندگی میں انسان کے ساتھ ایسے ایسے واقعات بیت جاتے ہیں کہ وہ سوچتا ہی رہ جاتا ہے کہ وہ کیا کرنے اور کیا نہ کرے۔ کبھی کبھی تو وہ اپنے فیصلوں سے بھی بغاوت کرنے لگ جاتا ہے۔ کیونکہ وہ جو سوچتا ہے۔ وہ ہو نہیں سکتا ہے۔ اریبہ نے فیصلہ کیا تھا تنہائیوں میں زندگی بسر کرنے کا اور ایسا کرنے کی وہ کوشش بھی کرتی رہی لیکن نہیں اسے ان خوشیوں کی طرف لوٹنا پڑا جن کو وہ چھوڑ کر جانا چاہتی تھی..... ایک حقیقت بھری داستان



اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں کسی سے مطابقت سے راضی یا اداوارہ ذمہ دار نہ ہوں گا

کپڑے بھی پرلیس کر دیئے ہیں۔ ماموں جان کچھ اور چاہتے تو وہ بتا دیں۔ جیتی رہو بیٹی۔ خداتبار انصیب اچھا کرے، میری بچی ہمیشہ خوش رہے۔ رضیہ کی آواز نے چونکا دیا۔ اب بس بھی بیٹھنے کچھ دعائیں اپنے بچوں کے لئے بھی مانگ لیں۔ اریبہ نے میز پر تک تعلیم حاصل کی پھر اس پر گھر کے کام کاج کی ذمہ داری ڈال دی۔ اریبہ کہاں مرنے ہو میرے کپڑے پرلیس کئے جائیں۔ پروین آپنی میں نے پہلے سے ہی کر کے رکھ دیئے ہیں اور سنو ذرا میرے کمرے کی صفائی بھی کر دینا اور اوہر نورین ذرا میرے لئے بھی چائے کا ایک کپ بنا دو جی ابھی بنا کر لاتی ہوں۔ جب ایاز ماموں گھر پر ہوتے تو سب اس کا لحاظ کرتے ہوئے اریبہ سے نرمی سے بات کرتے اور ان کی غیر موجودگی میں سب اپنا اپنا غم چلاتے۔ اریبہ جلدی سے کام نشتا لو تہمارے ماموں آتے ہوں گے تم ان کی لاڈلی جو بھڑی اور ذرا میرے سر میں تیل بھی لگا دو۔ جی ماما ابھی آئی سارے گھر کو اریبہ نے سنبھالا ہوا تھا۔ وہ بہت سمجھداری سے اپنی ہر ذمہ داری نبھاتی۔ حسن بہت سخت مزاج تھا اور احمد چھوٹا ہونے کے ساتھ تھوڑا شرارتی اور ہنس کھٹکھی تھا۔ وہ اپنے باپ پر گیا تھا اس کا

اریبہ جب پیدا ہوئی تو ماں فوت ہو گئی، اس کے ماموں نے اس کو گود لے لیا جبکہ ماموں کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ اریبہ کا ماموں ایاز اریبہ سے بہت پیار کرتا تھا، اپنے بچوں سے زیادہ اریبہ کا خیال رکھتا پر ایاز کی بیوی اریبہ کی مہمانی رضیہ کو اریبہ سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ اس کو نمٹوس کہتی کہ جب سے قدم رکھا ہمارا سکون برباد کر دیا، جب پیدا ہوئی تو ماں کو نکل گئی اور اب میرے بچوں کا پیار بھی بانٹ لیا ہے۔ نہ چاہتے ہوئے بھی رضیہ نے اریبہ کی پرورش کی پر وہ اپنے بچوں کو زیادہ اہمیت دیتی۔ ان کی ہر خواہش کا خیال رکھتی اپنی بیٹیوں کے ہر ناز و خیر سے چھوٹی خواہش ایک خواب بن کر رہ جاتی۔ رضیہ کی بڑی بیٹی پروین اور دوسری نورین اور سب سے چھوٹی مہرین جی اور بھائی حسن اور چھوٹا احمد تھا۔ اریبہ کے ساتھ بچوں کا رویہ بھی ویسا ہی تھا جیسا ماں کا تھا۔ اریبہ کا بچپن کب گزرا کچھ پتہ ہی نہ چلا گزروں سے کھینے والی تھی مٹی پچی گھر کی ذمہ داریاں سنبھالنے لگی۔ اریبہ اپنی جلدی لرو جیتے دلتے سے دیر ہو رہی ہے۔ جی ماموں ابھی آئی لیجئے آپ کا ناشتہ آور آپ کے



دل بھی نرم تھا۔ اس کو بھی باپ کی طرح اریبہ سے ہمدردی تھی اور وہ دل ہی دل میں اریبہ کو چاہنے لگا۔ اریبہ تم بھی آرام بھی کر لیا کرو، اتنا کام کرتی ہو تھک نہیں جاتی۔ احمد گھر کے کام میں تھا کھانا کیسی اگر تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہے تو بتاؤ۔ نہیں کسی چیز کی ضرورت ہے اور پلیز تم میرے کام نہ کیا کرو میں خود کروں گا۔ اچھا تم اپنا فلسفہ اپنے پاس رکھو میں تمہارے لئے چائے لاتی ہوں۔ میں کچھ مدد کروں احمد میں ہنالوں کا کیا پاگل ہو تم کاش اریبہ تم جان پاتی کی میں تمہارے پیار میں پاگل ہوں۔ احمد نے اپنے دل میں طے کر لیا کہ میں اریبہ کو ہی اپنا جیون ساتھ بناؤں گا۔ اپنی ماں سے کہنے کی اسے ہمت نہیں تھی وہ خاموش رہا اور وقت کا انتظار کرنے لگا اور اریبہ بچپن سے حسن کو پسند کرنے لگی اور کبھی بھی اس بات کو ظاہر نہ ہونے دیا۔ حسن جو کہ ہر وقت ناک پر غصہ چڑھائے رکھتا اس نے تو کبھی اریبہ کو غور سے دیکھا بھی نہیں تھا۔ اریبہ نے کئی بار کوشش کی کہ حسن کو دل کی بات بتا دے پر اس کا غصہ دیکھ کر گھبرا جاتی اور یہ سوچ کر خاموش ہو جاتی کہ اگر ممانی کو اس بات کا پتہ چل گیا تو نجانے وہ کیا سلوک کریں گی۔ مجھے ایسا نہیں سوچنا تھا کہ اس کے دل پر کیا گزیرے یہ سوچ کر شئی کے تالے لگا دیئے۔ اریبہ

باقی سب بی۔ پسند نہ پسند کا زیادہ خیال رکھتی۔ اریبہ حسن کے مرے میں گئی تو حسن سو رہا تھا اریبہ دیکھتی رہی کہ حسن سو تے ہوئے کتنا پیارا لگ رہا ہے کاش حسن تم میرے من کی آواز سن سکتے۔ حسن نے آنکھ کھولی تو اریبہ سامنے کھڑی بہم گئی تم یہاں کیا کر رہی ہو میں نے کئی بار تم کو منع کیا ہے کہ جب میں گھری نیند میں سو رہا ہوں تو میرے کمرے میں مت آیا کرو تمہیں ایک بار سنا ہی نہیں دیتا کیا جی وہ آپ کے کمرے کی صفائی کر رہی تھی اب جاؤ اور مجھے آرام کرنے دو۔ کاش حسن تم جان پاتے کہ میں تم سے کتنا پیار کرتی ہوں دل میں سوچتی ہے کہ صفائی کرنے کا تو اک بہانہ تھا میں تو تمہیں دیکھنے آئی تھی۔ اریبہ سارا دن کام کرتی اس کو

آرام کرنے کا وقت بھی نہ ملتا۔ رضیہ کی اپنی بیٹیاں مہارانیوں کی طرح رہتیں اور اریبہ نوکرانیوں سے بھی بدتر۔ اس کی اپنی بیٹیاں سکول کالج جاتیں اور اریبہ پر گھر کی ذمہ داری ڈال دی گئی۔ اریبہ جلدی سے چائے لاؤ مجھے کاش سے دیر ہو رہی ہے۔ جی مہرین آئی ابھی لائی۔ اریبہ تم بھی کچھ کھا لو احمد میں کھالوں کی تم فکر مت کرو۔ رضیہ بولی تھوڑی دیر نہیں کھائے گی تو مر نہیں جائے گی پہلے باقی کے کام تو کر لے بعد میں کھا لے گی۔ ایاز ماموں آئے تو رضیہ خاموش ہو گئی۔ اریبہ بیٹی تم بھی کالج میں داخلہ لے لیتی تو کتنی اچھی بات تھی اس سے پہلے کہ اریبہ کچھ کہتی رضیہ فوراً بولی۔ میں نے بھی اس سے کئی بار کہا یہ ہے کہ سستی ہی نہیں ہے۔ کہتی ہے کہ مجھے پڑھ کر کیا کرنا ہے اب ہم زبردستی تو اس کو نہیں بھیج سکتے۔ اریبہ کی آنکھ لگ جاتی ہے کہ کاش میں بھی کالج جاتی اریبہ بہت ہونہار اور صابر لڑکی تھی اس سے جتنا بھی برا سلوک کیا جاتا وہ اف تک نہ کرتی جب سب لوگ کھانا کھا لیتے تو اس کو جھوٹا کھانا دیا جاتا اور جب ان کی بیٹیوں کا کپڑوں سے دل بھر جاتا تو وہ پرانے کپڑے اریبہ کو دے دیتی پھر بھی وہ شکر ادا کرتی اور شب کچھ برداشت کرتی اریبہ سبزی کاٹ رہی تھی کہ رضیہ نے آواز دی کہاں مر گئی ہو ارے حسن کے جوتے پالش کر دو ایک تو یہ لڑکی کام کرنے میں گھنے لگا دیتی ہے اریبہ جلدی سے ہاتھ چلانے لگی کہ اس کی انگلی کٹ گئی سارا خون بہنے لگا اریبہ جلدی سے گئی اور حسن کے جوتے پالش کرنے لگی اس کو اس بات کا احساس بھی نہ رہا کہ انگلی سے خون بہہ رہا ہے۔ اچانک حسن کی نظر پڑی ارے یہ تمہارے ہاتھوں سے خون کیسا جی وہ میں سبزی کاٹ رہی تھی تو دھیان نہیں رہا اور انگلی کٹ گئی لاؤ تم شوز مجھے دو میں خود کروں گا۔ ادھر لاؤ ہاتھ میں تم کو پانی کر دوں حسن نے اریبہ کے ہاتھ پر پانی بانٹ دیا۔ اریبہ حسن کے اس رویے پر حیران تھی حسن باتوں کا کڑواضرر تھا پر دل کا بہت اچھا تھا۔ اریبہ کے دل میں سوئی ہوئی محبت پھر سے جگنے لگی اس کا پیار بڑھنے لگا اور بھی حسن کو

چاہنے لگی اور ادھر پروین کا رشتہ طے ہونے لگا اور شادی طے ہو گئی اس کا ماموں کہنے لگا کہ خدا کرے اریبہ بھی جلدی سے اپنے گھر کی ہو جائے۔ یہ بات سنتے ہی اریبہ کے بہنے اور مسکراتے چہرے پر اداسی چھا گئی ایاز اس کے چہرے کو دیکھ کر ہی سمجھ گئے۔ بچانے اس کے ساتھ کس کے نصیب پھوٹیں گے۔ پروین کی شادی کا دن آ گیا سب لوگ شادی میں مصروف تھے۔ احمد نے اریبہ کو آواز دی اریبہ جلدی آؤ جب اریبہ آئی تو احمد دیکھتا رہ گیا وہ بلیک سوٹ میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ بالکل لائٹ میک اپ تھا گلاب کی پگھلوں جیسے نرم و نازک ہونٹ پتلی سی ناک خوبصورت اور بڑی بڑی آنکھیں اور آنکھوں میں کامل اور گلابی گال شانوں پر لہرائی زلفیں اور دائیں رخسار پر کالائٹ جو اس کی خوبصورتی کو چار چاند لگا رہا تھا۔ ارے واہ اریبہ آج تو تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو کسی کی نظر ہی نہ لگ جائے۔ دل میں کہتی ہے کہ کاش کبھی حسن ان لفظوں میں میری تعریف کرتا اریبہ کی ہر خواہش دل میں رہ جاتی پروین رخصت ہو کر اپنے سرسرا پٹخ گئی۔ اب اریبہ کی ذمہ داری اور بھی بڑھ گئی۔ اریبہ حسن کے دل میں جگہ بنانے کی کوشش کرتی ہے وہ چاہتی ہے کہ حسن بھی اسے چاہنے لگے پر حسن کبھی اس کی پرواہ نہ کرتا۔ ابھی رضیہ کی چھوٹی بیٹی مہرین کا رشتہ آیا رضیہ اس رشتے سے مطمئن نہیں تھی تو اس نے سوچا کہ کیوں ناں اریبہ کا رشتہ ان کے ساتھ کر دے اس نے ایاز سے بات کی۔ رضیہ مجھے خوشی ہے کہ تم اریبہ کے بارے میں اتنا سوچتی ہو پر اریبہ کی مرضی کے بغیر ہم کوئی فیصلہ نہیں کریں گے۔

ایک دن ایاز نے اریبہ کو بلایا بیٹی جو بات میں تم سے کرنے جا رہا ہوں اس کو غور سے سننا اور جو تمہارا جی چاہے جواب دینا تم پر کوئی زبردستی نہیں ہے۔ جی ماموں جان آپ پوچھیں۔ دیکھو بیٹی اگر تمہارے ماں باپ زندہ ہوتے تو وہی تم سے یہ سوال کرتے۔ ماموں جان آپ بتائیں کیا بات ہے۔ بیٹی تمہاری ممانی جان چاہتی ہیں کہ تمہاری شادی ہو جائے وہ بھی عمران سے پردہ لوگ تو

مہرین آپنی کے لئے آئے ہیں۔ ہاں میں جانتا ہوں تمہارا ان لوگوں کے بارے میں کیا خیال ہے۔ اریبہ رونے لگی ارے بھئی ایک نہ ایک دن تو پرانے گھر جانا ہے۔ پر میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔ پر کیوں کوئی اور لڑکا پسند ہے تو بتاؤ ماموں میں اسی گھر میں رہنا چاہتی ہوں آپ کے ساتھ۔ بیٹی صاف صاف بات بتاؤ اس طرح رونے سے کیا ہوگا۔ کیا تم میری بہو بننا چاہتی ہو تو اریبہ ماموں کے گلے لگے گئی۔ جی ماموں کیا حسن بھی تمہیں پسند کرتا ہے یہ نہیں تم نے یہ سب پہلے کیوں نہیں بتایا میں ڈرتی تھی کہ پہلے آپ میری ذمہ داری اٹھائی ہے ماں باپ کا پیار دیا میں آپ کو کتنا نہیں چاہتی تھی اس لئے چپ سا دل۔ بیٹی ایسا کہہ کر تم نے میرے دل کا بوجھ ہلکا کر دیا ہے میرے اپنے دل کی خواہش بھی پر میں تم پر اپنا فیصلہ زبردستی نہیں تو پتا چاہتا تھا تم مجھ پر بھروسہ رکھو اور ادھر پروین کے سرسرا میں نہ بن پانی وہ ہر روز جھگڑا کر کے میکے چلی آتی سرسرا والوں کا کہنا تھا کہ وہ سارا دن اپنے کمرے میں بند رہتی ہے نہ کچھ کھانے پکانے کا سلیقہ ہے نہ کسی سے بات کرنے کی تمیز اور پھر یہ کہتا کہ میں نے آج تک کسی کام کو ہاتھ تک نہیں لگایا اور پروین کا کہنا تھا کہ وہ سارا دن گھر کا کام کرتی ہے پھر بھی سب برا بھلا کہتے رہتے ہیں اصل میں اس کی ذمہ داری پروین نہیں اس کی ماں تھی اس نے اپنی بیٹیوں کو رانیوں کی طرح بالاکہ اسے اریبہ کی شکل میں مفت کی نوکرانی جو مل گئی تھی اس نے یہ بھی نہ سوچا کہ کل بیٹیوں نے تو برائے گھر جانا ہے اور اب پروین کے سرسرا والوں کے تپوہ بدلتے نظر آئے وہ لوگ لاپٹی تھے۔ ندیم نے پروین کو مارنا شروع کر دیا کبھی کہتا کہ جاؤ اسے گھر والوں سے میں ہزار لے آؤ کبھی دس ہزار تو کبھی کچھ کبھی جیسا جیسا وہ کہتا پروین کے گھر والے دیتے رہے۔ کافی عرصہ تو یہ سلسلہ چلتا رہا اور پروین کی سانس بہت جھگڑا اور موت بھی وہ پروین کو طعنے دینے لگی کہ جب سے اس نے اپنے مخوس قدم اس گھر میں رکھے ہیں اس گھر میں بربادی کے دن شروع

ہو گئے۔ پروین ایک ہفتہ سسرال میں رہتی تو چند دن
میکے میں گزار دیتی۔

ایاز بیمار رہنے لگا ایک دن اس نے حسن کو بلایا۔
جی پاپا۔ ادھر بیٹھو بیٹا تم میری ایک بات مانو گے۔ ابو
جان ایسی کون سی بات ہے پر آپ بتائیں تو سہی پہلے
بھی آپ کی کوئی بات نالی ہے۔ پہلے کی بات اور بھی
اس بات کا تعلق تمہاری پوری زندگی سے ہے میں جو تم
سے کہوں یا پوچھوں تم نے ہاں یا نہ میں جواب دینا ہے۔
تمہاری زندگی میں کوئی لڑکی ہے یا تم کسی کو پسند کرتے
ہو۔ نہیں ابو جان میری زندگی میں ایسی کوئی لڑکی نہیں
ہے۔ بیٹا میں چاہتا ہوں کہ تمہاری جلد از جلد شادی ہو
جائے۔ میری زندگی کا بھر و سہ نہیں ہے اور میں چاہتا
ہوں کہ میری یہ خواہش تم پوری کر دو۔ ابو جان آج آپ
یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں اللہ آپ کو لمبی زندگی دے کیا تم
میری یہ تمنا پوری کر سکتے ہو۔ ابو جان آپ حکم کریں لڑکی
تو مجھے پسند ہے۔ کون ہے۔ اپنی اریہ بیٹی وہی تمہاری
زندگی کو خوشیوں سے مالا مال کر دے گی اور اس گھر کو
صرف وہی سنبھال سکتی ہے۔ پر میں نے بھی اریہ کے
بارے میں ایسا نہیں سوچا۔ تو کیا ہوا اب سوچ لو پر بیٹا یہ
میری دلی خواہش ہے آگے تمہاری مرضی چاہو تو انکار کر
دو اگر چاہو تو میری آخری خواہش سمجھ کر پوری کر دینا اب
فیصلہ تم نے کرنا ہے۔ ابو جان مجھے آپ کا ہر فیصلہ منظور
ہے اگر آپ جان مانتے تو بھی حاضر ہے۔ حسن بیٹے
جیتے رہو میری عمر بھی تمہیں لگ جائے تم نے آج مجھے
بہت بڑی خوشی دی ہے۔ خدا ہر کسی کو تمہارے جیسا ہی
فرمانبردار بنانا وہ حسن خوش نہیں تھا اس نے باپ کا مان
رکھا۔ حسن نے ماں سے بات کی تو رضیہ جیسے آگ بگولا
ہو گئی اور اریہ پر برس پڑی کہ جب سے یہ تمہیں اس گھر
میں آئی ہے ہماری تو جیسے خوشیاں ہی لگتی ہیں۔ پہلے
پروین کا گھر اجڑا ہے اور اب تمہاری زندگی برباد کرنے
والی ہے۔ اریہ کھڑی خاموشی سے ساری باتیں سنتی
رہی۔

احمد نے جب یہ بات سنی تو اپنے کمرے میں جا کر

خوب رو یا کہ یہ کیا ہو گیا ہے۔ کاش میں اپنے دل کی
بات سب کو پہلے ہی کہہ دیتا تو آج یہ سب نہ ہوتا۔ کیا
ہے یہ محبت انسان کی زندگی میں کیسے کیسے موڑ لاتی ہے
کسی کو ایک پل میں جیون بھر کی خوشیوں سے نوازی ہے
تو کبھی کسی کا زندگی بھر کا سکون چرائیتی ہے۔ تب انسان کو
احساس ہوتا ہے کہ وہ کس قدر مجبور ہے۔ احمد اندر ہی
اندر جلتا رہا وہ وقت پر سوتا نہ کھانا کھاتا دوستوں سے کم
ملتا تنہائی میں رہنے لگا۔ احمد کیا میں اندر آ جاؤں ہاں
اریہ تم کو کس نے روکا ہے۔ احمد بیڑ پر بیٹھا تھا اریہ جا
کر ساتھ بیٹھ گئی اس نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا جیسے کچھ
چھپانے کی کوشش کر رہا ہو۔ احمد یہ تمہارے ہاتھ میں کیا
ہے۔ وہ کچھ بھی تو نہیں اور کھانے لگا دیکھو احمد تمہارے
لئے اچھا ہے کہ خود ہی بتا دو ورنہ تم جانتے ہو میں کیا
کروں گی۔ اریہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اریہ نے
احمد ا ہاتھ پکڑا یہ تم کب سے سگریٹ پی رہے ہو۔ یہ
تمہاری آنکھوں کے نیچے چلتے کیسے ہیں اور یہ کیا حالت
بنارہی ہے کہیں کوئی لڑکی ڈکی کا پکڑ تو نہیں ہے۔ اگر
ایسی بات ہے تو مجھے بتاؤ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ احمد
اریہ کے گلے لگ گیا احمد کیا ہو تم پاگل ہو گئے ہو یہ
سب کیا ہے اٹھو میری بات سنو اور تمہاری آنکھوں میں
آج آنسو۔ ایک تم ہی تو ہو جس کی وجہ سے گھر میں رونق
ہے تمہاری وجہ سے ہی میرے چہرے پر بھی ہمیشہ نرمی
رہتی ہے دیکھو احمد اپنے اندر بہت پیدا کرو اور ابھی
تمہاری عمر ہی کیا ہے کون سے وہ لڑکی ہیں بات کروں گی
لیکن پلیز خود کو سنبھالو نہیں اریہ وہ لڑکی جو میری زندگی
سے وہ کسی اور کی ہو گئی ہے مجھے آنسو ہے احمد پر تم نے
اس کو بھی بتایا میں نے سوچا کہ وہ خود ہی سمجھ جائے گی
شاید میرے پیار میں کوئی کمی نہ ہو جس میں اس کو پناہ کا احمد
ابھی تمہاری عمر اتنی نہیں کہ خود کو روک لگا لو بہت زندگی
بڑی ہے اور ویسے بھی جوڑے آسمانوں پر بسنے ہیں کوئی
کسی کے نصیب کا شریک نہیں ہے۔ انسان کو کبھی بہت
نہیں باری چاہئے یہ ہمارے تمہارے بس کی بات نہیں
ہے اپنے بارے میں نہیں تو دوسروں کے بارے میں

Thori Si Khoshi 68 جواب عرض

سوچ لو کسی ایک کے جانے سے ہم اپنی پوری زندگی تو
بر باد نہیں کر سکتے اور ذرا سوچو کہ تم سے کتنے رشتے جڑے
ہیں۔ اب تم اس کی سزا ان کو تو نہیں دے سکتے تم زندگی
میں آگے بڑھو تمہیں بہت خوشیاں ملیں گی۔ بس یہ سوچ لو
کہ وہ تمہارے نصیب میں نہیں تھی تمہارے نصیب میں
سے جڑا ہے وہ خود چل کر تمہارے پاس آئے گی تم میری
باتوں کو سمجھ رہے ہو ناں اور مجھے یقین ہے کہ یہ سب مجھے
دوبارہ تم کو کہنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ چلو اب مسکراؤ
اریہ اگر تم برا نہ مناؤ تو ایک بات کہوں۔ ہاں کہو ایک تم
ہی تو ہو جو میرے دل کی بات سمجھ سکتے ہو اریہ کیا تم حسن
بھائی سے پیار کرتی ہو یہ کیسا سوال ہے تمہیں برا لگ رہا
ہے نہیں پر تم کیوں پوچھ رہے ہو بس تم بتاؤ نہ ہاں احمد
میں حسن کو بہت چاہتی ہوں۔ اس ایک جملے سے احمد کی
آس امید سب ٹوٹ گئی اور کیا حسن بھائی بھی تم سے
محبت کرتے ہیں۔ پتہ نہیں شاید وہ نہ کرتے ہوں۔ اریہ
کیا تم اس کے ساتھ خوش رہ پاؤ گی۔ احمد تم یہ ساری
باتیں کیوں پوچھ رہے ہو۔ وہ کس ایسے ہی۔ اچھا اب تم
ان باتوں کو چھوڑو اٹھو اور اپنا حلیہ درست کرو اور آئندہ
میں تمہیں اس حلیے میں نہ دیکھوں اور آج سے وقت پر
کھانا کھانا اور کسی کو تم سے شکایت نہ ہو اور ہاں ویسے بھی
میں تمہاری بھائی بننے والی ہوں میری ہر بات ماننا تمہارا
فرض ہے۔ اس بات پر احمد کی آنکھیں نم ہو گئیں اور احمد
نے اپنی خاموش محبت کو ہمیشہ کے لئے اپنے اندر دفن کر
لیا۔ ایسا کیوں ہوتا ہے احمد کے دل میں کتنی خواہشیں تھیں
کتنے خواب تھے کتنے سنے تھے اس کی آنکھوں میں سب
ایک ہی پل میں بکھر کر رہ گئے کتنی خواہشیں انسان کے
اندر چھپتی ہیں کہ سب کچھ میرے اختیار میں ہے میں سب
کچھ کر لوں گا۔ ہم جو چاہیں حاصل کر سکتے ہیں محبت کے
میدان میں صرف باز ہوتی ہے یہ جانتے ہوئے بھی
انسان بنا کچھ سوچے سمجھے اس میدان میں کود پڑتا ہے
شاید یہی محبت ہے اور اریہ کسی بھی طرح حسن کا دل جیتنا
چاہتی تھی کہ حسن بھی اس کو اتنا چاہے جتنا وہ اس کو چاہتی
ہے۔

Thori Si Khoshi 69 جواب عرض

اریہ نے اپنی دوست کنول جو کہ ساتھ والی گلی
میں رہتی تھی اس کو دل کی بات بتائی اور دونوں نے مل کر
کچھ ایسا سوچا کہ کسی طرح سے بھی حسن اریہ کو چاہنے
لگے۔ اب اریہ نازیہ بن کر حسن کو لیٹر لکھنے لگی اپنی
دوست کنول کی مدد سے۔
سلام محبت امید کرتی ہوں کہ آپ خیریت سے
ہوں گے حسن جی میں اپنی کنبلی کنول کے گھر آئی اور اوپر
چھت پر کھڑی تھی کہ میری نظر آپ پر پڑی آپ کو دیکھنا
تب سے میں آپ کی دیوانی بن گئی اور آپ کو اپنے دل کا
رہنما بنا بیٹھی پلیز آپ میرے پیار بھرے خلوص کو مت
ٹھکرانا کیا آپ مجھ سے دوستی کریں گے مجھے آپ سے
اور کچھ نہیں چاہئے بس میں ہمیشہ آپ کو خوش دیکھنا چاہتی
ہوں اگر آپ نے میرے لیٹر کا جواب دیا تو میں سمجھوں
گی کہ آپ نے میری دوستی قبول کر لی یہ مانا کہ میں آپ
کو نہیں چاہتی بلکہ ہم ایک دوسرے کے لئے انجان ہیں
اگر آپ نے ساتھ دیا تو جلد ہی ایک دوسرے کو جان
جائیں گے ویسے کنول سے آپ کے بارے میں تھوڑا
بہت تو پتہ چل گیا ہے۔ فقط والسلام نازیہ۔
کنول نے وہ لیٹر حسن کو دیا اور کہا کہ میرے کالج
کی دوست ہے اس نے آپ کے نام دیا ہے۔ انسان کو
جب محبت نہیں ملتی تو وہ ہر ممکن کوشش کرتا ہے کہ اس کو اس
کی محبت مل جائے وہ ہر طریقے سے اپنی محبت کو حاصل
کرنا چاہتا ہے کہ اس کی کوشش کامیاب ہو جائے اب
دیکھتے ہیں کہ اریہ یعنی کہ نازیہ کی قسمت آزمائی کیا رنگ
لائی ہے۔ حسن وہ لیٹر لے کر سیدھا اپنے روم میں گیا اور
لیٹر پڑھنے لگا تو اریہ جان بوجھ کر روم میں چل گئی حسن
نے دیکھتے ہی وہ لیٹر چھپا لیا۔ جی وہ آپ کو ماموں جان
بلا رہے ہیں تم چلو میں ابھی آتا ہوں۔ اسی طرح لیٹر کا
سلسلہ چل نکلا اب تو حسن نے بھی لیٹر لکھنے شروع کر
دیئے۔ دو تین ماہ ان کی دوستی کو گزر گئے خوب دوستی ہو
گئی۔ اریہ نے لکھا حسن آج تم ان کپڑوں میں بہت
خوبصورت لگ رہے ہو یہ رنگ تم کو بہت سوٹ کرتا ہے تم
کو کھانے میں یہ پسند ہے اس چیز سے تم کو نفرت ہے وہ

Thori Si Khoshi 69 جواب عرض

ساری باتیں لیٹر میں لکھی۔ نازیہ تم کو مجھے خود سے بھی زیادہ جانتی، دایا لگتا ہے جیسے تمہارا اک اک پل میرے ساتھ گزرا ہو۔ نازیہ اب مجھ سے رہائیں جاتا پلیز نازیہ صرف ایک بار مجھ سے مل لو اس کے بعد نہیں کہوں گا۔ میرے کان ترستے ہیں تمہاری آواز سننے کے لئے میری آنکھیں کب سے بے چین ہیں تمہارے دیدار کے لئے۔ اگر مل نہیں سکتی تو صرف فون پر بات کرو اگر آج بات نہ کی تو یہ میرا آخری لیٹر ہوگا۔ کنول اب میں کیا کروں۔ اریہ میرا مطلب ہے نازیہ صاحبہ بہتر ہے کہ آپ حسن سے بات کر لیں میرے پاس ایک سہم ہے جس کا نمبر کسی کے پاس نہیں ہے۔ اریہ نے حسن کو فون کیا سلام کیا حسن آپ کیسے ہیں میں نازیہ ہوں ہاں میں جانتا ہوں شکر ہے آج آپ کی بیٹی آواز بھی سن لی۔ نازیہ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے تمہاری آواز جانی پہچانی ہو جیسے میں تمہیں قریب سے جانتا ہوں اور جانی پہچانی کیوں نہ ہو تم جو میرے دل میں بے ہو۔ نازیہ میں تم سے ملنا چاہتا ہوں پلیز صرف ایک بار مان جاؤ حسن میں تم سے ضرور ملوں گی پر وقت آنے پر۔ آخر کب تک انتظار کراؤ گی۔ بس تھوڑا سا صبر کرو لاچھاب ایک وعدہ تو کرو وہ کیا کہی کہ ہفتے میں ایک بار مجھ سے فون پر بات کرو گی ہاں یہ میرا وعدہ ہے اب فون پر بھی بات چیت شروع ہو گئی اور دونوں ایک دوسرے کے قریب ہوتے گئے اب حسن نازیہ کو چاہنے لگا۔

ادھر ایاز کی طبیعت خراب رہنے لگی اور بیماری بڑھنے لگی۔ اریہ خوش بھی تھی اور دل میں یہ خوف بھی تھا کہ کہیں حسن نازیہ کے چکر میں مجھ سے شاید سے انکار نہ کر دے۔ حسن بیٹے ذرا ادھر آؤ۔ جی ابوجن بیٹھو بیٹے دیکھو بیٹا وہ مجھے نہیں لگتا کہ اب میں زیادہ زندہ رہ پاؤں گا میں چاہتا ہوں کہ تم جلد از جلد شادی کرو۔ بیٹا میں تم کو دولہا کے روپ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ ابوجان ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی۔ اس نے دل پر پتھر رکھ کر ہاں کی پر اس کے چہرے کو دیکھ کر اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ وہ کس قدر اندر سے ٹوٹ چکا ہے۔ کوئی بھی اس رشتے سے

خوش نہیں تھا رضیہ اس کی بیٹی! کے تو جیسے سارے سینے ہی ٹوٹ گئے تھے۔ ورنہ سن نہ چاہتے ہوئے بھی شادی کے لئے تیار ہو گیا۔ شادی کی تیاری شروع ہو گئی اریہ بہت خوش تھی اور حسن کے چہرے پر اداسی چھائی تھی جیسے عجب سی کشش میں مبتلا ہو۔ اس نے فون پر نازیہ سے بات کی نازیہ تم سے ضروری بات کرنی ہے۔ کیا بات اور حسن آج مجھے تم سے بہت ضروری باتیں کرنی ہے۔ اچھا پھر بتاؤ۔ نہیں حسن پہلے تم بتاؤ پھر میں بتاؤں گی۔ نہیں پہلے تم بتاؤ وہ حسن تم کو مبارک ہو کس بات کی وہ میرے گھر والے مان گئے ہیں میں نے ان کو راضی کر لیا ہے وہ تم سے ملنا چاہتے ہیں پر نازیہ اب اس کی ضرورت نہیں ہے پر کیوں کیا وعدہ وراصل میری شادی طے ہو گئی ہے دیکھو نازیہ تم مجھے غلط مت سمجھنا اسے میری مجبوری مجھ کو معاف کر دینا یوں مجھ کو کہ کسی کی زندگی کا سوال ہے حسن تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں۔ نازیہ پیر تو میں بھی تم سے بہت کرتا ہوں مجھے سمجھنے کی کوشش کرو میں مجبور ہوں۔ ایسی بھی کیا مجبوری ہے جو تمہیں مجھ سے شادی کرنے کے لئے منع کر رہی ہے۔ تم نہیں سمجھو گی میں اتنا جان لو کہ کسی کی زندگی کا سوال ہے میں جانتا ہوں میں مجرم ہوں تمہارا گھبراہٹ ہوں۔ میں نے تمہارا دل دکھایا ہے جانتا ہوں کہ میں تمہاری معافی کے قابل نہیں ہوں پر یہ بھی سچ ہے کہ میں صرف اور صرف تم سے پیار کرتا ہوں اور پیار قربانی مانگتا ہے پیار میں کبھی ہارتو بھی جیت۔ حسن تم کیا جانو پیار کیا ہوتا ہے مجھ سے پوچھو کس طرح تمہارے پیار میں تڑپی ہوں میری راتوں کی نیند اڑ گئی دن کا چین ہر وقت تمہارے خیالوں میں کھوئی راتنی ہوں۔ نازیہ میں سب جانتا ہوں یہ تڑپ ہے بے چینی میں نے بھی محسوس کرتا سکتا ہوں میں بھی اس درد سے واقف ہوں۔ نازیہ ایک ہم ہی نہیں بنائے اور کتنے حسن اور نازیہ مل کر پھنچے ہیں بس اتنا سمجھو کہ ہمارا ساتھ نہیں تنگ تھا۔ قدرت کو ہمارا اتمان منظور نہیں ہے ہم کیا کر سکتے ہیں اگر ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا اور دعا کرتا ہوں کہ

جہاں رہو خوش رہو اور کوشش کرنا کہ مجھے ہمیشہ کے لئے بھول جاؤ کیونکہ اگلے ہفتے میری شادی ہے اور تمہیں دیکھنے کی خواہش دل میں لے کر جا رہا ہوں جس کا مجھے زندگی بھر دکھ رہے گا کہ جس سے میں نے پیار کیا وہ کیسا ہے اور آج میں دعا کرتا ہوں کہ میرے حصے کی تمام خوشیاں تمہیں مل جائیں اور باقی کی زندگی بھی تمہیں آگ لگ جائے۔ میں ہمیشہ کے لئے تمہاری زندگی سے بہت دور جا رہا ہوں یہ میرا تمہیں آخری فون ہے۔ اس لمحے حسن کی آواز میں بہت درد تھا اور اس کے سسکنے کی آواز نازیہ سن رہی تھی۔ نازیہ تم اپنا خیال رکھنا اس نے فون رکھ دیا۔

ارے نازیہ تمہاری آنکھوں میں آنسو تمہیں تو آج خوش ہونا چاہئے کہ حسن کی تم سے شادی ہو رہی ہے۔ نہیں کنول میں یہ مجھ سے کیا ہو گیا۔ اف خدایا مجھے معاف کرنا میں اپنی محبت میں اندھی ہو گئی تھی اور حسن کے معصوم جذبات سے کھیل گئی وہ تو اپنی محبت میں صادق ہے اور مجھ سے یہ کیسے خیانت ہو گئی۔ محبت کیا ہوتی ہے یہ احساس تو اس نے دلوایا ہے مجھے کہ پیار کیا ہوتا ہے آج میں نے اس کا وہ درد وہ تڑپ محسوس کی ہے آج مجھے احساس ہے کہ وہ کس قدر ٹوٹ گیا ہے۔ میں اپنی محبت کو پانے کے لئے اس کے معصوم دل سے کھیل گئی کسی کو زبردستی محبت منوانا محبت نہیں ہے مجرم تو میں ہوں حسن کی کنول میں نے اس کا دل دکھایا ہے مجھ سے حسن کی ہی تکلیف برداشت نہیں ہوتی۔ میں انجی جا کر حسن کو سب سچ بتا دیتی ہوں۔ اریہ تم پاگل ہو گئی ہو تمہاری اس غلطی سے تمہارے ماموں کی جان جاسکتی ہے۔ ذرا سوچو تمہارے ایسا کہنے سے سب کے دلوں پر کیا بیتے گی سوچا ہے تم نے کیا ہوگا۔ کنول تم ہی بتاؤ میں کیا کروں میں اب جیسا ہو رہا ہے ویسا ہونے دو چپ چاپ شادی کرو اسی میں سب کی بھلائی ہے۔ اریہ واپس گھر آئی حسن اپنے کمرے میں بیٹھا دروازہ ہاتھ دھو لیٹر بار بار پڑھ رہا تھا۔ اریہ کے چہرے پر بھی اداسی چھا گئی۔

شادی کا دن بھی آگیا اریہ بہن بنی پھولوں کی بیج میں بیٹھی دولہا کا انتظار کر رہی تھی وہ آکر اریہ کے پاس بیٹھ گیا۔ اریہ تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں اور پلیز مجھے غلط مت سمجھنا۔ اریہ مجھے تم میں کوئی دلچسپی نہیں ہے اور نہ ہی میں تم سے پیار کرتا ہوں اور شاید کبھی کبھی نہ پاؤں تم میرے ابوجان کی پسند ہو پر میری نہیں۔ میں نے صرف ابو کے حکم کی تعمیل کی ہے میں انہیں کوئی دکھ نہیں دینا چاہتا تھا۔ ہم ایک ہی چھت کے نیچے دو اجنبی کی طرح رہیں گے اس سے زیادہ توقعات مت رکھنا۔ ہاں ایک وعدہ تم سے ضرور کروں گا وہ یہ کہ تمہاری زندگی کی ہر ضرورت ضرور پوری کروں گا کبھی کسی چیز کی کمی نہیں ہونے دوں گا کیونکہ آج سے تم میری ذمہ داری ہو جس کو میں بخوبی نبھائوں گا۔ حسن جی میں آپ کے نام سے منسوب ہو گئی میرے لئے اتنا کافی ہے مجھے اور کچھ نہیں چاہئے اور کوشش کروں گی کہ آپ کو کبھی مجھ سے کوئی شکایت نہ ہو ہر طرح سے آپ کا خیال رکھوں گی اور آپ کے گھر والوں کی خدمت میں کوئی کمی نہیں آنے دوں گی۔ حسن صوفے پر جا کر ہو گیا اور اریہ سوچنے لگی حسن میں جانتی ہوں کہ تمہارا قصور نہیں ہے میں نے ہی نازیہ بن کر تمہاری زندگی کو مذاق بنایا یا ناش حسن میں نہیں سب جتا سکتی پر میں مجبور ہوں۔ دیکھ جی بڑی دھوم دھام سے ہوا شادی کو ایک ماہ گزر گیا بظاہر وہ دونوں بہت خوش تھے سب کی نظر میں وہ بہت اچھے شریک حیات تھے پر ایک دوسرے کے لئے وہ اب بھی اجنبی تھے۔

اریہ بیٹی تم خوش ہونا۔ جی ماموں جان بہت خوش ہوں آسب کچھ تو ہے میرے پاس زندگی کی ہر خوشی ہے مجھے اور کیا چاہئے اور حسن سے نہیں کوئی لگد نہ نہیں۔ نہیں وہ تو میرا بہت خیال رکھتے ہیں۔ ایک شام حسن اکیلا بیٹھا بہت پریشان دکھائی دے رہا تھا حسن کوئی پریشانی ہے۔ کیا..... نہیں۔ تو پھر آپ اداس کیوں ہیں۔ اریہ اب ضروری نہیں کہ میں ہر بات تمہیں بتاؤں اور پلیز مجھے کچھ دیر کے لئے تنہا چھوڑ دو میں تو بس ایسے ہی

پوچھ رہی تھی۔ میں نے کہا ناں کہ تم جاؤ۔ پلیر حسن کاش تم جان پاتے کاش میں تمہارے دکھ بانٹ سکتی۔ میں اچھی طرح سے جانتی ہوں کہ تم کو نازیہ کی یاد ساری ہے وہ نازیہ جس کی بنیاد جھوٹ پر قائم ہے وہ نازیہ جس کا کوئی وجود ہی نہیں میں کیسے سمجھاؤں تم کو کہ جس نازیہ کی تم کو تلاش ہے وہ میں ہوں۔ میں تمہاری محبت میں اندھی ہوئی تھی میں نے تمہارا دل دکھایا ہے جس کی سزا مجھے مل رہی ہے۔ اب میں کیسے کہوں کہ تم جس خیال کے پیچھے بھاگ رہے ہو وہ حقیقت بن کر تمہارے سامنے ہے۔ جیسی تپسی زندگی گزر رہی تھی ارہیہ اپنی ساری ذمہ داریاں بخوبی انجام دے رہی تھی۔ ایک دن ایاز ماموں کی طبیعت بہت خراب ہو گئی ڈاکٹر کو بلایا تو آنے سے پہلے ہی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ان کے جانے کا دکھ تو سب کو تھا پر ارہیہ اس دکھ سے نڈھال ہو گئی کیونکہ اس کے لئے وہ ماں باپ سب کچھ دی تھی وہ تو جیسے لاوارث ہو گئی۔ کچھ دن گزرے تو رضیہ پھر سے ارہیہ کو کوستے لگی کہ جب تک اس شخص کا سایہ اس گھر پر ہے ہم کبھی سکھی نہیں رہ سکتے وہ حسن کو اس کے خلاف بھڑکانے لگی۔ حسن تم دوسری شادی کر لو۔ تب احمد سے رہنا نہ گیا یا آپ بھائی سے کیا کہہ رہی ہیں اس میں اس بیجاری کا کیا قصور ہے۔ اگر ہمارے گھر کے حالات ایسے ہو گئے ہیں تو اس کا ذمہ دار ہم اس کو تو نہیں ٹھہرا سکتے زندگی میں دکھ سکھ تو آتے رہتے ہیں اب اس کا ہمارے علاوہ ہے کون یہ کہاں جائے گی۔ تم کیوں اس کی طرف داری کر رہے ہو اب تم تو شادی کرنے سے رہے جو بھی رشتہ آتا ہے تم نال دیتے ہو۔ تمہارے لئے آسمان سے کون سی پری اب اترے گی۔ یہ نہیں تم کیا چاہتے ہو۔

اب حسن رات کو گھر ویر سے آنے لگے کافی رات ہو گئی حسن کا کچھ پتہ نہیں تھا اپنا چمک درازہ کھلا کہاں تھے آپ میں کب سے پریشان ہوں آپ کو میرا ذرا سا بھی خیال نہیں آتا۔ کیا میں نے تم سے کہا تھا کہ میرا انتظار کرو اور دے تم میری فکر چھوڑ دو۔ کیسے آپ کی فکر نہ کروں آخر آپ کی بیوی ہوں۔ تم جاؤ اپنے کمرے میں سو جاؤ

میں تم سے کوئی بحث نہیں کرنا چاہتا آپ بیٹھیں میں کھانا لگاتی ہوں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے میں کھانا کھا چکا ہوں۔ اور میں نے آپ کے انتظار میں ابھی تک نہیں کھایا۔ ارہیہ میں نے کتنی بار کہا کہ میرا انتظار کرنا چھوڑ دو مجھے تمہارے ساتھ نہیں کھانا آخر میری بات کیوں نہیں سنتی۔ اب سے تم میرے بغیر کھانا کھانے کی عادت ڈال لو۔ ارہیہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے وہ خاموشی سے چلی گئی۔ اپنے روم میں جا کر خوب روتی صبح ہوئی ارہیہ کی آنکھیں سرخ تھیں۔ ارہیہ کیا ہوا کوئی پریشانی ہے لگتا ہے ساری رات جاتی رہی ہو کوئی بات ہے تو پلیر مجھے بتاؤ۔ نہیں احمد ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ارہیہ تمہیں تو ٹھیک سے جھوٹ بولنا بھی نہیں آتا ذرا میری طرف دیکھو کیا تم سچ کہہ رہی ہو۔ ارہیہ کے آنسو جھلک پڑے احمد تم میرا دکھ محسوس کرتے ہو پر حسن کو میرا احساس کیوں نہیں ہوتا۔ آخر میں بھی انسان ہوں مجھے بھی تکلیف ہوتی ہے۔ ارہیہ مایوس نہیں ہوتے مگر سب کام لو سب ٹھیک ہو جائے گا میں ہوں ناں تمہارے ساتھ ایونٹیں ہیں تو اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ تم ایسی ہی ہو میں تمہارے ساتھ ہوں مجھ پر مجبور نہ رکھو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ارہیہ کہاں مر گئی ہو ماس کی آواز نے چونکا دیا۔ دیکھو تو پروین اور اس کے بچے آئے ہیں کچھ کھانے کا انتظام کرو۔

پروین بیٹی کیسی ہو آج اتنے دنوں بعد میری بچی آئی ہے۔ پروین آتے ہی ماں کے گلے لگ کر رونے لگی۔ ماں ندیم نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے۔ کیا کہہ رہی ہو۔ ہاں ماں سچ کہہ رہی ہوں اور کہاں گھر والوں سے کہو کہ مجھے بی بیانک چاہئے اگر دیں تو واپس آ جانا ورنہ وہیں بیٹھی رہنا۔ اب کیا ہو گا اس وقت کی بات اور تمہارا باپ زندہ تھا پر اب ہم کہاں سے لائیں گے ہمیں تو ہر طرف سے پریشاندہ بنے ہوئے ہیں۔ وہ پھر بھی ہر بات میں ارہیہ کو قصور دیکھتا رہتا ہے۔ ایک ماہ گزر گیا پروین کے سسرال سے کوئی خبر نہ آئی رضیہ اپنی بیٹی کی وجہ سے بہت پریشان تھی۔ ایک دن میز جیوں سے اترتے ہوئے رضیہ نیچے گر گئی اور پاؤں کی ہڈی ٹوٹ گئی وہ سب

پر کمر چلانے والی محتاج ہو گئی۔ ارہیہ نے اس کو اس بات کا احساس نہ ہونے دیا مریضہ کی اپنی بیٹیاں بھی اتنی خدمت نہ کرتیں جتنی کہ ارہیہ کرتی۔ اب تو وہ رات کو رضیہ کے روم میں سونے لگی۔ اس کو واش روم لے جانا، ماش کرنا، وقت پر میڈیسن دینا سب ذمہ داری ارہیہ نے لے لی۔ یہ سب دیکھ کر رضیہ کے دل میں تھوڑی سی نرمی آنے لگی۔ چہرے پر وہی کڑواہٹ تھی پر دل میں تھوڑا احساس جاگ اٹھا۔ ارہیہ سے پروین کا دکھ نہیں دیکھا جاتا تھا۔ ایک دن ارہیہ نے پروین سے کہا کہ آپی میں آپ کے سسرال جا رہی ہوں۔ پر تم ان سے کیا کہو گی۔ جو کچھ کہوں گی وہ آپ سن لیں گی۔ پروہ لوگ کسی کی نہیں سنتے۔ رضیہ نے ارہیہ کو منع کیا کہ اب کوئی مصیبت کو لانے والی ہو پر ارہیہ نے کسی کی نہ سنی وہ پروین کے سسرال پہنچ گئی۔ سلام آئی۔ وعلیکم السلام تو کیا تم لوگوں نے ہماری شرط مان لی۔ کون سی شرط اور میں یہاں کوئی شرط پوری کرنے نہیں آئی۔ میں تو آپ کا فیصلہ سننے آئی ہوں۔ کیسا فیصلہ؟ آخر پروین کی زندگی میں ایسا کب تک ہوتا رہے گا؟ آپ پروین آپ کی کوس جرم کی سزا دے رہی ہیں وہ بھاگ کر اپنی مرضی سے یہاں نہیں آئی تھی آپ لوگ اپنی مرضی اور اپنی خوشی سے اس کو بیاہ کر لائے تھے۔ ماموں زندہ تھے اس وقت کی بات اور بھی اب تک آپ نے جیسا کہا ہم نے ویسا ہی کیا۔ مہنگائی اتنی بڑھ چکی ہے کہ دو وقت کی روٹی مشکل ہو گئی ہے۔ اب ہم اپنے گھر کے اخراجات پورے کریں یا آپ لوگوں کی شرطیں۔ آپ کو تو شکر ادا کرنا چاہئے کہ آپ کی بہو مہنگائی کے دور میں بھی اتنا کچھ لائی ہے۔ اسلام میں جہیز کو ایک لغت سمجھا جاتا ہے۔ ایک وہ بھی زمانہ تھا جب بیٹی کو تین کپڑوں میں رخصت کیا جاتا تھا۔ جہیز میں صرف ایک جائے نماز قرآن پاک بیچ مہندی سرمہ دے کر بیٹی کو سادگی سے رخصت کیا جاتا اور آج کے دور میں لاکھوں کا جہیز دیں تو بھی سسرال والے کہتے ہیں کہ کیا لے کر آئی ہے ہم اپنے رہتی رواج کو بھول گئے ہیں مذہب اسلام کو تو بھول گئے ساتھ ساتھ انسانی رشتوں کی

پہچان بھی کھو بیٹھے ہیں۔ انسان خالی ہاتھ اس دنیا میں آیا تھا اور خالی ہاتھ ہی جائے گا اور شاید آپ یہ بھول گئے ہیں کہ آپ کے گھر میں بھی جوان بیٹیاں ہیں کل کو اگر ان کی زندگیوں میں یہ دن آئے تو آپ کیا کریں گے کیا اپنی حیثیت سے بڑھ کر ان کی شرطیں پوری کریں گے۔ رشتے دولت سے نہیں پیارا اور محبت سے بنتے ہیں آپ کو تو شکر ادا کرنا چاہئے کہ آپ کو بہو کے روپ میں بیٹی ملی ہے مجھے آپ سے اور کچھ نہیں کہنا۔ اب فیصلہ آپ لوگوں کے ہاتھ میں ہے اور آپ کی سب سے بڑی دولت آپ کے وہ نئے منے بچے ہیں بودا دی اور دادے کا نام لیتے لیتے تھک جاتے ہیں اب مجھے اجازت دیں۔

ارہیہ جلدی سے چائے الاؤ حسن بیٹے ارہیہ گھر پر نہیں ہے وہ پروین کے سسرال گئی ہے۔ وہ کیوں ماں میری اجازت کے بغیر اور آپ نے اس کو منع کیوں نہیں کیا۔ میں نے منع کیا تھا پر وہ کہاں کسی کی سنتی ہے اس سے تو کسی کی خوشی دیکھی نہیں جاتی۔ لو وہ آئی۔ ارہیہ تم کہاں گئی تھی۔ جی وہ حسن میں پروین آپ کی گھر لگی تھی۔ کس سے پوچھ کر گئی تھی اور کس نے کہا تھا تم کو وہاں جانے کے لئے حسن نے دوپٹہ پیرا دیا کو مار دینے۔ ارہیہ اپنے آنسوؤں کو نہ روک پانی ماریں مجھے اور ماریں جتنا آپ کا دل کرے آپ ماریں اپنا غم مجھ پر نکالیں بہت برداشت کیا مجھ سے پروین کا دکھ نہیں دیکھا جاتا مکی دیکھا ہے پروین آپ کی کو کہ اس کی خاموشی میں کتنا درد چھپا ہے۔ آپ کو محسوس نہیں ہوتا پر میں نے محسوس کیا ہے مجھی دیکھا ہے ان محسوس بچوں کے چہروں کو جن کی نظریں سارا دن باپ کو تلاش کرتی ہیں وہ بچہ بول نہیں سکتے جتا نہیں سکتے پر ان کی آنکھوں میں اس بے چینی کو محسوس کیا جاسکتا ہے۔ آخر ان کا کیا قصور ہے آپنی جو کبھی ہستی مسکراتی تھی آج اس کے چہرے پر اداسی چھائی ہے۔ آخر کب تک اس طرح کی زندگی نہیں گئے مجھ سے برداشت نہیں ہوا اس لئے میں وہاں چلی گئی۔ ارہیہ روٹی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی۔ حسن بھی کافی غصے میں تھا

اریبہ نے کھانا لگا یا مجھے بھوک نہیں ہے ایک کپ چائے لا دو۔ اریبہ نے چائے بنائی اور حسن کو دی اس دوران وہ خاموش رہی حسن نے بھی اس خاموشی کو محسوس کیا۔ حسن بیڈ پر سونے لگا سامنے صوفے پر بیٹھی اریبہ۔ کیا تم نے سونا نہیں ہے؟ مجھے نیند نہیں آ رہی آپ سو جائیں۔ آدھی رات بیت چکی تھی کہ حسن کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اریبہ سامنے صوفے پر بیٹھی سو گئی تھی۔ اف خدایا پتہ نہیں اس لڑکی کو کب عقل آئے گی حسن نے چادر لی اور اس کے اوپر ڈال دی۔

صبح ہوئی تو اریبہ چائے لے کر آئی اور بنا بولے ہی اس نے حسن کو چائے کا کپ تمہارا دیا۔ وہ بہت خاموش تھی سب لوگ ناشتہ کر رہے تھے تو ندیم اور اس کی ماں آگئی جسے دیکھتے ہی رضیہ بولی۔ ارے آپ وہ ہم آپ سے بہت شرمندہ ہیں۔ اریبہ ابھی بچی ہے اور نجانے آپ لوگوں کو کیا کچھ کہہ کر آئی ہے ہم اس کی طرف سے معافی چاہتے ہیں۔ حسن نے ندیم سے کہا۔ ندیم بھائی پلیز آپ اس کی باتوں کا برا نہ مانیں آئیں آپ سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگتا ہوں۔ ارے حسن بھائی معافی تو ہم آپ سے مانگتے آئے ہیں ہم آپ کے قصور وار ہیں ہم اس لائق تو نہیں ہیں پھر بھی آپ سے معافی مانگتے ہیں ہماری آنکھوں پر تو لالچ کی پٹی بندھی تھی جو رشتوں کو بھول کر دولت کو اہمیت دینے لگے۔ تو یہ بھلا وہ اریبہ کا کہ اس نے ہماری آنکھیں کھول دیں۔ ہم آپ سے ہاتھ جوڑ کر درخواست کرتے ہیں کہ آپ پروین کو ہمارے ساتھ بھیج دیں۔ ہاں ہاں ہم اپنی بیٹی کو لینے آئے ہیں اور یہ بچے ہی ہماری دولت ہیں ہمارا سب کچھ ہیں سب لوگ حیران ہوئے پر اس کے ساتھ ہی سب کے چہروں پر خوشی کے نمایاں آثار دکھائی دینے لگے۔ حسن اریبہ کی طرف دیکھنے لگا اریبہ نے نظریں جھکا لیں جیسے وہ خفا ہو۔ پروین کی تو خوشی کی انتہا نہ رہی رضیہ نے تو جیسے کچھ کا سامنا کیا۔ پروین نے جلدی سے گھر جانے کی تیاری کی اس نے پہلی بار اریبہ کو بھائی کہا۔ بھائی میں آپ کا شکریہ ادا کیسے کروں آج آپ کی وجہ سے مجھے

میرا گھر مل گیا اور بچوں کو اپنا باپ۔ پروین آئی آپ مجھے شرمندہ کر رہی ہیں پروین خوشی خوشی اپنے گھر چلی گئی۔ حسن اریبہ سے بہت شرمندہ تھا وہ کسی بھی طرح اریبہ سے بات کرنا چاہتا تھا وہ اپنے کمرے میں چلا گیا اور اریبہ کو آواز دی جی آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہے تو بتا دیں میرے سر میں درد ہے مجھے آرام کرنا ہے۔ اریبہ میں تم سے بہت شرمندہ ہوں کہ میں نے بنا سوچے سمجھے تم پر ہاتھ اٹھایا مجھے معاف کر دینا۔ اس میں آپ کی کوئی غلطی نہیں ہے میں بھی تو آپ کی اجازت کے بغیر چلی گئی تھی اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو آواز دے دینا میں ممانی کے کمرے میں ہوں کیا تم آج اس کمرے میں نہیں رہ سکتی نہیں ممانی کو دانش روم میں لے جانا پڑتا ہے آپ تو چلی گئی ہیں اب مجھے وہاں رہنا ہو گا ان کے ساتھ۔ اریبہ یہ کہہ کر چلی گئی حسن دل میں سوچنے لگا لگتا ہے کہ اریبہ ابھی تک ناراض ہے وہ ٹھیک سے بات بھی نہیں کر رہی شاید غلطی میری تھی اور میں اریبہ کے بارے میں اتنا کیوں سوچ رہا ہوں میں تو اس کو پیار نہیں کرتا اور اس کے ساتھ رہنا بھی نہیں چاہتا تھا اور نہ ہی اس رشتے کو تسلیم کیا مجھے کچھ ہے زبردستی کا رشتہ ہو تو پھر یہ بے چینی کیسی مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ وہ میرے پاس بیٹھے مجھ سے باتیں کرے آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے کیوں مجھے آج شدت سے اس کی کمی کا احساس ہو رہا ہے کیوں وہ میرے پاس ہوتے ہوئے بھی مجھ سے دور۔ ساری رات حسن نے اسی سوچ میں گزار دی۔ رضیہ بھی اریبہ کو بھوکھنے لگی اس کے دل میں بھی اریبہ کا پیار جاگنے لگا۔ جی میری اتنی خدمت کرتی تو بھوکھ نہیں جانی ممانی بڑوں کی خدمت میں تو اصل سکون ملتا ہے تو اس میں تھکاوٹ کیسی۔

صبح ہوئی تو حسن بے چینی سے اریبہ کا انتظار کرنے لگا اور سوچا کہ کچھ ایسا کروں کہ اریبہ میرے پاس رہے۔ اریبہ حسن کے کمرے میں آئی آپ نے آج آفس نہیں جانا۔ نہیں وہ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ کیا ہوا آپ کو۔ پتہ نہیں ساری رات نیند نہیں آئی

سر میں تھوڑا درد تھا۔ مجھے جگا دیتے ہیں آپ کو میڈیسن دے دیجی۔ بس میں نے سوچا خود ہی ٹھیک ہو جاؤں گا اور دیکھو سراسر ابھی تک دکھ رہا ہے اگر برا نہ مانو تو تھوڑا سا دبا دو۔ جی ابھی دبا دیتی ہوں۔ وہ حسن کا سر دبانے لگی۔ حسن بہت بے چین تھا کہ اریبہ کو کوئی بات کرے پر اریبہ کے چہرے پر ابھی تک خاموشی تھی۔ ارے تمہارے ہاتھ تو بہت گرم ہیں تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے ناں۔ جی میں بالکل ٹھیک ہوں اور ماں کی طبیعت کیسی ہے۔ وہ بھی ٹھیک ہیں۔ پروین آئی اپنے گھر چلی گئی ہیں ماں کو تو جیسے سکون سا مل گیا ہو ہیں ناں اریبہ جی اریبہ تم میری باتوں کا جواب نہیں دے رہی لگتا ہے تم ابھی تک ناراض ہو۔ میں مانتا ہوں کہ میری غلطی ہے مجھے تم پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا میں سمجھا تھا کہ تمہارا وہاں جانا پروین کے لئے کوئی مصیبت نہ بن جائے میں آپ کی ذمہ داری تو ہوں مجھ سے آپ کی کا دکھ برداشت نہیں ہوتا تھا اس لئے چلی گئی۔ آپ کے لئے چائے لاؤں۔ ہاں لے آؤ۔ اریبہ بہت کمزوری محسوس کر رہی تھی۔ اس سے ایک قدم بھی نہیں چلا جا رہا تھا وہ ابھی دروازے تک ہی پہنچی تھی کہ نیچے گر کر بے ہوش ہو گئی۔ حسن گھبرا کر اٹھا اریبہ کیا ہوا تم ٹھیک تو ہو۔ ارے تمہیں تو بخار ہے وہ میرے سر کو چکر سا آ گیا۔ حسن کی تو جیسے جان ہی نکل گئی حسن نے ڈاکٹر کو نون کیا حسن بھاگ کر ماں کے کمرے میں گیا۔ ماں وہ اریبہ اچانک بے ہوش ہو گئی ہے۔ کیا ہوا اس کو وہ ٹھیک تو ہے ناں جلدی سے ڈاکٹر کو بلاؤ ماں وہ آتے ہی ہوں گے۔ لیجئے ڈاکٹر صاحب آ گئے۔ ڈاکٹر صاحب دیکھتے تو یہ اچانک بے ہوش ہو گئی۔ ڈاکٹر نے چیک کیا اگر دو تین دن کھانا نہ کھائے تو بے ہوش تو ہونا ہی تھا۔ کیا مطلب اریبہ نے دو تین دن کھانا نہیں کھایا خالی پیٹ ہونے کی وجہ سے کمزوری ہو گئی ہے آپ اس کو کچھ کھلائیں پلائیں۔ ایک دو دن آرام کرے ٹھیک ہو جائیں گی شکریہ ڈاکٹر صاحب آئے ہیں آپ کو چھوڑ دینا ہوں حسن واپس آیا اور اریبہ کو جوس پلایا۔ حسن نے اپنے ہاتھوں سے سیب کاٹ کر کھلائے وہ بہت نرمی سے اریبہ

سے بات کر رہا تھا۔ اریبہ کو میڈیسن دی اور سونے کو کہا اور صبح تک بخار بھی اتر جائے گا۔ اریبہ حیران تھی کہ کیا یہ وہی حسن ہے جو میری شکل و یکتا گوارا نہیں کرتا تھا۔ کیا سوچ رہی ہو اب آنکھیں بند کر دو اور چپ چاپ سو جاؤ۔ اریبہ نے آنکھیں بند کیں۔ حسن نے کرسی لی اور بیڈ کے ساتھ بیٹھ گیا۔ حسن ساری رات اریبہ کے سر ہانے بیٹھا رہا کافی رات گزر چکی تھی حسن نے کسی کام کے لئے الماری کھولی سامنے پڑی ڈائری پر حسن کی نظر پڑی یہ کیا ہے اریبہ حسن کی ڈائری حسن نے ڈائری کھولی۔ حسن میں جانتی ہوں کہ تم مجھ سے پیار نہیں کرتے اور تم نے مجھ پر یہ شادی کی ہے شاید تم مجھے نفرت کے قابل بھی نہیں سمجھتے پر مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے میں آپ کے نام سے منسوب ہو گئی میرے لئے اتنا ہی کافی ہے حسن میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں اور بچپن سے تم کو پسند کرتی ہوں۔ اقرار کرنے سے ڈرتی تھی اور کوئی اپنا بھی نہیں تھا جن کو میں بتاتی بس اندر ہی اندر جلتی رہتی میں تم کو اپنی جان سے بھی زیادہ چاہتی ہوں میں نے بہت کوشش کی کہ تمہارے من میں اپنی چاہت کے دیپ جلا سکوں پر میری کوشش کا اگر نہ ہوئی پھر میں نے نازیہ کا روپ لیا اور نازیہ بن کر تمہاری زندگی میں آئی میں دل کے ہاتھوں مجبور ہو گئی میری آنکھوں پر محبت کی انڈھیٹی بندھ گئی میں ہر حال میں تمہیں حاصل کرنا چاہتی تھی اور اپنی محبت کی خاطر تمہاری زندگی سے کھیل گئی یہ بھی نہ سوچا کہ تم پر کیا گزرے گی میں جانتی ہوں حسن کہ تم نازیہ سے پیار کرتے ہو بہت چاہتے ہو اسے رات کی تنہائی میں بھی اٹھ کر اس کی چٹخیاں بار بار پڑھتے ہو۔ حسن میں تمہاری مجرم ہوں میں نے تمہاری چاہت کا مذاق اڑایا ہے تمہارا دل دکھایا ہے میں جانتی ہوں کہ میں معافی کے لائق نہیں ہوں پر اسے مجھے احساس ہوا ہے کہ محبت زبردستی سے نہیں ہوتی ہم سب کو مجبور نہیں کر سکتے۔ مجھے لگتا ہے کہ مجھے تمہاری زندگی سے دور جانا ہو گا میں تمہیں اور تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی مجھ سے تمہارا دکھ دیکھا نہیں جاتا تمہیں اپنی بے بسی کی زندگی گزارنے کا پورا

حق ہے اگر ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا۔

حسن نے اریہ کی ساری ڈائری پڑھ لی حسن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اریہ کاش میں پہلے تمہیں جان لیتا کب رات بتی کچھ پتہ ہی نہیں چلا۔ رات اریہ کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ حسن سو رہا تھا۔ اریہ گھبرا گئی کہیں ایسا تو نہیں کہ میں خواب دیکھ رہی ہوں کہ حسن میرے پاس ہے۔ یہ سب کیسے اس کا مطلب ہے کہ حسن ساری رات جاگتا رہا اریہ اٹھنے لگی تو اس کے دوپٹے کا پلو حسن کے ہاتھ میں تھا وہ وہیں بیٹھ گئی اور حسن کو دیکھ جا رہی تھی۔ کاش حسن تم جان پاتے کہ میں تم سے کتنا پیار کرتی ہوں میں جانتی ہوں کہ تمہاری نظروں میں میری کوئی اہمیت نہیں ہے میری وجہ سے پروین آتی کا گھر فرج گیا وہ گھر چلی گئی اور تمہارے دل میں میرے لئے نرمی پیدا ہو گئی حسن کاش تم تھوڑی سی جگہ اپنے قدموں میں دے دیتے۔ اریہ کی آنکھ سے آنسو ٹپک کر حسن کے چہرے پر گرے تو حسن نے آنکھ کھولی تو اریہ سہمی گئی حسن جی وہ میں اٹھنے لگی تھی کہ وہ میرا دوپٹہ آپ کے ہاتھ میں تم اتنا گھبرا کیوں رہی ہو تم بیٹھو تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے تمہیں آرام کی ضرورت ہے میں تمہارے لئے جوس لاتا ہوں۔ اریہ بھی کہ یہ حسن کو کیا ہو گیا ہے کہیں واقعی میں خواب تو نہیں دیکھ رہی اب کیا سوچ رہی ہو جی وہ ممانی کی طبیعت انہیں میری ضرورت ہے اور اس گھر کو تمہاری ضرورت ہے۔

اریہ بیٹی کیسی ہے۔ ارے ماں آپ یہاں۔ ممانی جان آپ یہاں کیسے آپ ٹھیک ہوئیں۔ ہاں بیٹی میں ٹھیک ہوئی یہ سب تمہاری خدمت اور محنت کا نتیجہ ہے یہ تو میرا فرض ہے کہ میں آپ کی خدمت کروں سب ٹھیک ہو گیا سب بہت خوش تھے۔ اریہ ابھی بھی پریشان تھی اریہ اٹھنے لگی رضیہ نے کہا۔ بیٹی تم حسن کے ساتھ بیٹھو میں کھانے کو کچھ لاتی ہوں۔ اریہ سے اتنی ساری خوشیاں سنبھل نہیں پاری تھی حسن اٹھ کر بیڈ پر اریہ کے ساتھ بیٹھ گیا اریہ تھوڑی کترا نے گئی حسن نے اریہ کا ہاتھ پکڑا اریہ تم سے کچھ پوچھتا چاہتا ہوں کیا میرے

سوالوں کا جواب دو گی کون سے سوال کیسا جواب اریہ تم مجھ سے کتنا پیار کرتی ہو جی میرے سوال کا جواب دو خود سے بھی زیادہ اب تم کیا جانتی ہو جی وہ دیکھو میرے ساتھ جھوٹ مت بولنا صاف صاف کہو اور تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا کیوں اتنا برا دیکھو کہ دیا خود کو بھی اور مجھے بھی۔ کاش میں پہلے سے جان جاتا آخر کیا جانتی ہو تم کیا مانتھیں ایسا کر کے۔ حسن میں آپ کو دکھ نہیں دینا چاہتی میں آپ کی خوشی چاہتی ہوں جو دکھ تم نے دینا تھا وہ تو دے دیا اب اور کیا دکھ دی حسن میں تم کو خوش دیکھنا چاہتی ہوں۔ مجھے آپ سے کون شہدہ نہیں ہے میں جانتی ہوں کہ ماموں جان نے زبردستی یہ رشتہ جوڑا آپ کو مجبور کیا پر اب آپ مجبور نہیں ہے اب کوئی زبردستی نہیں ہے آپ جیسا جان اپنی زندگی گزاریں آپ کو اپنی زندگی گزارنے کا پورا حق ہے میں آپ کو مجبور نہیں کروں گی۔ میں نے فیصلہ کیا ہے۔ کیا فیصلہ؟ یہی کہ میں آپ کی زندگی سے بہت دور چلی جاؤں گی۔ اریہ ٹھیک کہا تم نے جب میں تم سے پیار نہیں کرتا اس رشتے کو نہیں مانتا تو تم کیوں اپنی زندگی میرے ساتھ گزار دو گی۔ جاتی ہو تم جب ابو نے مجھ سے کہا کہ تم اریہ سے شادی کر لو تب مجھے ان کا یہ فیصلہ غلط لگا پھر جی میں نے ہاں کر دی اس وقت میں نہیں جانتا تھا کہ تم مجھ سے پیار کرتی ہو کیا تمہیں معلوم ہے کہ میری زندگی میں ایک اور لڑکی ہے جس کو میں پیار کرتا ہوں۔ اریہ کو جیسے ایک دم جھٹکا سا لگا ہو میں نے اس لڑکی کو آج تک نہیں دیکھا پر ایسا لگتا ہے کہ وہ میرے آس پاس ہر لمحہ میرے ساتھ ہے۔ نازی جس سے میں بہت پیار کرتا ہوں جاتی ہو جب تم سے شادی کا فیصلہ ابو نے لیا تو وہ میری زندگی سے دور چلی گئی۔ میں نے اس سے ملنے کی بہت کوشش کی دن رات اس کی جدائی میں تو پتا رہا کیا ہی اس درد کو جھیلتا رہا اور اس ظالم نے بھی مڑ کر حال تک نہ پوچھا پھر میں اس کا پتہ کرنے کے لئے اس کی دوست کے پاس گیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ نازی یہ شہر چھوڑ کر جا چکی ہے اور وہ لمحہ میرے لئے اقامت سے کم نہیں تھا میں خود ہی روتا اور

مگر خود کو تسلیاں بھی دیتا اس کو دیکھنے کی خواہش میرے دل میں رہ گئی۔ تب میں نے خدا کی بارگاہ میں ہاتھ بلند کئے اور ایک التجا کی کہ اے میرے مالک مجھے زندگی میں صرف ایک بار اپنی چاہت سے ملا دے صرف ایک بار اس چہرے کا دیدار کرادے اور تب تک مجھے موت نہ دینا جب تک میں نازیہ کو دیکھ نہ لوں۔ اریہ کی آنکھوں سے آنسو بہتا تھا لگنے لگے اور وہ حسن کے قدموں پر گر گئی حسن مجھے معاف کر دو میں تمہاری بھرم ہوں کیوں کیا تم نے یہ سب میرے ساتھ میں سب جان چکا ہوں کل رات میں نے تمہاری پرسنل ڈائری پڑھ لی تھی۔ کیوں خود کو بھی دھوکے میں رکھا اور مجھے بھی۔ حسن پلایز مجھے معاف کر دو میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں تمہارے بنا میں نہیں جی سکتی۔ حسن نے اس کو اٹھا کر اپنے گنگے لگایا ارے بچی صرف ایک بار مجھ سے کہا ہوتا صرف ایک بار اپنے دل کی بات مجھ سے کہہ دی ہوئی صرف ایک بار مجھ سے کہہ دیتی دو دنوں خوب روئے اور خوب ایک دوسرے سے گلے شکوے کئے۔ اتنے میں بچی کی گرج سانی دی کچھ ہی دیر میں بارش ہونے لگی حسن اور اریہ کے تمام دکھ بارش میں دھل گئے ہر طرف خوشی کا سماں تھا۔ اریہ آج میں تم سے اپنی محبت کا اقرار کرتا ہوں آتی لو یو اریہ تم میری زندگی ہو میری چاہت ہو میری محبت ہو میرے دل کی دھڑکن ہو تم۔ میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں۔ حسن نے اریہ کو اپنی آغوش میں لے لیا سب بہت خوش تھے گھر میں ایک سکون سا آ گیا۔

اریہ جس گھر میں نوکرائی سے بھی بدسلوک کیا جاتا اب اس گھر کی لاڈلی بیوی بن گئی۔ سب کے دلوں پر راج کرنے لگی اب تو پورا گھر صرف اریہ کے گنگے کا تا۔ احمد کی چاب لگ گئی اور اس کو دوسرے شہر جانا پڑا۔ احمد وہاں جا کر ہمیں بھول تو نہیں جاوے گا۔ اریہ اپنوں کو بھلا بھلا یا جاسکتا ہے اپنے نظروں سے دور تو ہو سکتے ہیں لیکن اولوں سے کبھی دور نہیں ہو سکتے اریہ تم ہمیشہ اسی طرح خوش رہنا۔ احمد میں بہت خوش ہوں اور تم اپنا خیال رکھنا اچھا چلا گیا سب خوش خوش رہنے لگے۔

m

ایک سال بیت گیا اریہ کو خدا نے ایک پیارا سا بیٹا دیا۔ اب اس گھر میں خوشیاں ہی خوشیاں تھیں ایسا لگتا تھا کہ غم نام کی کوئی چیز چانتے ہی نہیں پر خوشیاں بھی کسی کسی کو اس آتی ہیں ہر انسان خوش نصیب نہیں ہوتا۔ آپ لوگوں کا کیا خیال کہ کہانی یہاں پر ختم ہو گئی۔ نہیں کہانی تو اب شروع ہو رہی ہے۔ انسان کتنے خواب دیکھتا ہے کتنی خواہشیں ہوتی ہیں اس کے من میں دن رات محنت کرنا آگے بڑھنا سینے دیکھنا اپنوں کی امیدوں پر پورا اترنا انہیں ہر خوشی اور سکھ دینا انسان اپنی زندگی کا مشن بنا لیتا ہے پر یہ نہیں سوچتا کہ کیا ہم ایسا کر پائیں گے کیا زندگی ہمیں ایسا کرنے کی مہلت دے گی پر ہر انسان کی ہر خواہش پوری نہیں ہوتی سب کچھ انسان کے بس میں ہوتے ہوئے بھی انسان کا کچھ اختیار نہیں چلتا۔ اریہ شام کو تیار رہنا میں آفس سے جلدی آ جاؤں گا اور شام کا کھانا ہم باہر کھا لیں گے دو دنوں بہت خوش تھے پر خوشی بھی کسی کسی کو اس آتی ہے اور ان کی یہ خوشی کچھ ہی پلوں کی تھی یعنی پل دوپٹی کی خوشی۔

راستے میں جارہے تھے۔ حسن تم نے گاڑی کیوں روک دی۔ اریہ وہ دیکھو سامنے کتنے خوبصورت پھول ہیں مجھے تمہارے لئے خریدنے ہیں۔ حسن اب مجھے اتنی خوشیاں بھی نہ دے کہ مجھ سے سنبھل نہ پائیں۔ ارے اب تو جب تک یہ سانس چلتی ہیں تمہیں صرف خوشیاں ہی دینی ہیں میں کسی دکھ کا سایہ بھی تم پر نہیں پڑنے دوں گا۔ بس تم خوش رہا کرو۔ وہ پھول لانے کے لئے گاڑی سے اترتا تو اریہ اس کو دیکھ رہی تھی اور حسن بھی پیار بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے پھول خریدے اور ملکی سی مسکراہٹ کے ساتھ پیچھے مڑ کر اریہ کو دیکھا۔ اس کا دھیان صرف اریہ کی طرف تھا اور اریہ کی نظریں بھی صرف حسن پر تکی تھیں۔ جو بھی سڑک گراس کرنے لگا تیز رفتار سے آتی ہوئی گاڑی نے حسن کو بھل ڈالا کچھ ہی دیر میں حسن خون سے لٹ پٹ سڑک کے بیچ زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا تھا۔ اریہ ہتھ پتی چلاتی ہوئی گاڑی

سے نکلے۔ وہ حسن پکارتی ہوئی حسن سے لپٹ گئی۔ لوگوں کا ہجوم شروع ہو گیا۔ اریبہ تو جیسے پاگل ہو گئی نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ حسن تمہیں کچھ نہیں ہو گا میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گی۔ اس نے حسن کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھا وہ سب کو کہنے لگی میرے حسن کو ہاسپٹل لے چلو پلیز کروا کے لئے میری مدد کرو۔ آنسوؤں کی برسات اس کی آنکھوں سے جاری تھی وہ روئے جاری تھی حسن کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تو اس مٹھی میں گلاب کا پھول تھا جو خون سے بھرا ہوا تھا۔ اریبہ تو جیسے پاگل ہی ہو گئی۔ حسن مجبور اور بے بس لگا ہوں سے اریبہ کو دیکھتا رہا کچھ کہنے کی ہمت نہ کر سکا اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں حسن اپنی آنکھیں کھولو حسن پلیز آنکھیں کھولو دیکھو اگر تمہیں کچھ ہوا تو میں مرجاؤں گی اس طرح مجھے مزہ آیا تو تم جانتے ہو میں تمہارے بنائیں جی سکتی تھی مجھے صحت مت کرو۔ اتنے میں ایک نوجوان آگے بڑھا دیکھیں پلیز آپ صبر سے کام لیں انہیں ہاسپٹل لے چلتے ہیں۔ میں اکثر دیکھا ہے کہ اس طرح کے حادثوں میں اگر درگزر لوگوں کی بھیڑ جمع ہو جاتی ہے اور وہ تماشائی انداز میں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ وہ انسانیت کو بھول جاتے ہیں آگے کوئی بھی نہیں بڑھتا یہ سوچ کر کہ ان کو تھانے پکیر کے چکروں میں نہیں پڑنا یہ نہیں سوچتے ایک جان نئی قیمتی ہوتی ہے کتنی انمول ہے یہ زندگی پر کوئی کسی کا احساس نہیں کرتا۔ اس کو ہاسپٹل لے گئے۔

ڈاکٹر نے چیک کیا سوری آپ نے آنے میں دیر کر دی ان کی ڈیوٹی ہوئے ایک گھنٹہ ہو گیا ہے۔ اریبہ نے حج ماری بے ہوش ہو گئی جب آٹھ گھنٹے تک تو ہر طرف رونے کی آوازیں تھیں جب حسن پر نظر پڑی تو وہ پھولوں سے سجھا دوا بنا موت کی نیند سو رہا تھا۔ اریبہ اس کی چار پائی سے لپٹ کر رو رہی تھی۔ حسن تم اس طرح مجھے تنہا چھوڑ کر نہیں جاسکتے تم اپنے وعدوں سے نہیں مکر سکتے تم نے تو عمر بھر ساتھ چلنے کی قسم کھائی تھی اور اب مجھے چھوڑ کر تنہا جا رہے ہو۔ دیکو میرے ساتھ ایسا مذاق مت کرو واپس آ جاؤ۔ حسن کی ماں نے اریبہ کو گنگے لگایا پگلی وہاں

سے کوئی واپس آیا ہے ہم سب کو وہاں جانا ہے میں ماں ہوں مجھ پر کیا بیت رہی ہے میرے جگر کا ٹکڑا انجو سے جدا ہو گیا ہے۔ اریبہ کو تو جیسے سکتے سا ہو گیا۔ احمد ایک سال بعد لوٹا اور وہ بھی بھائی کے جنازے پر۔ احمد تم سے نڈھال تھا کہ اس کا ساسی ہمیشہ کے لئے اس سے جدا ہو ہو رہا تھا۔ اریبہ کے پاس آیا اریبہ کی آنکھیں خشک ہو چکی تھیں۔ سارے آنسو دریا کی صورت میں بہہ نکلے بغیر زمین کی طرح ویران تھی۔ احمد واپس سسکتا رہا دھڑاڑیں مارتا رہا پر اریبہ کے ہونٹوں پر پھر بھی خاموشی تھی۔ احمد اریبہ میری بات سنو تم کہاں کھوئی ہو تمہارا حسن جا رہا ہے ہمیشہ کے لئے اس کو جی بھر کر دیکھ یہ موقع پھر نہیں ملے گا۔ اریبہ حسن مر چکا ہے وہ بھی لوٹ کر نہیں آئے گا۔ اریبہ آخری بار اس کا دیدار کر لو۔ احمد نے اریبہ کو بھونچا پکڑ کر اریبہ ہوش میں آؤ اریبہ ایک دم چلائی اور احمد کے گلے لگ گئی احمد تم حسن سے کہو کہ وہ واپس آ جائے وہ تمہاری بات مانتا ہے کیوں کہ وہ تم سے بہت پیار کرتا ہے وہ تمہاری بات نہیں مانے گا میں اس کے بنا کیسے رہوں گی مجھے حسن چاہئے۔ اریبہ تم صبر سے کام لو وہ منظر بہت خوفناک منظر تھا پر آنکھیں نمی ہر طرف سے سسکیوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ حسن کی موت پر زمین بھی بے چین تھی آسمان بھی رو رہا تھا اس آنگن میں جہاں خوشیوں کے پھول کھلتے تھے وہاں ماتم کا سا چھا گیا۔ آہستہ آہستہ دن گزرتے گئے اور سب کو صبر آنے لگا پر اریبہ ابھی تک اس دکھ سے نہیں نکل پارہی تھی وہ اندر ہی اندر سے خود کو کھائے جا رہی تھی۔ اب سارے گھر کی ذمہ داری احمد پر تھی سب گھر والے اریبہ کا ہر طرح سے دل بہلانے کی کوشش کرتے۔

کیا میں اندر آ سکتا ہوں۔ ہاں احمد آؤ۔ اریبہ آخر کب تک تم اس طرح سے کمرے میں بند رہو گی کب تک خود کو مسموم کر دو گی یہ تو ہونا ہی تھا یہ ہمارے تمہارے بس کی بات تھوڑی ہے اپنا نہ سہی پر اس خیمہ کی جان کا سوچو اگر تمہارا یہی حال رہا تو اس کا کیا ہو گا اب اس کی ماں باپ دونوں تم ہو اپنا خیال رکھو بھی تم نے ماں کو غور سے

دیکھا کہ اندر سے کس قدر ٹوٹ چکی ہیں پھر بھی اپنا دکھ ظاہر نہیں ہونے دیتیں۔ اریبہ اس بچے کو اس گھر کو ہم سب کی تمہاری ضرورت ہے تمہارے سامنے پورا جیون پڑا ہے سب کو تمہاری ضرورت ہے ہمت سے کام لو۔ اریبہ ابھی تمہیں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا ہے تم میری باتوں کو سمجھ رہی ہوں۔ شاید تم ٹھیک کہتے ہو یہ کہہ کر احمد اپنے روم میں آ کر دروازہ بند کر دیا اور خوب رو دیا۔

اریبہ میں نے تم سے محبت کی ہے بہت چاہتا تھا تمہیں بہت خوشیاں دینا چاہتا تھا تمہاری آنکھوں میں ایک آنسو بھی مجھ سے برداشت نہیں ہوتا بہت کوشش کی کہ تمہارے دل میں اپنی محبت کے چراغ روشن کر سکوں جب معلوم ہوا کہ تم بھائی سے پیار کرتی ہو تو میں نے اپنی خاموش محبت کو ہمیشہ کے لئے اپنے اندر دفن کر دیا۔ اریبہ میں تمہیں دکھی نہیں دیکھ سکتا مجھ سے تمہاری یہ حالت دیکھی نہیں جاسکتی میں آج بھی اتنا ہی مجبور اور بے بس ہوں کاش اریبہ میرے بس میں ہوتا کہ میں ہر خوشی تمہاری جھولی میں ڈال دیتا اور دکھوں کا سایہ بھی تم پر نہ پڑنے دیتا۔ میں نے تو ہر پل تمہارے لئے صرف خوشیاں ہی مانگی ہیں۔

جوں جوں وقت گزرتا گیا اریبہ پھر سے گھر کی ذمہ داریاں سنبھالنے لگی وہ پہلے کی طرح سب کا خیال رکھنے لگی۔ احمد آج تم نے آفس نہیں جانا۔ وہ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ کیا ہوا اور تمہاری یہ سرخ آنکھیں بتا رہی ہیں کہ تم رات بھر نہیں سوئے روتے رہے ہو۔ تمہیں حسن بہت یاد آتا ہے ناں میں جانتی ہوں کہ تم اندر سے بہت ٹوٹ چکے ہو دکھ کو اندر چھپانے کی بجائے ایک باہر جی بھر کر رو لو دل کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا۔ احمد کے آنسو گالوں سے ٹپکنے لگے وہ بہت رو دیا اور احمد جتنا رونا ہے رو لو آج کے بعد میں تمہاری آنکھوں میں آنسو نہ دیکھوں تم تو مجھے حوصلہ دیتے تھے اور اب خود ہمت سے کام لو۔ اب بستر سے اٹھو اور فریش ہو جاؤ۔ ارے تمہیں تو بہت تیز بخار ہے میں تمہیں پٹی کر دیتی ہوں۔ اریبہ

نے پٹی کی وہ ہر ذمہ داری بھاتی رہی۔

ماں آپ سے ایک بات کہوں۔ ہاں پروین بیٹی کہو۔ ماں آپ نے اریبہ کے بارے میں کیا سوچا ہے۔ کیا مطلب ہے تمہارا۔ ماں وہ بھری جوانی میں بیوہ ہو گئی اور آگے اس کے پہاڑ جیسی زندگی پڑی اور یہ تنہا سفر کیسے کرے گی۔ ماں آپ کو یاد ہے کہ اس نے میرا اجڑا گھر پھر سے بسایا تھا اور آج اس کا گھر اجڑ چکا ہے۔ اس کی زندگی ویران ہو چکی ہے ہم کیسے اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیں اور کب تک ایسی زندگی گزارتی رہے گی۔ پروین تمہارا کیا مطلب ہے۔ ہاں میں چاہتی ہوں کہ اریبہ اپنے گھر کی ہو جائے ہم اس کی شادی کر دیتے ہیں۔ پر کیا اریبہ مانے کی اور پھر یہ نسا سا بچہ کون اپنائے گا۔ اب اس کو غیروں کا کیا بھروسہ۔ ماں غیر کیوں گھر کا رشتہ ہے گھر میں ہی رہے گا۔ پروین تم یہ پہیلیاں مت سناؤ سیدی بات کہو۔ کیوں ناں احمد بھائی سے اس کی شادی کر دیں۔ بھائی کا گھر بھی بس جائے گا اور اریبہ بھی گھر میں رہ جائے گی۔ پر کیا احمد مانے گا اور اریبہ اس رشتے کو مانے گی۔ ہاں ہم کوشش تو کر کے دیکھیں اس میں برا کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ہم ایسا کرتے ہیں کہ پہلے احمد سے بات کرتے ہیں۔

ارے ماں آپ مجھے بلالیا ہوتا۔ احمد مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے اریبہ کے بارے میں۔ جی کہیں بیٹا مجھ سے اریبہ کی یہ حالت نہیں دیکھی جاتی۔ وہ حسن کے تم سے بکھر گئی ہے اس کی جدائی اسے کھائے جا رہی ہے آخر کب تک وہ ایسی زندگی گزارے گی اس میں اس بیچاری کا کیا تصور ہے۔ میں نے اور پروین نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم اس کی شادی کر دیتے ہیں۔ احمد اس بات سے چونک اٹھا۔ اور اس کے لئے تمہاری اجازت کی ضرورت ہے۔ ہاں میں..... دیکھو بیٹا ایک سببی راستہ ہے اریبہ کو اس دکھی زندگی سے باہر نکالنے کا بیٹا کیا تم میری بات مانو گے، کیا تم اریبہ سے شادی کرو گے۔ جی میں۔ ہاں بھائی آپ۔ اگر غیروں میں کر دیں تو کیا بھروسہ کہ وہاں یہ

بھی مل جائے گا کیونکہ وہ ہمارا خون ہے۔ اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ تو کارہیہ اس بات کے لئے راضی ہو جائے گی۔ اس کا مطلب ہے کہ میں کوئی اعتراض نہیں۔ میری طرف سے آپ سے فکر ہو جا میں ماں۔

اب ارہیہ سے کیسے بات کریں گے، پروین بیٹی میری بہت تو نہیں ہے کہ میں ارہیہ سے بات کروں۔ ماں وہ مجھ پر چھوڑ دیں میں بات کروں گی۔ ایک دن پروین نے بہت کی ارہیہ تم سے کچھ بات کرنی ہے۔ جی آپ کی آپ کریں جو بات کرنی ہے میں جانتی ہوں تم پر بہت ذمہ داریاں ہیں پر ایک ایسی لڑکی اس معاشرے کے ساتھ تک بچ سکتی ہے۔ زندگی کے ہر موڑ پر اس کو ٹھوکر لگتی ہیں وہ اکیلے اس دنیا کا مقابلہ نہیں کر سکتی وہ ہر کسی کے لئے اک اور سوال بن کر رہ جاتی ہے۔ آپ کی آپ کہنا کیا جانتی ہیں۔ ہم سب نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہاری شادی کر دیں۔ کیا آپ لوگوں نے یہ کیسے سوچ لیا کہ میں شادی کروں، آپ سب جانتے ہیں کہ میں صرف حسن کی ہوں اور صرف اسی کی رہوں گی۔ ارہیہ تم حسن کی تھی، ہو نہیں۔ ارہیہ میں جانتی ہوں کہ تمہارا دکھ بہت بڑا ہے پر کسی ایک انسان کے چلے جانے سے دنیا ختم نہیں ہو جاتی کسی ایک کے لئے ہم اپنی پوری زندگی داؤ پر نہیں لگا سکتے وہ بھی جو اس دنیا میں نہ ہو۔ ارہیہ تم مجھے غلط نہ سمجھو یہ سب تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔ اگر آپ لوگ مجھے بوجھ سمجھتے ہیں تو میں اپنے بیٹے کو لے کر کہیں چلی جاؤں گی۔ تم پاگل ہو گئی ہو تو بول کر بھی ایسی بات نہ کہنا۔ آپ بیٹی میں اس گھر کو چھوڑ کر کہیں نہیں جانا چاہتی اس گھر سے میری بہت سی یادیں جڑی ہیں۔ ارے بیٹی اس گھر سے جانے کے لئے نہیں کس نے کہا ہے۔ ارہیہ تم اس گھر میں رہو گی احمد بھائی کی بیوی بن کر اور احمد بھی راضی ہے۔ کیا احمد سے یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں احمد میرا دیور ہے۔ دیور ہے تو کیا ہوا شریعت نے اس رشتے کو جائز قرار دیا ہے تو ہم کیوں تسلیم نہیں کر سکتے۔ پر مجھے یہ شادی نہیں کرنی اور آپ سے درخواست

ہے کہ پلیر مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔ ارہیہ تم اس وقت جذباتی ہونے لگی میں بیٹہ کر میری باتوں پر غور ضرور کرنا۔ پروین چلی گئی ارہیہ نے دروازہ بند کیا اور رونے لگی اپنے آنسو پونچھے اور سیدھے احمد کے کمرے میں گئی۔

احمد یہ میں کیا سن رہی ہوں تم ہوش میں تو ہونے کیسے سوچ لیا کہ میں تم سے شادی کروں گی۔ تم نے ایسا سوچا بھی کیسے تم جانتے ہو کہ ہمارا تہنبار ارشد کیا ہے مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی۔ پر ارہیہ اس میں برائی کیا ہے۔ برائی میرے لئے ایسا سوچنا بھی گناہ ہے۔ ارہیہ اگر بھائی اس دنیا سے چلے گئے اس میں تمہارا اور میرا کیا قصور ہے۔ احمد پلیر میں کوئی بحث نہیں کرنا چاہتی مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی بہتر ہے کہ ہم اس بات کو ہمیں پر ختم کر دیں اسی میں ہم دونوں کی بھلائی ہے اور میں امید کرتی ہوں کہ تم اس بات کے لئے مجھے مجبور نہیں کرو گے۔ دونوں کے روئے ٹھوڑے تلخ ہونے لگے اور دونوں کے درمیان دوریاں حاصل ہونے لگیں۔ احمد کے سارے کام ارہیہ کرتی تھی احمد اٹھا اور اپنے کپڑے استری کرنے لگا۔ سامنے سے ارہیہ نے گزرتے ہوئے دیکھا تو وہ آئی اور خاموشی سے احمد سے کپڑے لئے اور استری کر دیئے۔ وہ دونوں خاموش تھے اور بنا بات کئے ہی ارہیہ واپس آ گئی۔ اسی طرح ارہیہ ہر ذمہ داری سنبھالے پہلے کی طرح نہ تو احمد بات کرتا اور نہ ہی ارہیہ۔

ایک دن ارہیہ کے منے کو بنارہو گیا وہ بہت رورہا تھا اور گھر میں احمد اور ارہیہ کے علاوہ کوئی بھی نہ تھا وہ منے کو چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھی۔ ارہیہ کیا ہوا منا کیوں رورہا ہے۔ پتہ نہیں تھ سے روئے جارہا ہے۔ لاؤ مجھے دو۔ ارے اس کو تو بخار ہے اور یہ بار بار کان کو ہاتھ لگا رہا ہے لگتا ہے اس کے کان میں درد ہے اور تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں۔ دیکھو ارہیہ تم ایسا کیوں کر رہی ہو تمہاری اور میری ضد اپنی جگہ پر اس بچے کا کیا قصور ہے تم ایسا کرو میں بایک نکالتا ہوں تم اس کو لے چلو ڈاکٹر

کے پاس چلتے ہیں جی ٹھیک ہے وہ ڈاکٹر کے پاس گئے واپس آئے تو ایک فقیر نے کہا صاحب جی کچھ پیسے دے دو اللہ آپ کی جوڑی سلامت رکھے۔ ارہیہ کچھ کہنے لگی تو احمد نے کہا بابا آپ دعا کیا کریں۔ ارہیہ سارا راستہ خاموش رہی گھر آگئے بچہ پھر سے رونے لگا احمد نے کہا لاؤ ارہیہ اس کو مجھے دو احمد نے یونہی بچے کو اٹھایا تو وہ چپ ہو گیا سامنے بھی رشتہ نے کہا ارہیہ بیٹی بہتر ہے کہ تم کوئی فیصلہ کر لو بک تک خوشیوں سے دور بھاگتی رہو گی۔ ممائی جان پلیر مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔ بچہ احمد سے بہت ماموں ہو گیا ارہیہ کسی بھی صورت میں یہ رشتہ ماننے کے لئے تیار نہ تھی۔ ارہیہ احمد کے کمرے کی صفائی کرنے لگی ارہیہ پلیر میرے کمرے کی صفائی نہ کیا کرو میں خود کر لوں گا۔ ارہیہ بنا کچھ بولے ہی چلی گئی۔ آہستہ آہستہ احمد اپنے سارے کام خود کرنے لگا جیسے دونوں ہی ایک دوسرے سے بہت ناراض ہوں۔ احمد کپڑے استری کر رہا تھا تو اس کا ہاتھ جل گیا ارہیہ سامنے بیٹھی تھی وہ بھاگ کر آئی تمہیں تو بہت شوق ہے ناں اپنے کام خود کرنے کا تو کرو۔ لاؤ مجھے دو میں کر دیتی ہوں۔ مجھے اچھا نہیں لگتا کہ میرے کام تم کرو۔ اچھا تو پہلے تمہارے کام کون کرتا تھا۔ ارہیہ پہلے کی بات اور تھی۔ اب کیا ہوا میں وہی ہوں پہلے والی تم بھی وہی ہو پر یہ دور بیاں کیوں۔ کیا ہم پہلے جیسے اچھے دوست نہیں بن سکتے۔ دیکھو ارہیہ اب پہلے جیسی بات نہیں تم سمجھنے کی کوشش کرو۔ کیا تمہیں جب میں نے پہلے کہا کہ میں ایسا نہیں کر سکتی تو کیوں آپ مجھے زبردستی مجبور کر رہے ہیں۔ کیا میں آپ کے لئے بوجھ بن گئی ہوں۔ ارہیہ یہ لپٹی غیروں جیسی باتیں کر رہی ہو ٹھیک ہے تم مجھ سے شادی نہ کرو پر اس طرح اپنی زندگی برباد مت کرو اپنا نہ سہی اس بچے کا خیال کر لو آخر تک دور بھاگو گی۔ پلیر احمد میں تم سے اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔ دونوں خاموش ہو گئے۔ احمد نے ماں سے کہا کہ آپ پروین آپ کی کو بلا میں مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔ پر اسی کو سی بات ہے۔ شام کو پروین آ

گئی۔ احمد بھائی ایسی کیا بات ہے جو آپ نے ہمیں بلوایا۔ ارہیہ پریشان تھی کہ پتہ نہیں کیا بات کرے گا۔ ارہیہ کو بلایا آپ کی میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔ کیا ارے ارہیہ ماں کی اور مجھے بتایا بھی نہیں۔ تو بہت خوشی کی بات ہے۔ نہیں ارہیہ سے نہیں۔ پروین ایک دم خاموش ہو گئی میں بھی نہیں۔ ماں جب ارہیہ اس رشتے سے خوش نہیں ہے رشتے تو پیار اور محبت سے بنتے ہیں اور زبردستی کا رشتہ کوئی معنی نہیں رکھتا۔ ہم ارہیہ کو مجبور نہیں کر سکتے اگر وہ ایسے ہی خوش ہے تو ایسے ہی آئی۔ بڑی مشکل سے احمد نے ماں اور آپ کی راضی کیا۔ ٹھیک ہے احمد بیٹے میں صبح رشتہ کروانے والی مانی کو بلانی ہوں۔ احمد چپ چاپ اٹھ کر چلا گیا۔ ارہیہ تم بہت بڑی غلطی کر رہی ہو ابھی بھی وقت ہے میری باتوں پر غور ضرور کرنا۔ آپ میرا فیصلہ نہیں بدل سکتا۔ ارہیہ بہت خوش تھی ایسا لگ رہا تھا کہ اس کے سر سے بوجھ اٹھ گیا ہو۔ وہ خود کو پرسکون محسوس کر رہی تھی۔ وہ اپنے کمرے میں جانے لگی تو احمد کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا اس نے سوچا کہ باکر احمد کا شکر ہے ادا کروں۔ جونہی وہ کمرے میں داخل ہوئی تو احمد بہت رو رہا تھا۔ ارہیہ کے بڑھتے قدم رہیں رک گئے۔ اک پل کے لئے وہ گھبرا گئی وہ خاموشی سے اس منظر کو دیکھتی رہی دل میں آہ بھری کاش احمد میں تم کو تسلی دے سکتی میں نے ہمیشہ تمہیں ایک اچھے دوست کی نظر سے دیکھا ہے۔ میں تو تمہارے ہر دکھ سکھ میں تمہارا ساتھ دیتی تھی کاش ہمارے درمیان یہ دوریاں نہ آتیں میں نے ہمیشہ تمہیں ایک اچھا دوست پایا ہے۔ اب تو دوستی کا حق بھی تم نے چھین لیا ہے ایک وقت تھا جب میں اپنا دکھ درد تمہیں سنایا کرتی تھی جس سے میرے دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا اور آج میں مجبور ہوں کہ تمہیں اس حال میں دیکھ کر بھی تمہارا درد نہیں بانٹ سکتی۔ وہ احمد سے کچھ کہے بنا ہی اپنے روم میں آ گئی۔

دونوں ہی پریشان تھے وہاں احمد بے چین تھا اور یہاں ارہیہ کو بھی سکون نہیں تھا۔ وہ چائے بنا کر احمد کے

تمہارے لئے چائے لائی ہوں میرا دل نہیں کر رہا۔ احمد نے کھانا بھی نہیں کھایا۔ وہ مجھے بھوک نہیں ہے۔ احمد پریشان ہو۔ نہیں۔ احمد مجھے خوش ہوئی کرم نے زندگی کا فیصلہ لے لیا تم نے مجھے سمجھا اس کے لئے تمہارا شکریہ ادا کیے کروں۔ اریہ تم خوش رہو مجھے اور کچھ نہیں چاہئے۔ اریہ تم سے ایک بات پوچھوں۔ ہاں پوچھو۔ کیا میں اتنا برا ہوں۔ کس نے کہا کہ تم برے ہو احمد تم بہت اچھے ہو۔ اریہ کیا ہم پہلے جیسے اچھے دوست نہیں بن سکتے۔ ہم تو اچھے دوست ہیں پر تم شاید سمجھنا ہی نہیں چاہتے۔ ایسی بات نہیں ہے اریہ میں تمہاری آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم خوش رہو اس سے زیادہ مجھے اور کچھ بھی نہیں چاہئے۔ احمد میں آپ کو کیسے بتاؤں کہ میں خوش ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم پہلے جیسے دوست ہیں۔ ہاں بالکل۔ میرے خیال سے منارو رہا ہے۔ ہاں میں اب جاتی ہوں اور اپنا خیال رکھنا اور یہ مونے مونے آنسو پھر سے نہ بہانا۔ تم کو کیسے پتہ تم کیا سمجھتے ہو کہ مجھے کچھ پتہ نہیں ہے مجھے تمہارے پل پل کی خبر ہے۔ اچھا اب میں جاتی ہوں۔

صبح ہوئی تو ماں نے احمد کو بلایا۔ بیٹا اب تم اپنے فیصلے پر قائم تو ہونا میں رشتہ کر دانے والی مانی کو آج ہی بلا رہی ہوں۔ ٹھیک ہے ماں۔ بیٹا میں جانتی ہوں کہ تم ایک بار پھر سے سوچ لو۔ میں نے یہ فیصلہ سوچ سمجھ کر لیا ہے۔ صبح کو وہ عورت آگئی رشتے کی بات کی رضیہ بہن اگر برانہ مانو تو ایک بات کہوں۔ ہاں ہاں کہو تمہارے تو گھر کا رشتہ ہے تمہیں باہر کرنے کی کیا ضرورت ہے تم اس بات کو چھوڑو۔ میں تو ایسے ہی کہہ رہی تھی ایک دو رشتے ہیں میری نظر میں لڑکیاں اچھے خاندان سے پرستی لکھی ہیں خوبصورت بھی ہیں میں ان سے بات کر لوں تو آپ کو وہاں لے جاؤں گی۔ ہاں ٹھیک ہے۔ اب اریہ اور احمد پھر سے بولنے لگے۔

اریہ تم مصروف تو نہیں ہو۔ کیوں کوئی کام ہے کیا۔ ہاں کام تو ہے۔ تو بتاؤ ناں۔ وہ میرا آلو کے

کام ہے میں ابھی بنا دیتی ہوں۔ اریہ بیٹن میں کی تو احمد بھی ساتھ چلا گیا۔ آج میں بھی پراٹھے بنانے میں تمہاری مدد کروں گا بلکہ مجھے سکھا دو۔ سکھا دوں کیا مطلب میں ہوں ناں جب تمہارا دل کرے مجھے بتا دیا کرو۔ ہاں وہ تو ہے پر ایک پرالیم ہے۔ وہ کیا۔ اریہ جب تمہاری شادی ہو جائے گی تو تم اپنے گھر چل جاؤ گی پتہ نہیں پھر تمہارے سرال والے آنے بھی دیں گے کہ نہیں تو پھر تم مجھے کیسے پراٹھے بنا دو گی۔ احمد تمہاری بکواس پھر سے شروع ہو گئی ٹھہرو میں تمہیں ابھی بتاتی ہوں۔ اریہ نے سچ اٹھایا احمد کے پیچھے بھاگی احمد آگے آگے اور اریہ اس کے پیچھے ماں کی نظر ان دونوں پر پڑی تو اس نے کہا۔ اسے کاش یہ پنا حقیقت ہو جائے ان دونوں کی جوڑی اسی طرح بنی رہے وہ مجبور تھی دعا کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی۔ دونوں نے مل کر پراٹھے بنائے دونوں بہت خوش تھے احمد کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ احمد یہ کیا تمہاری آنکھوں میں آنسو نہیں اریہ آنسو نہیں وہ مریچوں والے ہاتھ آنکھوں پر لگ گئے۔ احمد میری طرف دیکھو تمہیں تو ٹھیک سے سمجھوٹ بولنا بھی نہیں آتا بچپن سے تمہیں جانتی ہوں مجھے بتاؤ کیا بات ہے۔ وہ اریہ آج اتنے دنوں بعد آپ کو خوش دیکھ کر آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس کا مطلب ہے کہ مجھے خوش نہیں ہونا چاہئے۔ وہ کیوں۔ وہ اس لئے کہ اگر میں خوش رہوں گی تو آپ اسی طرح روئے رہو گے۔ نہیں اریہ میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ اب ہنسو گے یا اسی طرح منہ لٹکائے رہو گے۔ دونوں نے مل کر کھائے بہت خوش تھے اور احمد کو یہ غم اندر ہی اندر کھائے جا رہا تھا اور وہ اریہ کو دوست سمجھتے ہوئے بھی اپنا یہ دکھ شیئر نہیں کر سکتا تھا کہ اس کے دل میں اریہ کے لئے کتنی چاہت ہے۔

رضیہ نے اریہ سے کہا بیٹی آج پروین کو بلا لو صبح لڑکی دیکھنے جانا ہے اور تم بھی تیار ہو جانا۔ جی ممائی ٹھیک ہے۔ سچ کو سب نے تیاری کی اریہ نے بھی۔ احمد تمہارے چہرے پر بارہ کیوں ہے جی بھی تمہارے

ہے پروین کی اس کی جب سب وہاں پہنچے تو ان کا خوش سے استقبال کیا گیا لڑکی کو دیکھا تو ان سب کو اچھی لگی کافی باتیں ہوئیں۔ لڑکی کی ماں نے پوچھا آپ کے بیٹے کی ڈیٹھ ہوئی تھی کہیں یہ اس کی بیوی تو نہیں ہے۔ ہاں یہ میری بڑی بہو ہے اریہ۔ بہت افسوس ہوا ہے اب آپ نے اس کے بارے میں کیا سوچا ہے۔ جی ابھی تو کچھ نہیں سوچا۔ آپ کو سوچنا چاہئے آخر تک یہ آپ لوگوں کے سہارے رہے گی ابھی پتی ہے اس کو سہارے کی ضرورت ہے۔ بہن آپ میری باتوں کا برا مت ماننا پر یہ حقیقت ہے جتنا جلدی ہو سکے آپ اس کی شادی کر دیں اس طرح تو جوان لڑکی کو گھر میں بٹھانا ٹھیک نہیں ہے۔ ایک نہ ایک دن تو اس کو اپنے گھر جانا ہے اس طرح تو لوگ طرح طرح کی باتیں کریں گے اور اریہ بیٹی جتنا جلدی ہو سکے کوئی بہتر فیصلہ کر لو ابھی تو تم جوان ہو کچھ سال بعد جب تمہارے بالوں میں سفید چاندی آ گئی تو کون کرے تم سے شادی بیٹی میں اپنا سمجھ کر تمہیں مشورہ دے رہی ہوں میرے مشورے پر غور ضرور کرنا۔ اریہ خاموش رہی وہ لوگ واپس گھر آ گئے۔ سارا راستہ اریہ نے کسی سے کوئی بات نہیں کی جب گھر آئے تو اریہ چپ چپ سی تھی وہ کسی سے کچھ کہے بنا ہی اپنے کمرے میں چلی گئی۔ احمد بیٹے ہم نے لڑکی تو دیکھ لی ہے اچھی ہے ہمیں تو پسند ہے اب بہت جلد وہ لوگ تمہیں دیکھنے آئیں گے۔ ماں یہ اریہ کو کیا ہوا وہ اتنی اداس کیوں ہے۔ رضیہ اور پروین نے اس کو ساری باتیں بتا دیں۔ ماں یہ غلط بات ہے ان لڑکیوں کو ایسی بات نہیں کرنی چاہئے تھی۔ کتنا خوش ہو کر گئی تھی اس سے تو بہتر تھا کہ وہ گھر بھیجی رہتی۔ لوگوں کا کیا ہے وہ تو باتیں کرتے ہیں۔ ادھر اریہ سوچوں میں غم سی بیٹھی تھی۔

... میں اندر آ سکتا ہوں۔ ہاں آ جاؤ۔ کیا ہوا اریہ اپنی پریشان کیوں ہو۔ نہیں کچھ نہیں۔ میری طرف دیکھو ذرا اریہ تم تو بہت ہمت والی ہو اور تمہیں خود کو بہت مضبوط بنانا ہے ابھی سے جوصلہ بارہ دو گی تو آگے زندگی

نہیں ہے کم پر کسی کی باتوں کو دل پہ لے لو ابھی تو تم کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا ہے۔ اریہ رونے لگی۔ ارے بیٹی اس میں رونے والی کون سی بات ہے تم لوگوں کی باتوں کو سیریس مت لو۔ احمد کیا مجھے اپنی زندگی گزارنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ یہ لوگ کیوں ایسی باتیں کرتے ہیں کیوں ہمیں جسنے نہیں دیتے۔ اریہ تم جس طرح چاہو اپنی زندگی گزار سکتی ہو تم لوگوں کی باتوں پہ دھیان مت دو سب ٹھیک ہو گئے گا میں ہوں ناں تمہارے ساتھ تم کو فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اریہ رونے لگی اور احمد کے گلے لگ گئی۔ ارے بیٹی کیا ہوا کیوں اتنا رو رہی ہو اب یہ آنسو بہانا بند کر۔ اور چپ چاپ سو جاؤ۔ اسی طرح کچھ دن اور گزر گئے اریہ کی پریشانی کم نہ ہوئی۔

احمد بیٹے پرسوں تم آفس سے چھٹی لے لینا۔ وہ کیوں ماں۔ وہ پرسوں لڑکی والے تمہیں دیکھنے آ رہے ہیں۔ جی ہاں۔ احمد آفس چلا گیا اریہ اس کے کمرے کی صفائی کرنے لگی تو ٹیکے کے نیچے پڑی ڈائری پر اریہ کی نظر پڑی اس نے ڈائری اٹھائی اس کو کھولا اریہ کے نام وہ ایک پل کے لئے گھبرا سی گئی اور ڈائری اپنے کمرے میں لے آئی۔ اس نے ڈائری کو پڑھنا شروع کیا۔ اریہ میں بچپن سے لے کر آج تک صرف تم سے پیار کرتا ہوں پر قسمت نے ساتھ نہ دیا اور میں اپنے پیار کا اظہار نہ کر سکا۔ میں نے ہمیشہ تمہیں اپنا ہم سفر مانا ہے ڈرتا تھا کہ اگر میں تم سے اظہار کروں تو شاید تم برا مان جاؤ گی اور ہمارے درمیان جو دوستی کا رشتہ ہے وہ ہمیشہ کے لئے ختم نہ ہو جائے۔ اس لئے اپنے دل کی بات دل میں رکھی پھر تمہاری شادی بھائی سے ہو گئی اور میں نے اپنی ادھوری محبت کو ہمیشہ کے لئے اپنے اندر دفن کر دیا۔ اپنے دل کو تسلی دی اور دعا کرنے لگا کہ تم صدا خوش رہو زندگی کی ہر خوشی تم کو ملے۔ خوشی بھی تو کسی کسی کو اس آتی ہے۔ آہستہ آہستہ میں سب کچھ بھول کر زندگی کی طرف لوٹنے ہی لگا تھا کہ اچانک حسن بھائی کی موت کی خبر سن

کر میرے پرانے زخم پھر سے تازہ ہو گئے میں ٹوٹ کر بکھر گیا اور مجھے سہارا دینے والا کوئی نہ تھا کسی کو اپنا دکھ بتا بھی نہیں سکتا تھا۔ اریبہ میں کیسے تم کو بتاؤں کہ مجھ سے تمہارا دکھ دیکھا نہیں جاتا۔ کاش اریبہ میں دنیا کی ہر خوشی تمہارے قدموں میں لاسکتا میرے بس میں ہوتا تو تیرا ہر آنسو میں چرا لیتا تم کو خوشیوں سے مالا مال کر دیتا۔ مجھ سے تمہاری یہ حالت دیکھی نہیں جاتی اور میں اس رشتے سے خوش نہیں ہوں یہ تو تمہیں خوش دیکھنے کے لئے میں نے ہاں کی ہے تاکہ تمہاری پریشانی کم ہو جائے۔ مجھے اپنی خوشیوں کی پرواہ نہیں ہے دکھ تو اس بات کا ہے کہ میں تمہارے لئے کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ کاش اریبہ تم اس مجبور دل کا حال جان پائی کاش تم مجھے سمجھ پائی اب تو تمہارے بنا ایک پل بھی کاٹنا مشکل ہے۔ اریبہ جانتا ہوں کہ تم ان باتوں سے بے خبر ہو تمہیں معلوم ہے کہ میں رات کو کئی بار اٹھ کر تمہارے کمرے میں آتا ہوں تمہیں اور سنے کو دیکھنے کے تم کو تمہائی کا احساس نہ ہوا اس فکر میں مجھے ساری رات نیند نہیں آتی۔ اریبہ تمہیں سہارے کی ضرورت ہے اس طرح سے تم زندگی نہیں گزار سکتی مجھ سے نہ سہی پر شادی تو تمہیں ایک دن کرنی ہوگی۔ ایک رات بہت بائیں تھی اور لائٹ بجھی چلی گئی اور میں تمہارے کمرے میں آیا تو تم گہری نیند میں تھی اور منا رونے لگا تو میں نے اس کو دودھ بنا کر دیا۔ اتنی تو تم بھی نہیں جانتی کہ تمہارا منا رات کو کتنی بار دودھ پیتا ہے پر میں جانتا ہوں میں یہ سب تم کو حاصل کرنے کے لئے نہیں کرتا تم جتنا دور بھاگتی ہو مجھ سے میں اتنا ہی قریب آتا ہوں۔ میں خود بہت مجبور ہوں میں تمہیں اس حال میں نہیں دیکھ سکتا ہم کسی کو زبردستی پیار کے لئے مجبور نہیں کر سکتے اگر میں تم سے پیار کرتا ہوں آؤ اس میں کیا قصور ہے میرا۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کہ تم بھی مجھے اسی طرح چاہو جس قدر میں تم کو چاہتا ہوں۔ کیا محبت کرنا جرم ہے اگر پیار کرنا جرم ہے تو کوئی کسی سے پیار نہ کرتا اسی پیار پر تو دنیا قائم ہے یہ پیار تو ہے جو ابوں کی جدائی کا احساس دلاتا ہے کسی ایک انسان کے جانے سے

اپنی تمام زندگی کسی خوشیوں کو تو داؤ پر نہیں لگا سکتے۔ جانا تو ہم سب کو ہے انسان اپنے لئے نہ کسی دوسروں کی خاطر ہی سہی۔ اریبہ میں جانتا ہوں کہ تم میرے رشتے کو نہیں مانتی اور کسی بھی صورت مجھ سے رشتہ نہیں جوڑنا چاہتی اس لئے میں نے شادی کے لئے ہاں کی تاکہ تمہاری پریشانی ختم ہو جائے۔ میں صرف تم سے محبت کرتا ہوں اور ہمیشہ کرتا رہوں گا۔ کسی کے قدموں کی آہستہ سناٹی دی اریبہ نے ڈائری بندی اور نیکے کے نیچے رکھ دی۔

اف میرے خدا یہ مجھ سے کیا ہو گیا میں اس بات سے کیسے انجان رہی احمد شروع سے مجھے چاہتا ہے اور مجھ کو اس بات کی خبر تک نہ ہونے دی یا شاید میں نے خود ہی نہ جاننے کی کوشش کی انجانے میں مجھ سے غلطی ہو گئی میری وجہ سے احمد کا دل ٹوٹ گیا۔ میں نے کبھی نہیں چاہا کہ میری وجہ سے کسی کا دل ٹوٹے اس کو تکلیف ہو کاش احمد مجھے پہلے بتا سکتا مگر اب بہت دیر ہو چکی ہے اب میں کیا کروں اریبہ گہری سوچ میں پڑ گئی کوئی نہ کوئی فیصلہ تو اس کو کرنا ہی تھا۔ آخر کار اس نے فیصلہ کر ہی لیا کہ وہ یہ گھر ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر چلی جائے۔ واللہ میرے لئے یہ کیسی مشکل گھڑی ہے کہ اب میں اس گھر میں بھی نہیں رہ سکتی اور میں خود بھی نہیں رہنا چاہتی اگر میں یہاں رہوں گی تو احمد مجھے بھلا نہیں پائے گا۔ وہ ایک نئی زندگی کا آغاز کرنے جا رہا ہے اور میں اس کے جیون میں آنے والی خوشیوں میں رکاوٹ نہیں بننا چاہتی۔ میری وجہ سے اس کی زندگی اک سوال بن کر رہ جائے یہ میں کبھی نہیں چاہوں گی۔ اس کا صرف ایک ہی حل ہے کہ مجھے یہ گھر ہمیشہ کے لئے چھوڑنا ہوگا۔ گھر سے ہی نہیں ان کی زندگی سے بھی دور جانا ہوگا تاکہ میری پرچھائی بھی ان پر نہ پڑے۔ اریبہ نے فیصلہ لے لیا اور احمد کے نام ایک لیٹر لکھا اور کچھ سامان پیک کیا۔ کافی رات بیت چکی تھی اریبہ نے لیٹر ہاتھ میں لیا اور آہستہ سے احمد کے کمرے کا دروازہ کھولا دیکھا تو احمد سو رہا تھا اس نے وہ لیٹر سامنے ٹیبل پر رکھا اور واپس کمرے میں آ گئی۔ سنے کو اٹھایا اور ایک نظر سارے گھر کو دیکھا وہ ممانی

کے کمرے کے سامنے سے گزری اور پیچھے مڑ کر دیکھا تو اس کے آنسو گالوں پر چھلکنے لگے اور آہ بھری ممانی جان مجھے معاف کر دینا کہ آپ سب کا دل دکھا کر جا رہی ہوں۔ اس نے ابھی گیٹ کھولا ہی تھا کہ پیچھے سے کسی نے زور سے اس کی کلائی پکڑ لی۔ اریبہ نے گھبرا کر دیکھا احمد تم۔ ہاں میں اریبہ اتنی رات گئے کہاں جا رہی ہو اور یہ سب کیا ہے۔ احمد میرا ہاتھ چھوڑ دیتے یہاں نہیں رہنا۔ تم چلو میرے ساتھ۔ احمد اس کی کلائی سے پکڑ کر اپنے کمرے میں لے آیا بیٹھو یہاں اتنی سردی میں آج رات کو تم بچہ کو اٹھا کر کہاں جا رہی تھی۔ اریبہ تم کیا سمجھتی ہو کہ مجھے کچھ خبر نہیں ہے میں تمہارے ایک ایک پل کی خبر رکھتا ہوں میں تم دونوں کو دیکھنے تمہارے کمرے میں آیا دیکھا تو تم کچھ لکھ رہی تھی میں واپس چلا گیا اور اسی سوچ میں جاگتا رہا کہ تم کیا لکھ رہی ہو اور تم میرے کمرے میں آئی تو میں جلدی سے اپنی آنکھیں بند کر لیں تم نے لیٹر رکھا اور واپس چلی گئی تو میں نے وہ فوراً پڑھا اور تمہارے کمرے کے باہر کھڑا سب دیکھتا رہا۔ اریبہ میں جانتا ہوں کہ تم نے میری ڈائری پڑھ لی ہے۔ جب ڈائری اٹھائی تھی میں واپس آیا تو ڈائری نہیں تھی۔ پھر میں نے وہ ڈائری تمہارے ہاتھ میں دیکھی تو واپس چلا گیا یہ سوچ کر کہ اب کوئی فائدہ نہیں ہے لینے کا تمہیں تو پتہ چل گیا ہے جو میں ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ تم کو اس بات کی ذرا بھی خبر ہو۔ تم کیوں اپنی دمن بن گئی ہو اپنا نہ سہی اس ننھی سی جان کا خیال کر لو۔ اریبہ روئے جا رہی تھی یہ آنسو بہانے سے کیا مسئلہ حل ہو جائے گا کیوں اپنی اور بچے کی زندگی کو خطرے میں ڈالنے جا رہی تھی۔ یہ تو شکر ہے کہ میں وقت پر پہنچ گیا ورنہ پتہ نہیں آج کیا ہو جاتا۔ اتنی رات گئے اکیلی تھو جو ان لڑکی کا گھر سے لگنا کسی خطرے سے کم نہیں ہے۔ یہ زمانہ بہت ظالم ہے بہت سنگدل ہے اس دنیا کے لوگ کمزور اور بے بس لوگوں کی مجبور یوں کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مجھے بتاؤ کہ تمہارا مسئلہ کیا ہے تم جیسا چاہتی تھی میں نے دیاسی کیا اور اب تو شادی کے لئے ہاں کر دی پر بھی تم یہ کھر

تھوڑی سی خوشی تھوڑا سا غم

چھوڑ کر جا رہی ہو۔ اب تو ہم دوست ہیں پھر تم ایسا کیوں کر رہی ہو۔ بھلے ہی میں تمہاری کسی خوشیوں میں شریک نہیں ہو سکتا پر ایک دوست کے ناطے تو تمہارے ہر دکھ میں شریک ہونے کا حق ہے۔ مجھے بتاؤ تم کہاں اور کس کے پاس جا رہی تھی چلو میں خود تم کو ٹیشن چھوڑ آتا ہوں وہ اس لئے تاکہ تم خوش رہو سکے۔ احمد نے بیک اٹھایا اور اریبہ کی کلائی سے پکڑا چلو آؤ اریبہ خاموشی سے چل پڑی اریبہ عجیب کشش میں تھی وہ تو خود اس گھر سے جانا چاہتی تھی پھر جانے کیوں اس دلیز کو پار کرتے وقت اس کے قدم لڑکھڑاسے گئے سب کچھ اس کی مرضی کے مطابق ہو رہا تھا پھر بھی اس کا دل بے چین تھا اسے احساس سا ہونے لگا کہ اس کے اپنے اس سے دور جا رہے ہیں۔ اس دوران ہی خاموش رہے پھر ٹیشن آ گیا۔ اریبہ یہ رہی تمہاری منزل اب تم آزاد ہو جاؤ صدا خوش رہو اگر زندگی کے کسی موڑ پر میری ضرورت پڑے تو دوست مجھ کر بلا لینا میں تمہارا انتظار کروں گا۔ گاڑی آگئی اچھا میں چلتی ہوں دونوں نے ایک دوسرے کو الوداع کہا اریبہ کے چلتے قدم رک سے گئے اس کا دل اس سے کہنے لگا کہ کہیں تمہارا فیصلہ غلط تو نہیں مجھے کیوں ایسا لگ رہا ہے میں خود کو اتنی تنہا کیوں محسوس کر رہی ہوں مجھے کیوں ایسا لگ رہا ہے کہ خوشیاں مجھ سے دور جا رہی ہیں میرے اپنے مجھ سے دور جا رہے ہیں یہ مجھے کیا ہو رہا ہے۔ اس کا سن کہنے لگا رک جاؤ اریبہ روک لو ان چلتے قدموں کو کہ خوشی تمہاری منتظر ہے پیچھے مڑ کر دیکھو تمہاری زندگی تمہاری خوشیاں تمہاری محبت تمہارا جیون بھر کا ساتھی تمہارا منتظر ہے۔ اریبہ آگے بڑھو تمہاری منزل تمہارے سامنے ہے جاؤ لوٹ جاؤ اپنی دنیا میں۔ اریبہ احمد کی طرف بھاگی احمد رک جاؤ احمد نے پیچھے دیکھا تو اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا اریبہ جا کر احمد کے گلے لگ گئی اور زور زور سے رونے لگی۔ احمد مجھے چھوڑ کر جا رہے تھے۔ ارے بگلی میں کہاں جا رہا تھا۔ مجھے ساتھ نہیں لے جاؤ گے۔ میں تو کب سے کہہ رہا ہوں کہ تمام لو میرا ہاتھ آؤ ہم گھر کو لوٹ چلیں۔ احمد نے اریبہ کے آنسو پونچھ

محبت یاد دھوکا

تحریر: ایم شفیق تنہا - امرہ خور

پیار کی چاہت میں میں خود کو ہی لٹا بیٹھی۔ ایک ایسے شخص سے پیار کر بیٹھی جسے مجھ سے نہیں میرے وجود سے محبت تھی اور وہ اس وقت تک محبت کا ڈرامہ رچاتا رہا جب تک اس نے اپنا مطلب حاصل نہ کر لیا۔ اس کے بعد میری زندگی کو عذاب بنا کر ہمیشہ کے لئے غائب ہو گیا۔ ایک درد بھری داستان



یہی چاہتی تھیں ناں تو اب سن لیں کہ اریہ اس رشتے سے راضی ہے۔ ارے میں کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہی۔ نہیں ممانی جان یہ حقیقت ہے مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو چکا ہے کہ آپ ہی میرا سب کچھ ہیں آپ ہی میرے اپنے ہیں آپ ہی میرا کل اور آج ہیں۔ اریہ کی اس ہاں نے ایک بار پھر سے نئے دلوں کو جوڑ دیا اس گھر سے جڑے رشتے کو اپنا لیا پھر سے اس اجڑے آگن میں پھول کھلنے لگے ایک بار پھر وہ گھر جنت بن گیا سب بہت خوش تھے ہر آنکھ میں خوشی کے آنسو چھلکنے لگے ہر چہرے پہ مسکان چھانے لگی۔ ممانی اریہ کو گلے لگا لیا اریہ تم نے ایک بار پھر سے اس گھر کی خوشیاں لوٹا دیں۔ ماں بس اب جلدی سے شادی کی تیاریاں کریں۔ دکھ سکھ تو زندگی کا حصہ ہیں یہ تو آتے جاتے رہتے۔ شادی کی تیاریاں شروع ہو گئیں انسان اپنے ماضی کو کبھی نہیں بھلا سکتا وہ تلخ یادیں ناسور بن جاتی ہیں جب بچی یادیں یاد آنے لگتی ہیں تو دل کو بہت تکلیف ہوتی ہے ہر طرف خاموشی سی چھا جاتی ہے۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا ہونے لگتا ہے سر پر غموں کے بادل منڈلانے لگتے ہیں۔ دھندلے دھندلے عکس دکھائی دینے لگتے ہیں جو بہت تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ کچھ لمحے کے لئے اپنی ذات میں کھوجاتا ہے وہ درد بھل نہیں بھٹا ایسا کیوں ہوتا ہے ہم جن کو چاہتے ہیں وہ ہم سے اس طرح سے کیوں بچھڑ جاتے ہیں اور نہ چاہتے ہوئے بھی ہمیں زندگی گزارنی پڑتی ہے۔ اریہ میری جان کیا سوچ رہی ہو۔ احمد کچھ نہیں اریہ بھول جاؤ سب بچی یادوں کو اور آنے والے لکل کے بارے میں سوچو۔ احمد تم مجھ سے وعدہ کرو کہ میرا ساتھ کبھی نہیں چھوڑو گے۔ ارے تم کیسی باتیں کر رہے ہو پھر بھی ایسا سوچنا بھی موت میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔ احمد چاہے خوش ہو یا غم بس رہنا میرے سنگ اور آج دونوں ہنسی خوشی اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔



ڈالے۔ اب ایک بھی آنسو تمہاری آنکھوں میں نہیں آنے دوں گا۔ اب جتنا رونا تھا رولا اب اور نہیں۔ دونوں خوب روئے ایک دوسرے سے گلے شکوے کئے۔ احمد بلیر مجھے معاف کر دو میں تم کو کچھ نہیں پائی میں نے آپ لوگوں کو بہت دکھ دیئے ہیں۔ اریہ بھول جاؤ ان بیتے لمحوں کو اپنی آنے والی زندگی کے بارے میں سوچو اور اگر صبح کا بھولا شام کو گھر لوٹ آئے تو اس کو بھولا نہیں کہتے جلو ہمارا گھر ہمارا انتظار کر رہا ہے۔ لاؤ میرا بیٹا مجھے دو۔ اریہ نے احمد کا ہاتھ تھام لیا وہ بھی ہمیشہ کے لئے وہ رات کے سناٹے میں ہی گھر لوٹ گئے ایسا لگ رہا تھا جیسے خواب دیکھ رہے ہوں۔ گھر واپس آئے تو سب سو رہے تھے۔ صبح ہو گئی عجیب سی خوشی کا احساس تھا۔ احمد بیٹے جلدی سے تیار ہو جانا لڑکی والے نہیں دیکھنے آرہے ہیں۔ جی ماں۔ اریہ میرا ایک کام کرو گی۔ ہاں بولو۔ وہ میرا سوٹ ذرا الماری سے نکال کر استری کر دو۔ کہیں جانا ہے۔ کیا وہ تمہیں نہیں پتہ۔ نہیں تو بچی میں نہیں پتہ۔ ہاں اور کیا وہ آج لڑکی والے آرہے ہیں مجھے دیکھنے کے لئے۔ اچھا تو ابھی بتاتی ہوں تم کو۔ اریہ کے ہاتھ میں چیخ تھا وہ اس کے پیچھے بھاگی۔ ارے پر دین آپی آپ۔ ہاں میں۔ آپ اتنا جلدی آئیں۔ ہاں میرے بھائی کو لڑکی والے دیکھنے آرہے ہیں تو میں کیسے نہ آتی ماں کدھر ہے۔ پر دین تم آگئی۔ جی ماں میں آگئی ماں وہ لوگ کتنے بچے آرہے ہیں۔ وہ آپی اب اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے آپ ان کو منع کر دیں۔ کیا تم باگل ہو گئے ہو تم جانتے ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں جب لڑکی گھر میں موجود ہے تو باہر جانے کی کیا ضرورت ہے اپنی اریہ جو ہے۔ اریہ کا فیصلہ تو تم سن چکے ہو پھر بھی۔ آپی یہ میرا فیصلہ ہے کیا۔ اریہ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تم دونوں کیا کہہ رہے ہو صاف صاف کہو۔ احمد تم بتاؤ بات کیا ہے۔ وہ میں اریہ سے..... اریہ اس رشتے کے لئے راضی ہو گئی ہے۔ مجھے تو یقین نہیں آ رہا یہ میں کیا سن رہی ہوں۔ جی ماں آپ



اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں کسی سے مطابقت سے انشرا یا ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا

محبت کیا ہے، کس کو محبت کہتے ہیں..... ایک مغربی مفکر کا خیال ہے کہ محبت دور وحوں کے ملاپ کا نام ہے۔ ایک اور دوسرے مفکر نے لکھا ہے کہ محبت کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے بلکہ یہ تعریف کرنے سے ابھ جائے گی اور میرا ذاتی خیال ہے کہ محبت ہر خواہش سے ماورا ہے، محبت میں نہ وصل کا انتظار ہوتا ہے اور نہ فراق کا ڈر۔ محبت ایک ایسے احساس کا نام ہے جس میں کھونا یا پانا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ محبت صرف روح سے کی جاتی چاہئے اس میں تن کا قرب مت مانگو۔

اس دن میرے چھوٹے بھائی علی کو سکول سے دیر ہو رہی تھی اور وہ بار بار کہہ رہا تھا کہ باجی آج میں لیٹ ہو گیا ہوں اور چھٹی کر لیتا ہوں اگر لیٹ گیا تو نیچر ماراں گے۔ مگر میرا دل نہیں کر رہا تھا کہ وہ سکول سے چھٹی کرے کیونکہ میں اپنے بھائی کی اچھی تعلیم و تربیت

کرنا چاہتی تھی اور میرا خواب ہے کہ میرا بھائی ہر کلاس میں فرسٹ پوزیشن حاصل کرے۔ تھوڑی دیر بعد گلی میں کسی گاڑی کے ہارن بجنے کی آواز آئی میں نے دروازہ کھول کر دیکھا تو ایک کیری ڈیہ والا تھا وہ ہمارے گاؤں سے سکول کے بچے لے کر روزانہ جاتا تھا میں نے علی کو آواز دی اور کہا کہ دوڑ کر جاؤ اور کیری ڈیہ والے سے پوچھ کر آؤ کہ وہ مجھے بھی سکول تک لے چلے چونکہ علی کا سکول اس کے راستے میں آتا تھا اس لئے وہ جلد ہی مان گیا کہ جلدی آؤ اور میں آپ کو سکول چھوڑ دوں گا پھر اس نے ایک نظر مجھے دیکھا تو میں نے کہا۔ پلیز آج علی کو سکول تک چھوڑ دینا جواب میں وہ عجیب سی مسکراہٹ اپنے لبوں پر سجا کر کہنے لگا آپ فکر نہ کریں میں وہاں سے ہی گزرتا ہوں علی کو اس کے سکول کے سامنے اتار دوں گا اور پھر وہ عجیب عجیب نظروں سے

دیکھنے میں تھوڑا شرمائی اور جلدی سے دروازہ بند کر کے اندر آ گئی۔

میرے لئے وہ اجنبی تھا اور میں نے اس کو پہلی بار دیکھا تھا اس کی نظروں میں ایک کشش تھی مجھے اس وقت تو اس کا یوں دیکھنا برا لگا تھا مگر اب خیالوں میں اس کا یوں دیکھنا اچھا لگ رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی میری بے چینی بڑھنے لگی اور میں اس کے واپس آنے کا انتظار کرنے لگی۔ کب وہ واپس آئے گا پتہ نہیں سکول چھٹی کا ٹائم کیا ہے گلی میں جب بھی کسی گاڑی کے گزرنے کی آواز آتی میں دوڑ کر دروازے کے پاس جاتی مگر وہ کوئی اور گاڑی ہوتی تھی۔ آخر میں تھک کر واپس کمرے میں آ کر سو گئی اور پتہ ہی نہ چلا اور شام ہو گئی۔ امی نے مجھے جھنجھوڑ کر اٹھایا اور خاصی غصے میں کہنے لگیں کہ آج شام کھانے کے لئے ہانڈی روٹی نہیں پکائی یوں بے فکر ہو کر سو رہی ہو جیسے سب کام ختم کر لئے ہیں۔ امی جان کی ڈانٹ سن کر میں فوراً اٹھی اور آٹا گوند بننے لگی۔ اس رات مجھے نیند نہیں آئی جب بھی سو نے کی کوشش کرتا سی کی عجیب سی دل کو بھا جانے والی مسکراہٹ آنکھوں کے سامنے آ جاتی اور نیند کی دیوی مجھ سے کوسوں دور چلی جاتی۔

کوئی آتا ہے یاد بہت سونے سے پہلے جو چھین لیتا ہے آنسو میرے رونے سے پہلے اب نیند بھی آئے تو میں سونا نہیں چاہتی کسی قیمت پر بھی میں اس کو سونا نہیں چاہتی اور بس ساری رات اس کے خیالوں میں کروٹیں بدلتے گزر گئیں۔ صبح ناشتہ کرنے کے بعد میں اس کی گاڑی آنے کا انتظار کرنے لگی کہ کب اس کی گاڑی کی آواز آئے اور میں دوڑ کر دروازے پر جا کر اس کا حسین چہرہ دیکھوں اور تھوڑی دیر مزید انتظار کرنے کے بعد آخر وہ سکول کے بچے لینے آ گیا جب اس کی گاڑی ہمارے دروازے کے سامنے سے گزرنے لگی میں نے چاہتے ہوئے بھی دروازے پر موجود تھی اور اس کو دیکھا وہ بھی ہماری طرف دیکھ کر مسکرانے لگا اور جواب میں بھی مسکراتے

ہوئے اس کو غور سے دیکھنے لگی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ہماری گلی کا موٹر گاڑیا اور نظروں سے اوجھل ہو گیا تو میں واپس کمرے میں آ گئی۔

میرے لئے وہ اجنبی تھا مجھے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا کہ وہ کہاں کا ہے اس کا نام کیا ہے اور کدھر رہتا ہے میں تو بس روزانہ اس کو دیکھنے کے بہانے دروازے پر آ جاتی تھی تقریباً ایک ماہ کا عرصہ گزر چکا تھا میں روزانہ بلا ناغہ اس کو دروازے پر آ کر دیکھتی تھی ابھی تک ایک دوسرے کو دیکھ کر سوائے مسکرا کے ہمارے درمیان کوئی بات چیت نہیں ہوتی تھی۔

اب تو میں اس کا نام جاننے کے لئے بے چین تھی آخر یہ کون ہے اس بات کا مجھے جلد ہی پتہ چل گیا۔ ہوا کچھ یوں کہ اس دن ہمارے گھر میری کلاس فیلو عظمیٰ مجھ سے ملنے آئی تھی باتوں باتوں میں میں نے عظمیٰ سے پوچھا یہ جو ہمارے گاؤں سکول کے بچے لینے گاڑی والا آتا ہے یہ کہاں کا ہے۔ میری ٹیبل بھی کافی ہوشیار تھی وہ فوراً سمجھ گئی کہ ضرور کچھ گڑبڑ ہے وہ شوخ لہجے میں مسکراتے ہوئے بولی۔ آخر کیا بات ہے جناب اس کے بارے میں کیوں پوچھا جا رہا ہے کہیں کوئی بیمار کا چکر تو نہیں چل پڑا۔ اس کی اس بات پر میں شرمائی اور بالکل چج بچا دیا کہ وہ مجھے اچھا لگنے لگا ہے۔ میری مکمل بات سننے کے بعد عظمیٰ کہنے لگی۔ مدیحہ جان آپ فکر نہ کریں وہ میرے شوہر کا دوست ہے اور اکثر ہمارے گھر بھی آتا رہتا ہے۔ ساتھ والے گاؤں کا رہنے والا ہے اور نوید اس کا نام ہے اگر تم اس سے بات کرنا چاہو تو میں صبح کی جگہ یہاں سے اس کا فون نمبر لا کر آپ کو دوں گی۔ باقی تم خود اس سے بات کر لینا۔ شکر یہ عظمیٰ تم نے میری بہت بڑی مشکل حل کر دی بس تم جلدی سے اس کا موبائل نمبر مجھے دو میں اس سے ڈھیر باتیں کرنا چاہتی ہوں اور پھر عظمیٰ مجھ سے وعدہ کر کے چلی گئی۔ پھر تقریباً تین دن بعد عظمیٰ ہمارے گھر آئی اور مجھے اس کا موبائل نمبر دے کر چلی گئی اس کے جانے کے بعد میں سب سے پہلے وہ نمبر

ڈانگل کیا اور تیسری بیل پر اس نے کال اٹینڈ کر لی اب تو میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو چکی تھیں مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کروں کیا بولوں دوسری طرف وہ مسلسل ہیلو ہیلو بول رہا تھا مگر میں جواب دینے کی بجائے کانپ رہی تھی بولنے کے لئے زبان ساتھ نہیں دے رہی تھی آخر ہمت کر کے بول پڑی جی السلام علیکم جواب میں اس نے بھی سلام کہا اور میں نے بتایا کہ میں مدیحہ بول رہی ہوں اور میں روزانہ آپ کو گیت پر آ کر دہکتی ہوں اور آپ صرف مسکرا کر چلے جاتے ہیں۔ وہ ہماری پہلی کال تھی جو کہ تقریباً دس منٹ تک بات ہوتی رہی میری طرف سے اظہار محبت سن کر وہ بہت خوش تھا اور کہنے لگا۔ میں بھی تم سے محبت کرنے لگا ہوں مگر کوئی مناسب راہ نہیں نکل رہی تھی جس سے ہمیں مزید تمہارے نزدیک آتا۔ پھر اس کے اگلے روز جب وہ ہمارے گاؤں آیا تو ہمارے گیت کے سامنے سے گزرتے ہوئے ایک خط میرے سامنے لگی میں پھینک گیا اور اشارہ کیا اس کو جلد اٹھا لو میں نے وہ کاغذ جلدی سے اٹھایا اور اندر چلی آئی کمرے میں آ کر دھڑکتے دل کے ساتھ کھولا جس کی تحریر یوں تھی۔

جان سے پیاری مدیحہ سلام محبت۔ میں کافی دنوں سے کوشش کر رہا تھا کہ آپ سے اظہار محبت کروں مگر کوئی راہ نظر نہیں آ رہی تھی میں نے جب آپ کو پہلی بار دیکھا تھا میں اس وقت دل ہار گیا تھا میں آپ کے چاند سے چہرے کا دیوانہ ہو گیا ہوں آپ کی من موٹی صورت مجھے راتوں کو جگائے رکھتی ہے جب بھی سوئے کی کوشش کرتا ہوں تمہاری صورت آنکھوں کے سامنے آ جاتی ہے۔ جان آپ نے پہلے محبت کا اظہار کر کے میری مشکل حل کر دی ہے اور مدیحہ جان میں آج رات گیارہ بجے تمہارے گھر سے تھوڑی دور کھیتوں میں گئے ٹیوب ویل والے کمرے میں تمہارا انتظار کروں گا مجھے یقین ہے تم ضرور آؤ گی۔ آپ کا اپنا نوید۔

خط پڑھ کر مجھے کافی سکون ملا نوید نے جو

ملاقات کے لئے جگہ بتائی تھی وہ ہمارے گھر سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھی اور پھر وقت گزرنے کا بھی نہ چلا اور ات گیارہ کا ٹائم ہو گیا۔ گھر والے اپنے اپنے کمروں میں گہری نیند سو رہے تھے میں دے پاؤں اٹھی آہستہ آہستہ گلی کے گیت کو آرا سے کھول کر باہر کھیتوں میں گئے ٹیوب ویل کے کمرے کی طرف چل پڑی۔ تھوڑی دیر بعد میں مطلوبہ جگہ پر تھی وہ پہلے سے ہی وہاں موجود تھا میں اس کے تھوڑا قریب ہو کر رک گئی پتھر کی بت ساکت سی اس کے سامنے کھڑی تھی وجود میں کوئی حرکت نہیں تھی مگر سانسیں تیز تیز چل رہی تھیں جس سے پتہ چلتا تھا کہ جیسے ٹھہرے ہوئے پانی میں کوئی پھل جگمگا رہا ہے وہ میرے چہرے پر دیکھتے عارضی جھٹکوں اور لرزتے ہونوں کو بغور دیکھ رہا تھا پھر وہ بڑی آہستگی سے ہاتھ بڑھا کر چہرے پر آئی ہونٹوں کی لٹ کو پیچھے ہٹایا۔ اس کی اس حرکت پر میرے اندر اک طلاطم برپا ہو گیا پھر اس نے سرگوشی کی مدیحہ جانو آج بہت اچھی لگ رہی ہو اور پیار محبت کے عہد و پیمان اور ساتھ مرنے جینے کی تمنایں کھائیں۔ میں اس کی آنکھوں کو دیکھ رہی تھی ان میں اک عجیب قسم کی شرارت تھی اور میرا دل چاہ رہا تھا میں اس کی آنکھوں کے سحر میں ڈوب جاؤں اور زندگی ختم کر لوں اب تو اس کی گرفت بھی مضبوط ہو گئی تھی میرا دل اس سے دور بھاگ جانے کو کر رہا تھا یہ کیسی بے بسی تھی کیا ظلم تھا اور یہ گرفت کتنی محبوبانہ تھی کیسی دیوانگی تھی اس کی آنکھوں میں اور اس کی تمناؤں کا پیمانہ لبریز ہو رہا تھا بے قرار یوں کی حد تھی یا وہ اپنے اختیار کھو رہا تھا وہ میرے اتنا قریب تھا کہ سانسیں سانسوں سے ٹکرا رہی تھیں اس کی نگاہوں کی تپش جیسے مجھے جلا کر خاکستر کر دے گی کیا تھا ان آنکھوں میں کیسی تمنائیں تھیں کیسی کشتیاں اور کیا اجازت چاہتی تھیں وہ آنکھیں میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو چکی تھیں میرا ارادہ وہاں سے بھاگ

جانے کا تھا مگر وہ کہنے لگا رک جاؤ مدیحہ جان میری زندگی کے جتنے بھی پل ہیں جیوں تو تیرے سنگ جیوں زندگی کی جتنی سانسیں ہیں وہ تمہارے ساتھ گزاریں میں ساری زندگی تمہاری محبت کی پوجا کرنا چاہتا ہوں اس کی گرم گرم سانسیں میرے شانوں پر تھیں میرا جسم جیسے جھلنے لگا وہ میں نے ایک لحظہ اس کو پرے دھکیلا اور واپس گھر کی طرف بھاگنے لگی پیچھے سے وہ نکارتا رہا مگر میں نے ایک نہ سی ایسے لگتا تھا کہ اب اگر رک گئی تو میں محفوظ نہیں رہوں گی اور چند منٹ کے اندر گھر میں موجود تھی۔ کمرے میں آ کر دھڑام سے بیڈ پر اوندھے منہ گر گئی سانس پھولا ہوا تھا ابھی جیسے بہت دور سے کسی ڈر کی وجہ سے بھاگ کر آئی ہوں۔ اس رات میں جاگتی رہی اور صبح تک آنکھیں لال ہو چکی تھیں۔ امی نے فوراً پوچھا مدیحہ بیٹا لگتا ہے رات کو سوئی نہیں کیا وجہ ہے۔ گویا امی نے کئی بار پوچھا جواب میں نے ادھر ادھر کی باتیں کر کے ٹال دیا۔ ابھی میں ناشتہ سے فارغ بھی نہ ہوئی تھی کہ نوید کی کال آنے لگی گھر میں سب موجود تھے اس لئے کال نہ سن سکی۔

پہلی ملاقات میں مجھے نوید کا اس قدر دیوانہ پن اچھا نہیں لگا تھا اور میں نے اس سے شکوہ بھی کیا تھا میرے یوں روئے کر بھاگ آنے کی وجہ جان کر نوید نے معذرت کی اور آئندہ ایسی کوئی حرکت نہ کرنے کی قسم کھائی کیونکہ پیار تو درودوں کے ملاپ کا نام ہے اس میں جسم کی لذت نہیں ہوتی بلکہ جس پیار میں جسمانی خواہشات حاوی ہو جائیں وہ پیار نہیں بلکہ پیار کے نام پر اک سیاہ دھبہ ہوتا ہے۔ خیر دن بدن ہماری محبت بڑھتی گئی ہم ایک دوسرے کو حد سے زیادہ چاہنے لگے اور اب تو ہمارے گھر رشتہ والے بھی آ رہے تھے اس بات کا جب میں نے نوید سے ذکر کیا تو وہ کہنے لگا مدیحہ تم گھبراؤ مت میں ان شاء اللہ بہت جلد اپنے گھر والوں کو تمہارے گھر رشتہ کے لئے بھیجوں گا اور اسی دن نوید نے ملاقات کے لئے اصرار کیا تھا کیونکہ پہلی ملاقات کے ہوئے ایک ماہ کا عرصہ گزر چکا تھا نوید کی خواہش کو

مد نظر رکھتے ہوئے میں نے ملاقات کی حامی گھری اور رات گیارہ بجے اس پہلے والی جگہ پر پہنچ گئی مگر اس بار نوید وہ پہلے والا نوید نہیں لگ رہا تھا وہ مطلب پرست تھا میں خود کو نہ بجا سکی اور روتی ہوئی اپنے نصیبوں پر بین کرتی ہوئی گھر آ گئی۔

اب تو کسی مرد پر اعتبار نہیں کر سکتی یہ آج کل کے لڑکے صرف ایسا ہی پیار کرتے ہیں اور پھر چھوڑ دیتے ہیں کاش مجھے پہلے پتہ ہوتا کہ نوید مجھ سے نہیں بلکہ میرے جسم سے پیار کر رہا ہے اسے میں نہیں میرا جسم چاہئے تھا اس بات کا ذکر میں نے صرف اپنی دوست عظمیٰ سے کیا تھا اور کسی کو بتایا تک نہیں تھا۔ اس واقعہ کے بعد میں نے نوید کی طرف دیکھنا تک چھوڑ دیا تھا جتنا زیادہ مجھے اس سے محبت تھی اب اس سے کہیں زیادہ نفرت کرنی تھی۔

تین ماہ کا عرصہ گزرنے کے بعد مجھے اپنا پاؤں بھاری بھاری محسوس ہونے لگا اس بات کا امی کو شک گزرا تو انہوں نے میرے نہ چاہتے ہوئے بھی میرا چیک اپ کر دیا تو رپورٹ پوزیٹو تھی تو گھر آ کر امی نے مجھے خوب مارا اتنا مارا کہ میرا زور و کرھل خشک ہو گیا تھا۔ امی کے پونچھنے پر میں نے تمام واقعات بتا دیے۔ امی جان نے یہ واقعہ صرف اپنے تک ہی محدود رکھا بھائی اور ابو کو خبر تک نہ ہونے دی اگر خدا خواستہ ان کو پتہ چل جاتا تو یقیناً وہ مجھے جان سے مار دیتے مگر ماں آخر ماں ہوتی ہے امی نے خفیہ طور پر نوید کو شادی کے لئے کہا کہ مدیحہ کے پیٹ میں تمہارا خون پل رہا ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم اس سے شادی کر لو مگر نوید نے صاف انکار کر دیا اس کہنے کی اس حرکت کی وجہ سے مجھے بہت زیادہ رونا آ رہا تھا دوسروں کی زندگی تباہ مت کریں ان کو زندہ درگور ہونے سے بچائیں۔ ایسی کئی لڑکیاں ہمارے معاشرے میں جو صرف یہ گناہ چھپانے کے لئے خودکشی کر لیتی ہیں اگر کسی سے محبت کرنی ہے تو بالکل پاک صاف اور سچی کیا کریں۔



ہائے رے تیری جدائی

تحریر: حاجرہ غفور۔ لیہ

میں نے اس کو شدت کی انتہا سے چاہا، اس کی پوجا کرتا رہا، وہ بھی مجھ سے پیار کرتی تھی لیکن شہر جا کر وہ بدلتی چلی گئی، مجھے خود سے دور کرتی چلی گئی۔ میں اس کی تمنا دل میں بسا کے رکھتا۔ میں محسوس کرتا تھا کہ اس کے بدل جانے کے پیچھے کوئی کہانی موجود ہے۔ وہ مجھے چھوڑ کر کسی اور کو چاہتی ہے اور ایسا ہی تھا۔ میری شادی ہو گئی لیکن میں اس کو آج بھی بھول نہ پایا ہوں..... ایک سچی کہانی



اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں کسی سے مطابقت سے راستہ یا ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا

کہتے ہیں کہ محبت انسان کو کمزور سے کمزور تر انسان بنا دیتی ہے یا پھر بہادر سے بہادر اور اس کے ساتھ کہتے ہیں کہ محبت کی نہیں بلکہ ہو جاتی ہے۔ محبت کیوں ہو جاتی ہے؟ شاید آج تک کوئی نہیں جان سکا۔ اس کے پیچھے بھی کوئی نہ کوئی راز چھپا ہوتا ہے۔ محبت مل جائے تو خوشی ہی خوشی نہ ملے تو یادوں اور آنسوؤں کا جھرمٹ ہر وقت آنکھوں اور ذہن میں یاد ایک ایسی چیز ہے جو کہ سات سمندر پار بھی انسان ہو تو اس کو بالکل اپنے قریب کر دیتی ہے۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے کہ

عشق میں تو ہر چیز مٹ جاتی ہے
بے قراری بن کر ہمیں ترپاتی ہے
یاد یاد، یاد بس یاد رہ جاتی ہے

آج دل بہت اداس ہو رہا تھا، گھر کا سارا کام مکمل کر کے بیڈ پر لیٹ گئی موبائل پہ آئے میسج کا جواب بھی دینے کو دل نہیں کر رہا تھا۔ میسج read کرنے کے بعد delete کر دیئے لیکن پھر بھی دل نہیں بہل رہا تھا۔ بیڈ سے اٹھ کر کمپیوٹر آن کرنے کے بعد song سننے لگی اور پھر میبل

چیک کی تو 23 فریڈز کی میل آئی ہوئی تھیں۔ ان کو reply کیا اور ایک میل گجرات شہر سے کی گئی تھی۔ وہ ایک سُوری تھی جیسے جیسے پڑھتی گئی میری آنکھوں سے آنسو آنے لگے۔ محبت کیوں کرتا ہے انسان؟ جب چھوڑ ہی جانا ہوتا ہے۔ کیا میرے سوال کا جواب ہے کسی کے پاس؟ آج بھی میں اس کو شدت سے یاد کرتا ہوں تو تنہائی میں آنکھیں بھیگ جاتی ہیں ڈر کے مارے کسی سے بات نہیں کرتا اس کا نام نہیں لیتا کہ کئی میرا صنم بدنام ہو جائے میں تو اس سے پیار کرتا ہوں۔ اس کا نام لیتے ہی میرا دل دھڑکنے لگ جاتا ہے۔ بے قراری شدت اختیار کر جاتی ہے۔ جب تک اس کو دیکھ نہ لوں تو آنسو کی لڑی ختم نہیں ہوتی۔ کیا میرا سچا پیار ہے؟ جو میں آج تک اس سے کرتا ہوں لیکن قسمت کے اس فیصلے کو ماننا پڑا مجھے۔ وہ تعلیم کے لئے کسی دوسری سٹی چلی گئی اور میں آج چار پائی پر پڑا اس کی یاد میں تڑپ رہا ہوں۔ یہ سب کیا ہے؟ اور میرے ساتھ یہ سب کیسے ہوا؟ آئیں قارئین میں اپنا نام آپ سے شیئر کرتا ہوں۔

میرا نام سجاد ہے میں ضلع گجرات کے ایک گاؤں میں رہتا ہوں۔ ہم دو بھائی اور ایک بہن ہیں۔ ار میں اپنے گھر میں سب سے بڑا ہوں۔ میرے پیدا ہوتے ہی میرے باپ کے خوشی سے آنسو نکل آئے اور میرا دادا ابو خوشی سے جھوم گئے۔ کیونکہ میرا باپ بھی اپنے بہن بھائیوں میں سے بڑا تھا۔ غربت تو بھی میری گریب لوگوں نے میرے باپ کو مبارک باد دی۔ گاؤں کی زندگی کیا ہوتی ہے آپ لوگ جانتے ہی ہیں۔ میں اتنا ذہین بچہ نہ تھا میں نے میٹرک تک تعلیم حاصل کی آنے جانے شہر کے مسئلہ کی وجہ سے میں نے تعلیم کو خیر باد کہہ دیا اور بہت سی مجبوریوں کی وجہ سے تعلیم چھوڑنی پڑی۔ جب میں آخری دن سکول گیا اور گھر واپس آ کر بہت رویا انتظار دیا کہ میرا دل بھی شاید منہ کے ذریعے باہر آ جاتا۔ ساری رات دوستوں سے جدا ہونے کا غم اور سب سے زیادہ ایک خواب جو کہ ہمیشہ کے لئے چکنا چور ہو گیا کہ میں آری جوان کر لوں گا۔ اگلے دن مجھے بخار ہو گیا جو کہ تین دن میرے ساتھ رہا اور اس کے بعد میں بہت کمزور ہو گیا تھا لیکن میری ماں نے اپنی نگرانی میں مجھے کھانا دینا، دودھ دینا اور خاص کر کے دیکھی گئی دینا شروع کر دیا جس سے میں آہستہ آہستہ بہتر ہوتا گیا۔ کسی نے ابو کو شورو دیا کہ آپ اس آدمی کے پاس جو وہ تمہاری مدد ضرور کرے گا۔ ہمارے ہی گاؤں میں ایک آدمی تھا جو کہ بہت امیر آدمی اور اس کے ساتھ اخلاق کا بھی بہت اچھا تھا۔ میرا باپ اس کے پاس گیا اور کہا ہمیں اپنی زمینوں میں سے کچھ حصہ دے دیں تاکہ ہم لوگ اپنی پیٹ پوجا کے لئے کچھ کر سکیں۔ ہم لوگ تو آپ لوگوں کے غلام ہیں جو اتنی محبت دیتے ہو۔ تمہیک سے ریاض آپ میرے چھوٹے بھائیوں کی طرح ہو آپ لوگوں کے جو گھر کی طرف میری زمین ہے وہ آپ لوگ لے لیں۔ ہم لوگوں نے شروع میں تین ایکڑی میرا باپ خوشی سے پھوٹے نہیں سار ہا تھا۔ اسی طرح میرے سوئے رب نے بھی ہم پر کرم کرنا شروع کر دیا اور مجھے بھی بہت خوشی ہوئی کہ آج میرا باپ بہت خوش ہے۔ پہلے سال اچھی فصل ہوئی ہم نے آدھا

حصہ لے لیا۔ میرا چھوٹا بھائی نڈل پاس کر کے الیکٹریشن کا کام لیکھنا شروع کر دیا۔ ایک دن میں بھینسوں کو چارہ ڈالنے کے بعد ٹیوب ویل پر نہار ہا تھا کہ ان صاحب کی بیٹی زارا آئی۔ سجاد ٹیوب ویل پر نہارے مزہ آتا ہے۔ میں اکثر ان کے گھر میں چلا جاتا تھا۔ سب عورتیں میرے ساتھ ہنسی خوشی بات کر لیں انہوں نے بھی مجھے اپنے گھر آنے سے منع نہیں کیا اور زارا تو اکثر مجھ سے ہاتھ بھی ملا لیتی تھی۔ ہم لوگوں کے درمیان بہت ہنسی مذاق ہوتا رہتا۔ ہاں زارا واقعی بہت مزہ آتا ہے۔ سجاد تم فرفری ہو کر میرے پاس آنا مجھے تم سے کوئی کام ہے اب میں چلتی ہوں۔ میں نے بھی اس کی بات پہ غور نہیں کیا کہ شاید شہر سے کوئی چیز لانی ہو اس کے بارے میں بتانا ہو۔ میں ٹیوب ویل کے پانی سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ دو پہر دو بجے کے قریب میں ان کے گھر گیا۔ آئی زارا کہاں ہے؟ وہ میرے پاس آئی تھی کہ کوئی کام ہے۔ بیٹا اندر ہوگی میں دروازہ کھٹکھٹانے بعد اندر گیا تو زارا ایسی تھی اور کوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔ آؤ سجاد بیٹھو۔ میں ساتھ پڑی کر ہی پڑھنے لگا۔ سجاد ایک بات پوچھوں۔ زارا بیڈ سے اٹھ کر ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ جی زارا جی پوچھیں۔ سجاد کیا تم نے آج تک کسی سے پیار کیا ہے؟ نہیں آج تک کوئی لڑکی اچھی لگی؟ میں پہلے تو اس کی بات سن کر ڈر گیا پھر جلدی سے سنچال لیا اپنے آپ کو۔ نہیں زارا ایسی بات سوچنے کا بھی وقت نہیں ملا ہم غریب اور آن پڑھ لوگ ہیں کسی سے کیا وفا کر سکیں گے یا کسی کو کیا دے سکیں گے یہ سب کام امیر لوگ ہی کرتے ہیں۔ زارا جی ہر کسی کے نصیب میں نہیں ہے جاہت ساگر کچھ لوگ پیدا ہوتے ہیں فقط خجانی کے لئے سجاد ایسا نہیں کہتے ہیں ہم سب انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے بس فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ کوئی امیر ہے تو کوئی غریب ورنہ سب برابر ہیں۔ میری اک بات یاد رکھنا سجاد۔

لازم نہیں خوشیاں دے اس سے پیار ہو کبھی دل توڑنے والے بھی پیار ہو جاتا ہے اوکے سجاد ہم لوگ بھی کن باتوں میں پڑ گئے، او کہ اب تم گھر جاؤ اس کے بعد میں گھر آ گیا۔ کام کا تو ادھی نہیں رہا۔ اگلے دن میں بھینسوں کو چارہ ڈال کر باہر درخت کے سائے تلے لیٹا ہوا تھا تو ایک بچہ آیا انگلی یہ وہ آئی نے دیا ہے۔ جب میں نے اس طرف دیکھا تو زارا کھڑی تھی جو کہ سکول سے واپس آ رہی تھی اور ہاتھ سے اٹے کرتے ہوئے گھر کو جا رہی تھی۔ میں جس طرح خط پڑھتا گیا میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوتے جا رہے تھے۔ قارئین اس خط کی تحریر ایسی تھی کہ السلام علیکم سجاد امید ہے کہ ہمیشہ کی طرح اچھے ہو گے تم چیراں ہو گے کہ زارا نے یہ خط کیوں لکھا۔ سجاد تم اچھے لگتے ہو مجھے، مجھے تم سے پیار ہے، جب تک تمہیں ایک نظر دیکھ لوں تو چین نہیں آتا پلینز سجاد امیری لڑکی کا مت سوچنا کہتے ہیں کہ محبت کرنی نہیں پڑتی بلکہ کسی سے بھی ہو جاتی ہے۔ ہم قسمت کی لیکروں سے تم کو چرا لیتے دوست بس اک بار میرے بھوے کا دعویٰ تو کرو پلینز سجاد تم مجھ کو ہمیری بات سمجھ گئے ہو گے مجھے یاد وہ بات تحریر نہیں کرتی بس سجاد میں تمہارے بن جی نہیں سکتی۔ مجھے جواب ضرور دینا جیسا بھی دینا۔ تمہاری زارا

پلینز سجاد تم ایک بار محبت کر کے تو دیکھو یہ دنیا کتنی حسین لگے گی کہ میں کیا یہ کہ محبت کیا ہے۔ محبت تو ایک دنیا کا حسین ترین رشتہ ہے۔ تم دنیا کی ہر چیز کو بھول جاؤ گے صرف اس کو یاد رکھو گے جس سے تم محبت کرتے ہو، اپنے محبوب کو، ایک بار صرف ایک بار تم میری آنکھوں میں تو غور سے دیکھو میرے اندر سا جاؤ گے پلینز سجاد پلینز میری بات مان جاؤ۔ خط پڑھنے کے بعد میں نے اس کے اتنے کلمے کئے کہ ایک ایک لفظ کو پڑھنا بھی مشکل تھا۔ اس کے ساتھ ہی میری آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ہو گیا۔ وہ سچ ہی کہتی تھی کہ محبت کرنے کے بعد تم اپنے محبوب کو کبھی بھلا نہ سکو گے۔ میں واقعی آج بھی اس کو یاد کرتا ہوں تو آنکھیں جھجک جاتی ہیں۔ میں نے اس کو بہت سچھا یا مگر وہ نہ سمجھی۔ سکول سے واپس پر وہ مجھے آواز دیتی اور لازمی سلام کرتی۔ اب مجھے بھی اس کی عادت سمجھ لیں یا محبت ہو گئی جب تک دیکھ نہ لیتا تو چین نہ آتا۔ اگر وجہ نہ پوچھتے تو اک بات کہوں حسن بن اس کے اب ہم سے بھی جیا نہیں جاتا میں بھی آہستہ آہستہ اس کی یاد کرنے لگا۔ ہم لوگوں میں دوستی اتنی گہری ہو گئی کہ دن میں ہم ایک دوسرے کے سامنے نہ آتے تو ایسا لگتا جیسے صدیاں گزر گئی ہیں۔ اس طرح سال گزر گیا اس نے ایف اے پاس کیا تو میں نے اس کو پانچ سو روپے کا نیا ٹوٹا کھٹ دیا۔ میں اس کو کوئی چیز نہ کر دے نہیں سکتا تھا کیونکہ مجھے فی میل کے لئے کھٹ لینا نہیں آتا تھا۔ اس نے مجھے اپنے ہاتھ سے مٹھائی کھلائی پھر اس نے بی اے میں ایمیشن لیا زارا کو پولیس جوائن کرنے کا بہت شوق تھا۔ واپس پہ جب بھی گھر جاتی تو مجھے سلوٹ کر کے جاتی اور میں اس دور سے اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر سلوٹ کا جواب دیتا۔ میں اس کے سلوٹ کی آج بھی قدر کرتا ہوں۔ جب وہ سلوٹ کرتی تو مجھے اس پر اور زیادہ پیار آتا۔ دل کرتا کہ اسے اپنے سینے سے لگا لوں اور اتنا پیار کروں کہ دنیا بھول جائوں۔ اسی طرح ہشتے کھیتے تین سال گزر گئے۔ سجاد میں برسوں اسلام آباد

ماموں کے پاس جارہی ہوں میرا جانے کو دل تو نہیں کر رہا مگر ماموں نے پیشکش بلایا ہے۔ زارا میرے پاس شام کو آئی۔ کیوں زارا خیریت ہے؟ میں حیرت کے مارے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ ہاں سجاد ماموں کہہ رہے ہیں کہ زارا کو سڈی کے لئے میرے پاس بھیج دو۔ تمہیں پتہ تو ہے یہاں کتنی مشکل ہوتی ہے آنے جانے میں اور مجھے پولیس میں جانے کا بہت شوق ہے۔ خاص کر کے اے ایس آئی بننے کا۔ ابھی تو فی الحال ایک مفتے کے لئے جارہی ہوں اگر دل لگ گیا تو واپس آ کر جس لے جاؤں گی۔ زارا وہاں اتنے بڑے شہر میں جا کر مجھے بھول تو نہیں جاؤ گی۔ میری آنکھیں بھیگ گئیں۔ کیسی باتیں کرتے ہو سجاد! ہم نے محبت کی ہے اور وہ بھی سچی محبت۔ زارا نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اس طرح زارا اسلام آباد چلی گئی اور میں اس کی یادوں میں ڈوبا رہتا۔ میرے پاس اتنے پیسے نہیں تھے کہ میں موہاں لیتا، اس وقت موہاں ملنا پانا آسان تھا اور نہ ہی زارا کے پاس تھا۔ زارا جب واپس آئی تو کچھ بدلی بدلی سی لگ رہی تھی یا میرا وہم تھا۔

آج دوسرا دن تھا اس گھر واپس آئے ہوئے اور اس نے مجھے نہیں بتایا میں بھی اچانک ان کی طرف گیا تو آنٹی نے بتایا کہ زارا اسلام آباد سے واپس آ گئی ہے۔ میں جلدی سے اس کے کمرے کی طرف گیا تو وہ بیڈ پر لیٹی ہوئی ناول پڑھ رہی تھی۔ السلام علیکم زارا کیسی ہو؟ اتم آئی اور مجھے بتایا نہیں۔ میرے سلام کا جواب دینے کی بجائے ساجد یہ ہے سجاد جس کے بارے میں بتایا تھا تم کو اور سجاد یہ میرا کزن ہے۔ ساجد جو کہ ایم بی اے کر رہا تھا۔ السلام علیکم سجاد تم ہو۔ سجاد بڑی تعریف سنی ہے۔ جی۔ ساجد اٹھ کر میرے پاس آیا۔ بیٹھو سجاد۔ میں سامنے بڑی کرسی پر بیٹھ گیا اور زارا اور ساجد بیڈ پر میں تھوڑا اچانک کیا۔ جی ہم کہاں ہم تو ان لوگوں کے احسان مند ہیں اور ساتھ میں نوکر بھی۔ میں نے زارا کی طرف دیکھا۔ اچھا جی تو نوکر ہو تو نوکر ہی بن کر رہنا آگے بڑھنے کی کوشش مت کرنا۔ ساجد کے اتنا کہنے کی دیر تھی کہ میرے چہرے سے رنگ ہی اڑ گیا کہ اتنی بڑی بات جو کہ

میں نے کبھی سوچی نہیں تھی۔ ارے سجاد اس کی باتوں کا برا مت ماننا یہ بہت مذاق کرتا ہے۔ اس کی تو عادت ہے ایسی بات کرنے کی میں جلدی سے اٹھا اور غصے کر خدا حافظ کیا اور گھر آ گیا اور اس بارے میں سوچتا رہا کہ اتنی بڑی بات وہ زارا کے سامنے کر گیا اور زارا نے ہنسی خوشی ٹال دی اور اس کو کچھ کہا بھی نہیں۔ میں نے بھی اس بات کو ہنسی خوشی ٹال دیا۔ میرے دل میں ایک شک پیدا ہو گیا۔ اگلے دن شام کو زارا میرے گھر آئی تو میں نے اس سے ذکر کیا تو کہنے لگی کہ وہ no mind یار کسی کی بات کا برا نہیں مانتے میں کل واپس اسلام جارہی ہوں سڈی کے لئے بس دعا کرنا کہ اللہ مجھے کامیاب کرے۔ زارا So I love you میں نے زارا کا ہاتھ پکڑا تو اس نے جلدی سے چھڑا لیا۔ سجاد کوئی دیکھ لے گا۔ زارا تم مجھے بھول تو نہیں جاؤ گی تم ہر موڑ پر کامیاب رہو میری دعا ہے ناں تمہارے ساتھ۔

پوچھ لے خدا سے تیرے لئے جی دعا مانگی
پوچھ لے ہوا سے تیرے لئے فضا مانگی
مجھی نہ آئیں آنسو تیری آنکھوں میں
ہم نے دعاؤں میں اک ہی دعا مانگی

میں اس دن سے اس کی یاد میں دن رات جلتا رہا اک دیے کی طرح مگر چھ مہینے ہو گئے اس کی کوئی خبر نہ آئی۔ ہمارے ایک دو دفعہ پوچھا کہ زارا کیسی ہے اور اس کی سڈی کیسی جارہی ہے تو اس نے کہا اچھی ہے باجی۔ ایک دن امی نے چاول پکائے تو میں ان کے گھر چاول دینے گیا تو ہمارے فون پر کسی سے بات کر رہی تھی مجھے دیکھ کر کہنے لگی باجی سجاد بھائی آیا ہے بات کرنی ہے۔ میں نے پوچھا کون ہے تو کہنے لگی باجی زارا۔ میں نے خوشی سے اس سے فون لیا تو سلام کرنے کے بعد پوچھا زارا کیسی ہو کوئی رابطہ نہیں آپ کو بہت مس کرتا ہوں۔ تو اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ سجاد میں نے نیا موہاں لیا ہے میں نے نمبر مانگا تو ناں لگی۔ میرا ختم آج پھر مجھے بدلا بدلا محسوس ہو رہا تھا۔ بی اے کا امتحان دینے کے بعد زارا گھر آئی تو کوئی لفٹ نہیں میں نے پوچھا کہ زارا یہ سب

کیا ہے تم بدل کیوں رہی ہو۔ نہیں سجاد تمہارا وہم ہے۔ میں تو ویسی کی ویسی ہوں۔ سجاد ایک بات کہوں تم مجھ کے کم کلام کرو ماما پاپا کیا کہیں گے۔ زارا کیا مطلب میں تمہاری بات کا مطلب نہیں سمجھا اس بات کا تمہیں تب خیال آتا چاہئے تھا جس دن تم نے مجھے پہلا خط لکھا اور میں نے تم کو بہت سمجھا مگر تم نے مجھی۔ اب اپنے قدم پیچھے کیوں کر رہی ہو پلیز زارا میں شاید زندہ نہ رہوں مجھے اپنے سے دور مت کرو پلیز زارا۔ میں نے اس کے آگے ہاتھ باندھے مجھے اس راستے اس امتحان میں اکیلا مت چھوڑو میں تمہارا سجاد ہوں صرف تمہارا۔ میں نے آنکھوں سے آنسو صاف کئے۔ سجاد کوئی کسی کے لئے نہیں مرتا یہ دنیا ہے اس میں بہت سی چیزیں انسان کو ہر موڑ پر ملتی ہیں تمہیں بھی کوئی اچھی لوکل مل جائے گی اور پھر مجھ کو بھول جاؤ گے۔ نہیں زارا انہیں میں ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ تم میری پہلی محبت ہو اور انسان پہلی محبت بھی نہیں بھول سکتا۔ زارا تم میری محبت کا امتحان لے رہی ہو کیا؟ پلیز زارا۔

یوں جدائی کو میرا نصیب نہ بناؤ دوست
کہ جب تم لوٹ آؤ تو میرے پاس زندگی نہ رہے
گھر واپس آیا تو طبیعت کافی بوجھل تھی اندر جا کر
لیٹ گیا اور روتا رہا سر میں درد شروع ہو گیا۔ کیا غریب
انسان کے جسے میں کوئی خوشی نہیں؟ رات تک بخار ہونے
لگا سب گھر والے میرے پاس جمع ہو گئے میں تھا کہ
روئے چلا جا رہا تھا۔ ابو نے کہا کہ مرد ہو بیٹا انسان کی
زندگی میں دکھ دکھ ہوتے ہیں۔ بیٹا مرد روتا ہوا اچھا نہیں
لگتا لیکن ابو کو کیا پتہ آج میرے ساتھ کیا ہوا؟ لوگ سچ
کہتے ہیں کہ محبت صرف نام ہی کی محبت ہے۔ پھر اس
طرح دن گزرتے گئے میں نے پھر یہ سب قسمت یہ چھوڑ
دیا۔ چھوٹے بھائی نے اب تک کام سیکھ لیا تھا ہم لوگوں
نے بس اسے گھر کی طرف توجہ دینی شروع کر دی اور میں
نے ان کے گھر جانا کم کر دیا وہ بھی جب کام ہوتا تب
جاتا۔ وہ جب بھی اپنے گھر آتی ہے تو ملنے آ جاتی ہے لیکن
میں مختصر بات کرتا ہوں لیکن جب بھی یاد کرتا ہوں تو

آنکھیں بھیگ جاتی ہیں۔ اسی طرح یاد یاد، یادیں یاد رہ
جاتی ہے پھر ابو نے میرا رشتہ خالہ کے گھر کر دیا وہ لوکی بھی
مڈل پاس تھی میں نے بھی سر جھکا کر ابو کو ہاں کہہ دی۔ میں
نے شادی سے پہلے ساری بات اس کو بتائی تو اس نے کہا
کہ میں تمہیں اتنا پیار دوں گی کہ تم اس کو بھول جاؤ گے۔
میں نے کہا نہیں شادیہ میں اس کو کبھی نہیں بھول سکتا وہ
میرا پہلا پیار ہے۔ تم مجھ سے شادی کرو یا نہ کرو یہ تمہاری
مرضی میں تمہیں تمہارا حق ضرور دوں گا۔ پھر عید کے بعد
ابو نے میری شادی کا فیصلہ کیا اور پورے خاندان کو
انوائس کیا۔ میری شادی یہ وہ آئی تو اس نے سلوٹ کیا
اس کو دیکھ کر میرے آنسو ٹپکے۔ میرے دوست میرا مذاق
اڑانے لگے کہ لڑکیوں کی طرح کیوں روتا ہے۔ میری
بیوی ایک اچھی بیوی ثابت ہوئی میرا بہت خیال رکھتی مگر
اس کی یاد آج بھی میرے دل سے نہیں جاتی۔ اس کے
سلوٹ کرنے کا انداز آج بھی یاد ہے وہ آج بھی ملے تو
سلوٹ ضرور کرتی ہے۔ وہ کیوں بدلی کیا ہوا میں آج
تک نہ جان سکا۔ جب بھی پوچھوں تو باتوں میں ٹال جاتی
ہے۔ کسی نے خوب کہا۔

وہ مجھے نہیں چاہتا تو کیا ہوا ساقی!
کیا اتنی سی بات پہ اسے چاہتا چھوڑ دوں
قارین! محبت کیوں اور کیسے ہوتی ہے آج کوئی
نہیں جان سکا لیکن آج کل کے دور کی محبت اس کے پیچھے
کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے۔ آج کل تو اعتبار کرنے کو
بھی لوگ گناہ سمجھتے ہیں۔ کسی لگی کہانی اپنی آراء سے ضرور
آگاہ کریں۔

© 2013

میری پسند

تھا کوئی جو میرے دل کو زخم دے گیا
زندگی بھر جانے کی قسم دے گیا
لکھوں پھولوں میں سے ایک پھول چنا تھا
جو کانٹوں سے بھی گہری جھپٹ دے گیا

☆ حاجرہ غفور۔ لیہ

Hay Re Teri Judai

97

J

جواب عرض

ہائے تیری جدائی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Hay Re Teri Judai

96

J

جواب عرض

ہائے تیری جدائی

دوستی لے ڈوبی

تحریر: مجید احمد جانی - ملتان

ایک ایسے انسان کی کہانی جو خوشیوں کی تلاش میں تنہائیوں کے ایک گوشے میں جا بیٹھا جہاں اسے کوئی بھی اپنا دکھائی نہ دیتا۔ اپنوں کو دیکھنے کے لئے اس کی آنکھیں ترستی رہیں۔ وہ سوچتا ہے کہ کاش وہ دوستوں کی باتوں میں نہ آتا اور یوں اسے زمانے کے خوف سے یوں تنہائیوں میں چھپ کر بیٹھنا پڑتا..... ایک دروہری داستان



اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں کسی سے مطابقت سے راہنما اور ذمہ دار نہ ہوگا

یہ سارے اہتمام کئے گئے تھے۔ جب میں وہاں پہنچا تو میرے رشتے داروں نے پریشانی سے استنبال کیا کیونکہ کافی عرصے بعد میں اپنوں میں موجود تھا۔ یہ فطری عمل ہے کہ جب کوئی کافی عرصے بعد آئے تو سبھی بڑے خوش ہوتے ہیں۔ کزن علی، خالہ جان اور میری خالہ زاد کزنیں بہت خوش ہو رہی تھیں۔ ان کے بقول ان کی خوشیاں دوبالا ہو گئی تھیں۔ میں سبھی سے مسکراتا ہوا سلام و دعا کرنے کے بعد دولہا کے کمرے میں چلا گیا تھا۔ میرے ارد گرد کافی رشتے دار جمع تھے۔ کئی انجان چہرے تھے جن کا فردا فردا تعارف ہو رہا تھا۔ مجھ سے سوالات کئے جا

پورے گھر کو لائٹوں سے سجایا گیا تھا، رنگ برنگی برقی بتیاں ماحول کو چار چاند لگا رہی تھیں۔ باہر گلی کو بڑی سڑک تک چھوٹی چھوٹی لائٹوں سے سجایا گیا تھا۔ سفید چوڑے سے مہمانوں کو خوش آمدید (Wellcom) لکھ کر اپنی طرف متوجہ کرانے کی کوشش کی گئی تھی۔ بڑی سڑک سے گلی کی طرف موڑ میں کیلے کے چٹوں سے گیٹ بنایا گیا تھا اور اس میں بلب روشن کئے گئے تھے۔ بہت دل افروز منظر تھا۔ گھر میں مہمانوں کی پہل پہل تھی۔ مختلف ملبوسات میں مہمان کثیر تعداد میں جمع تھے، میں بھی مدعو کیا گیا تھا۔ ہمارے خالہ زاد کی شادی تھی جس کے لئے



رہے تھے۔ جتنے منہ اتنی باتیں کے مصداق تھا۔ میں بھی بہت خوش ہو رہا تھا۔ خیر کچھ دیر کی گپ شپ کے بعد ابجھے آرام کرنے کے لئے چھوڑ دیا گیا۔ میں دولہا کے کمرے میں سو گیا۔ سفر کی تھکاوٹ بھی نیند نے مجھے آڑے ہاتھوں لیا۔ جب آکھ کھلی تو شام رات میں تبدیل ہو چکی تھی، آسان پر بادلوں کی جنگ جاری تھی، ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا ماحول میں ترنم پیدا کر رہی تھی۔ ننھے ننھے ستارے چاند کے گرد چمک رہے تھے ایسے جیسے مرنے کے ارد گرد اس کے بچے جمع ہوتے ہیں۔ میں کمرے سے باہر آیا تو صحن میں کافی لوگ موجود تھے۔ رنگ برنگی تتلیاں صحن میں خوش گپیوں میں مصروف تھیں۔ ننھے ننھے بچے اپنے ہم عمر دوستوں کے ساتھ ماحول سے بے نیاز کھیل کود میں مشغول تھے۔ ان کی تو جیسے عید تھی۔ فریش ہو کر دوستوں میں گم ہو گیا۔ آج مہندی کی رسم تھی لڑکیاں گانے گا رہی تھیں اور لڑکے اپنے دوستوں کی محفل میں گم تھے۔ رات گئے محفل پر خاست ہوئی، ماحول میں سکون پیدا ہوا، سانسیں بحال ہوئیں۔ علی اور اس کے دو دوست کمرے میں آئے۔ میں پہلے سے موجود تھا۔ سلام و دعا کے بعد ادھر ادھر کی باتیں ہونے لگیں، کچھ دیر بعد علی کے ایک دوست نے چیب سے ایک خط نما کاغذ نکالا اور علی کو دے دیا۔ مجھے تجسس پیدا ہوا یہ کیا مازا ہے۔ علی نے کاغذ کو کھولا اور پڑھنے لگا جیسے جیسے وہ لیٹر پڑھ رہا تھا۔ اس کا چہرہ ادا سی میں ڈوب رہا تھا۔ پہلے تو میرا ذہن بھٹک گیا کہ علی کے ساتھ کسی کا انخیز ہے لیکن تھوڑی دیر بعد حقیقت عیاں ہو گئی۔ وہ لیٹر علی کے دوست کے بھائی کا تھا۔ لیٹر پڑھنے کے بعد سبھی انفرادہ ہو گئے۔ ارے بھائی جان آپ کو کیا ہوا خوشیوں کے موقع پر ادا سی اچھی نہیں لگتی۔ کافی دیر بعد انہوں نے لیٹر میرے حوالے کر دیا۔ علی کا دوست احمد میری طرف گھور رہا تھا۔ شاید اسے یہ بات ناگوار گزری تھی میں نے علی کو کہا کہ میں کیا کروں۔ علی نے جوابا کہا۔ بھائی جان یہ ایک دکھی کا لیٹر ہے جو ان دنوں جدائیوں کی سزا بھگت رہا ہوں۔ احمد کا بھائی ہونے کے

ساتھ ساتھ عام میرا بھی دوست ہے ہم اکٹھے ایک فرم میں جاب کرتے تھے بڑا ہنس مکھ اور ہنسنے ہنسانے والا نوجوان تھا لیکن وقت کی بے رحمی نے اسے دیوچ لیا۔ آپ اس لیٹر کو پڑھیں گے تو آپ بھی ہماری طرح آنسو بہانے لگ جائیں گے۔ علی روہنا سا ہو رہا تھا۔ میں نے احمد سے اجازت چاہی تو اس نے سر کے اشارے سے اجازت دے دی۔

لیٹر میں نے کھولا اس کے درمیان میں ایک دل بنا ہوا تھا اور اس میں لڑکی کا نام لکھا ہوا تھا۔ میں نے خط کو لفظ بہ لفظ پڑھا تو میرے بھی آنسو آنکھوں سے بغاوت کرنے لگے۔ خط میں اس نے اپنی بے بسی اور مجبوریاں، آنسو دکھوں سے لبریز اور اپنے ساتھ ہونے والے تشدد کے بارے میں لکھا تھا۔ کتنے بے رحم ہیں یہ لوگ جو انسان کو حیوان سمجھتے ہیں اور ظلم کی انتہا کر دیتے ہیں اور لڑکی کے حوالے سے لکھا تھا جو گھر کی چار دیواری میں بیٹھی نظریں دروازے پر جمائے ہوئی تھی کہ کب اس کا چاہنے والا اس سے محبت کرنے والا اس پر جان نچھاور کرنے والا آئے گا اور وہ اس کی دلہن بنے گی اپنے ہاتھوں پر اسی کے نام کی مہندی لگائے گی لیکن اس بے چاری کو کیا علم کہ جان نچھاور کرنے والا کن اذیتوں سے گزر رہا ہے۔ لوگوں کی زندگی میں پھول بکھیرنے والا خود کا نٹوں سی زندگی بسر کر رہا تھا۔ بے نام سی زندگی جس میں سوائے آہوں کے کچھ بھی نہیں تھا۔ خیر ایک درد بھرا خط تھا خط پڑھنے کے بعد میں نے واپس کر دیا۔ میرے اندر تو پھوڑا کھڑا سلسلہ جاری تھا میں حقیقت جاننا چاہتا تھا۔ رات کافی ہو چکی تھی ہم نے سونے کی تیاری کی اور سبھی اپنے اپنے بستر پر دراز ہو گئے۔ صبح علی کی بارات تھی نیند کی وادی میں اتنے کھو گئے کہ صبح ہونے کا احساس بھی نہ ہوا۔

جب ہمیں خالہ جان نے اٹھایا سورج اپنی تمازت سے ماحول کو روشن کر چکا تھا اٹھو بھائی مہمان جمع ہو رہے تھے ان کی دیکھ بھال کرو خالہ جان کی آواز کانوں میں گونجتے ہی ہم اٹھ کھڑا ہوئے۔ بستر کو الوداع کیا اور نیند

سے معذرت کرتے ہوئے رخصت کیا۔ فریش ہونے کے بعد ناشتہ کیا اور کام کاج میں بڑی ہو گئے۔ ہنسی مذاق، لوگوں کے جوم میں دن گزرنے کا احساس تک نہ ہوا۔ ہنگامہ خیزی میں دولہا صاحب کو سجا کر تیار کر دیا گیا تھا۔ علی دولہے کے روپ میں کسی شہزادے سے کم نہیں لگ رہا تھا۔ آج تو حسن جیسے اندھا آیا تھا۔ چہرے پر مسکراہٹ کے پھول شخصیت کو اور عیاں کر رہے تھے۔ شام ڈھلنے کے ساتھ باراتیوں کے ہمراہ دھول کی ٹال پر رقص کرتے نوجوان اور داد دیتی عورتیں بارات کی رونق میں اضافہ کر رہی تھیں۔ اسی موج مستی میں لڑکی والوں کے گھر پہنچ گئے انہوں نے بارات کا پر جوش استقبال کیا۔ مہمان نوازی میں کوئی کمی نہیں رکھی گئی تھی۔ خاطر تواضع کے بعد نکاح پڑھا گیا۔ مبارک باد کے پھول وصول کرنے کے بعد تاروں کی چھاؤں میں علی اپنی ہم سفر کو لے کر باراتیوں کی رونق میں اپنے گھر پہنچ گیا۔

علی نے نئی زندگی کا آغاز کر لیا تھا یا یوں سمجھ لیں علی نئی زندگی کی طرف گامزن ہو گیا تھا۔ ادھر عام امید کے دیپ جلانے وقت کی بے رحمی کی جگہ میں یس رہا تھا۔ شادی کے ہنگاموں سے اچانک میرے خیالات عام کی طرف چلے گئے میں اسی کے بارے میں جاننا چاہتا تھا۔ موقع کی تلاش تھی تاکہ میں اپنا کام کرسکوں خیر رات گئے لڑکیوں کے گانے بجانے کے بعد نوجوانوں کے رقص اور ہنسی مذاق کے بعد محفل پر خاست ہوئی تو سبھی اپنے اپنے ٹھکانے تلاش کرنے لگے جہاں رات کا بقیہ حصہ گزارنا چاہتے تھے۔ رات کافی گزر چکی تھی میں نے احمد کو تلاش کیا جو کافی دیر بعد دوستوں کی محفل سے مل گیا۔ اسی سے مجھے عام کے بارے میں معلوم ہو سکتا تھا۔ میں اسے علیہ کمرے میں لے گیا جہاں ہم نے رات کا باقی حصہ بسر کرنا تھا۔ وہ کمرہ خصوصی طور پر علی نے میرے حوالے کیا تھا کیونکہ علی کا بہترین دوست ہونے کے علاوہ بڑا کزن بھی تھا۔ اسی لئے میرے لئے شفقت کچھ زیادہ ہی کر رہا تھا۔ احمد نے دوستوں سے معذرت کے ساتھ اجازت لی اور میرے ہمراہ ہو گیا۔

کمرے میں جانے کے بعد ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں میں بے چین تھا اور عام کی وادری سننا چاہتا تھا۔ خیر باتوں باتوں میں موضوع بدل گیا اور عام کی زیت کی طرف ہو گیا۔ ماحول ادا سی میں ڈوب چکا تھا۔ احمد انفرادہ سا ہو گیا۔ میں نے معذرت طلب کی۔ دوست میرا ارادہ دل آزاری نہیں تھا۔ نہیں نہیں بھائی ایسی کوئی بات نہیں آپ پوچھئے جو کچھ پوچھنا چاہتے ہیں احمد نے جواب دیا عام کی زیت کے بارے میں کچھ جاننا چاہتا ہوں میں نے بات جاری رکھتے ہوئے جواب دیا۔ میرے دوست وہ تو اپنے بارے میں خود ہی بتا سکتا ہے۔ احمد نے مختصراً کہا۔ مجھ میں اتنی ہمت نہیں کہ کچھ بیان کرسکوں اس کے درد بھرے لیٹر زیر ادل چور چور کر دیتے ہیں۔ دوست مجھے دوست کہتے ہوئے ڈر سا لگتا ہے اس دور میں دوستی اور وہ بھی تخلص نامکن ہے ہر کوئی مطلب پرست ہو گیا ہے۔ اپنے بارے میں ہر کوئی سوچتا ہے مرہ تو تب ہے کہ کسی اور کے لئے جیا جائے۔ عام کو بھی دوستوں نے زخم دیئے اور وہ زخم نا سوس رہا ہے۔ انہی دوستوں نے عام کی زندگی پر یاد کر دی۔ ہنسی مسکراتی دنیا جھین لی آج وہ بہمن بھائیوں، والدین اور خاص کر اپنی بیگم تر کترس رہا ہے۔ آج جیل کی سلاخوں میں پابند نا کردہ گناہوں کی سزا بھگت رہا ہے۔ عام کے بارے میں تھوڑا بہت جاننے کے بعد میں نے احمد سے ارادہ ظاہر کیا کہ احمد صاحب اگر عام سے ملاقات ہو جائے تو بہت اچھا ہوگا۔ میرا عام کو ملنے کا بہت دل کرتا ہے۔ ہاں یار ملاقات تو ہو سکتی ہے لیکن پہلے عام سے رابطہ کرنا پڑے گا لیکن اس نے ہنسی دے دی کہ ملاقات ہو جائے گی۔ میں نے عام سے ملاقات کا وعدہ لے کر موضوع ختم کر دیا۔ رات بھی اپنی منزل کے قریب پہنچ چکی تھی ایک دوسرے سے ملاقات کا وعدہ لیتے ہوئے نیند کی وادی میں سیر کرنے چلے گئے۔

جب آکھ کھلی تو سورج کی کرنیں ماحول میں روشنی بکھیر چکی تھیں۔ رسم کے مطابق لڑکی والے شریف لا چکے تھے ان کی مہمان نوازی ہو رہی تھی ہم بھی فریش

ہونے کے بعد محفل میں شریک ہو گئے کافی ہنگامے کے بعد لوکی والے دلہن کو ساتھ لے کر روانہ ہو گئے۔ علی کے چہرے پر اداسی کے پھول بکھر گئے۔ وہ افسردہ چہرہ لئے ان کو جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ باقی مہمان اور رشتے دار بھی اپنے گھروں کو لوٹ گئے تھے چند قریبی رشتے دار موجود تھے۔ ہم نے کرن علی سے اجازت لی اور عاصم سے ملاقات کے لئے روانہ ہو گئے۔ راستے میں خیالات کی جنگ جاری رہی۔ ایک دو گائیاں تبدیل کرنے کے بعد ہم عاصم کے پاس کھڑے تھے۔ ویسے بھی بہت سے دوستوں کے خطوط میرے پاس آتے رہتے تھے جو زندگی کے ایام گزارنے پر مجبور تھے۔ وقت کے بے رحم لمحوں نے مجھے اجازت نہ دی کہ کسی سے ملاقات کر سکوں خیر خطوط کا جواب دے دیتا تھا۔ میں نے تو عاصم کی تصویر دیکھی تھی، اجداد سے ملے۔ کبھی گھر والوں کے بارے میں حال احوال پوچھے، میرا تعارف کروایا گیا۔ عاصم نے مجھے اپنی بانہوں میں لے لیا۔ وہ شخص پیار و محبت کا پیکر تھا۔ چہرے پر معصومیت کے آثار نمایاں تھے۔ میں اس کا جائزہ لے رہا تھا۔ خیالات کی دنیا میں غوطہ نہ تھا کہ عاصم نے مجھے مخاطب کیا۔ بھائی جان میں آپ کی مہمان نوازی تو نہیں کر سکتا لیکن محبتوں کے پھول پھندا کر سکتا ہوں میں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے بات کو بڑھایا نہیں عاصم بھائی ایسی کوئی بات نہیں ہم تو صرف آپ سے ملنے آئے ہیں۔ مجید بھائی آپ کی کہانیاں تو پڑھتے رہتے ہیں اسی بہانے آپ سے ملاقات بھی ہو گئی۔ وہ بھی جواب عرض کا شیدائی نکلا۔ میں نے موضوع کو تبدیل کرتے ہوئے کہا کہ میں نے آپ کا لیٹر پڑھا ہے اسی سلسلے میں آپ سے ملاقات کی جستجو کی ہے۔ ایک دم عاصم کے چہرے پر اداسیاں قہقہے کرنے لگیں۔ ٹھنڈی آہوں کے ساتھ اس نے جواب دیا۔ مجید بھائی چھوڑیں ان باتوں کو زندگی کے جو ایام گزر گئے الحمد للہ اور جو باقی ہیں اللہ تعالیٰ آسانیاں پیدا فرمائے۔ ایک دن زندگی سے تعلق ٹوٹ ہی جائے گا۔ افسردگی میں ڈوبے ہوئے اس نے جواب دیا

میں نے حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔ اللہ تعالیٰ بہت مہربان ہے وہی بہتر جاننے والا ہے جو ہمارے حق میں بہتر ہے وہی بہتر کرے گا۔ اداسی مایوسی گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو آپ کی بات تو سچ ہے لیکن جب زندگی کی خوشیاں غموں میں تبدیل ہوتی ہیں دوست دشمن بن جاتے ہیں، اپنے پرانے ہو جاتے ہیں، محبت کرنے والے نفرتوں کے کانٹے بچانے لگیں، جام محبت پلانے والے زہر پلانے لگیں تو مایوسی چھائی جاتی ہے۔ اس کی باتوں میں درد و غم میں عیاں تھا۔ وہ اندر سے ٹوٹ چکا تھا۔ اس کی امیدیں دم توڑ چکی تھیں۔ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا سا تھا۔ حقیقت یہی ہے جب پیار کرنے والوں کا ساتھ چھوٹ جاتے انہوں سے الگ خوشیاں کہاں میسر آتی ہیں۔ آنسو عاصم کی آنکھوں سے عیاں تھے، ٹھنڈی مارتا سمندر آند آند آتا ہوا موٹے موٹے نمکین قطرے زخموں سے ہوتے ہوئے زمین بوس ہو رہے تھے۔ کبھی دوستی نہ کرنا، بھائی اس دور میں سچے دوست بہت کم ملتے ہیں ہر کسی کے پیچھے مطلب چھپا ہوتا ہے۔ موقع ملے ہی حاصل کرنے کے بعد انسان کو دلزل میں دھکیل کر فرار ہو جاتا ہے ان انسانوں سے حیوان ہی اچھے کم از کم بے وفائی تو نہیں کرتے کسی کو دھوکہ فریب تو نہیں دیتے۔ خود رقم برداشت کر لیتے ہیں لیکن دوسروں کی زندگیوں میں زہر تو نہیں گھولتے، عاصم میں جاننا چاہتا ہوں کہ ہنسی مسکراتی خوشیوں بھری زندگی سے نکل کر آپ یہاں کیسے آئے، اس بارے میں بتائیں عاصم نے ٹھنڈی آہ بھری اور روہا کی سی آواز میں یوں گویا ہوا۔ آئیے اس کی زبانی سنئے ہیں۔

ہمارا خاندان سات افراد پر مشتمل ہے مجھ سے بڑے دو بھائی ہیں تیسرا انجیر میرا ہے، دو بہنیں ہیں جن کی شادیاں ہو چکی ہیں۔ بچپن خوشیوں کی نظر ہو گیا میں پرائمری پاس کرنے کے بعد ہائی سکول میں ایڈیشن لے چکا تھا پرائمری والے چند دوست پھجھڑ گئے کچھ ساتھ ساتھ تھے ہم پڑھائی کے ساتھ ساتھ کھیل کود، ہوم ورک اکٹھے کرتے تھے، اسکول میں ہماری علیحدہ سی

پہچان تھی کبھی سٹوڈنٹ پیار کرتے تھے۔ استادوں کی تعیناتیں بے شمار تھیں۔ دن ہفتوں میں، ہفتے مہینوں میں گزرنے لگے۔ ہم چھٹی سے ساتویں اور اسی طرح دسویں جماعت میں پہنچ گئے۔ بچپن سے گزر کر جوانی میں قدم رکھ چکے تھے جذبات ابھرنے لگے خوشیاں بڑھ گئی تھیں انہی دنوں میری ملاقات نورین سے ہوئی ہم شادی کے ہنگاموں میں مصروف تھے۔ اس دوران کوئی چہرہ ہمیں مسلسل کاپی کر رہا تھا۔ ہمیں بالکل معلوم نہیں تھا اچانک جب میں دلہن کے کمرے سے باہر نکلے لگا تو دروازے میں اچانک حادثہ پیش آیا نورین میرے ساتھ کھڑی تھی۔ معصومیت والے چہرے پر مسکراہٹ کے پھول شخصیت کو چار چاند لگا رہے تھے حسین و جمیل دو شیزہ جمیل سی آنکھیں سادگی میں لیٹا بدن قدرت کا انمول شاہکار تھی۔ بظاہر یہ ایک حادثہ تھا لیکن میری زندگی کا رخ بدل گیا، میرے دل کے تار بجنے لگے۔ دل میں ہلچل سی شروع ہو گئی میں اسی کے سپنے دیکھنے لگا۔ اسی کی دنیا میں کھویا رہا اسی کے خوابوں خیالوں میں دن بسر ہونے لگے اک انجینی چہرے سے محبت ہو گئی تھی اس کا نام نہ پہچان تھی میری دنیا میں ہلچل پیدا کرنے والی کون تھی کچھ معلوم نہیں تھا۔ پھر وقت دیوبی مجھ پر مہربان ہوئی۔ ہوا یوں کہ میری کرن جس کی شادی پر اس پری چہرے سے ٹکراؤ ہوا تھا والدین کو ملنے آئی تو میرے لئے ایک پیغام ساتھ لائی۔ وہ انجینی چہرہ میرا دیوانہ تھا مجھ پر قربان ہو گیا تھا۔ پیغام کیا تھا اک محبت نامہ میرے نام تھا جس میں اس نے اقرار محبت کیا تھا۔ میری انجمن حل ہو گئی تھی ناامیدی کے بادل جھٹ سے بہاروں میں بدل گئے میں جسے چاہنے لگا تھا وہ خود میرے قریب آ گئی تھی۔ منزل کی تلاش میں نکلنے سے پہلے ہی منزل میری نظر تھی۔ کتنا خوش قسمت تھا جسے محبت میں پھول ہی پھول ملے تھے محبت ناموں کا تبادلہ شروع ہو گیا ایک ساتھ جینے مرنے کے عہد بیان ہونے لگے۔ دنیا کے ظلم و ستم سے ٹکرانے کے عہد کئے گئے۔ پھر اک دن ملاقات ہوئی اور ملاقاتوں کا

سلسلہ چلتا گیا۔ مختلف تقریبی مقامات کی سیر و سیاحت کی گئی اکٹھے ڈنر کئے گئے تصویریں بنائی گئیں۔ ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں قہقہے کر رہی تھیں غموں کا دور دور تک نام و نشان نہ تھا۔ روز بروز بڑھتی ہوئی ملاقاتوں کا صلہ یہ نکلا کہ میری کرن نے میرے والدین کو ہمارے عشق کے بارے آگاہ کر دیا انہوں نے بھانجے یہ کہ کچھ کہتے نورین کے والدین سے نورین کا رشتہ مانگ لیا جو انہوں نے بغیر کسی تنازع کے قبول کر لیا اور یوں اک دن ہماری منگنی کر دی گئی۔ میں اور نورین بہت خوش تھے جو چاہا تھا ملنے والا تھا۔ ہم نے جس چیز کی خواہش کی تھی وہ زبان سے ادا ہونے سے پہلے ہی مل گئی تھی کتنے خوش قسمت تھے ہم ہر دن عید اور ہر رات شب برأت سی تھی خوشیاں ہی خوشیاں ہمارے دامن میں سمٹ رہی تھیں رشتے داروں، عزیزوں میں ہمارے ہی چہرے ہونے لگے میں اور نورین اپنی اپنی جگہ خوشیاں سیلیبرٹ کر رہے تھے ہر فرد خوشی سے پھولے نہیں مٹا رہا تھا پھر اک دن نبھانے کس بد بخت کی بد نظری نے ہمارے خوشیوں بھرے آگن کا راستہ دیکھ لیا۔ جہاں خوشیوں کے پھول کھلے تھے وہاں زہر انڈیل دیا گیا۔ نفرتوں کے تانے بانے تھے گئے۔ میری زندگی اجیرن بن گئی میرے چاہنے والے روٹھ گئے محبتوں والے کہیں دور جا بے غموں کا منہ زور ٹھانیں مارتا سمندر بے قابو ہو گیا اور مجھ سے میرا سب کچھ چھین کر لے گیا۔ بچا تو کیا بچا ایسی زیست جس میں سوائے کانٹوں کے کچھ بھی نہیں جینے کی تمنا ہیں ہم کتنے مر گئے اک خوشی کی خاطر کتنے غموں نے ہم کو دو بچ لیا۔ کبھی خوابوں میں بھی نہیں سوچا تھا کہ زندگی یہ دن دکھائے گی جہاں دور دور تک منزل کا نام و نشان نہ ہوگا۔ دوست دشمن بن جائیں گے جان جان کہنے والے دشمن جان بن جائیں گے۔ یہ سب کچھ میرے دوستوں کا کیا دھرا تھا جس کی مجھے اتنی عبرت ناک سزا مل رہی تھی۔ اس گناہ کی سزا جو میں نے کیا ہی نہیں جس کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ اس دن ہوا یوں کہ صبح سویرے میں فصلوں کو پانی

لگا کر گھر واپس آ رہا تھا گھر سے کچھ فاصلے پر میرے
تیوں دوست مل گئے اور مجھے دعوت دی کہ عاصم آج
ہفت اچھی پارٹی ہم نے ارنج کی ہے چلو ہمارے
ساتھ۔ کس خوشی میں پارٹی ہو رہی ہے۔ خیر مجھے بھی پتہ
چلے تم چلو تو سہی سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ لیکن یار
میں لباس تو چنچ کر لوں تھوڑی ناراضگی کے بعد انہوں
نے مجھے اجازت دے دی اور وہ تیوں آگے کی طرف
چل پڑے مجھے تاکید کر گئے اگر تو نہ آیا تو دوستی ختم لیکن
مجھے کیا معلوم تھا کہ انہوں نے پہلے سے پلان تیار کیا ہوا
ہے کاش اس دن میں ان کے پیچھے نہ جاتا کاش اسی
دن زندگی موت کی آغوش میں چلی گئی ہو تو آج یوں
بے رنگ سی زندگی جینے پر مجبور نہ ہوتا کس کو دوش دون
میری خوشیاں مجھ سے روٹھ گئیں آج میری محبت میرا
انتظار نہ کرتی میرے والدین مجھ سے یوں نہ چھڑتے۔
کچھ لمبے سکوت کے بعد عاصم پھر گویا ہوا۔ میں
لباس تبدیل کر کے ان کی طرف چل پڑا۔ مجھے میری
جنت آوازیں دیتی رہی بیٹا رات بھر نسلوں کو بانی لگاتا
رہا ہے۔ اب آرام کر لے ناشہ بھی کر لے لیکن میں
نے کوئی پرواہ نہ کی ماں کی فریاد کو پس پشت ڈال کر
دوستوں کی طرف چل نکلا۔ اب سوچتا ہوں ماں کی
فریاد سن لیتا تو شاید آج دکھوں کی وادی میرا مسکن نہ
بٹیں ماں کا دل بھر آنے والی مشکل کو پہلے باپ لیتا
ہے آج میں یہی سوچتا ہوں کہ ماں کے عزم کو نہ ماننے
کی سزا جگت رہا ہوں اب کیا ہوت جب چڑیاں چک
گئیں کھیت کے مصداق۔ اب خالی پچھتاوا کے کیا ہو
سکتا ہے۔ خیر ابھی کچھ ہی فاصلے پر تھا کہ وہ آتے
ہوئے دکھائی دیئے بڑے خوش نظر آ رہے تھے ڈانس
کرتے ہوئے میرے ارد گرد دائرہ لگا لیا نہ جانے ان کو
کیسی خوشی مل گئی تھی جو یہ لوگ پھول نہیں سماتے
انہوں نے میرے قریب آتے ہی گلے لگا لیا مجھے
چومنے لگے مبارک باد کے پھول نچھاور کرنے لگے میں
حیران تھا۔ ارے یار کس چیز کی مبارک باد دے رہے
ہو انہوں نے جواب دیا ہمارے خوشی سنو گے تو تم بھی

پاگل ہو جاؤ گے یہ دیکھو انہوں نے پہل نکال کر
میرے ہاتھ میں تھام دیا اور زور زور سے چسنے لگے لیکن
کیوں یار؟ میرے روٹکنے ٹھٹھے وہ گئے۔ ابھی یہی
باتیں ہو رہی تھیں کہ لوگوں نے چاروں اطراف سے
گھیر لیا میرے تیوں دوست فرار ہونے میں کامیاب
ہو گئے میں حیران و پریشان ادھر ادھر دیکھنے لگا مجھے کچھ
سمجھ نہیں آ رہا تھا اتنے میں لوگوں نے مجھ پر دھاوا بول
دیا۔ پھر مجھے کچھ ہوش نہ رہا۔ بس یہی سے میری بربادی
کا آغاز ہو گیا پھر کیا تھا ایک نہ ختم ہونے والا جبر کا
سلسلہ شروع ہو گیا میں چپچتا چھپتا رہا۔ اس دوران میرا
باپ اس دنیا کو چھوڑ کر چلا گیا اور بڑا بھائی میرا صدمہ
برداشت نہ کر سکا۔ لوگوں کے کفر پر برداشت نہ کر سکا
اور ایک دن انہیں ہارٹ ایک ہوا اور خالق حقیقی سے جا
ملے۔ میری زندگی تو بے معنی سی ہو کر رہ گئی، میں بھی کیسا
بد نصیب ہوں باپ اس دنیا سے چلا گیا بھائی جدائی کے
تیر دے گیا۔ آخر ان لوگوں کو ملتا کیا ہے کسی کی خوشیاں
چھین کر رونے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ اب کوئی نہیں جانتا
میں کس حال میں ہوں زندہ ہوں یا گزر گیا ہوں کسی کو
فکر نہیں، ماں بوڑھی ہو چکی ہے میری جان میری محبت
میری زندگی میرا پیارا آج بھی میرے انتظار میں ہے کہ
کب میرا عاصم آئے گا اور ہماری زندگی میں خوشیاں
پھر سے لوٹ آئیں گی لیکن میں کیسے بھلا جا سکتا ہوں
بھی کبھار اس کی طرف سے لکھا ہوا خط مل جاتا ہے تو
دل کو تسلی ہو جاتی ہے کہ کوئی تو ہے اس دنیا میں جو اپنے
دل میں ہمارے لئے محبت کے دیپ چھپائے ہوئے
ہے۔ نورین کے والدین نے بے حد اصرار کیا کہ نورین
تمہاری شادی کر دیتے ہیں کب تک میرا انتظار کرتی
رہو گی لیکن نورین کی صرف ایک ہی بات ہے کہ میرا
عام ضرور آئے گا کئی رشتے آئے لیکن مجال ہے اس
نے اپنے ارادے بدلے ہوں کئی دفعہ میں نے دے
لفظوں میں خط میں کہا بھی ہے کہ نورین تم کسی اور کو اپنا
لو۔ کب تک میرا انتظار کرتی رہو گی نہ جانے زندگی وفا
بھی کرتی ہے کہ میں لیکن نورین کہتی ہے میں عاصم تیری

بھی تیری ہوں اور تیری رہوں گی۔ ایک بھائی ہے کبھی
کبھار نے آ جاتا ہے تو دل کو سکون ملتا ہے۔ اس نے
بھی لومیرج کر لی ہے اور خوشیوں بھری زندگی بسر کر رہا
ہے اب نہ جانے آگے زندگی میرے لئے کیا کیا طوفان
لے کر آتی ہے۔

بس اک امید کی کرن باقی ہے کہ ہو سکتا ہے ایک
دن ایسا آئے کہ میں پھر سے اپنی زندگی میں لوٹ
جاؤں۔ جہاں خوشیاں میرا انتظار کر رہی ہیں جہاں
میرے اپنے ہوں جہاں مجھے پیار کرنے والے ہوں
گے کاش وہ دن جلدی آ جائے اب دم گھٹیا سا جاتا ہے۔
نیندیں اڑی گئی ہیں نہ جانے بے رحم زمانہ کب تک ستم کرتا
رہے گا آخر کب تک عاصم نے ٹھنڈی آہوں کے ساتھ
خاموشی اختیار کی مگر آنکھوں کے سیلاب کو روکنے میں
ناکام رہا ہم نہ چاہتے ہوئے بھی رخصت ہو گئے ہم
سوائے تسلی ملنے کے سوا کچھ بھی کیا سکتے تھے ملتے رہنے کی
امید دلا کر گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ امجد کا میں نے
شکر یہ ادا کیا امجد اپنی منزل کی طرف اور میں اپنے سفر کی
طرف گامزن ہو گیا۔

آخر میں کبھی قارئین سے اجازت طلب ہوں
زندگی نے وفا کی تو بہت جلدی داستان کے ساتھ حاضر
محفل ہوں گا۔ عاصم کی پسند غزل کی صورت میں آپ
کے گوش گزار کرتا ہوں۔

غزل

آؤ کسی شب مجھے ٹوٹ کر نکھرتا دیکھو
میری رگوں میں زہر جدائی کا اترتا دیکھو
کس کس ادا سے تجھے مانگا ہے رب سے
آؤ کبھی مجھے سجدوں میں سکتا دیکھو
تیری تلاش میں ہم نے خود کو کھو دیا ہے
مت آؤ سامنے مگر کہیں چھپ کے مجھے تڑپتا دیکھو
بڑے شوق سے مڑ جا میں گے ہم اگر
تم سامنے بیٹھ کر تسلسل ٹوٹا دیکھو

غزل

اسے کہنا تیرے خیال میں رات گزر جاتی ہے
بے بسی کے حال میں رات گزر جاتی ہے
تو مجھے یاد کرتا ہے یا نہیں
اسی سوال میں رات گزر جاتی ہے
تیرے چہرے کا عکس ذہن میں بنتا ہے
تصور حلال میں رات گزر جاتی ہے
تمہیں چاند کہوں یا چاند جیسا کہوں
سوچوں کے جال میں رات گزر جاتی ہے
کاش تو ہر وقت میرے ساتھ رہے
خواہش کمال میں رات گزر جاتی ہے
بغیر قسمت کے کچھ بھی نہیں ملتا
بس اسی ملال میں رات گزر جاتی ہے

☆..... مجید احمد جانی۔ ملتان

روشنی

پانی پینے کے صحیح اوقات: جب پانی جسم پر بہتر اثر کر سکتا
ہے۔ ایک گلاس صبح اٹھنے کے بعد (اندرونی اعضاء کو فعال
کرتا ہے)۔ ایک گلاس نہانے کے آدھا گھنٹہ بعد
(بلڈ پریشر اعتدال پر رکھتا ہے)۔ دو گلاس کھانا کھانے کے
تیس منٹ پہلے (باضمہ بہتر بنانے کے لئے مدد دیتا ہے)۔
آدھا گلاس سونے سے پہلے (اختلاج قلب ہارٹ ایکٹ
اور دماغی جھٹکے برین ہیمیرج سے بچاتا ہے)۔

روزمرہ زندگی میں بولے جانے والے صحیح الفاظ اپنائیں:
”بیٹو“ کی بجائے ”السلام علیکم“، ”جینکس“ کی بجائے
”جزاک اللہ“، ”بائے ٹیک کیئر“ کی بجائے ”نی امان
اللہ“، ”گریٹ“ کی بجائے ”ماشاء اللہ“، ”اوکے/ضرور“
کی بجائے ”ان شاء اللہ“، ”آئی ایم فائن“ کی بجائے
”الحمد للہ“، ”زبردست“ کی بجائے ”سبحان اللہ“ جیسے
بارکت الفاظ اپنائیں اور سنت نبوی ﷺ کو عام کیجئے۔

انتخاب: محمد زبیر عطاری۔ لاہور

ارت تانی کی ادھوری کہانی

تحریر: مشال - گوہر خان

ایک ایسے انسان کی کہانی جس نے کسی سے سچی محبت کی ایسی محبت کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور کا سوچتا بھی نہ تھا لیکن حالات نے اسے اس سے دور کر دیا اور ایسا دور کیا کہ زندگی کی سانسوں نے بھی اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ وہ سب کو زلاتا ہوا قبر میں چالیٹا..... ایک دروہجری داستان



اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں کسی سے مطابقت سے راکش یا ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا

کر دیا کہ اتنی لیٹ آ کر اتنی جلدی نہیں جاؤ۔ پر تانی نے کہا۔ گھر میں مہمان آئے ہوئے ہیں مجھے جانا ہی ہوگا۔ اس کے ساتھ تانی نے اپنے دوپٹے میں بندھا ایک کاغذ نکالا اور پاس ہی پتھر کے نیچے رکھا اور چلی گئی۔

ارت اور تانی کی ہمیشہ ایسے ہی ملاقات ہوتی تھی۔ تانی باہر کبھی گھاس کاٹنے، کبھی گائے باندھنے، کبھی پانی بھرنے کے بہانے لگتی تو ارت کو دیکھ بھی لیتی اور اپنا اور اپنا حال دل کاغذ پر اتار کے چھوڑ بھی آتی اور دوسرے دن ارت پہلے ہی وہاں اپنا خط رکھ دیتا اور تانی اسے اٹھا لیتی۔ دونوں ایک دوسرے کو بے حد محبت کرتے تھے۔ ایک دوسرے کے لئے کچھ بھی کرنے کو تیار تھے۔ رفتہ رفتہ گاؤں میں ارت اور تانی کی محبت کے چرچے ہونے لگے۔ لوگ دونوں پر نظر رکھنے لگے۔ پر محبت اپنا رستہ خود بنا لیتی ہے لیکن تانی ایک لڑکی تھی بدنامی سے بہت ڈرتی تھی اس لئے ارت سے کہا کرتی۔ تم رشتہ بھیجو کہ ہم اپنی محبت کو اک رشتہ کا نام دے سکیں۔ ارت نے

نجانے کتنی دیر سے پتیل کی چھاؤں میں بیٹھا ارت اب مایوس ہو چکا تھا۔ اتنا انتظار کرنے کے باوجود بھی وہ تانی کی اک جھلک بھی نہ دیکھا پایا۔ اب تو اسے لگا شاید تانی نہیں آئے گی۔ سامنے والے گھر کو دیکھتے ہوئے وہ کھڑا ہو گیا۔ ابھی اس نے ایک قدم ہی بڑھایا کہ سامنے والے گھر کا دروازہ کھلا اور مسکرائی ہوئی تانی باہر نکلی۔ تانی کو دیکھ کر ارت کا چہرہ کل اٹھا جیسے تانی کو دیکھ کر اس کی جان میں جان آ گئی ہو اور وہ مسکراتا ہوا جا کر پھر وہیں بیٹھ گیا۔ تانی نے کھڑا اٹھا رکھا تھا اور ارت کو دیکھنے لگی۔ ارت کچھ فاصلے پر بیٹھا اس سے اشارے سے پوچھ رہا تھا۔ آج اتنی دیر کیسے ہو گئی۔ تانی نے بھی اشارے سے معافی مانگی اور بتایا گھر میں مہمان آئے ہوئے تھے۔ پھر تانی نے ادھر ادھر نظر دوڑائی کہ اسے کوئی دیکھ تو نہیں رہا۔ گرمیوں کی دوپہر دو بجے تو عموماً سب گھروں میں آرام کرتے ہیں پھر تانی نے تھوڑا سا پانی اُڑا اور ارت سے اجازت مانگی۔ ارت نے صاف انکار



گھر میں اپنی ماں سے بات کی پھر وہی ہوا جو عام طور پر لوسٹور رہیں ہوتا ہے۔ ذات بات اور اونچ نیچ کا فرق۔ ارت اور معزز گھرانے سے تعلق رکھتا تھا جبکہ ثانی چھوٹی ذات کی لڑکی تھی۔ ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔ ماں نے صاف انکار کر دیا اور ارت بھی ضد پر اڑ گیا کہ نہیں میں شادی کروں گا تو صرف ثانی سے اور ماں بھی ضد پر تھی کہ یہ شادی میرے جیتے جی نہیں ہو سکتی۔ بات پھیلنے ہوئے ثانی کے بھائیوں کے کان تک پہنچی انہوں نے ثانی کا گھر سے لکنا بھی بند کر دیا۔ ارت ثانی ایک دوسرے کے لئے تڑپتے روئے مگر ملنا نصیب نہ ہوتا۔ ارت کی ماں تھی کہ کسی صورت کھیلنے کو تیار ہی نہیں تھی اور ارت کو محبت نے ابرا قید کیا ہوا تھا کہ وہ چاہ کر بھی اب ثانی کو چھوڑ نہیں سکتا تھا۔ رات رات بھر ارت اپنے گھر کی چھت پر چکر لگاتا رہتا کہ شاید کبھی تو ثانی گھر سے نکلے اور اک نظر اسے دیکھ سکوں پر ثانی بھی مجبور یوں اور اصولوں کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی۔ ارت کے لئے ثانی کی جدائی اب ناقابل برداشت تھی۔ اس نے پھر ایک آخری کوشش اپنی ماں کو ماننے کی کی۔ پر ماں نے کہا۔ کل کو میرے پوتے پوٹیاں کیا کہیں گے کہ ہم کیوں کے گھر جا رہے ہیں۔ ارت نے ماں کو سمجھانے کی پوری کوشش کی مگر ماں جب نہ مانی تو یہ کہہ کر گھر سے نکل آیا کہ اب میری لاش ہی یہاں آئے گی۔

پاس ہی میں ارت کے ماموں کا گھر تھا۔ وہاں جا کر ارت نے ممانیوں سے کہا ماما جی مجھ سے مل لیں اور مجھے بخش دینا۔ ماما چونک گئی بیٹا یہ کیا کہہ رہے ہو۔ بس ماما اب میرا نام آ گیا۔ ارت یہ کہتے ہوئے رو رہا تھا۔ ماما کی آنکھ بھی بھر آئی۔ اسے بیٹا لیکن ایسا کیوں کہہ رہا ہے یہاں بیٹھ میری بات سن پاگل نہ بن لیکن ارت ماما سے مل کر جلدی جلدی قدم اٹھاتا ہوا باہر نکل گیا۔ ماما نے روکنے کی کوشش بھی کی پر وہ نہ رکا۔ ماما بے حد پریشان ہو گئی اور جا کر ارت کی امی کو بتایا اور کہا باہر نکل کر دیکھو اپنے بیٹے کو جو ان بیٹا ہے کچھ کر گیا تو ساری

زندگی روتی رہو گی۔ پھر ارت کی امی نے باہر نکل کر ادھر ادھر ارت کو تلاش کرنا شروع کیا پھر دیکھا تو ارت وہیں پیپل کے پیڑ کے سائے میں بیٹھا ہے جہاں وہ اپنی تالی کا دیدار کیا کرتا تھا۔ ماں نے جا کر ارت کو وہاں سے کسی طرح گھر لایا اور اسے بہت سمجھا یا اور کہا میں تیرے لئے لڑکی ڈھونڈوں گی اگر تجھے کوئی بھی رشتہ پسند نہ آیا تو میں تیری شادی ثانی سے ہی کر دوں گی۔ ارت بھی قدرے سنبھل گیا اور اس کے دل کا حال تو وہی جانتا تھا جسے اس نے اور اسے جس نے ٹوٹ کر چاہا تھا اس سے بہتر اور اسے کون مل سکتی تھی پھر بھی ارت نے ماں کو ہاں کر دی۔ ماں رشتے ڈھونڈنے میں لگ گئی۔ ارت کی آنکھیں تو بس ثانی کو ہی ڈھونڈتی تھیں اور دل میں فضا ثانی سے ملنے کی حسرت۔ ارت کی ماں کو آخر کار ایک ایسا مل ہی گیا جسے دیکھتے ہی انہوں نے ہاں کر دی اور ارت کو کہا کہ تیرے لئے ایک رشتہ دیکھا ہے لڑکی کو جب تک تم پسند نہیں کرو گے شادی نہیں ہوگی۔ ارت نے بھی کہا ٹھیک میں دیکھوں گا ضرور مگر فیصلہ میرا ہی ہوگا۔ ماں نے کہا ٹھیک ہے جبکہ ماں پہلے ہی رشتہ کا پکا چکی تھی اور انہیں یقین تھا کہ ارت کو بھی لڑکی پسند آئے گی اس لئے نہیں کہ یہ خاندان ان کی برابری کا تھا اور نہ اس لئے کہ وہ لڑکی بہت خوبصورت تھی بلکہ بات تو اصل میں یہ تھی کہ اس لڑکی کا ارت نام بھی ثانی تھا اور وہ ثانی سے بالکل ملتی تھی۔ اگر ساتھ میں دونوں ہوں تو جڑواں بہنیں ہی لگتی تھیں۔ جب ارت نے اس لڑکی کو دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ اسے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں ہو رہا تھا۔ یہ تو اس کی ثانی کی کاپی لگ رہی تھی۔ ارت اس کے چہرے سے اک پل کے لئے بھی نظریں ہٹا نہ پایا۔ پھر ماں سے نام پوچھا۔ جب ماں نے کہا اس کا نام ثانی ہے تو ارت مزید حیران ہو گیا۔ ارت کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کہیں کیا کریں۔ گھر آ کر ابھی اسی سوچ میں تھا کہ ایک بچہ آیا اور ایک خط ارت کو پکڑا گیا۔ وہ خط ارت کی محبت ثانی کا تھا جس میں لکھا تھا کہ ہمارا ملنا اب مشکل ہی نہیں ناممکن ہے ہماری بھی شادی نہیں ہو سکتی۔ میرے گھر

والے تمہارا نام سننا پسند نہیں کرتے تو ہماری شادی رہی دور کی بات۔ میں تمہیں بھی بھول نہیں سکتی لیکن ہمیں اپنی زندگی جیتی تو ہے تم سے گزارش ہے کہ تمہاری ماں جہاں بھی تمہاری شادی ملے کرے تم منع مت کرنا۔ ہماری محبت کی جتنی بدنامی ہو چکی بہت ہے۔ اپنا خیال رکھنا سدا خوش رہو۔ ارت ثانی کی یہ تحریر پڑھ کر رو پڑا۔ شاید ثانی کے لئے بھی یہ لکھنا آسان نہیں تھا۔ کیونکہ خط پر آنسوؤں کے بہت نشان تھے جس پر رات کے استنہ آنسو گرے کہ الفاظ ہی مٹ گئے۔ ثانی کی یہ آخری تحریر تھی اور ایسی واحد تحریر تھی کہ جس میں الفاظ آنسوؤں کے سمندر سے بہہ جتے تھے مگر پھر بھی ارت اسے سینے سے لگائے رکھتا۔ دو دن بعد ارت سے ماں نے جواب پوچھا۔ ارت نے ہاں کر دی۔ ماں اور باقی گھر والے بہت خوش ہوئے اور بہت حیران بھی کہ اتنی آسانی سے یہ رشتہ بن گیا۔ پھر بات آگے بڑھی اور ارت کی اس لڑکی سے منگنی ہو گئی جس کا نام ثانی تھا جس کی شکل و صورت ارت کی محبت ثانی سے کافی ملتی تھی۔ ثانی کو اور بہت پسند آ رہا تھا۔ منگنی میں اور منگنی کے کچھ دنوں تک ارت کھویا کھویا پریشان سارہا پھر ثانی ارت سے فون پر رابطہ رکھنے لگی اور ارت اب سنبھلنے لگا۔ ظاہر ہے انسان اپنی محبت بھلا تو نہیں سکتا پر اگر کوئی دل سے چاہے تو دل اس کی طرف کھینچا جاتا ہے اور اپنا غم بھلانے کے لئے تیار رہتا ہے اور کوئی جب دعاؤں میں خدا سے مانگے تو خدا ہمیں خود اس کی طرف مائل کر دیتا ہے۔ بس سچے جذبے سے چاہیں۔

خیر منگنی کو ایک سال گزر گیا اب تو ارت ثانی کے ہاں چلنا بھول چکا تھا۔ وہ اس کی ذات کا حصہ بن چکی تھی۔ ثانی بھی ارت کو اپنی زندگی مان بیٹھی تھی۔ اب شادی کا موقع آ پہنچا تھا۔ ثانی کی ماں نے ارت کی ماں کو بلوایا تھا۔ کچھ صلہ مشورہ کرنے کو ارت ماں کو موٹر سائیکل پر لے کر ثانی کے گھر پہنچا۔ ثانی ارت کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ کچھ دیر گپ شپ ہوئی پھر شام کا کھانا کھا کر ارت نے اجازت مانگی کیوں کہ ارت کی ماں یہاں ہی رات

رکنے والی تھی اس لئے سب نے کہا تم بھی آج رات رک جاؤ۔ پر ارت کو شادی سے پہلے اپنے سرال رکنا مناسب نہ لگا اور وہ جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ ثانی نے بھی روکنے کی بہت کوشش کی اور کہا ارت مت جائیں یہ نہیں میرا دل گھبرا رہا ہے اندھیرا بھی ہو گیا تھا اور رستہ بھی کافی خراب تھا۔ ارت ثانی کو یوں پریشان ہوتے دیکھ کر بولا۔ جناب اب تو ہم ایک بار آئیں گے اور آپ کو لے جائیں گے اگر میں رات رک گیا تو صبح تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا بولو چلو گی ساتھ اگر کہتی ہو تو رک جاتا ہوں۔ ارت کی بات پر ثانی مسکرا دی اور کہا۔ آرام سے بائیک چلاؤ اور پہنچ کر فون کرنا میں انتظار کروں گی۔ ارت بھی سب کو خدا حافظ کہہ کر نکل پڑا۔ ارت کیا جانتا تھا کہ کیا ہونے والا ہے۔ وہ تو بس ثانی کو ہی سوچے جا رہا تھا۔ اب تو کچھ ہی دن تھے شادی میں شاپنگ بھی آدھے سے زیادہ مکمل تھی۔ ارت اپنی دھن میں موٹر سائیکل چلا رہا تھا کہ موٹر سائیکل بجانے کیسے پتھروں پر سے سلس ہوا اور اک زوردار جھٹکے سے ارت اڑتا ہوا ایک ٹالے میں جا گرا اور جسم کی بہت سی ہڈیوں کے ساتھ گردن کی ہڈی بھی ٹوٹ گئی۔ ارت ابھی ہوش میں تھا مگر نہ تو آواز نکل رہی تھی نہ ہی کوئی انگلی بھی حرکت کر رہی تھی۔ بہت دیر بعد وہاں سے چند لوگوں کی آوازیں آئیں۔ ارت نے بڑی مشکل سے ہائے کی آواز نکالی۔ ان لوگوں نے دوبارہ پھر ہائے کی آواز سنی اور ٹالے کی طرف گئے۔ دیکھا تو ارت وہاں بہت بری حالت میں پڑا ہے۔ ان لوگوں نے ارت کو اٹھا کر ہسپتال پہنچایا اور ارت کے گھر اطلاع دی۔ گھر میں تو جیسے قیامت آ گئی۔ یہ خبر ارت کی ماں اور ثانی تک پہنچی۔ دونوں اسی وقت ہسپتال پہنچی اور ارت کی یہ حالت دیکھ کر رونے لگیں۔ ڈاکٹرز نے کہا کہ کسی بڑے ہسپتال میں لے جاؤ۔ ارت کو پھر بڑے ہسپتال میں شفٹ کیا گیا۔ ارت کی ہڈیاں بہت بری طرح سے ٹوٹی تھیں۔ حلق سے کچھ کوئی بھی چیز اندر جا نہیں رہی تھی۔ علاج تو اچھے طریقے سے چل رہا تھا مگر ڈاکٹر حیران تھے کہ ایسی حالت

ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین!



==.....= کھوٹے سکے =.....==

تحریر: مشال - سٹکی، گوجران
جون کے مہینے کی آگ برساتی دوپہر میں بڑی اماں کے دروازے پر دستک ہوئی۔ بڑی اماں نے دروازہ کھولا تو سامنے ایک بچہ کھڑا تھا جس نے بڑی اماں کو پیغام دیا کہ تمہارے بیٹے نے تمہارے لئے فون کال کی ہے جلدی لی سی او آ جاؤ۔ بڑی اماں کو تو اس خبر نے اتنا خوش کر دیا تھا کہ اسی وقت ساتھ چلنے کو تیار ہو گئی۔ سورج سر پہ تھا اور گرمی میں تیز چلنے سے گلہ بھی خشک ہو رہا تھا۔ بڑی اماں بار بار اپنے پو سے اپنا پسینہ صاف کر رہی تھیں پر ہونٹوں پر پھر بھی کسراہٹ اور اتنی بے چینی کہ کب اپنے جگر کے ٹکڑے کی آواز کانوں میں پڑے گی۔ گاؤں میں ایک ہی پی سی او تھا اس وقت موبائل عام نہیں تھے۔ بڑی اماں نے پی سی او پہنچنے ہی پوچھا۔ میرے پتر کا فون بند تو نہیں ہو گیا۔ سامنے سے وہاں بیٹھا شخص بولا۔ او بڑی اماں صبر کرو آرام سے بیٹھو تو تمہارے بیٹے نے کہا ہے میں تھوڑی دیر بعد کال کروں گا جب تک میری اماں آ جائیں گی۔ اب اتنی دیر تو وہ تمہارا انتظار نہیں کر سکتا ناں۔ آخر کو پیسے بڑی مشکل سے سکائے جاتے ہیں وہ سارے فون پر خرچ کر دے گا تو پردیس دیکھنے کا فائدہ ہی کیا۔ بڑی اماں اس کی باتیں سن کر تھوڑی افسردہ ہو گئی اور پاس پڑے بیچ پر خاموشی سے بیٹھ گئی۔ اتنے میں چھوٹا سا بچہ پانی لے کر آ گیا بڑی اماں نے اپنا گلا تر کیا اور بے صبری سے بیٹے کی کال کا انتظار کرنے لگیں۔ نہ ہوا چل رہی تھی نہ بادل کا کوئی ٹکڑا آسمان پر دکھائی دے رہا تھا جیسے وقت گزر رہا تھا گرمی کا زور بھی بڑھتا جا رہا تھا ایسے میں ایک لوہے کی چھت بڑی اماں کو کتنا سہ دیتی۔ تقریباً سارے کپڑے تو پسینے سے بھجک چکے تھے لیکن بڑی اماں کو اپنے بیٹے کی کال کا

میں عموماً لوگوں کی جان بڑی مشکل سے بچتی ہے اور ارت بے ہوش بھی نہیں ہوا تھا۔ باتیں بھی سب سے کرتا بلکہ سب سے کہتا کہ میرے لئے دعا کرو میں مرنا نہیں چاہتا۔ یہ بات ہر کسی سے کہتا ہر کوئی جانتا تھا ارت کی حالت دن بدن بگڑتی جا رہی تھی۔ سب سب جہدوں میں گر کر روتے اور ارت کے لئے دعا کرتے۔ ایک ارت کا دوست تھا جو سب کی مخالفت کے باوجود بھی ارت کے ساتھ رہتو رہتا تھا۔

آج ایک ہفتہ گزر چکا تھا ارت کے پاس اس کا دوست بیٹھا تھا۔ ارت کی حالت زیادہ خراب نہیں تھی تو آج سب گھر گئے تھے ارت کو اچانک پیاس محسوس ہوئی ارت نے پانی مانگا اس کے دوست نے اس کو پانی دیا بشکل دو گھونٹ پیئے دوست نے ابھی گلاس رکھا ہی تھا کہ ارت نے ایک مشکل سی لمبی سانس لی۔ دوست نے دوڑ کر پکڑا کیا ہوا کیا ہوا؟ بس اتنی سی بھی بات کہ اس کے بعد سانسیں نہ آ سکیں۔ کسی کا کوئی زور نہ چل سکا۔ سب کو روتا چلاتا چھوڑ گیا۔ کسی کی پکار یہ آج رکھ نہیں آ نکھیں بند کر کے سب کے حال سے خبر ہو گیا وہ نہ اسے اپنی ماں کا خیال نہ اپنی منگیتر کا اپنی بھی سب تکلیفوں سے آزاد ہو گیا۔ دوستوں کی محفلیں ویران کر گیا نہ کسی کے آنسو دیکھے نہ کسی کی فریاد سنی نہ سوچا کہ وہ ماں کیسے جے گی جو دیکھ کر صورت جیا کرتی تھی۔

قارئین کرام جوان بیٹے کی موت ماں کو آدھا مار ڈالتی ہے۔ ارت کی ماں بھی بیٹے کی جدائی میں تڑپ رہی تھی اور دونوں تانی نے رو رو کر برا حال کر دیا تھا۔ ارت کی محبت تانی کو تو گھر سے نکلنے کی اجازت نہ دی وہ تو گھر میں ہی تڑپتی رہی پر تانی نے روز ارت کی قبر پہ جا کے اسے وہ وعدے وہ قسمیں یاد دلائیں جو اس نے بھائی نہیں تھیں لیکن منوں مٹی کے نیچے جاسویا تھا۔ انسان کی کسی کوئی دوسرا انسان بھی پوری نہیں کر سکتا۔ کوئی ارت بھائی جیسا ہو سکتا ہے مگر ارت بھائی نہیں ہو سکتا۔ ارت بھائی تو صرف ایک ہی تھے جو اللہ پاک نے اپنے پاس بلا لئے۔ اللہ پاک انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ دے

انتظار تھا۔ بار بار فون کو دیکھتی جیسے ہی بیل بجی بڑی اماں کی جان میں آگئی بسم اللہ میرے پتر کا فون آ گیا۔ پی سی او میں نے ریسور اٹھایا تو کسی اور کا تھا۔ اس نے بڑی اماں کو بیٹھے کا اشارہ کیا جو کہ بیل کی آواز پر دوڑی چلی آئی تھیں۔ بڑی اماں پھر سے مایوس لوٹ آئیں اور وہاں بیٹھ کر بیٹے کی کال کا انتظار کرنے لگیں۔ بیٹے بیٹھے گھنٹوں بیت گئے بڑی اماں کے چہرے کا رنگ شام کی سیاہی میں بدل گیا تھے پر لیکٹرس اور آنکھوں میں نمی بھر آئی اور دل پر کیا گزر رہی تھی وہ تو ماں ہی جان سکتی ہے۔ پھر جب بڑی اماں کو لیٹین ہو گیا کہ میرا بیٹا بھول گیا ہو گا کہ ماں بھی انتظار کر رہی ہوگی تو اٹھ کر بوجھل قدموں سے گھر کی طرف چلنے لگیں۔ گھر کیا اب وہ رہا تھا اب تو اک مکان بن چکا تھا ویران دیواروں میں خاموشیوں کی چیخ و پکار بڑی اماں کے کان بچاؤ کے رکھ دیتی تھی۔ پہلے تو کتنا بڑا خاندان تھا۔ اپنے زمین دیوروں کی اپنے ہاتھوں شادیاں کیں، دیوانیوں کے سونا ناز خیرے اٹھائے ان کے بچوں کو پالا اور اتنا پیار کیا کہ سارے بچے اپنی ماؤں سے زیادہ بڑی اماں کے ساتھ رہتے اور اپنا بیٹا جتنی دعاؤں، منتوں اور مردوں کے بعد شادی کے تقریباً پندرہ سال بعد پیدا ہوا لیکن تب بھی بڑی اماں کا پیار دوسرے بچوں کے لئے کم نہیں ہوا لیکن بڑے ہو کے سب اپنی اپنی روز چگتے گئے اور وہیں کے ہو کر رہ گئے۔

بڑی اماں نے تو اپنے شوہر کو بھی بہت جلد کھو دیا صرف ایک آخری سہارا اپنا بیٹا تھا جسے باہر ابراؤ جانے کا شوق تھا۔ اس نے ماں سے وعدہ بھی کیا تھا وہ نہیں بھولے گا لوٹ کر ضرور آئے گا لیکن آج پانچ سال گزر چکے ہیں پہلے تو فون پر بات وہ بھی جاتی تھی اب تو تین تین مہینوں کے بعد بھی بڑی اماں کا انتظار انتظار ہی رہتا ہے بیٹے کی آواز سننے کے لئے بڑی اماں ترس گئی تھی۔ بڑی اماں کو سب ایک ہی انتظار تھا وہ ایک بار اپنے بیٹے کو دیکھ لے اسے پیار سے گلے لگا لے پھر چاہے اللہ تعالیٰ اسے اپنے پاس بلا لے مگر بیٹے نے وہاں اپنا گھر بسالیا تھا اب کام سے تو چھٹی مل بھی جاتی مگر بیوی بچوں سے چھٹی

نہیں ملی۔ پیسے کی چمک اور پردیس رنگینیوں میں خود کو ایسا گمن کر لیا کہ اسے خیال بھی نہ رہا اس کی ماں اس کے لئے تڑپ رہی ہے۔

پہلے بڑی اماں دوڑی دوڑی پی سی او کی طرف آتی تھی پھر چھٹی چھٹی آنے لگیں پھر چھڑی پر آنے لگیں لیکن پھر بھی انتظار ہی کرنا پڑا۔ انتظار کی آگ میں جھلستی بڑی اماں کی بیٹے سے ملنے کی امید اب آنسوؤں کی صورت بننے لگی۔ بڑی اماں کی ہمت لوٹ گئی تھی اب تو انہیں اپنی اگلی سانس پہ بھی پھر وس نہیں رہا تھا۔ چھ مہینے گزر چکے تھے اپنے بیٹے سے بات کئے ہوئے بیٹے نے کئی بار فون کیا پر بڑی اماں اب چلنے کے قابل نہیں رہی تھیں لیکن بڑی اماں نے اپنے بیٹے کے لئے کئی بار پیغام بھیجا کہ آ کر کیا بار اپنی ماں سے مل جاؤ وہ جانتی تھی کہ ان کے پاس اب زیادہ وقت نہیں بچا اب تو بڑی اماں اپنے بیٹے کے کپڑے جو وہ جاتے ہوئے چھوڑ گیا تھا، انہیں اپنے پاس رکھ کر چوتھی رہتی اور روتی اور جین بھی کرتی۔ شاید انہیں یقین تھا وہ اپنے بیٹے سے مل نہیں پائیں گی۔ پھر ایسے ہی ہوا اپنے بیٹے سے ملنے کی حسرت دل میں لئے ہی وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملی لیکن آنکھیں ابھی بھی کھلی تھیں، انتظار ابھی بھی ختم نہیں ہوا تھا۔ وہ اماں اپنے بیٹے کو دیکھنے کی حسرت لئے دنیا سے چلی گئی اور وہ بیٹا بھی کتنا بد نصیب ماں کو آخری بار دیکھ بھی نہ پایا۔ وہ ماں جو اپنی اولاد کو اگلی پکڑ کر چلنا سکھاتی ہے وہ جب چلنے لگے تو ماں کا ہاتھ چھوڑ کر کہیں دور چلا جائے تو ماں کتنی تڑپتی ہے یہ تو صرف ماں ہی جان سکتی ہے۔ ماں کو تو اپنے بچوں سے زیادہ عزیز کوئی نہیں ہوتا پھر کیوں بچے کسی اور شے کو ماں سے زیادہ اہم سمجھتے ہیں۔ ایسی اولاد اولاد کہلانے کے لائق ہے وہ صرف کھوٹے سکے ہوتے ہیں جن کی قیمت نہ اس جہاں میں نہ اس جہاں میں ہوتی ہے اور ہاں کھوٹے سکے صرف وہ نہیں جو ماں کو تنہا چھوڑ جاتے ہیں جو ماں باپ کی نافرمانی کرتے ہیں جو ماں کے کسی حکم کی پرواہ ہی نہیں کرتے۔ کھوٹے سکے انہیں بھی کہتے ہیں جن کے لئے ماؤں کو جھوٹ بولنا پڑتا ہے، جن کی وجہ سے ماؤں کو

شرمندہ ہوتا پڑتا ہے۔ مثلاً میں ایک چھوٹی سی مثال دیتی ہوں آج کل بہت سے لڑکے سگریٹ پیتے ہیں جو ماؤں کو پسند نہیں ماں روکتی ہے سمجھاتی ہے کہ بیٹا سگریٹ مت پینا ضرورت پڑے تو ڈاکٹی بھی ہے تب بیٹا ماں کو کہہ بھی دیتا ہے ٹھیک ہے آج کے بعد نہیں پیوں گا لیکن کیا ہوتا ہے پھر گھر سے نکل کر دوستوں کے ساتھ پھر وہی کام شروع ہو جاتا ہے کہ کون سا وہاں ماں دیکھ رہی ہوتی ہے۔ ماں باپ کے فرمان پر تو ڈالو مٹی ہمیں تو اپنے طریقے سے زندگی جینی ہے۔ ماں کو دھوکہ دے رہے ہیں ماں سے جھوٹ بول رہے ہیں کوئی پرواہ نہیں۔ ہم کیوں اتنے لاپرواہ ہیں ہم تو مسلمان ہیں ہم تو ایسے دین کو ماننے والے ہیں جہاں جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔ جہاں ماں سے اونچی آواز میں بات کرنا تو دور ماں کے اسنے اونچی سانس لینا جائز نہیں۔ مسلمان تو وہ ہے جو اپنی ماں کی خدمت کرے اپنے باپ کو راضی رکھے۔ پھر ہم کیسے مسلمان ہیں کتنے گنگار ہیں پھر بھی اپنے گناہوں پر نادم نہیں۔ کیسے چکا میں گے کے ہم اپنی ماں کی محبت کا قرض، کیسے بخشے گا ہمیں اللہ۔ ایک حدیث پاک ہے کہ ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے اپنی ماں کو کندھے پر اٹھا کر آٹھ حج کرائے تو کیا میں نے ماں کے پیار کا حق ادا کیا، کیا میں نے ماں کی ساری عمر کی محبت کا قرض ادا کر دیا؟ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں، تم نے تو ابھی تک اس رات کا بھی قرض ادا نہیں کیا جب تیری ماں نے بسم اللہ کہتے ہوئے تجھے سوتے ہوئے پیار سے ایک طرف سے اپنی دوسری طرف رکھا اور آج کل تو ماں کے پیار کو کوئی سمجھتا ہی نہیں اسے کوئی مانتا ہی نہیں۔ اس بندے نے کوشش تو کی کندھے پر بٹھا کر آٹھ حج تو کرائے آج کل کندھے پر بٹھانا تو دور کی بات ہے بیٹے چار بیٹے بھی ماں پر خرچ نہیں کرتے۔ آخر ماں سے بچا کر وہ کس نیک کام پر اپنے پیسے خرچ کریں گے؟

سنو!

سنو! تم مجھ سے بے وفا کبھی مت ہونا یوں ہی ساتھ ساتھ چلنا جدا کبھی مت ہونا میں تو ششدر ہوں سب با کے کھو دیا تم سے گزارش ہے کہ مجھے کبھی مت کھونا اگر جدائی مقدر ہو چکی ہے اپنا تو جدائی میں یہ اشکوں کے موتی مت کھونا رونا تو شاید ہمارا مقدر بن چکا ہے جاناں! تو سنو جان! میں رولوں گا تم کبھی مت رونا ہمارا تعلق تو نیند سے اب جڑ نہیں سکتا مگر تم اپنی نیندوں سے خفا کبھی مت ہونا سوتے وقت اپنی کھلتی چڑیوں کو سنیا لیا کر ان کو آزاد چھوڑ کر کبھی مت ہونا

غزل

تیری بے پردہ نگاہوں کا نشانہ بن کے خود سے جھگڑا ہوں بہت میں تیرا دیوانہ بن کے مجھے اس طرح سے نہ دیکھ تیری زلفوں کی تم پھر نہ پاؤں گا تجھ سے بیگانہ بن کے نیند آنکھوں کے دریچے سے ہے دور مگر خواب آتے ہیں پھر سونے کا بہانہ کر کے یہ تلاطم تیری الفت کا میرے دل میں تو ہے قہم نہ ہو جائے یہ قصہ فسانہ بن کے اس قدر چاہتا اُسے راس نہ آیا صدا وہ میرے پاس سے گزر گیا بیگانہ بن کے

☆

یہ جہان رنگ و بکھت یہ فضا یہ چاند تار۔ یہ ہزار پردہ داری ترے حسن کے اشار۔

☆ محمد عمر۔ میاں چنول

☆

دولت کی ہوس

تحریر: آمنہ - راویلنڈی

میں نے پیار بھی کیا تو ایک ایسی لڑکی سے جسے مجھ سے نہیں پیسے سے پیار تھا۔ میں خود بھوکا رہ کر اس کی خواہشوں کو پورا کرتا تھا لیکن میں یہ نہ جان پایا کہ وہ پیسے کی خاطر مجھے ہی ٹھکرا دے گی۔ اس نے ایک ہی لمحہ میں مجھے ایسے ٹھکرا دیا جسے میں اس کے سامنے کچھ بھی نہیں ہوں۔ آج بھی سوچتا ہوں کہ کاش وہ میرے سچے پیار کو مجھ پاتی..... ایک دکھ بھری داستان



اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں کسی سے مطابقت سے راضی یا اوارہ ذمہ دار نہ ہوگا

فرحان تھا اس کی ایزی لوڈ کی دکان تھی، ایک دن نہیں فرحان کی شاپ یہ بیٹھا ہوا تھا ماریہ ایزی لوڈ کے لئے آئی، چلی گئی میں اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔ وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی میں نے فرحان سے ماریہ کا نمبر لے لیا۔

شام کو میں نے ماریہ کو کال کی اور اسے اپنے بارے میں سب کچھ سچ بتا دیا اور کہہ دیا میں آپ سے دوستی کرنا چاہتا ہوں اس نے جواب دیا میں دوستی کر لوں گی لیکن میری ایک شرط ہے۔ بولو کیا شرط ہے میری شرط یہ ہے کہ ہم دونوں کی دوستی تو ہوگی لیکن اس سے زیادہ آگے کی توقع کبھی مت کرنا۔ مجھے تمہاری شرط منظور ہے۔ اس طرح ہماری دوستی ہو گئی۔ ماریہ نے مجھے اپنے بارے میں بتایا کہ عمران میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں اس کا اس طرح کہہ دینا مجھے دکھ بہت ہوا لیکن دلوں کے معاملات میں زبردستی تو نہیں کی جاسکتی۔ ہماری ہر روز فون پر بات ہوتی میں نے ماریہ کو ملاقات کے لئے کہا وہ مان گئی تم میرے کالج آ جانا اور ٹائم اس نے مجھے بتا دیا میں جب اس کے کالج گیا اس نے خوش ہونے کی بجائے پہلا سوال مجھ سے یہ کیا۔ اپنی گاڑی میں آئے ہو

رابطہ ٹوٹ چکا ہے تو یہ صدائیں کیسی اب جو ملنا ہی نہیں تو وفا نہیں کیسی اپنی یاد میں اور وہ آنسو واپس لے لو نہیں کوئی جرم میرا تو یہ سزائیں کیسی

قارئین! ہمیشہ ایسا کیوں ہوتا ہے ازل سے دولت بیت جاتی ہے اور پیار ہار جاتا ہے۔ اس دولت کی وجہ سے انسان کتنا بدل جاتا ہے۔ رشتوں کی پہچان بھول جاتا ہے، سچے پیار کی کوئی اہمیت ہی نہیں رہی۔ ہم لوگ دولت کی ہوس میں اتنے پاگل کیوں ہو گئے ہیں۔ سچا پیار کرنے والوں کو ہمیشہ لئے کھودیتے ہیں۔ آج میں جو کہانی بیان کرنے جا رہی ہوں میرے کزن کی کہانی ہے۔ آئیے اس کی زبانی سنتے ہیں۔

میرا نام عمران ہے میرے دو بھائی اور ایک بہن ہے۔ میں سب سے بڑا ہوں۔ یہ ان دنوں کی بات ہے اب میں بی اے کا سٹوڈنٹ تھا۔ ہمارے گھر سے ایک کچی گھوڑ کر ماریہ کا گھر تھا۔ ماریہ کو جب میں نے پہلی بار گلی میں دیکھا وہ مجھے بہت پسند آئی لیکن مسئلہ یہ تھا کہ ماریہ اظہار کیسے کیا جائے۔ میرا ایک دھت جس کا نام

کیا میں نے جواب دیا نہیں لوکل آیا۔ اس نامم میرے پاس گاڑی نہیں تھی میں تم سے ملنے آ گیا۔ کیا یہی کافی نہیں ہے کیا دیکھو آ تو گیا ناں وہ بات نہیں ہے دراصل میری جتنی بھی فرینڈز ہیں کافی امیر ہیں اور ان کے گھر بھی اس لئے کہہ دیا حقیقت میں مجھے اس کی باتیں بری لگ رہی تھیں وہ دولت کو زیادہ اہمیت دے رہی تھی۔ دیکھو ماریہ میرے پاس گاڑی نہیں تو کیا ہوا جلد ہی ایسا ہو جائے گا۔ ہم دونوں کینٹین چلے گئے کچھ دیر باتیں ہوتی رہیں میں پھر واپس آ گیا اس طرح ہماری فون پر باتیں ہوتی رہیں کبھی کبھی ملاقات ہو جاتی تھی۔

ایک رات ماریہ کی کال آئی وہ بہت پریشان تھی رو رہی تھی میں بھی بہت پریشان ہو گیا۔ ماریہ کیا ہوا ہے کیوں رو رہی ہو کچھ بتاؤ تم کیا کر سکتے ہو میرے لئے تم مجھے مسئلہ بتاؤ بات دراصل یہ ہے۔ عمران مجھے جس سے پیار تھا وہ بہت گھٹیا نکلا۔ میری تصویریں اس کے پاس ہیں ہم دونوں کی اکٹھی تصویریں ہیں وہ مجھے بلک میل کر رہا ہے اس نے کہا ہے مجھے پندرہ ہزار روپے دے دو اور اپنی تصویریں لے جاؤ اگر تم نے پیسے نہ دیئے میں تمہیں بدنام کر دوں گا تمہیں تو یہ بتی ہے کہ اگر میری تصویریں پاپا کو مل گئیں تو میرا کیا حال کریں گے مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔ ماریہ تم پریشان نہ ہو۔ عمران میں پریشان کیسے نہ ہوں تم ہی سوچو میں اتنے پیسے کہاں سے لاؤں گی۔ کون میری مدد کرے گا۔ میں تمہاری مدد کروں گا اب رونا بند کرو کل پیسے تمہیں مل جائیں گے۔ عمران تم میرا مشکل میں ساتھ دے رہے ہو میں تمہارا یہ احسان کبھی نہیں بھول سکتی۔ ماریہ اپنوں پہ کوئی احسان نہیں ہوتا اب پریشان مت ہونا میں کل تمہارے کالج آ جاؤں گا اور تمہیں پیسے دے دوں گا۔ میں نے ماریہ کو بہت تسلی دی ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں پھر فون بند ہو گیا۔

میں اور زیادہ پریشان ہو گیا میں اتنے پیسوں کا بندوبست کیسے کروں گا میں نے ایک دوست کو کال کی اور اسے کہا کہ مجھے پیسے ایمر جنسی چاہئے اس نے کہا ٹھیک ہے میں دے دوں گا۔ میں نے کچھ پیسے ماما سے لئے اور کچھ

دوست سے پھر جا کے پندرہ ہزار روپے میں ماریہ کے کالج چلا گیا۔ میری اور ماریہ کی ملاقات ہوئی اس نے پیسے دیئے اور کہا اس کیسے کو جا کر دے دینا اور جس چیز کی بھی ضرورت ہو مجھے کہہ دیا کرو شکر ہے عمران۔ اس میں شکر ہے کی کیا بات ہے یہ میرا فرض تھا کیونکہ میں تمہیں پریشان نہیں دیکھ سکتا۔ ہماری مختصر سی ملاقات ہوئی پاپا نے مجھے ضروری کام کہا ہوا تھا وہاں جلدی جانا تھا اس لئے میں جلدی واپس آ گیا۔ ہماری روزی فون پر بات ہوئی رہی۔ ایک دن میں نے ماریہ کو کال کی اور پیار کا اظہار کر دیا۔ عمران میں نے پہلے دن بھی تمہیں کہا تھا ہم دونوں کی دوستی ہمیشہ رہے گی۔ اس سے آگے کی توقع مت کرنا۔ ماریہ میں دل کے معاملے میں بہت مجبور ہوں میں نہیں رہ سکتا تمہارے بغیر ماریہ مجھ پہ یقین کرو میں ہمیشہ تمہارا ساتھ دوں گا۔ عمران مجھے اس پیار سے بہت ڈر لگتا ہے تم جانتے بھی ہو جو کچھ پہلے میرے ساتھ ہو چکا ہے ہاں جانتا ہوں لیکن وہ ایک گھٹیا انسان تھا میں اس کی طرح نہیں ہوں۔ ہماری بہت ساری باتیں ہوئیں ماریہ نے سوچنے کے لئے کچھ وقت مانگا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے تم اچھی طرح سوچ لو۔

پانچ دن کے بعد ماریہ نے اظہار کر دیا جس دن ماریہ نے اظہار کیا میں اس دن بہت خوش تھا اپنے آپ کو خوش قسمت انسان تصور کر رہا تھا۔ ماریہ نے ایک دن مجھے کال کی بہت پریشان لگ رہی تھی میں نے پریشانی کی وجہ پوچھی اس نے یوں بتایا۔ عمران مجھے کچھ پیسوں کی ضرورت ہے میری فرینڈ کی شادی ہے میں نے شاپنگ کرنی ہے۔ کتنے پیسے چاہئیں تمہیں۔ مجھے سات ہزار۔ میں نے بڑی مشکل سے اسے پیسے دیئے اکٹھے کر کے دیتے پاپا نے میری بہت بے عزتی کی تم اتنے پیسوں کا کرتے کیا ہو۔ اپنا ڈریس دیکھو کتنے سال پرانا ہے یہ اور شو ڈیکھے ہیں تم نے مجھے سمجھ نہیں آتی تم پیسوں کا کرتے کیا ہو۔ پاپا میں نے شاپنگ کرنی تھی اس لئے میں نے اس کے لئے پاپا سے بھجوت بولا۔ ایسا کئی بار ہوا ماریہ کو جب بھی پیسوں کی ضرورت ہوتی وہ مجھ سے مانگ لیتی۔ کبھی پندرہ ہزار اور کبھی دس ہزار۔ مجھے یونیورسٹی کے

لئے جو بھی پاکٹ منی ملتی وہ میں ساری ماریہ کو دے دیتا میں بہت مشکل سے گزارا کرتا۔ یہی سوچتا کہ میری ماریہ مشکل میں نہ ہو ایسا بھی وقت آ جاتا میرے پاس فیس کے بھی پیسے نہ ہوتے لیکن ماریہ کو ان چیزوں کا احساس نہیں تھا بس اسے ہر وقت اپنی ہی فکر رہتی بس کسی طرح اس کی خواہش پوری ہو جائے۔

میں پڑھائی سے فارغ ہو چکا تھا جاب کی تلاش میں تھا۔ پاپا نے مجھے بلایا اور کہا۔ بیٹا تم بیرون ملک چلے جاؤ میری دوست سے بات ہوئی ہے۔ پاپا میں آپ سب سے دور نہیں جانا چاہتا۔ بیٹا بہت اچھی جاب ہے تم کیوں نہیں سمجھ رہے۔ ماما پلیز آپ ہی پاپا کو سمجھائیں میں نہیں جانا چاہتا۔ بیٹا جیسا تم چاہو گے ویسا ہی ہوگا۔ ماما نے مجھے کہا۔ میں ماریہ سے دور نہیں جانا چاہتا تھا۔ جب تک اسے دیکھ نہ لوں دل کو سکون ہی نہیں ملتا تھا۔ وقت گزرتا چلا گیا ہماری محبت کو پانچ سال کا عرصہ گزر گیا۔ میں جب بھی ماریہ سے ذکر کرتا بتاؤ کب اپنے والدین کو تمہارے گھر بھیجوں رشتے کے لئے۔ وہ میری اس بات کو نال دیتی۔ عمران تمہارے پاس جاب بھی نہیں ہے ہم کیسے گزارا کریں گے۔ ماریہ جاب ڈھونڈ تو رہا ہوں جلدی مل جائے گی۔ پاپا چاہتے ہیں میں بیرون ملک چلا جاؤں میں تم سے دور نہیں جانا چاہتا۔ بس میں کل اپنے والدین کو تمہارے گھر بھیج رہا ہوں تاکہ تم ہمیشہ کے لئے میری ہو جاؤ اگر مجھے کوئی جاب نہ ملے میں بیرون ملک چلا جاؤں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ ہماری مشکل ہو جائے تم میری ہو جاؤ اوکے پھر بات ہوگی۔ ماریہ نے فون بند کر دیا۔ پتہ نہیں کیوں وہ مجھے بدلی بدلی ہی لگ رہی تھی جس طرح پہلے وہ پیار سے بات کرتی تھی اب اس کا لہجہ ایسا نہیں رہا تھا۔

میں نے ماما پاپا سے بات کی اور کہا۔ مجھے نہیں پتہ بس آپ کل جائیں گے ماریہ کے گھر۔ میرے والدین راضی ہو گئے اور ماما نے کہا۔ بیٹا ہم کل ضرور جائیں گے ماریہ کے رشتے کی بات کرنے کے لئے۔ میں بہت خوش ہوا ماما میرا بہت ساتھ دے رہی تھیں۔ دوسرے دن ماما پاپا

دولت کی ہوس

ماریہ کے گھر چلے گئے۔ میں نے ماریہ کو کال کی تو اس کا نمبر آف تھا میں ماما پاپا کا بے چینی سے انتظار کرنے لگا۔ جیسے ہی ماما پاپا آئے میں نے پوچھا کیا بنا ماما۔ تو ماما نے جواب دیا بیٹا ان لوگوں نے سوچنے کے لئے کچھ وقت مانگا ہے۔ مجھے ایک بینک میں جاب مل گئی میں نے ماریہ کو کال کی اور خوشی سے بتایا مجھے جاب مل گئی ہے اس نے خوش ہونے کی بجائے یہ سوال کیا۔ عمران خواہ کتنی ہے۔ جب میں نے بتایا مجھے اتنے پیسے مل رہے ہیں اس کا موڈ خراب ہو گیا۔ یہ بہت کم ہیں کیسے گزارا ہوگا اور تمہیں تو پتہ ہے میری جو خواہشات ہیں وہ کیسے پوری ہوں گی۔ میں ایک پارٹی میں جا رہی ہوں وہاں مجھے بار بار کال کر کے ڈسٹرب مت کرنا اوکے بائے۔ میں نے دل میں سوچا ماریہ کیوں کرتی ہو ایسا پتہ نہیں اسے کیا ہو گیا تھا ہر وقت زیادہ پیسوں کے خواب دیکھنا اس کی عادت تھی میری تو اسے کوئی قدر ہی نہیں۔ میں ہی پاگل ہوں جو اسے پیار کرتا ہوں۔ میں جب بھی ماریہ کو کال کرتا وہ رسیو نہ کرتی وہ بہت بدل گئی تھی۔

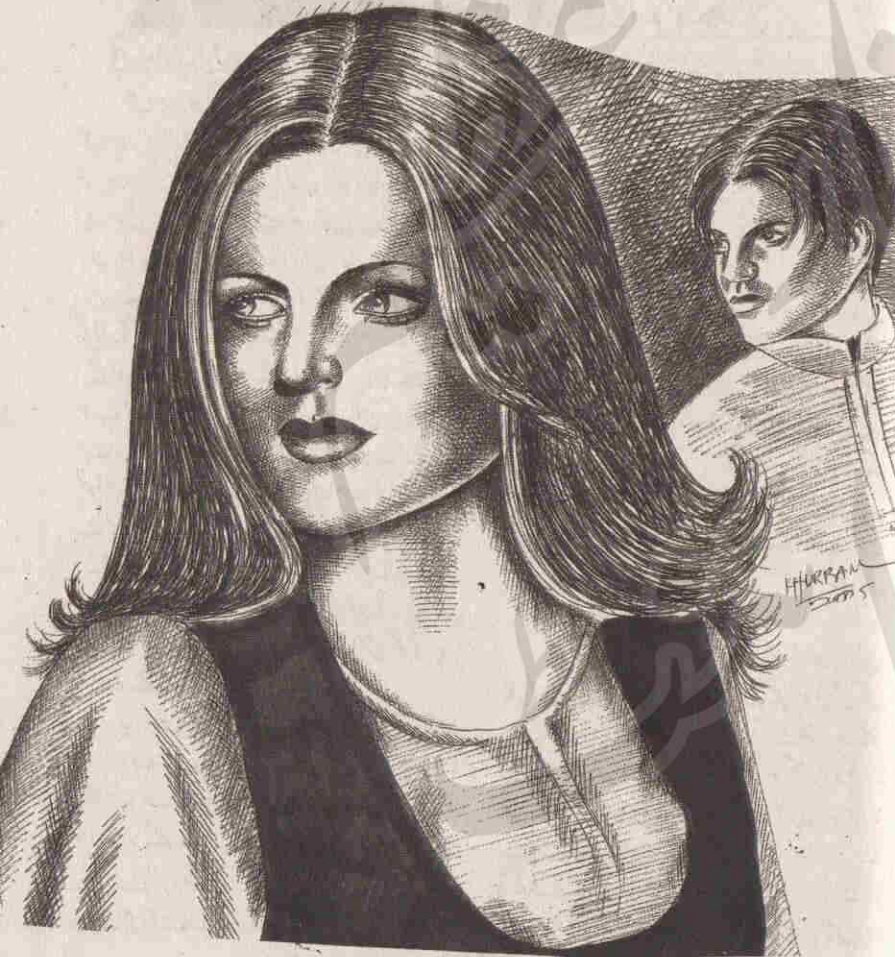
ایک دن گیارہ کا نام ہوگا ماریہ نے مجھے کال کی کیا بات ہے اب تم مجھ سے بات کیوں نہیں کرتی۔ عمران آج شام کو میرا نکاح ہے۔ تم مجھے ابھی بتا رہی ہو اس نامم میں کیا کر سکتا ہوں تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ مجھے تو آج پتہ چلا ہے عمران۔ تم جھوٹ بول رہی ہو تم جھوٹی ہو۔ ہاں میں جھوٹی ہوں میں اس لئے شادی کرنا چاہتی ہوں اس سے وہ بہت امیر ہے پیسے والا ہے اور میری زندگی کی ہر خواہش پوری کر سکتا ہے۔ تمہارے پاس ہے ہی کیا مجھے بھول جانا۔ اس نے فون بند کر دیا۔ میں نے اس کے لئے کیا کیا نہیں کیا اور اس نے دولت کی خاطر مجھے ٹھکرا دیا میرا دل توڑ دیا اس بے وفائے۔

کون کسی کو دل میں جگہ دیتا ہے درخت بھی سوکھے ہوئے پتے گرا دیتا ہے واقف ہیں ہونا کے رواجوں سے دل بھر جائے تو ہر کوئی بھلا دیتا ہے اس بے وفائے شادی کر لی اور میں بیرون ملک چلا

بے وفائی کا انجام

تحریر: جبرائیل آفریدی - ناصر آباد

میں اسے شدت سے چاہنے لگی تھی، وہ بھی مجھے چاہتا تھا لیکن وہ میرا بن نہ سکا۔ کسی اور جگہ اس کی شادی ہو گئی۔ میں اسے بھول جانا چاہتی تھی لیکن بھول نہ پائی۔ کاش میں اس کے لئے بددعا نہ کرتی تو آج وہ زندہ ہوتا اور میں اسے دیکھ کر آنکھوں کی پیاس تو بجھالیا کرتی..... ایک دروہری داستان



غزل

صرف میں ہی تمام سکوں ہاتھ اُس کا
مجھ پر اتنی سی عنایت سی کر دے
وہ رہ نہ پائے اک پل بھی میرے بنا
اے خدا تو اُس کا میری عادت سی کر دے
اتنا ٹوٹ کے چاہوں میں اُس کو
کہ میری چاہت کو اس کی عبادت سی کر دے
کوئی نہ چھو سکے اپنی خیالات میں بھی اُس کو
ہر ایک کے ذہن میں اس کی حفاظت سی کر دے
بند آنکھ میں بھی دیکھ پاؤں اُس کو
میری نظر کو اسی اجازت سی کر دے
رکھوں گا خیال اُس کا عمر بھر کے لئے
اپنے آپ کو وہ میری امانت سی کر دے
☆..... رئیس صدام حسین ساحل - مٹی خان ہیلہ

غزل

ذکر شب فراق سے وحشت اسے بھی تھی
میری طرح کسی سے محبت اسے بھی تھی
مجھ کو بھی شوق تھا نئے چہروں کی دید کا
رستہ بدل کے چلنا اس کی عادت بھی تھی
اس رات دیر تک رہا وہ مجھ کو منتگلو
مصروف میں بھی کم تھا فراغت اسے بھی تھی
مجھ سے چمڑے کے شہر میں گھل گیا وہ شخص
حالانکہ شہر بھر سے عداوت اسے بھی تھی
وہ مجھ سے بڑھ کر ضبط کا عادی تھا جی گیا
ورنہ ہر اک سانس قیامت اسے بھی تھی
سنتا تھا وہ بھی سب سے پرانی کہانیاں
شاید رفاقتوں کی ضرورت اسے بھی تھی
تہا ہوا سفر میں تو مجھ پر کھلا پھیل
سائے سے پیار دھوپ سے نفرت اسے بھی تھی
حسن میں اس سے کہہ نہ سکا یوں بھی
درغوش ایک تازہ - مصیبت اسے بھی تھی

☆..... محمد عمر لاشاری تہا - جعفر آباد

گیا۔ چار سال کے بعد پاکستان واپس آیا آج میرے پاس اتنا سب کچھ ہے جس کی وہ خواہش کرتی تھی۔ مجھے دکھ صرف اس بات کا ہے میں نے اسے بہت چاہا اس نے جب بھی کسی چیز کی خواہش کی میں نے پوری کی۔ خود مشکل میں رہ کر اسے خوش رکھنے کی کوشش کرتا رہا۔ پہلے دن سے ہی اسے دولت کی جوس تھی آج بھی اس وقت کا انتظار کر رہا ہوں وہ ایک بار آ کر کہہ دے عمران تمہارا پیار سچا ہے میں غلط بھی کاش ایسا دن آئے کاش!

قارئین! یہ بھی میرے کزن کی داستان میں سوچتی ہوں انسان اتنا خود غرض کیوں ہے خود غرضی کی وجہ سے چاہنے والوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ کاش! یہ امیری غریبی کا فرق نہ ہوتا آج کوئی چاہنے والا نہ ٹھکرایا جاتا۔ قارئین! دولت سے انسان سب کچھ خرید سکتا ہے لیکن سکون نہیں سچا پیار نہیں اسے رشتوں کی قدر کیجئے پیار بانٹنے اور کبھی کسی کا دل نہ توڑو محبتیں بانٹنے اور محبتیں پاکیں۔ اگر آپ کسی کو سکھ نہیں دے سکتے تو دکھ بھی نہ دو زندگی بہت مختصر ہے اسے پیار و محبت سے گزاریں۔ قارئین! آپ کو میری کہانی کیسی لگی اپنی آراء سے ضرور آگاہ کیجئے گا۔

کہیں ملے تو اسے یہ کہنا
میں سارے ارمان جلا چکا ہوں
جو شعلے بھڑکے تھے خواہشوں کے
وہ آنسوؤں سے بجھا چکا ہوں
کہیں ملے تو اسے یہ کہنا
کہ چاک دامن کو سی رہا ہوں
بڑی ہی مشکل سے جی رہا ہوں
دیا جو نفرت کا زہر تو نے
سمجھ کر امرت میں پی رہا ہوں
کہیں ملے تو اسے یہ کہنا
وہ جذبے میرے پکل گیا ہے
جفا کے سانچے میں ڈھل گیا ہے
نہ بدلے موسم بھی اتنی جلدی
وہ جتنی جلدی بدل گیا ہے

□



اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں کسی سے مطابقت سے راضی یا اوارہ و مدار نہ ہوگا

میں پیدا ہوئی تو گھر میں شادیانے بج گئے کیونکہ میں چار بھائیوں کے بعد آئی تھی۔ امی ابو کو بیٹی کی شدید خواہش تھی میرا نام چاندنی رکھا گیا۔ میرا وجود ایک خوشی کی علامت تھا جیسے گھر میں سب کی جگہ میں جان ہو۔ بھائی اسکول جانا نہیں چاہتے تھے ایک دوسرے سے لڑتے کہ چاندنی کو پہلے میں گود میں لوں گا اور آفس سے ابواتے میں ان کو آرام سے بیٹھنے نہ دیتی اور باہر جانے کے لئے روتی چاہے ابو جتنے تھکے ہوتے فوراً مجھے باہر لے جاتے۔ یوں ان کی بے پناہ محبت کے سایہ میں بڑی ہو گئی۔ اس چاہت نے مجھے تھوڑا سا مغرور کر دیا تھا۔ میں ہم جماعت لڑکیوں کو خود سے کم تر سمجھتی تھی میں کسی سے دوستی نہ کرتی خود میں مگن رہنے والی لڑکی تھی۔ دن یونہی پر لگا کر اڑتے رہے میں اب جوان ہو چکی تھی لیکن گھروالوں کی توجہ اور پیار میں اب بھی کمی نہ آئی تھی وہ میری ہر فرمائش خوشی پورا کرتے تھے۔

یہ وہ دن تھے جب میں نے میزک پاس کیا تھا ابو نے میرے پاس ہونے کی خوشی میں ایک پارٹی کا انتظام کیا تھا۔ اس پارٹی میں ابو نے خاندان والوں کے علاوہ چند محلے کے ایسے گھرانوں کو بھی مدعو کیا تھا جن سے پرانے مراسم تھے۔ اس پارٹی میں بھائی کے چند دوست بھی آئے تھے ان میں ایک لڑکا مسلسل مجھے دیکھ

رہا تھا مجھے اچھا نہیں لگ رہا تھا مگر کیا کرتی ہمارا مہمان تھا اسے کیا کہنی۔ پارٹی ختم ہونے کے بعد میں اپنی ایک سہیلی سے پوچھا کہ لڑکا کون ہے مگر انہیں کچھ معلوم نہ تھا۔ اگلے دن ابو نے کہا چاندنی بیٹی کون سے کالج میں داخلہ لینا چاہتی ہو میں نے جواب دیا ابو میں آگے بڑھنا نہیں چاہتی۔ ابو نے سمجھانے کی کوشش کی تم ہماری اگلی بیٹی ہو آگے نہیں بڑھو گی تو کیا کرو گی میری خواہش ہے کہ تم آگے بڑھو۔ لیکن میری خواہش نہیں ہے۔ ابو میں گھر پر رہ کر امی کا ہاتھ بنا چاہتی ہوں۔ امی نے میری حمایت کر دی کہا چھوڑ دو ناں اگر بیٹی آگے بڑھنا نہیں چاہتی ہے تو نہ بڑھے ہم نے کون سی نوکری گرائی ہے۔ اللہ کا دیا سب کچھ تو ہے۔ ہماری زندگی میں ہر طرح کی خوشی اور سکون تھا لیکن ہماری قسمت میں کچھ اور تھا۔

ایک دن جبکہ صبح آفس گئے تھے ابو اور بھائی اپنے کالج وغیرہ گئے تھے امی اپنے کمرے میں سوئی تھی بھی دروازے پر دستک ہوئی۔ میں نے گیٹ کھولا سامنے وہی لڑکا کھڑا تھا جو اس پارٹی میں مجھے گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔ مجھے دیکھ کر اس کی آنکھیں جپکے لگیں۔ سلام دعا کے بعد میں نے پوچھا جی کس سے ملنا ہے۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا جی میں آپ کے بھائی سے ملنے آیا ہوں میرا نام سیر ہے۔ میں نے کہا بھائی گھر پر نہیں ہیں

آجائیں گے تو بتا دوں گی۔ یہ کہہ کر میں نے گیٹ بند کر دیا۔ شام کو اسد بھائی آئے تو میں نے بتا دیا کہ تمہارا دوست سیر آیا تھا۔ دوسرے دن وہ پھر گیٹ پر آیا کھڑا ہوا مجھے دیکھتے ہی سلام کیا اور بھائی کے بارے میں پوچھا مجھے اس کا دوبارہ آنا اچھا نہیں لگا اس لئے میں نے اسے کہہ دیا۔ سیر صاحب بھائی گھر میں نہیں ہیں اور وہ شام کو آتے ہیں اور میں نے گیٹ بند کر دیا۔ کافی دن تک وہ نہ آیا میں بھی بھائی سے ملاقات ہو گئی ہوگی لیکن میں یہ نہیں جانتی تھی کہ وہ یہاں کس مقصد سے آتا ہے۔

اس دن جب میں کام سے فارغ ہو گئی تو جا کے ٹی وی دیکھنے بیٹھ گئی اسی دوران فون کی گھنٹی بجی میں نے فون اٹھایا دوسری طرف سے آواز آئی۔ شکر ہے آج فون تم نے اٹھایا میں سیر بول رہا ہوں مگر بھائی گھر پر نہیں ہے میں نے جواب دیا۔ کوئی بات نہیں میں نے تھوڑی فون تمہارے بھائی کے لئے کیا ہے میں تو تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ کیا کام ہے تمہارا میں تم سے بات نہیں کرنا چاہتی اور اگر تم نے دوبارہ مجھ سے بات کرنے کی کوشش کی تو میں بھائی کو بتا دوں گی۔ نہیں چاندنی مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے میں تمہارے بغیر اداس رہتا ہوں ایسا غضب مت کرنا ورنہ میں جان دے دوں گا۔ چاندنی سمجھنے کی کوشش کرو میں واقعی تم پر نڈا ہو گیا ہوں۔ پارٹی والے دن آپ کو دیکھ کر میں اپنا دل تم پر بار بیٹھا ہوں چاندنی آئی لو یو۔ یہ باتیں سیر نے ایک ہی سانس میں کہہ ڈالیں۔ میرا تو دماغ شاکیں شائیں کرنے لگا اور فون بند کر دیا۔ کچھ دنوں کے بعد ان کی نوکرائی آئی اور میں کمرے میں اکیلی بیٹھی تھی۔ وہ کوئی شے مانگنے کے بہانے آئی تھی مجھے باتوں میں لگا لیا باتوں باتوں میں بتایا کہ چاندنی بی بی سیر ہسپتال میں ہے کیونکہ اس نے زہر کھایا ہے تم نے اس سے بات نہیں کی اور اس نے تم سے اپنی محبت کا اظہار کیا مگر تم نے کوئی جواب نہ دیا اس کا دل توڑا۔ یہ سن کر میرے تو اداسان خطا ہو گئے ایسا تو میں سوچ بھی

بے وفائی کا انجام

جواب عرض

121

J

Bewafai Ka Anjam

120

J

جواب عرض

چند لمحے محبت کے

تحریر: ڈاکٹر شازیہ منہاس - ملتان

ایک ایسی لڑکی کی کہانی جسے پیار کی راہوں میں ڈال کر کوئی چھڑ گیا۔ اس کی بہار بنی زندگی خزاؤں کا روپ اختیار کرتی جانے لگی، مسکرائشیں آنسوؤں میں بدلتی جانے لگیں اور وہ دھیرے دھیرے موت کے قریب پہنچنے لگی۔ اس کی آنکھوں میں آج بھی محبوب کا انتظار ہے۔ وہ آج بھی اس کی راہیں دیکھ رہی ہے کہ شاید وہ اسے اپنانے کے لئے آجائے..... ایک غمزہ کہانی



اس کی موت پر رنجیدہ ہی ہو کر رہ گئی۔
قارئین کہتے ہیں کہ برے وقت میں صبر کرنا چاہئے اگر کوئی آپ کے ساتھ زیادتی کرے دھوکا دے تو اپنے رب سے مدد مانگی چاہئے۔ سو چاندنی نے اپنے خدا سے مدد مانگی اور خدا نے سمیر سے شازی کے ساتھ بے وفائی کا انجام بڑے ہی اچھے طریقے سے لیا۔

غزل

رنج دنیا کہ اٹھائے ہیں تمہاری خاطر
داغ سینے کے جلائے ہیں تمہاری خاطر
وہ ستارے کسی دامن کی جو زینت نہ بنے
ہم نے پلکوں پہ سجائے ہیں تمہاری خاطر
یہ ایل بات کہ منزل نہ ملی ہم کو مگر
راہنڈر چھان کے آئے ہیں تمہاری خاطر
ہم نے دیکھا ہی نہیں پیار کا لمحہ کوئی
عمر بھر ظلم اٹھائے ہیں تمہاری خاطر
وہ نشان جو نئی منزل کا پتہ دیتے ہیں
جان جاں ڈھونڈ کے لائے ہیں تمہاری خاطر
اپنے شعروں میں زمانے کے لئے ہم نے ظہیر
سینکڑوں درد چھپائے ہیں تمہاری خاطر
☆..... ظہیر احمد ظہیر

غزل

بے وفاؤں سے دل لگانا مجھے اچھا نہیں لگتا
ہر ایک بات پر کرنا بہانہ مجھے اچھا نہیں لگتا
پہلے تو کہہ کر اپنا دل جیت لینا اس کا
پھر کہہ کر بیگانہ مجھے اچھا نہیں لگتا
وعدہ کر کے جانا کہ میں واپس آؤں گا
بعد جانے کے واپس نہ آنا مجھے اچھا نہیں لگتا
یہ دنیا دیکھ سکتی نہیں دو دوستوں کو
اس پہلے تو کہتی یہ زمانہ مجھے اچھا نہیں لگتا
☆ مکان - کنگن پور

کے بہانے بچن کی طرف جا رہی تھی کہ ابو کے ہاتھیں کرنے کی آواز آئی وہ کہہ رہے تھے سمیر کی شادی ہو رہی ہے اپنی منگیتر سے جو اس کے چچا کی بیٹی ہے اور یہ لوگ گاؤں میں رہتے ہیں اس کی تاریخ مقرر ہو گئی۔ یہ سن کر مجھے اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا کیونکہ سمیر کی بارہجھ سے تنہائی میں بھی ملا تھا۔ اس نے مجھ سے شادی کی قسم کھائی تھی اور کہا تھا کہ چاندنی اگر تم نے میرے سوا کسی اور سے شادی کی تو میں زہر کھا کر خود کو ختم کر دوں گا۔ یہ سب سن کر میں بمشکل اپنے کمرے تک پہنچی تھی۔ میرا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا تھا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے پھر بھی دل اس بات پر تسلیم کرنے پر تیار نہ تھا ساری رات میں نے انگاروں پر لوٹ کر گزار دی تھی رات کے کون سے پہر میری آنکھ لگ گئی جب صبح اٹھی تو میرا سب کچھ برباد ہو چکا تھا ہمارے گھر سمیر کی شادی کا کارڈ آیا ہوا تھا۔

بے اختیار دل رو دیا اور سمیر کو بددعا میں دیں کہ سمیر تم نے کیوں مجھے دھوکا دیا جب پہلے سے تمہاری منگنی اپنے کزن سے ہو چکی تھی پھر مجھ سے کیوں محبت کا ٹانک رچایا مجھ سے وعدے قسمیں کر کے کیوں میرا دل توڑا کیا دشمنی تھی مجھ سے تمہاری۔ تم نے مجھ جیسی سادہ لڑکی کا دل توڑا خدا کرے تمہیں سہرا باندھنا بھی نصیب نہ ہو۔ اس طرح روتے روتے نہ جانے کب میری آنکھ لگ گئی تھی جب ابھی تو میرے اور ہمارے نوکرائی کے سوا باقی سب لوگ سمیر کی شادی پر گئے ہوئے تھے۔ اب میں خود کو مصروف رکھنے کی کوشش کرتی تھی تاکہ سمیر کی یادوں کے وار سے محفوظ رہوں کیونکہ بار بار میرے دل میں ایک ٹیس سی اٹھتی تھی اور میں اس درد کو سہہ نہیں پارہی تھی۔ اس طرح دن گزرتے رہے سمیر کی شادی کو تین مہینے ہوئے تھے۔

اچانک محلے میں شور کی آواز سنی یہ آوازیں سمیر کے گھر سے آ رہی تھیں پھر پڑوں ہمارے گھر آئی کہ سمیر مر گیا ہے۔ اسی بھی اس عورت کے ساتھ سمیر کے گھر گئی کچھ دیر بعد میری سہیلی فرح نے مجھے سارا قصہ سنایا میں



اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں کسی سے مطابقت سے اثر یا ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا

محبت کیا ہے؟ کیا دو دلوں کے ملن کا نام محبت ہے یا دو دلوں کے ملاپ کا نام محبت ہے یا پھر ملن کے بعد جدائی کا نام محبت ہے؟ محبت بظاہر ایک لفظ ہے لیکن اپنے اندر کتنی گہرائی لئے ہوئے ہے۔ لڑکی میں ملن بھی ہے، جدائی بھی، آنسو بھی ہیں، رسوائی بھی ہے۔ ان سب کا حاصل کیا ہے سوائے دکھ کے؟ یہ کہانی بھی ایک ایسی ہی لڑکی کی ہے جو محبت میں سارے دکھ سہہ گئی لیکن اپنی محبت پر اصرار نہیں آنے دیا۔

بس دو چار روز تک ہیں یہ خوابوں کے سلسلے پھر عمر بھر رہیں گے عذابوں کے سلسلے ایسا ہی اس کہانی میں سدرہ کے ساتھ ہوا اس نے چند کھوں کی محبت کو ساری زندگی کا روگ بنالیا۔ محبت کی دیوی سرودہ پر بھی پھرانے پھرتی تھی لیکن تقدیر کو یہ سب ناگوار گزرا اس نے اسے چند کھوں کی محبت کی پاداش میں عمر بھر کا روگ لگا دیا اور روگ بھی ایسا جو جان لے لے۔

سدرہ دو بھائیوں کی اکلوتی تھی۔ کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق ہے، سانولی رنگت موٹی موٹی آنکھیں جو چیز اسے پرکشش بنا رہی تھی وہ تھے اس کے لیے بے بال۔ اکلوتی اور سب سے چھوٹی ہونے کی وجہ سے گھر بھر کی آنکھوں کا تارہ بھی یہی وجہ تھی کہ گھر والے اس کی ہر خواہش کو پورا کرنا اپنا اولین فرض سمجھتے تھے ایسا نہیں تھا۔

صرف اسے دیکھا ہی نہیں بلکہ اس کی طرف ایک کاغذ بھی پھینکا جسے دیکھ کر سدرہ کی دھڑکنیں بے ترتیب ہو گئیں۔ اس نے فوراً وہ کاغذ اٹھایا اور بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں آگئی اور دروازہ لاک کر کے کافی دیر بیٹھی اپنی دھڑکنوں کو ترتیب دیتی رہی۔ جیسے ہی اس کے دل کی دھڑکنیں ختم ہونے لگیں اس نے ڈرتے ڈرتے کاغذ کھولا جس پر یہ تحریر درج تھی۔

آداب! میں زیادہ بات نہیں کروں گا صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جس دن سے میں نے تمہیں دیکھا ہے اس دن سے میری آنکھوں نے تمہارے خواب دیکھنا شروع کر دیئے ہیں۔ میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں، میں نے بہت کوشش کی تھی کہ تم سے مل سکوں لیکن تم نے آج ہمت کر کے لکھ رہا ہوں اگر تمہیں بھی مجھ سے محبت ہو تو مجھے فون کر دینا۔

نیچے اس نے اپنا نمبر لکھا تھا۔ سدرہ کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے وہ ہر وقت کھوٹی کھوٹی رہتی۔ امی نے ایک دو بار پوچھا بھی تو اس نے مسکرا کے ٹال دیا وہ کیا بتاتی کہ وہ فیصلہ نہیں کر پا رہی کہ کیا کرے۔ بہت سوچ بچار کے بعد آخر ایک دن سدرہ نے خالد کو فون کر ہی دیا تو ڈیڑھ گھنٹہ دیر ادھر ادھر کی باتیں ہوئیں ایک دوسرے کے بارے میں پوچھا اور لائن منقطع کر دی۔ یوں ان کی محبت کی شروعات ہوئی۔ پہلے پہل تو کبھی کبھار ہی وہ ایک دوسرے کو فون کرتے پھر یہ سلسلہ آگے بڑھتا گیا وہ ہر روز ایک دوسرے کو فون کرتے اور گھنٹوں ایک دوسرے سے لگے رہتے۔ سدرہ نے یہ کہہ کر فون اپنے کمرے میں رکھ لیا کہ وہ اپنی سہیلیوں سے بات کرتی ہے۔ ان دنوں محبت کی دیوی اس پر مہربان تھی اور وہ ہواؤں میں اڑتا ہوا خود کو محسوس کرتا۔ خالد کی محبت پا کر اسے یوں لگا جیسے اسے اب کسی اور چیز کی تمنا ہی نہیں رہی اب تو اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے اس کو اگر خیال رہتا تو صرف خالد کا کہ وہ کہاں ہوگا۔ کیا کر رہا ہوگا اس نے کچھ کھایا بھی ہے یا نہیں۔ محبت آہستہ آہستہ پروان چڑھنے لگی پھر ایک دن خالد نے سدرہ سے باہر نکلنے کی خواہش کی جسے اس نے فوراً قبول کر لیا۔ کیونکہ آخروہ اس سے پیار کرتی تھی وہ بھی اندھا پیار اس کے بس میں ہوتا تو وہ

فریڈز کے بارے میں باتیں کرتیں۔ کوئی کہتی اس کے بوائے فریڈز اسے گفت دیا ہے تو کسی کے بوائے فریڈز اسے گھمانے لے گیا ہے۔ سدرہ سوچتی کہ یہ کتنی خوش نصیب ہیں جو انہیں اتنا پیار کرنے والے ساتھ ملے ہیں وہ سوچتی کاش کوئی اسے بھی ایسا ملے جو اس کے دکھ سکھ شیئر کرنے والا ہو وہ سنے تو اس کے ساتھ بسنے وہ روئے تو اس کے ساتھ روئے۔ وہ زندگی اسی طرح گزار دیتی اگر اس کی زندگی میں بہار بن کر خالد نہ آتا۔ خالد اس کے محلے کا لڑکا تھا ان لوگوں کا تعلق متوسط طبقے سے تھا۔ خالد ایک فیکٹری میں ملازمت کرتا تھا۔ وہ چار بھائی تھے ان کی کوئی بہن نہیں تھی۔ خالد سب سے بڑا بھائی ابھی چھوٹے تھے۔ خالد نے میٹرک تک تعلیم حاصل کر کے تعلیم کو خیر باد کہہ دیا تھا اور ایک فیکٹری میں ملازمت کر لی تھی۔ ان دنوں کالج سے چشتیاں تھیں تو سدرہ گھر پر ہی ہوتی تھی اور روز شام کو وہ اپنی چائے لے کر چھت پر آ جاتی تھی وہیں چائے پی کر کچھ دیر چٹل قدمی کرتی پھر جب شام کے سائے ڈھلنے لگتے نیچے آ جاتی۔ سدرہ کا بڑا بھائی جو سدرہ سے دو سال بڑا تھا اکثر اس کو ڈراتا رہتا کہ شام کو چھت پر نہ جایا کر کوئی جن لمبے بال دیکھ کر عاشق ہو گیا تو لینے کے دینے پڑ جائیں گے لیکن سدرہ ہر بار یہی کہتی جس گھر میں تمہارے جیسا جنس ہو وہاں دوسرے جنس کا کیا کام۔ پھر ایک دن واقعی خالد نامی جنس ان کے بالوں پر عاشق ہو گیا اس دن سدرہ نہا کر فارغ ہوئی اور حسب معمول شام کی چائے لے کر چھت پر آگئی چائے فراغت کے بعد وہ بالوں میں برش کرنے لگی تو اسے محسوس ہوا کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے۔ اس نے یونہی دانستہ نظریں ادھر ادھر گھمائیں دیکھا تو سامنے بالکونی میں کھڑا کوئی اسے دیکھ رہا ہے۔ یہ دیکھ کر سدرہ کو بہت غصہ آیا اور وہ بیٹھتی ہوئی نیچے چلی گئی۔ اب تو یہ روز کا معمول بن گیا تھا سدرہ جیسے چھت پر آئی وہ وہاں پہلے سے ہی موجود ہوتا۔ دن یونہی گزرتے گئے سدرہ دل ہی دل میں اس پر خفا ہوتی۔ آج پھر حسب معمول سدرہ چھت پر آئی تو دیکھا کہ وہ وہاں پہلے سے ہی موجود تھا۔ آج اس کے ساتھ عجیب واقعہ پیش آیا آج اس لڑکے نے

خالد کے لئے ساری کائنات خرید لیتی کیونکہ اس نے خیالوں ہی خیالوں میں خود کو خالد کے سپرد کر دیا تھا اور سوچ جلیا تھا کہ اگر جینا ہے تو صرف اسی کے لئے اور گر مرنے تو صرف اسی کے لئے۔ پھر اگلے دن وہ کالج کے لئے تیار ہوئی لیکن آج کچھ اہتمام سے تیار ہوئی تھی کیونکہ اس نے سوچ لیا تھا کہ آج کالج نہیں اپنے خالد سے ملنے جاتا ہے۔ وہ حسب معمول تیار ہو کر گھر سے نکلی اور کالج جانے کی بجائے سیدھی خالد کی بتائی ہوئی جگہ پر اس سے ملنے چلی گئی۔ جانے یہ خالد کی محبت کا اثر تھا یا واقعی وہ اتنی بہادر ہو گئی تھی کہ اسے کسی چیز نے خوفزدہ نہیں کیا نہ اسے یہ ڈر رہا کہ کوئی اسے دیکھ لے گا نہ اسے دینا کی پرواہ اگر اسے پرواہ تھی تو صرف اس بات کی کہ اس نے خالد سے ملنا تھا وہ وقت سے پہلے ہی وہاں پہنچ گئی تھی۔ کچھ انتظار کے بعد خالد بھی آ گیا۔ وہ دونوں بہت خوش ہوئے ایک دوسرے سے مل کر خوش کیوں نہ ہوتے وہ آج پہلی دفعہ ایک دوسرے سے ملے تھے۔ وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا جب گھڑی پر نظر پڑی تو دو بج رہے تھے۔ سدرہ کی کالج سے چھٹی کا نام پھر اس نے خالد سے اجازت لی حالانکہ وہ کہہ رہا تھا کہ کاش وقت یہیں ختم جائے اور یونہی ایک دوسرے کے پاس بیٹھے رہیں۔ آج رات تو تھا یوں وہ وہاں گھر آ گئی وہ بہت خوش تھی۔ کسی کام میں دل نہیں لگ رہا تھا۔ پھر یہ ملاقاتوں کا سلسلہ بڑھتا چلا گیا وہ ہر دوسرے تیسرے دن ایک دوسرے کو نہ ملنے تو دو دن بے چین رہتے۔ بوکھلائے ہوئے رہتے سدرہ کی تو جیسے ساری کائنات ہی خالد تھا۔ آج کل سدرہ کی زبان پر اکثر ہی شعر ہوتا تھا۔

تجھ کو خدا سے مانگ کر مانگ لی ساری کائنات
اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اب اس دعا کے بعد
لیکن کہتے ہیں کہ محبت ہمیشہ کسی پر مہربان نہیں ہوتی
اس کا بہت جلد زوال آ جاتا ہے۔ سدرہ کی بھی خوشیوں کو جانے کسی کی نظر لگ گئی اس کی محبت نے بھی زوال کی طرف اس کی بے نصیبی کی طرف قدم بڑھانے شروع کر دیے۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا بجائے اس کے کہ ان کی محبت مزید بڑھتی وہ کم ہونا شروع ہو گئی۔ خالد اس سے کم کم

ملنے گیا فون بھی دو تین دن بعد کرتا سدرہ نے اسے بات کا گلہ کیا تو خالد اپنی مصروفیت کا بہانہ بنا کر مل جاتا۔ سدرہ بظاہر تو یہ سوچ کر مطمئن ہو جاتی کہ خالد گھر میں سب سے بڑا تھا اس لئے ساری ذمہ داری اس پر ہے شاید مصروف ہو لیکن اندر اندر دل میں نہیں اک پاپل کی بجلی ہوتی تھی یہ نہیں کیوں یہ اس کا وہم تھا یا پھر کچھ نہ ہونے والا ہے اس کی محبت اس سے دور ہوتی جا رہی ہے پھر خود ہی یہ سوچ کر سر جھٹک دیتی کہ میرا خالد ایسا نہیں ہے وہ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا جس سے مجھے دکھ ہو کیونکہ وہ تو میرے دکھ پر تڑپ جاتا ہے لیکن اس بے چاری کو کیا پتہ کہ اب وہ تڑپ نہیں رہی اس کا پیار اس کا نہیں رہا وقت نے بساط پلٹ لی ہے اس کے بغیر ایک بل بھی نہ رہنے والا خالد اب اس کی کئی کئی دن خبر نہیں لیتا کہ وہ کیسی ہے کس حال میں ہے وہی سدرہ جس کے چہرے پر ہر وقت مسکراہٹ تھی رہتی تھی اب وہاں اداسیاں ڈیرے ڈالنے لگی ہیں کوئی نہیں جانتا تھا کہ کون سا دکھ ہے جو اسے اندر ہی اندر کھا رہا تھا۔ گھر والوں نے، اس کی سہیلیوں نے اس کی اداسی کی وجہ پوچھی تو وہ ہنس کر مل جاتی۔ آخر ایک دن سدرہ نے فیصلہ کیا کہ وہ خالد کو فون کر کے اسے ملنے کا کہے لیکن جیسے ہی سدرہ نے فون کیا تو وہ اس پر چڑھ دوڑا کہ کیوں مجھے تنگ کر رہی ہو کیوں میری زندگی عذاب بنا رکھی ہے تم میری زندگی سے نکل کیوں نہیں جاتی۔ یہ سننا ہی تھا کہ سدرہ کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی پھر اسے ہوش ہی نہیں رہا کہ وہ کہاں ہے۔ جب ہوش آیا تو وہ اپنے کمرے میں اپنے بستر پر لیٹی تھی اور سب گھر والے اس کے گرد جمع تھے اور سب کی نظریں اسے سوالیہ پوچھ رہی تھیں کہ اسے کیا ہوا تھا۔ اس نے سب کو باری باری دیکھا اور آنکھیں بند کر کے لیٹ گئی۔ اس دن کے بعد سدرہ نے اپنے آپ کو ایک کمرے تک محدود کر لیا۔ کالج چھوڑ دیا اگر کوئی اسے ملنے آتا بھی تو وہ نہ ملتی بس سارا دن لیٹی چھت کو کھورتی رہتی یا پھر رونا شروع کر دیتی۔ ظاہر اس بے وفا کی یادیں اسے تنگ کرتیں اس کو بھولنا شاید سدرہ کے بس میں نہیں تھا۔ ایک دن اس کے گھر والے اسے زبردستی

ڈاکٹر کے پاس لے گئے تو ڈاکٹر نے مکمل چیک اپ کے بعد بتایا کہ اسے بلڈ پریشر ہو گیا ہے جسے سن کر گھر میں بھونچا آ گیا لیکن وہ پہلے کی طرح مطمئن تھی جیسے کچھ ہوا ہی نہیں یا شاید پھر وہ خالد کے بعد موت کا ہی انتظار کر رہی تھی۔ اب تو یہ معمول بن گیا تھا کہ آئے دن ڈاکٹر تبدیل کیا جاتا دوایاں تبدیل کی جاتیں لیکن دوایاں تھی کہ کوئی اثر ہی نہیں کر رہی تھی، کرتی بھی تو کیسے جب وہ کوئی دوایاں کھا ہی نہیں رہی تھی۔ سدرہ نے تو جیسے ٹھان لی تھی کہ اب زندہ ہی نہیں رہنا لیکن اتنا ضرور ہوا تھا کہ وہ اپنے کمرے سے باہر نکل کر سب گھر والوں کے ساتھ پہلے کی طرح بیٹھنے لگی۔ ہنسنے کی کوشش کرتی تھی صرف اس لئے کہ اس کے گھر والے اس کی وجہ سے دیکھی نہ ہوں۔ بظاہر تو سب گھر والے اس کی باتوں پر خوش ہوتے لیکن اندر کا حال تو وہی جانتے تھے۔ بھائی اس کو خوش کرنے کے لئے طرح طرح کی چیزیں لاتے اسے گفت دیتے وہ اس سے خوش تو ہو جاتی لیکن صرف دکھانے کے لئے۔

تیرے بغیر زندگی میں اب وہ رونق نہیں کہاں
بے کارا ہے میرے لئے زندگی کا سوال
وہ آہستہ آہستہ موت کی طرف بڑھ رہی تھی جس بے وفا کے لئے اس نے موت کو گلے لگایا تھا اس کو کوئی پرواہ ہی نہیں تھی وہ اپنی دنیا میں خوش تھا پھر ایک دن سنے میں آیا کہ خالد نے کسی سے منگنی کر لی ہے اور سب اس کی اپنی پسند تھی۔ یہ سن کر سدرہ اٹھی وضو کیا اور مصلیٰ پر بیٹھ گئی اور رورور کر کے بے وفا کی خوشیوں کے لئے دعا کی کہ اس کی زندگی میں کوئی غم نہ آئے۔ وہ دعا کس کے لئے کر رہی تھی صرف اس کے لئے جس نے اسے سوائے غم کے اور کچھ نہیں دیا اگر تھے غم ہی دی بھی تو موت دی اور سدرہ جس نے خوشی خوشی اس کی تعذیب قبول کر لیا۔

مجھ کو یہ دکھ نہیں کہ میں مر جاؤں گی اک دن
دکھ تو یہ ہے کہ میرے بعد تیری خوشیوں کی دعا کون کرے گا
آخر کیا ہے یہ محبت کیا یہی ہے کہ ایک تو منزل مل جائے اور دوسرا آبلے یا سیرابوں میں بھٹکتا رہے۔ کوئی اپنے لئے اور خوشی تلاش کر لے اور دوسرا موت کو گلے لگا

لے حالانکہ اگر سدرہ جاہتی تو وہ بھی اس بے وفا کو بھول کر کسی اور کے ساتھ زندگی گزار سکتی تھی لیکن نہیں اس کے لئے تو ساری کائنات ہی خالد تھا اس کا جینا مرنے کے ساتھ تھا۔ آج بھی سدرہ بستر مرگ پر پڑی یہی سوچ رہی ہے کہ کیا لکھنے والے نے میرے نصیب میں صرف چند لمحے محبت کے لکھے تھے۔ کیا تھا اگر اس کے نصیب یعنی عمر بھر کے لئے خالد کا پیار لکھ دیتا اس نے تقدیر سے کچھ زیادہ تو نہیں مانگا تھا بس صرف ایک خالد کا پیار ہی مانگا تھا۔ وہ بھی اسے نہ ملا۔ ایسا ہی تھا کہ اسے کسی نے پیار نہیں کیا پیار ملا اسے بہت ساری چائیں ملیں لیکن جس پیار جس چاہت کو اس نے مانگا تھا صرف وہی نہ ملی تو کیا فائدہ ان محبتوں کا جو دوسروں سے ملیں۔

عجیب طرح سے گزری ہے زندگی اپنی
دلوں پر راج کیا مگر پیار کو ترے
کاش! اسے اس کا یاد مل جاتا تو آج یوں بستر مرگ پر نہ پڑی ہوتی موت کا انتظار نہ کر رہی ہوتی وہ بھی اور لوگوں کی طرح ہنسی مسکراتی جتنی سنوئی یوں زندہ لاش نہ ہوتی یہ سب سوچتے ہوئے سدرہ تو پتہ ہی نہ چلا کہ آنکھوں کے کوڑے پانی سے بھر گئے اور آنسو گلوں پر پھیل گئے اس نے جلدی جلدی بڑی بے رحمی سے انہیں رگڑ کر صاف کر ڈالا کہ کہیں امی نہ دیکھ لیں کیونکہ وہ اب اپنی وجہ سے کسی کو دکھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ کاش! سدرہ اس بے وفا کی باتوں کا اعتبار نہ کرتی، اس کے پسوں کو حقیقت نہ مانتی تو آج یوں زندگی عذاب نہ ہوتی۔ سب لوگ کوشش کر رہے ہیں کہ سدرہ پھر سے زندگی کی خوشیوں کی طرف لوٹ آئے لیکن سدرہ کو اگر انتظار ہے تو بس موت کا۔ کتنا غلام تھا وہ شخص جو اسے موت کے اندھیروں میں دھکیل گیا اور کتنی معصوم تھی سدرہ جس نے سب کچھ خوشی خوشی قبول کر لیا اور زبان پر بھی اس کے لئے صرف بددعا نہ آئی۔ شاید اسی کو محبت کہتے ہیں کہ خود پیار سے رہ جاؤ اور دوسروں کو سیراب کر دو۔

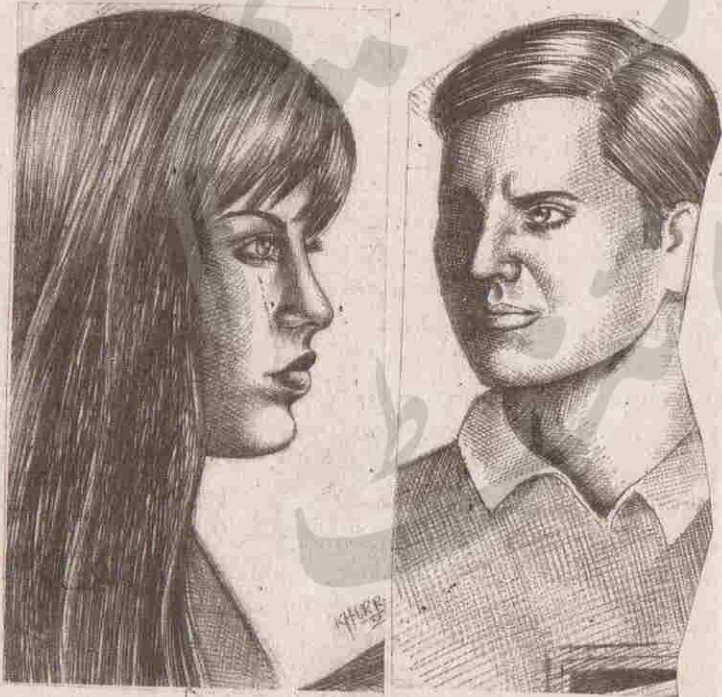
وہ کتنا مہربان تھا ہزاروں غم دے گیا فراز
ہم کتنے خود غرض نکلے اسے کچھ بھی نہ دے سکے محبت کے سوا



داستان مجنوں

تحریر: شاہد عثمان - خوشاب

اس کی تصویریں دیکھ دیکھ کر روتا رہا اپنے آپ کا ہوش تک نہ رہا اس کی یادیں ستاتیں وہ کیسے مجھے دیکھنے کے لئے بلائی اور وہاں جا کر کھڑا ہو جاتا اس کی یادیں ہل ہل ڈستی بس یونہی باز آروں گلیوں میں سارا دن پھر تار رات کو جہاں جکڑ جاتی تو بیٹھ جاتا مگر ایک جگہ سکون نہ ملتا پھر چلنے لگتا اب شاید یونہی چلنا تھا اس کی یادوں کے سہارے کہ ایک دن میں پھرے کے ڈیر پر بیٹھا ہوا تھا کہ کسی نے آواز دی شاید تم شاید ہی ہوتاں۔ وہ میرا دوست تھا شاید اس نے مجھے پہچان لیا تھا۔ یہ کیا حالت بنا رکھی ہے کیا ہوا۔ اس نے سمجھا کہ میں شاید کچ میں پاگل ہو گیا ہوں۔ گندے کپڑے بال بڑے بڑے داڑھی حد سے بڑھی ہوئی۔ وہ بولتا رہا مگر میں نے کوئی جواب نہ دیا وہ مجھے اپنے گھر لے گیا۔ کھانا دیا مگر کھانے کی کسے فکر تھی میری بھوک تو صرف اسے دیکھنے کے بعد ختم ہونے والی تھی اس نے بڑا تھوڑا دیکھا کہ کیا ہوا آخر بتاؤ تو سہی۔ مگر مجھے کوئی ہوش نہ تھا تو اسے کیا بتاتا..... ایک درو بھری کہانی۔





اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں کسی سے مطابقت سے راضی ہا اور ذمہ دار نہ ہوں گا

میں اچانک بھٹک سے باہر نکلا میری نظر سیدھی ان کے گیٹ سے ٹکرائی وہ بلیک کپڑوں میں جو ہم دونوں کو بہت پسند تھے، پہنے ہوئے تھی۔ اس کی نظریں مجھ پر پڑیں اور گیٹ بند کرنے ہی لگی تھی کہ اس کی ای باہر سے آگئی اور گیٹ بند ہو گیا۔ میرے دل میں دراڑیں پڑنے لگیں۔ کتنی مشکلوں سے اس کی صورت دیکھ پایا تھا کتنے ہی سگریٹ وہیں کھڑے کھڑے پی ڈالے۔ شاید دل کا غبار کانا چاہتا تھا مگر یہ بڑھتا ہی جا رہا ہے اس کا چہرہ نظروں کے سامنے گھومتا لگا۔

بعد مدت کے اسے دیکھا لوگو! وہ ذرا بھی نہیں بدلا لوگو! ابھی جو بن کے گزرا ہے قریب سے تھا کسی وقت میں اپنا لوگو! دوست تو خیر کسی کا ہے اس نے دُشمن بھی نہ سمجھا لوگو! رات میرے وہ میرے درد میں اٹھا ابر بچر ٹوٹ کے برسا لوگو!

صبح تک نہ چین آیا لوگو، بہت شوق تھا کہ کوئی ہم سے بھی محبت کرے اگر وہ بے وفا ہو تو اس کی جدائی کا درد شاید سہنا چاہتا تھا۔ تیرہ چودہ سال کی عمر میں ہی اسے دھوڑتا رہا اور انتظار کرتا رہا کہ بھی تو آئے گا زود بھی سوچنا کیا ہوگا اب کیا کر رہا ہوگا وہ وقت کیا ہوگا جب وہ سامنے آئے گا اسے کاش پہلے پتہ ہوتا محبت کی جدائی اتنی بے درد تیرا دینے والی ہوگی اس میں تڑپنا سسکنا رونا آجیں بھرتا ہی ہوتا ہے تو خدا کی قسم اس کے بارے میں سوچتا تو دور اس کے قریب تک نہ آتا مگر محبت کی نہیں جاتی بلکہ ہو جاتی ہے کسی صورت میں اور یہ سوچنے کا وقت کہاں دیتی ہے کاش ہم محبت سے انجان ہوتے کیوں محبت کے بدلے محبت نہیں ملتی آخر کیوں اس کا اختتام درد جدائی اور صرف سسکنا اور رونا ہی ہے آخر کیوں ایسا ہوتا ہے کوئی تو بتائے کیوں آخر۔ آج ایک بھجوں نامی واقعی ایک بھجوں بن کر رہ گیا ہے آخر میری برادری کا وقت بھی آ گیا جس کا مجھے انتظار تھا سالوں سے۔ میں ان دنوں چھٹی پر گھر گیا ہوا تھا میں اکثر ایس ایم ایس لینے کے لئے گھر کا موبائل

چیک کرتا تھا ایک ایس ایم ایس میں نے پڑھا۔ کوئی رومیٹک بات کرویس مہی پڑھ کر میں گھر سے نکل گیا یہی لفظ کتنے دن میرے دماغ میں چلتا رہا آخر ایک دن فلم دیکھ رہا تھا تو اس نمبر پر ایس ایم ایس کر رہے مگر کوئی جواب نہ آیا میں پھر فلم دیکھنے لگا تقریباً تین چار گھنٹے بعد ایس ایم ایس رسبو ہوا۔ آپ کون؟ جی پہلے آپ بتائیں آپ کون ایس ایم ایس کیا۔ آپ کے ایس ایم ایس آئے ہوئے تھے اس لئے پوچھا آپ کون ہیں اور ایس ایم ایس کیوں کئے۔ اب نہیں آئیں گے؟ جی مہربانی ہوگی اسی طرح ایس ایم ایس پر ہماری دوستی ہوگئی پورے آٹھ دن ہم یونہی ایس ایم ایس پر بات کرتے رہے۔ آپ جانتے ہیں ہمارے ہاں لڑکے اور لڑکی کی دوستی کو کس نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ جی آپ چاہیں تو اپنی سہیل کر رابطہ ختم کر سکتی ہیں۔ جی ایسے نہیں ہو سکتا مگر اب مشکل ہے کیونکہ اب ہم اچھے دوست ہیں پہلے اس نے اپنا اصلی نام نہیں بتایا میں نے بھی اسی طرح ایک دن میں نے کہا میں آپ سے کال پہ بات کرنا چاہتا ہوں اس وقت ہماری دوستی کافی گہری ہو چکی تھی ایک دوسرے کے بارے میں سب کچھ جان چکے تھے اور اپنی پرستل بھی شیئر کرتے تھے۔ ارے نہیں میں بات نہیں کر سکتی۔ مگر کیوں۔ میں نے کبھی کسی لڑکے سے بات نہیں تو یہ موبائل کس کا ہے یہ میری سسٹر کا ہے۔ جناب کال پر بات کرتی ہے آئے سامنے تھوڑی۔ ارے نہیں کر سکتی مجھے ڈر لگتا ہے۔ لیوں میں جن تھوڑی ہوں جو آپ کو کھکا جاؤں گا پلیز بات کریں۔ تو وہ مان گئی اوکے آپ پندرہ منٹ بعد کال کرنا میں اوپر والے کمرے میں جاتی ہوں میں خوش ہو گیا۔ دس پندرہ منٹ بعد میں نے کال کر دی۔ السلام علیکم کیسے ہیں آپ؟ جی میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہو بہت ڈر لگ رہا ہے ویسے I am ok۔ اچھا ایک بات بتاؤ آپ کہاں رہتی ہو۔ جی قائد آباد میں۔ ایک بات تو بتاؤ۔ جی یو لو۔ رہنے دو۔ دیکھیں اب ہم دوست ہیں جو بات ہے کہہ ڈالو آپ کا اصلی نام کیا ہے جی مبوش۔ یہ نام سن کر میرا دل دھڑکا یہ نام مجھے بہت پیارا لگتا تھا میری ڈائری میں بھی لکھا ہوا تھا اور آپ کا نام۔ شاید عثمان قائد آباد۔ آپ بھی قائد آباد میں رہتے ہو کیا شاہد عثمان ارے میں تو آپ کو بہت اچھی طرح جانتی ہوں آپ کو تو کیا آپ کے پورے خاندان کو جانتی ہوں۔ اف اللہ پہلے کیوں نہیں بتایا دیکھو مبوش جی آپ کچھ ایسا ویسا کرنا آپ نے مجھے دوست کہا ہے۔ نہیں شاہد میں ایسا کچھ نہیں کروں گی

آپ ڈرو نہیں۔ اب ہم اچھے دوست ہیں ایک بات یو لو۔ جی یو لو۔ میں بعد میں بتاؤں گا اپنی بات، آپ پہلے بتاؤ۔ شاہد جی میری ٹانگیں کانپ رہی ہیں۔ وہ کیوں بھلا؟ میں نے بھی کسی لڑکے سے ایسے بات نہیں کی اسی لئے تھوڑی دیر بعد بات کرتے ہیں میں پانی پی لیوں، تھوڑا سا سانس لے لوں اس کے بعد کال کٹ گئی۔ مجھے بڑی ہنسی آئی پھر دل سے آواز آئی کیا یہی ہے وہ جس کا مجھے سالوں سے انتظار تھا۔ تیرہ چودہ سال کا تھا جب میں نے پہلی بار "جواب عرض" پڑھا سیدھا دل کو لگا اور میرے دل میں بھی تمنا جاگئی کہ کوئی تو ہو جو میرا خیال رکھے کبھی پیار سے ڈانٹے کبھی تنگ کرے۔ تھوڑی دیر بعد دوبارہ کال کی اور پوچھا آپ تو آپ کی ٹانگیں کس کا کانپیں گی۔ نہ اب تو طبیعت فریض ہوگئی جناب کی ارے۔ شاہد آپ میرا مذاق اڑا رہے ہو ایسے پہلے کبھی نہیں ہوا دو گلاس پانی پی لئے ہیں سانس لے لیا ہے اب کچھ بات کر سکوں گی اب یو لو آپ کیا کہہ رہے تھے؟ بعد میں بتاؤں گا ابھی بہت نہیں ہو رہی۔ اچھا جیسے آپ کی مرضی۔ بس اتنی باتوں میں میرا ٹینلس ختم ہو گیا میں نے کہا۔ مبوش جی لگتا ہے میرا ٹینلس ختم ہو گیا ہے کل بات کریں گے اب تو آپ کی ٹانگیں نہیں کانپیں گی ناں۔ ارے شاہد جی آپ بھی اس کے بعد میرا ٹینلس ختم ہو گیا اس کی آخری بات آج کے بعد آپ کا ٹینلس نہیں ختم ہونا چاہئے اوکے۔ میں ٹینلس save کر لوں گا۔ اوکے پھر کال کٹ گئی۔

میں ایک ٹریڈر ڈرائیور ہوں اب میری عمر تیس سال ہے پہلے میں ایک یادو مینیے بعد گھر جایا کرتا تھا معلوم نہیں ایک عجیب سی خوشی تھی خدا جانتا ہے کتنا خوش تھا میں پھر دل سے آواز آئی کیا یہ وہی ہے جس کا مجھے سالوں سے انتظار تھا یہ نہیں کیا مل گیا تھا اس دنیا میں جو اتنی خوشی ہو رہی تھی۔ خیر دوسرے دن عصر کے وقت میں نے کال کی اس نے کہا تھا جب بھی کال کرو چار بجے کے بعد کرنا میں سکول جاتی ہوں آگے سے اسی نے انیڈ کیا۔ السلام علیکم جناب جی۔ جی علیکم السلام کیسی ہیں آپ۔ I am ok آپ کیسے ہیں۔ جی میں بھی ٹھیک ہوں اچھا مبوش جی یہ تو بتائیں آپ کا گھر کہاں ہے۔ ارے آپ کو کہیں پتہ ہمارا کھر کہاں ہے۔ نہیں جناب اسی لئے تو پوچھ رہا ہوں۔ میرے بھائی کو بھی نہیں جانتے۔ ارے نہیں بابا۔ وہ جو آپ کے محلے میں کونے پر ایک نیا گھر بنا ہے وہی تو ہمارا گھر ہے۔ کیا میرا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا میرا رنگ

بیلا پڑنے لگا۔ ارے شاید کیا ہوا آپ پریشان کیوں ہو گئے۔ ارے میں تو آپ کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ نئے نئے آئے تھے اور ہماری گلی کے کونے پر ایک گولی نما گھر بنا تھا یہ انہی کا تھا۔ خیر اس دن میں نے ڈرتے ڈرتے کہہ ہی دیا۔ مہوش جی آپ نے بھی کسی سے محبت کی ہے۔ ارے نہیں اور نہ ہی کرنے کا ارادہ ہے اور آپ بھی کبھی سوچنا بھی مت ورنہ ہمیں کھود گئے ہمش کے لئے۔ میں چپ ہو گیا اور کال کاٹ دی۔ اس کے بعد کالی آئیں ایس ایم ایس آئے مگر میں نے جواب نہیں دیا۔ پھر پتہ نہیں کیا سوچ کر اینڈ کر لی۔ ارے آپ کل اینڈ کیوں نہیں کر رہے تھے۔ ویسے ہی۔ مہوش جی ایک بات کہوں۔ ہاں بولناں۔ میں نے آج تک ہر لڑکی کو اپنی ہی ہتھکڑی کو بھی بری نظر سے نہیں دیکھا۔ آپ سے بات کر کے ایک عجیب سا محسوس کر رہا ہوں اور ہر وقت سوچتا تھا جو خدا نے میری قسمت میں لکھی ہے وہ بھی کبھی نہ بھی ضرور آئے گی۔ میں نے اپنی محبت اپنی چاہت اپنا سب کچھ اسی کے لئے سنبھال کر رکھا کہ جب وہ پہلے کی تو سب اسی کو دوں گا اور اسے اختیار پار دیاں گا کہ دنیا یا دے گی اور ایسے بات کر کے مجھے ایسا لگا کہ اب وہی ہو۔ وہ یہ سب باتیں خاموشی سے سن رہی تھی۔ مہوش میں جو بات کہنے جا رہا ہوں شاید وہ سن کر آپ مجھ سے بات نہ کر دیے آپ کی مرضی ہے اور میں کوئی غلط بات نہیں کروں گا۔ آپ سن رہی ہوں۔ جی سن رہی ہوں، آپ بولو۔ مہوش میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں کیا آپ مجھ سے شادی کر دیں بولو۔ آپ کا جواب کچھ بھی ہو مجھے آپ سے کوئی شکوہ نہ ہوگا۔ شاید جی انتساب کچھ اتنی جلدی کیسے اور آپ نے تو مجھے دیکھا تک نہیں تو یہ سب۔ مہوش جی میں خوبصورتی پر بھروسہ نہیں کرتا اور دیکھا نہیں تو کیا ہوا آپ جیسی بھی ہوں گی مجھے منظور ہے اور ہاں اگر آپ مجھے دیکھنا چاہتی ہو تو اپنی تصویر دے سکتا ہوں ہم نے ہمیشہ سوچا تھا کہ جسے چاہیں گے دنیا سے الگ چاہیں گے آپ ہمیں بھی ہوگی میرے لئے سب کچھ ہوگی۔ شاید جی نہیں بھروسہ نہیں ہو رہا کہ آج کی دنیا میں بھی ایسا انسان ہے جو صرف چاہت پہ بھروسہ کرتا ہے ورنہ آج کے لڑکے پہلے دیکھتے ہیں بعد میں بات کرتے ہیں۔ شاید جی آپ عجیب ہو دوسروں سے الگ ہو۔ میں نہیں جانتا۔ اتنے میں کال کٹی گئی پھر ایس ایم ایس یہ بات ہوئی رہی رات کے بارہ بجے تھے ٹھیک ہے ہم آپ سے شادی کریں گے مگر گھر والوں کی رضامندی سے۔ جی ہم

بھی یہی چاہتے ہیں۔ اس نے شادی کے لئے تو ہاں کر دی مگر اظہار نہیں کر رہی تھی ایسی باتیں کرنی تھی کہ لگتا تھا کہ وہ بھی چاہنے لگی ہے مگر اظہار نہیں کر رہی تھی رات کے بارہ بج چکے تھے شاید میرے موبائل کی چار بج گئی ہو گئی ہے آپ چارج کر لیا کرو اور سونا نہیں ٹھوڑی دیر میں بات کرتے ہیں۔ میں نے دل میں سوچا اگر اس نے اظہار کر دیا تو ٹھیک ورنہ اسی طرح اس کی زندگی سے چلا جاؤں گا۔ یہ سوچ کر کہ میری محبت کی عمر صرف اتنی ہی تھی پتہ نہیں دل میں کیا پھیل چکی ہوئی تھی۔

میں اب اسلام آباد سٹروے پر جا رہا تھا۔ میں سگریٹ سے سخت مضروبے پر جا رہا تھا۔ میں سگریٹ سے سخت نفرت کرتا تھا جو شخص سگریٹ پی رہا ہوتا اس کے پاس سے اٹھ جاتا۔ اسی خیال میں پشاور پہنچ گیا۔ صبح پانچ بجے ایس ایم ایس رسید ہوا۔ ابھی تک جاگ رہے ہو۔ ہاں جی آپ نے ہی تو کہا تھا کہ سونا نہیں اور انتظار کرنا ارے سو جانا تھا۔ مہوش جی یہ تو کچھ بھی نہیں آپ کہہ تو جا گئے ہوں جب تک جان نہیں نکل جاتی آپ بالکل پاگل ہو۔ جی مجھے بھی کبھی بھی لگتا ہے۔ میرے سوال کا جواب نہیں دیا آپ نے پلیز بولو آپ جانتی ہو میں نے آج وہ کام کیا جس سے سخت نفرت کرتا تھا اور پتہ نہیں کیوں ہے میں نہیں جانتا۔ مہوش زندگی میں پہلی بار آج میں نے سگریٹ پیا اور پتہ نہیں کیوں۔ شاید جی سگریٹ آپ نے آخر کیا منٹا چاہتے ہو ہم سے ہی نہ کہ میں آپ سے محبت کرتی ہوں کہ نہیں ہاں میں آپ کو چاہتی ہوں کتنے ہی ایس ایم ایس آئے I love Shahid Usman، پتہ نہیں کتنے ہی ایس ایم ایس رسید ہوئے جو آج تک میرے موبائل میں save ہیں۔ آئندہ آپ سگریٹ کو ہاتھ نہیں لگائیں گے۔ آپ کو ہماری قسم ورنہ ہمیں ہاتھ نہیں لگاؤ گے۔ یہ سننا تھا کہ میری خوشی کی انتہا نہ ہی کہ جسے اس دنیا میں کو جنت مل گئی ہو جیسے۔ ارے بھی نئی لگاؤ کا تیری قسم مگر آپ نے مجھے میرا ساتھ چھوڑا تو اس زندگی کو ختم کر دوں گا۔ مجنوں جی اب سو جاؤ۔ میں بھول گیا میرا اصلی نام شاہد عثمان ہے مگر گھر والے اور باہر لوگ زیادہ مجھے مجنوں کے نام سے جانتے ہیں اور یہ وہ بھی جانتی تھی کہ اکثر میرا ذکر سکول میں ہوتا رہتا ہے اس نے بتایا تھا۔ جب اس نے پہلی بار کیا مجنوں تو میں حیران رہ گیا کہ آپ کیسے پتہ تو کتنی سکول میں اکثر آپ کا ذکر ہوتا رہتا ہے آپ کی سسر بتاتی رہتی ہے اور یہ نام مجھے میرے ماموں جان نے دیا تھا میری باتیں میری سوچ میری شاہد مجھ پرانے دور کی

تھی اسی لئے رات بھر جاگتے رہے ہیں ہمارے شاہد جی اب سمجھ جائیں۔ مگر نیند کس کم بخت کو آنے والی تھی دیکھو اب مجھے سکول جانا ہے چھٹی کے بعد بات کریں گے اور اگر آپ نے اب سگریٹ کو ہاتھ لگایا تو ہم آپ کی بہت پٹائی کریں گے۔ او کے جناب خود کو دنیا کا خوش نصیب انسان سمجھنے لگا تھا یہ سب ایک خواب سا لگتا تھا پتہ نہیں کب سو یا تو جا رہے آٹھ کلک میسج کے کتنے ہی ایس ایم ایس آئے ہوئے تھے پشاور سے بھلاو! جانا تھا تو پھر ہماری بات رات بارہ بجے تک ہوئی رہی۔ مہوش اگر میں آؤں کدو بیکھے نامر جاؤں تو۔ شاید آپ مرنے کی باتیں نہ کر لیا کرو پلیز آپ اپنی باتیں کیوں کرتے ہو۔ ویسے ہی دل میں بات آئی اور کہہ دی۔ او کے کرو ہم آپ سے بات ہی نہیں کرتے۔ ارے ایسا ظلم مت کرنا مگر آگے سے خالی ایس ایم ایس آتے رہے مہوش اگر اب آپ نے بات نہ کی تو ہم خود کو کاٹ ڈالیں گے آپ کا نام لکھ لیں گے اور اسے کہہ کر دے دیں گے جب تک آپ بات نہیں کرتے کہ اس سے ایک پل کی دوری برداشت نہیں ہوتی ایسا لگتا ہے جیسے جان نکل رہی ہو میں بالکل پاگل سا ہو گیا تو ایس ایم ایس رسید ہوا۔ ہاں بالکل لکھ لو اور انے ہاتھ پہنچی لکھ لینا ہم دیکھنا چاہیں گے۔ بس میں رونے لگ گیا اتنی ہی بات کی اتنی بڑی سزا میں نے بلڈیز اور پاؤ پر اس کا نام لکھ دیا اور اس نے کہا آج سونا بھی نہیں ٹھیک ہے مہوش جی۔ ہم نے آپ کا نام لکھ لیا آئیں گے تو دیکھ لینا اور سونوں گا بھی نہیں ہر منٹ بعد ایس ایم ایس کرتا رہوں گا آپ کو پتہ چلتا رہے گا کہ میں سو یا نہیں ہر منٹ میں ایس ایم ایس کرتا رہا دو بجے کے قریب ایس ایم ایس رسید ہوا ارے او پاگل سو جاؤ ہم جانتے ہیں آپ کچھ بھی کر سکتے ہو اور جو کہتے ہو وہ کرتے ہو۔ نہیں آج نہیں سوؤں گا بالکل نہیں صبح پانچ بجتے تک ایس ایم ایس کرتا رہا صبح اس نے کہا آپ پاگل ہو بالکل پاگل ارے اپنے ہاتھ پہ کچھ لگایا کہ نہیں ہاں لگایا اور تو کچھ ہی ملا تھوڑا نمک لگایا تھا کہ شاید رد کم ہو جائے مگر بعد میں پتہ چلا زخم پر نمک لگانے سے کتنا مزہ آتا ہے۔ ارے میں کیا کروں اس پاگل کا میں نے تو ایسے ہی کہہ دیا تھا اور آپ نے جج میں۔ جی آپ نے مذاق میں کہا ہو گا مگر ہم پر کیا جی سسر دیا۔ شاید جی آپ بہت جذباتی ہو ایسی حرکتیں نہ کیا کرو ہمیں اچھا نہیں لگتا۔ مگر ہمیں اچھا لگتا ہے آپ کے لئے یہ سب کرنا اتنے سالوں سے انتظار کر رہا تھا اب جوتی ہو تو اپنی محبت لٹا رہا ہوں۔ کراچی پتھ کر پورٹ پر چار دن گاڑی کھڑی رہی ایک دن بات ہوئی

پھر دو دن رات نہ ہوئی ایک ایک پل مشکل سے کٹ رہا تھا اس نے کہا تھا کہ سسر نے گھر جانا تھا شاید وہ چلی گئی ہو۔ ہو سکتا ہے کچھ دن ہماری بات نہ ہو سکے۔ ارے ایسا مت رکنا میں کیسے رہوں گا میں مر جاؤں گا جب تک آپ سے بات نہ کر لوں میرا وقت نہیں گزرتا مجھے جین نہیں آتا اور آپ کہہ رہی ہو کچھ دن ارے نہیں پلیز دو دن بات نہ ہوئی تو مجھے سے زبان کھیا اور سسر فون کیا کہ پتہ کرو موبائل اس کے پاس ہے کہ نہیں۔ تو اس نے بتایا کہ موبائل تو اس کے پاس ہی ہے تو میں نے کال کر دی۔ سسر نے پوچھا بھائی آپ اسے کیسے جانتے ہو تو میں نے اسے سب کچھ بتا دیا جب میں نے کال کی تو وہ رونے لگی شاید آپ کو میری ذرا فکر نہیں ہے بات کیوں نہیں کی دو دن میں پریشان ہو گیا۔ ارے پاگل آپ نے خود ہی کہا تھا کہ سسر نے گھر جانا ہے تو آپ نے بھی تو کوئی ایس ایم ایس نہیں کیا پہلے تو صبح ہر روز ایس ایم ایس کرتی ہو میں نے سوچا آپ کی سسر کھر چلی گئی ہو گی۔ مگر وہ رونے جا رہی نہیں آپ کو ہم سے پیاری نہیں ہے ورنہ آپ ایسا نہ کرتے آپ ہمیں بھول جاؤں۔ یہ سننا تھا کہ میری آنکھوں سے آنسو گرنے لگے یہ کیا کہہ رہی ہے۔ مہوش جی! شاید سانس لینا تو بھول سکتا ہے مگر آپ کو ہرگز نہیں آپ کو بھولنے کے لئے شاید میں مرنا پڑے۔ شاید نہیں آپ ہمیں بھول جاؤ۔ مہوش ایس باتیں نہ کر دو ہم سے برداشت نہیں ہو رہا ہم خود کو کاٹ ڈالیں گے۔ ہاں ہاں جو مرضی میں آئے مگر گھر اتنا یاد رکھنا اگر آپ خود کو ایک زخم دو گئے تو ہمارے دل پر ہزاروں زخم آئیں گے آپ تو دکھ ایسے تکلیف دو گے تو درد میں ہو گا ہم رو رہے ہیں بہت رو رہے ہیں۔ مہوش مت رو ہم سے سہا نہیں جا رہا خدا کے لئے چپ ہو جاؤ مجھے معاف کر دو آئندہ ایسا نہیں کروں گا پلیز اب چپ ہو جاؤ۔ شاید آئندہ ایسا مت کرنا بھی نہیں کرنا کبھی بھی نہیں ورنہ ہم مر جائیں گے اور وعدہ کرو کہ آئندہ خود کے ساتھ کوئی ایسی سیدی حرکت نہیں کرو گی اگر کرو گے تو سوچ لینا کہ میرے ساتھ کر رہے ہو اور آپ کا جسم آپ کا دل آئیں اب وہ ہمارا ہے اور اس کے ساتھ آپ کوئی ایسی حرکت کر رہے ہیں برداشت نہیں ہو گا آپ ہماری پراپرٹی ہو ہم آپ کے ساتھ جو بھی کریں آپ ہمیں منع نہیں کر سکتے۔ او کے ہاں میری ماں آپ کو جو بھی ہے آپ تو چپ ہو جاؤ وہ روئے جا رہی تھی ایک نادان بچی کی طرح۔ آپ چپ ہوئی ہو کہ ہم خود آئیں آپ کے پاس آپ کو چپ کرانے پلیز چپ ہو جاؤ۔ اس بار دوسرے ڈرائیور کو گھر جانا تھا اور میں اکیلا تھا۔

تیسرے دن میانوالی پہنچا ان دنوں کوئی ایسا وقت نہ تھا جس وقت ہماری بات نہ ہوئی ہو میرے بارے میں سب کچھ جانچتی رہی آپ کو کھانے میں کیا اچھا لگتا ہے ناشہ میں کیا پسند ہے لباس کون سا اچھا لگتا ہے آپ کی پیدائش کیا ہے اور بہت کچھ اور میرے بارے میں بتاتی ہی کہ پیدائش ملتا ہے ہماری شادی ہو ہی سکتی ہے اور نہ ہی اگر ہماری شادی ہو گئی تو یہ یادگار جوڑی کہلائے گی مگر ایک پرانے علم ہے اگر اس پر آپ کنٹرول کر لیتے تو اسے بولوا کیسا ہے ہم آپ کے لئے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ آپ بس ایسی انٹی سیدی حرکتیں کرنا چھوڑ دو ہر بات کو بہت گہرائی سے لیتے ہو آپ بہت جذباتی ہیں اور ضدی بھی بہت ہماری طرح بات پوری نہ ہونے پر کچھ بھی کر جاتے ہو۔ ارے بابا کہا ناں! آئندہ ہمیں کر دینا گا تو پھر ٹھیک ہے۔ شاہد جی آپ کی ڈائری ہماری سامنے ہے اور ٹیو پیپر بھی۔ اچھا جی ارے شاہد بھائی بار بار پوچھ رہی ہے کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے نہ کھانا کھاتی ہو نہ نام پر سونے ہو ہر وقت پریشان پریشان رہتی ہو بتائی کیوں نہیں کیا کوئی لڑکھائیں پسند کرتا ہے تو مجھے بتا دو تو آپ نے کیا کہا۔ میں نے کہا نہیں ایسا دیکھا کچھ نہیں ہے تو وہ خاموش ہو گئی۔ دو تین بار پوچھ چکی ہے۔ کیا میں انہیں بتا دوں۔ ارے نہیں ابھی نہیں بتانا وقت آئے دو پھر بتا دینا۔ جی اوکے اور آپ کو سب سے اچھا کیا لگتا ہے۔ مہوی یہ سب کیا ہے آپ یہ سب کیوں پوچھ رہی ہیں۔ ہماری مرضی ہم جو بھی پوچھیں آپ کو جواب دینا ہو گا ہم نے کہا تھا ناں کہ آپ ہماری پرانی ہو اور اب بتاؤ چپ چاپ جو حکم ملکہ عالی اب بتاؤ ہمارے پیارے شہزادے جی۔ مہوی مجھے نیچے بہت اچھے لگتے ہیں اور گھر بلا سب سے زیادہ پسند ہے۔ مگر شاہد ہمیں بچوں سے بہت ڈر لگتا ہے اور ہمیں کچھ پکنا بھی نہیں آتا بھائی کچھ کرنے ہی نہیں دیتی کتنی ہیں صرف پڑھائی کرو۔ ہاں تو ٹھیک ہی کہتی ہے کیسے ٹھیک کہتی ہے شادی بھی کیا کریں گے جو ہمیں کچھ پکنا نہ آتا تو ارے تو پڑھائی مکمل کرنے کے بعد سکھ لینا ویسے مہوی ہمارا بہت دل چاہتا ہے کہ آپ کے ہاتھوں سے کھائیں۔ جناب ہم اپنے شاہد جی کو اپنے ہاتھوں سے ہی کھلایا کریں گے۔ مہوی میری شادی کے بعد ہماری زندگی کیسی ہوگی۔ بہت اچھی ہوگی جناب جی ویسے شادی کے بعد ہمیں ڈانٹو گے تو نہیں۔ ڈانٹیں گے تو ضرور مگر جب ہمیں اپنے ہاتھوں سے نہیں کھلاؤ گی۔ اچھا جی ویسے کیسے ڈانٹو گے بس ہم آپ سے بات نہیں کیا کریں گے۔ ارے ایسا ظلم

مت کرنا آپ ہمیں ڈانٹا تھیں مگر بات کرنا۔ ہم سب کچھ سہہ سکتے ہیں مگر آپ سے بات کیسے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کیا شادی کے بعد بھی آپ ایسے ہی ہمارے گھر میں یا دوسروں کی طرح بدل جاؤ گے۔ مہوی ہم کبھی نہیں بدل سکتے جب آپ سو سال کی بوڑھی ہو جاؤ گی تو بھی ہماری محبت ایسی ہی رہے گی۔ شاہد یہ نہیں کیوں سکوں میں لڑکیاں میرا مذاق اڑانے لگی ہیں کہ تم ہر وقت سوچو میں تم رہتی ہو ہم کچھ کہتے ہیں تم کچھ کہتی ہو شاہد جی آپ نے ہمیں کیا کر دیا ہے کہ ہم ہر وقت سوچوں میں تم رہتے ہیں کچھ یاد نہیں رہتا کوئی کام ڈھنگ سے نہیں ہوتا۔ ارے میں نے کیا کیا ہے اس میں میرا کیا قصور ہے۔ سب کچھ ایسی ہی تو کیا ہے کہ میں میں نہیں رہتی بہت بدل گئی ہوں کہاں گئی وہ مہوش جو رات کو سات بجے سوتی تھی اور صبح سات بجے اٹھتی تھی اور کسی کی ہمت کہ درمیان میں مجھے کوئی دے اب تین تین چار چار بجے تک نیند نہیں آتی آپ کب گھر آ رہے ہو پلیز جلدی آ جائیں ہمیں آپ کو دیکھنا ہے۔ ارے شاہد ہم کتنے پاگل ہیں ایک دوسرے کو دیکھا تک نہیں اور شادی کے بعد بچوں تک کا سوچنے لگے ہیں اگر کسی کو پتہ چلا تو ہمیں بے وقوف پاگل کہے گا اور یہی سوچتی ہوں کہ ہم نے ایک دوسرے کو دیکھا تک نہیں اور بچوں کی حد تک چاہتے لگے ہیں ایک دوسرے کو یہ سوچ سوچ کر میں پاگل ہو جاتی ہوں اور اب تو سکول میں لڑکیاں بھی مجھے پاگل کہنے لگی ہیں میں کیا کروں آپ ہی بتاؤ مہوی ضروری نہیں کہ ایک دوسرے کو دیکھنے سے ہی محبت ہو آپ کی باتیں سن کر شرارتیں آپ کا بچنا دیکھ کر آپ سے محبت ہو گئی حالانکہ پہلے میری یہ سوچ ہرگز نہ گئی جب تم سے بات کرتا تو دل زور زور سے دھڑکنے لگتا۔ ہم نے آپ کی روح سے محبت کی ہے اور آپ کے چہرے کو دیکھنے کی ضرورت نہیں میری محبت ہی میرا سب کچھ ہے آپ جیسی بھی ہوگی ہماری محبت آپ کو سب سے خوبصورت بنا دے گی۔ ہم نے سوچا تھا کہ جس کو بھی چاہیں گے دنیا سے الٹی چاہیں گے اوپر سے اتنا پیار دیں گے کہ وہ خود کو دنیا کا خوش نصیب انسان سمجھیں گے۔ آپ جب ایسی باتیں کرتے ہو تو آپ کو دیکھنے کا دل کرتا ہے۔ وہ وقت کب آئے گا جب آپ میرے سامنے ہو گئے کتنے بے درد ہو کیوں تڑپا رہے ہو جلدی آ جاؤ پلیز ہم سے اور برداشت نہیں ہوتا۔ مہوی بس تھوڑا سا اور صبر کر لو آٹھ دن دن بعد آ جاؤں گا۔ شاہد کیا آپ کا دل نہیں کرتا ہمیں دیکھنے کو آپ کیسے انسان ہو

کس مٹی کے بنے ہو آپ نے ہمیں دیکھا کب نہیں اور اتنی محبت کرتے ہو ہم سے ہمیں بالکل خواب سا لگتا ہے یہ سب بالکل یقین نہیں ہوتا آج کل کے دور میں ایسی بھی محبت ہوگی اور وہ میری زندگی میں آئے گی۔ ورنہ آج کل کے لڑکے تو بنا دیکھے کوئی قدم نہیں اٹھاتے پہلے دیکھتے ہیں بعد میں فیصلہ کرتے ہیں۔ آپ دوسروں سے الگ کیوں ہو میری یہ باتیں سن کر ایسی حرکتیں دیکھ کر ہی تو شاید ماموں جان نے مجھے جنوں کا نام دیا ہے اور آپ ہمیشہ میرے سامنے رقتی ہو ہر وقت ہر جگہ ہمارے دل میں ہو ہم آپ کو ہمیشہ اپنے تصور میں ترانے رہتے ہیں بالکل صبح آپ کے ماموں نے آپ کا نام رکھا ہے آپ پاگل ہو پاگل جی۔ مہوی سب لوگ مجھے پاگل جنوں کہتے ہیں کم سے کم آپ تو نہ کہا کرو۔ آپ ہو ہی ایسے اس میں لوگوں کا کیا قصور ہے ویسے اب کر کیا رہے ہو۔ گاڑی چلا رہا ہوں کیا میں جب بھی پوچھتی ہوں گاڑی چلا رہے ہوتے ہو دوسرا ڈرائیور نہیں ہے کیا۔ جی وہ اس پچھیرے گھر گیا ہوا ہے اگلی بار میں آ جاؤں گا۔ کب سے چلا رہے ہو کل مجھ سے اور سوئے نہیں ہو جناب نیند کہاں آتی ہے ہماری نیند آپ جو پوری کر لیتی ہو اور آپ کی بہت یاد آتی ہے سوئے کہاں دیتی ہے آپ کی اتنی یادیں آتی ہے۔ ہمیں کیا پتہ اپنے دل سے پوچھو گی بار پوچھا وہ آپ کا نام لیتا ہے۔ اوے ہونے بڑی گل اے جناب۔ بس آپ ہمیشہ ایسے ہی ساتھ دینا تو ہم سب کچھ کر سکتے ہیں آپ کا ساتھ نہیں تو کچھ بھی نہیں سسر شاہد ہم تو ہیں ہی آپ کے ہمیشہ سے اور ہمیشہ ہی رہیں گے۔

دوسرے دن میں گودام میں پہنچ گیا پھر سارا دن بات ہوتی رہی۔ مہوی آپ کی زندگی میں کوئی ایسا لڑکا آیا جس سے بات کرنے کو آپ کا دل چاہا۔ جی ہمیں بہت چاہتا بھی ہے۔ کون ہے کوئی ارے آپ کی بات کر رہی ہوں آپ ہی تو ہو آپ کے علاوہ کوئی نہیں ہماری life میں اور نہ ہو سکتا ہے ویسے کچھ دن پہلے ہمارے رشتے دار کی شادی تھی میں بھی گئی تھی وہاں میرا گزرتا تھا بہت خوبصورت تھا بار بار میری طرف دیکھتا تھا پھر بعد میں پتہ چلا بھائی نے بتایا کہ اس نے مجھے دیکھنے کے بعد اپنی منگنی تو دی وہ اب بھی ہمارے گھر آیا ہوا ہے تو آپ اس سے بات کرو اسے اچھا لگے گا جی نہیں مجنوں صاحب ہمیں صرف آپ سے بات کرنی ہے اور کسی سے نہیں۔ پھر وہ بات کرتے کرتے رک گئی ارے شاہد ایک

بات کہوں۔ جی کہو۔ ایک کہوں دو کہو۔ آپ کو بچے بہت اچھے لگتے ہیں ناں، جی ہاں بہت اچھے لگتے ہیں بہت بہت۔ اگر ہم شادی کے بعد ماں نہ بن سکے تو کیا دوسری شادی کر لو گے۔ یہ الفاظ مجھے آج تک نہیں بھولے کتنی مصیبت سے کہا تھا کتنی بے بسی تھی اس میں میری آنکھیں برسنے لگیں edit اپنے ایسا سوچا کیسے آپ کی ہمت کیسے ہوئی ایسا سوچنے کی پھر بھی ایسا مت کہنا ورنہ ہم آپ سے بھی بات نہیں کریں گے کبھی نہیں۔ میں رونے لگا یہ سب کیوں کہا اس نے۔ ارے نہیں میرے پیار اور میری پیاری سوتی مہوی میری منجھی منجھی منجھ صاحبہ میری زندگی میں تو ہے اور کوئی نہیں آپ کو کیا لگتا ہے کہ ہم ایسا کر سکتے ہیں اگر آپ کو ایسا لگتا ہے تو ہم خدا سے ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں کہ آپ بھی ماں نہ بن سکو اولاد کا پیار کتنا بڑا ہوتا ہے اور میری پیار بھی آپ کو دین تو آپ کو پتہ ہے ہمارے دل میں آپ کے لئے کیا ہے۔ آپ ہی تو یہ زندگی بھی نہیں مہوی مجھے کچھ نہیں چاہئے نہ دوست نہ جاندا کچھ بھی نہیں صرف تو چاہئے آپ ہی میرا سب کچھ ہو اور آپ ہمارا ساتھ مجھ کی محبت چھوڑنا ورنہ یہ جو جنوں ہے ناں مر جائے گا یا پاگل ہو جائے گا۔ کبھی نہیں چھوڑیں گے کبھی نہیں۔ پھر کافی دیر خاموشی رہی۔ مہوی دیسے ہمیں آپ سے پورے سوچے چاہیں۔ اف اللہ ارے شاہد یہ کچھ کم نہیں ہیں تھوڑے اور بڑا ہو چلو ایک سوئیں پورے دس درج اب تو ٹھیک ہے۔ ارے نہ بابا نہ ہمیں بچوں سے بہت ڈر لگتا ہے اور جاتی ہو اتنے بچوں کا کیا فائدہ ہو گا پوری فوج بن جائے گی اور میں ان کا کمانڈر اور پھر کبھی کوئی لغو ہوا تو میں تھوڑی بارنگلوں کا خود ہی سنبھال لیں گے۔ ہاں جی یہ تو ہے۔ مہوی ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ ہمیں دو طرفہ پیار ملا ورنہ کتنے ہی ہیں پیارے جو کی طرف محبت میں مل رہے ہیں خدا سے دعا مانگا کرو کہ ان کے دل میں بھی محبت جاگے اور ان کو ان کا آئیڈیل مل جائے ایسے ہی روز ہماری بات ہوتی رہتی۔

ان دنوں میری سسر کا فون آیا بھائی جان کیسے ہیں آپ بھوئی میں بالکل ٹھیک ہوں آپ کیسے ہو اور پڑھائی کیسے چل رہی ہے۔ بھائی میں ٹھیک ہوں اور پڑھائی اچھی چل رہی ہے وہ آپ سے ایک بات کرنی تھی جی بولو۔ وہ مہوش سارا دن آپ کے بارے میں پوچھتی رہتی ہے سارا دن ہمارا دماغ چلتی رہتی ہے نہ خود پڑھائی کرتی ہے اور نہ ہمیں پڑھنے دیتی ہے آپ اسے منع کر دو مجھے اچھا نہیں لگتا اور لڑکیاں بھی مذاق

اڑاتی ہیں۔ او کے میں منع کروں گا ویسے کیا کہتی ہے۔ یہی کہ آپ گھر میں کیا کیا کرتے ہو بک جائے ہو بک سوتے ہو آپ کو کیا پسند ہے اور سب کے سامنے پوچھتی ہے ہر وقت پریشان پریشان رہتی ہے جبکہ پہلے بہت خوش رہتی تھی۔ او کے میں منع کروں گا۔ جی اچھا او کے اللہ حافظ۔

بیٹو مسٹر کیسے ہیں آپ۔ جی اب ٹھیک ہوں کھانا کھالیا آپ نے۔ نہیں بھوک ہی نہیں ہے۔ او کے آج ہی بھی بھوک نہیں لگے گی۔ مہوی یار پلینز ج میں بھوک نہیں ہے اور یہ سکول میں کیا کر رہی ہیں رتی ہو۔ ارے کچھ نہیں میں نے کیا کیا ہے۔ آپ سکول میں چھوٹی سسٹر سے میرے بارے میں بات نہ کیا کرو۔ ارے کیوں نہ کروں ہماری منہ ہے ہمارا حق بنتا ہے۔ وہ سب ٹھیک ہے مگر سب کے سامنے تو نہ کیا کرو جب اسکے ہو تو کر لیا کرو اور پڑھائی کی طرف دھیان دیا کرو۔ ایسے آپ کی بدنامی ہوگی۔ ہم شادی کریں گے اس میں بدنامی کہاں سے ہوگی۔ یا خدا لگتا ہے میں ہی باکل ہوں جو بک رہتا ہوں مگر تیرے بیسے میں کوئی بات جانی کہاں ہے۔ ارے جی وہ تو آپ ہو بہت اچھے گھر جانے میں دو دن رہ گئے تھے مگر یہ دو دن سالوں کے برابر لگے رہے تھے کیسے عجیبے خیالات ذہن میں گردش کر رہے تھے بہت خوش تھا میں اور خوشی سے بڑھ کر قیامی تھی ہم سے یہ دن گزارنا مشکل ہو رہے تھے دل چاہتا تھا کہ ابھی مہوی کے پاس آکر چلا جاؤں اس کا حال شاید مجھ سے بہتر تھا۔ ارے کاش وہ دن وہ چل وہ لمحے ایک بار پھر سے لوٹ کر آجائیں اس کے بدلے خدا چاہے تو میری ساری زندگی لے لے کر وقت کسی کی جاگیر نہیں گزارا ہوا وقت کسی واپس نہیں آتا۔ وہ کیسی ہوگی کیا کرتی ہوگی اس کے دل میں کیا چل رہا ہوگا وہ کیسے لے گی ہمیں یا ہمیں دیکھ کر ٹوٹ پڑے گی اس دنیا میں شاید کسی نے ایک دوسرے کو دیکھے بنا محبت کی ہو ہمیں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ ہر وقت مجھے دیکھ رہی ہے جسے میری ہر حرکت سے واقف ہو۔

آخر وہ وقت بھی آ گیا میں اپنے شہر سے تیس کلومیٹر دور گاڑی میں بیٹھا ہوا تھا ایس ایم ایس ریڈیو ہوا۔ ارے شاید کہاں ہو مگر کچھ گئے کہ نہیں اگر نہیں تو کتنی دیر میں پہنچو گے جلدی بتاؤ۔ تھوڑی دور ہوں ایک گھنٹے میں پہنچ جاؤں گا۔ پھر ایس ایم ایس ریڈیو ہوا آپ آ گئے ہو ناں۔ ارے نہیں واپس جانا پڑ رہا ہے کوئی پرائیم ہو گئی ہے۔ حالانکہ میں گھر میں ہی تھا۔ آپ جھوٹ بول رہے ہو ہمارا دل کہتا ہے آپ آ گئے ہو

جلدی بتاؤ اگر ہمارا دل جھوٹ بول رہا ہے تو ہمارا پیار بھی جھوٹا ہے اب اور برداشت نہیں ہوتا جلدی بتاؤ۔ آپ کا دل بچ کہتا ہے ہم واقعی گھر میں ہیں۔ ارے باہر نکلو ہمیں آپ کو دیکھنا ہے پلینز لدی نکلو صرف ایک بار ہم آپ کی صورت دیکھنے کو ترس رہے ہیں پلینز جلدی نکلو وہ ایک نادان بچی کی طرح ضد کر رہی تھی۔ اس کی بے قراری بھی تو جائز تھی کتنے دن صبر کیا اور میں بھی تو دیکھنا تھا اپنی مہوی کو جو اسنے سالوں کے بعد کی تھی۔ مہوی تھوڑا سا صبر کر تو خدا کنٹرول کرو۔ اونٹیں ہوندا یار جلدی آؤ۔ مہوی اگر ہم اسی وقت آپ کو دیکھے بنا ہی مر جائیں تو کیا ہوگا۔ بکواس مت کرو مہوی تو ایسی باتیں نہ کیا کرو ہم نے کتنی بار آپ کو منع کیا ہے کیوں دلاتے ہو ایسی باتیں نہ کرو کے اگر صورت نہیں دکھائی تو مت دکھاؤ مگر ایسی باتیں نہ کرو پلینز ہم سے برداشت نہیں ہوتا۔ ہمیں معاف کر دو مہوی ہمارے دل میں یہ بات آئی تو کہہ دی پلینز ہمیں معاف کر دو وہ روئے جاری تھی اس کی جگہ تیز سانس مجھے سنائی دے رہی تھیں اور میری منہ منی بیگم صاحبہ پلینز چپ ہو جاؤ ہمیں معاف کر دو آئندہ نہیں کروں گا ایسی بات پلینز۔ آپ باہر آئیں گے کہ نہیں پلینز شاید باہر آ جاؤ مت زبانا نہیں اتنا آ جاؤ ہم سے سہا نہیں جا رہا وہ روئے ہوئے کہہ رہی تھی۔ میں آتا ہوں ابھی آتا ہوں اب آپ چپ ہو جاؤ۔ وہ ایک نادان بچی کی طرح روئے جاری تھی۔ جلدی آؤ میں نے بلیک گھر کے کپڑے استری کروائے اور انہا کر بدلے۔ دو دن پہلے مہوی نے ہاتھ کر میں آپ کو سب سے پہلے بلیک کپڑوں میں دیکھنا چاہتی ہوں۔ ہم نے بھی کہا تھا ہم بھی آپ کو بلیک کپڑوں میں دیکھنا چاہتے ہیں تو میں نے بلیک گھر کا سوٹ صادق آباد سے سلوالیا تھا زندگی میں پہلی بار بلیک گھر کا سوٹ پہنا تھا۔ سبھی گھر والے کہہ رہے تھے یہ سوٹ آپ کو بہت اچانک لگا رہا ہے۔ آج انشا پر لیا پر لیا ایک رات ہاتھ لوگ عجیب عجیب دکھائی دے رہے تھے حالانکہ میرا بیچن میں گزرا تھا ہر طرف خوشی ہی خوشی نظر آ رہی تھی جیسے عید کا دن ہو۔ کہتے ہیں اگر دل کا موسم اچھا ہو تو باہر کا موسم خود بخود اچھا لگتا ہے۔ جب گلی میں نکلا تو تین چار لڑکیاں گزر رہی تھیں۔ انہوں نے ایسا گھر کر دیکھا کہ ڈر کے مارے میری آنکھیں پٹی ہو گئیں اور میں جلدی جلدی ان کے قریب سے گزر گیا دل ہی دل میں خوش ہو رہی تھیں اپنی مہوی کی پسند پناز ہوا کہ آخر یہ گھر اس نے پسند کیا تھا میں پیدل چلا چلا ان کے گھر کے قریب پہنچا تو اس کی

کال آگئی حاج جی کہاں ہو ہم آپ کے گھر کے بالکل پاس ہیں جی او کے میں کھڑی کھڑی ہوں۔ کہاں ہو۔ آپ کے گھر کے بالکل سامنے کیا آپ کو نظر نہیں آیا۔ ابھی نہیں ہاں آ گیا بس یہیں رک جاؤ کہاں جا رہے ہو رک جاؤ کتنے اچھے لگ رہے ہو رک جاؤ پلینز۔ ارے پٹوانے کا ارادہ ہے کیا ہمارے سالے صاحب نے دیکھ لیا تو بات کرتے کرتے ان کے گھر کے قریب سے گزر کر روڈ پر آ گیا۔ ارے کچھ نہیں ہوتا پلینز واپس آ جاؤ ہمیں جی بھر کے دیکھنے دو۔ وہ کیسے نہیں کر رہی تھی۔ بس اس کی بے بسی دیکھ کر میں وہ کرتا جو وہ کہتی۔ ہاں جی آتا ہوں۔ جلدی آؤ۔ ہاں بس رک جاؤ ادھر ہماری طرف دیکھو ارے بلیک گھر میں ہمارے شاہد کتنے جج رہے ہیں۔ آج تو آپ پر لڑکیاں غذا ہوں گی ہی ذرا بازار کا چکر تو لگا کر آنا نہیں صرف آپ پر غذا ہونا ہے نہ کہ کسی اور پر۔ ویسے مہوی جب میں گھر سے نکلا تو تین چار لڑکیاں گزر رہی تھیں انہوں نے مجھے ایسا گھر کے دیکھا کہ میں تو ذرا ہی گیا اور جلدی جلدی وہاں سے کھسک گیا۔ اچھا تو پھر کیا ہوا۔ ہونا کیا ہے میں جلدی جلدی وہاں سے گزر گیا۔ مہوی مجھے نوکیوں سے بہت ڈر لگتا ہے سنا ہے جب یہ بندے کی دھلائی کرتی ہیں تو کپڑوں کی طرح دھوٹی ہیں۔ وہ مسکرانے لگی ارے شاہد ہم آپ کا کیا کریں آپ بہت بھولے ہو اور زیادہ باکل جس نے بھی آپ کا نام بھول کر بالکل صحیح رکھا کہاں دیکھ رہے ہو ہماری طرف دیکھو۔ کہاں دیکھو ہوا میں آپ نظر تو آ نہیں رہی ہوا ارے بالکل سامنے کھڑی میں دیکھو سامنے جو بیٹی ہوں۔ بس ادھر ہی دیکھتے رہو لگتا ہے آپ کا ارادہ پکا ہے ہمیں پٹوانے کا مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے مہوی۔ رک جاؤ تھوڑی دیر خدا کرے یہ وقت یہیں رک جائے اور ہم آپ کو گھر بھر یو پی دیکھتے رہیں اگر ہم آپ کے سامنے ہوتے تو آپ گالوں یہ کس کرتے ہماری ایک wish ہے شاہد پوری کرو گے۔ ہاں بولو جان چاہئے۔ آپ پھر شروع ہو گئے۔ ادھ سوری میڈم جی۔ کیا دش ہے جناب کی۔ ہم آپ کو سو سے میں کس کرنا چاہتے ہیں۔ ہاں تو کر لینا شادی کے بعد جتنی مرضی کر لینا۔ اگر دینا والے نہ ہوتے تو ہم آپ کو ابھی کس کر کے انی wish پوری کر لیتے۔ ہم آپ کے ہیں جناب جو بچا ہو کر سکتی ہو۔ مہوی تیرا بھائی آ رہا ہے بعد میں بات کرتے ہیں۔ او کے جی اپنا خیال رکھنا اور جب ہم بلا میں جلدی آنا۔ ارے مہوی ہم نے تو آپ کو دیکھا ہی نہیں۔ تو دیکھ لینا شادی کے بعد آپ بھی۔

بہت اچھے۔ مہوی بندہ کرو سالے صاحب قریب آ گئے ہیں او کے۔ اس کا بھائی میرے قریب سے گزر گیا۔ میں نے سلام کیا مگر اس نے جواب نہیں دیا بلکہ مجھے کھور کر دیکھا۔ میں بہت پریشان ہو گیا پہلے تو بڑے تاک سے ملتا تھا اب اسے کیا ہو گیا کہیں اسے پتہ تو نہیں چل گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد مہوی کا فون آ گیا کیوں جناب اپنے سالے صاحب سے ملے کیا کہا جی اس نے۔ میں نے سلام کیا مگر انہوں نے جواب نہیں دیا بلکہ مجھے کھور کے دیکھا کہیں اسے پتہ تو نہیں چل گیا۔ ہاں شاید میں سمجھا نہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ ایک دن کمرے میں میں بیٹھ کر آپ کی ڈائری پڑھ رہی تھی اور آپ کی تصویر دیکھ رہی تھی تو پتہ بھی نہیں چلا کہ وہ اوپر کھڑا تھا اور اس نے آپ کی ڈائری اور تصویر دیکھی۔ پھر کیا ہوا آپ کو کچھ کہا تو نہیں نہیں کچھ نہیں کہا صرف پوچھا۔ یہ ڈائری کس کی ہے اور یہ تصویر کہاں سے آئی میں نے کہا یہ میری دوست کی ہے اور یہ تصویر ایسی تھی تو پھر کیا ہوا۔ پھر پہلے تو انہوں نے مجھے غصے سے دیکھا پھر مسکرانے لگ گیا اور میرے سامنے بیٹھ گیا اور میری طرف بڑے غور سے دیکھنے لگا اور پھر شام کو میرے لئے آکس کریم اور پھل لے کر آیا اور اپنے ہاتھوں سے کھلائے اس کے بعد جج شام وہ اپنے ہاتھوں سے دودھ مجھے پلاتا ہے۔ مہوی شاید وہ آپ کو بہت چاہتے ہیں۔ ہاں شاید مگر آپ سے کم۔ پھر مہوی وہ آپ کے بھائی ہیں جناب۔ مہوی ہم آپ کو بہت چاہتے ہیں دیوانگی کی حد تک مگر یہ بھی سچ ہے کہ وہ آپ کا بھائی ہے۔ جتنی پیاری آپ ہو مجھے اتنا ہی پیارا وہ بھی جسے میں اپنے گھر کی عزت سمجھتا ہوں ویسے ہی آپ کے گھر کی عزت میری عزت ہے اور میں نہیں چاہتا کہ جو بھائی مجھے اپنے ہاتھوں سے یہ سب کھاتا ہے اتنا چاہتا ہے کل وہ تجھے طعنہ دے کہ میں نے تجھے اتنا پیار دیا اور تو نے ہمیں دھوکہ دیا یہ میں ہرگز نہیں برداشت کر سکتا میرے گھر میں بھی مائیں بنی نہیں ہیں اور ہم کوئی اپنا قدم نہیں اٹھائیں گے جس سے میرے یا آپ کے گھر والوں کی نظر میں جھجھکیں میں کسی بھی قیمت پر آپ کو یا ان دونوں کو رسوائی کے حوالے نہیں کر سکتا اس لئے جو بھی ہوگا دونوں گھروں کی رضامندی سے ہوگا بڑوں کی دعاؤں سے ہوگا۔ یہ بھی سچ ہے ہم آپ کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ہم نے ساتھ جینے ساتھ مرنے کے خواب تو دیکھ لئے مگر آپ نہیں جانتیں کہ ہم دونوں کے درمیان امیری غریبی کی بہت بڑی دیوار کھڑی ہے اور آپ کے گھر والے بھی نہیں

مانیں گے۔ آپ فکر کیوں کرتے ہو میرے گھر والے مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں۔ میں انہیں منالوں کی اور ہم آپ کے ہیں ہم اور آپ کے ہی رہیں گے اور کہا تھا وقت آنے پر میں سب کچھ کر دوں گی۔ کیا یہ تھا کہ یہی مہوش مجھے کہے گی شاید ہم آپ کے لئے کچھ نہیں کر سکتے جہاں آپ کے گھر والے کہتے ہیں وہیں شادی کرو پایز تو میں نے کہا تھا کم سے کم بات تو کر سکتی ہوئی سے بہن سے یا بھائی سے تو اس نے کہا تھا نہیں میں بات بھی نہیں کر سکتی۔ اچھا شاید جی میں کیسے بات کروں کی اپنے گھر والوں سے جو میں سننے جا رہا ہوں غور سے سنتا اور مجھے یقین ہے یہ سب سننے کے بعد وہ سوچنے پر ضرور مجبور ہو جائیں اور ہو سکتا ہے راضی بھی ہو جائیں۔ آپ بتاؤ۔ بس آپ بڑے پیار سے کہنا کہ ہم ایک دوسرے کو بہت پسند کرتے ہیں اور شادی کرنا چاہتے ہیں ہم کوئی ایسا کام نہیں کریں گے جس سے آپ کی نظریں دھپا والوں کے سامنے جھکیں ہم جو بھی کریں گے آپ کی رضامندی سے کریں گے اگر آپ خوش نہیں تو ہم شادی نہیں کریں گے مگر ہم جان دے دیں گے مگر کسی اور سے شادی نہیں کریں گے ہم ان کی طرح نہیں ہیں جو صرف اپنی خوشی کی خاطر صرف اپنے بارے میں سوچتے ہیں اور اپنے گھر والوں کی عزت خاک میں ملا دیتے ہیں کہ آپ نے ہمیں پالا ہے ہر دکہ سہہ کہ ہماری ہر خوشی پوری کی خود بخود رہ کر ہمارا پیٹ بھرا ہم آپ کو کبھی رسوا نہیں کریں گے بس آپ کے بارے میں ہماری یہی سوچ ہے اگر آپ کو لگتا ہے ہم غلط سوچتے ہیں تو آپ جو چاہیں کر سکتے ہیں کیونکہ آپ ہمارے ماں باپ ہیں اگر آپ کو لگتا ہے کہ ہماری سوچ آپ کے بارے میں سچ ہے تو آپ کا بھی حق بنتا ہے کہ ہمیں ایک کر دیں ہمارے دل میں جھانکے کی کوشش کریں کہ ہماری خوشی کہاں ہے۔ ہم چاہتے تو شادی کر سکتے تھے اور ہمیں کوئی روک بھی نہیں سکتا تھا ہمیں جان سے مار کر روک سکتے تھے مگر ہم نے ایسا سوچنا غلط سمجھا اور ہمیں یہ غلط کام کرنے آپ کے بارے میں یہ سوچا ہے تو آپ کا بھی حق بنتا ہے کہ ہمارے بارے میں سوچیں اور ہم میں ایک کر دیں آگے آپ جو فیصلہ کریں ہمیں منظور ہے آپ کی مرضی جو چاہیں کریں ہم نے ہی اتنا ہی کہنا تھا۔ ہم پھر چہتے ہیں شادی کریں گے تو صرف ہم دونوں ورنہ مر جائیں گے کسی اور سے شادی نہیں کریں گے۔ اگر ایسے کہو گی تو ہمارا دل کہتا ہے کہ وہ ضرور مان جائیں گے۔ ارے شاید ہمیں نہیں ہے تھا کہ ایک باگل

اتنی سوچ بھی رکھتا ہے ہمیں آپ کی باتیں بہت اچھی لگی ہیں آپ پہ اور اپنی محبت نے فخر ہے ہم بہت خوش ہیں کہ ہمیں آپ جیسا چاہنے والا ملا ہم ایسا ہی کہیں گے اب آپ فکر نہ کرو بہت وقت ہے ابھی خوش رہو اور عیش کرو۔ اب بھائی چلا گیا ہے باہر آؤ شاید بار پلینز آپ کو دیکھنا ہے ہمیں۔ ابھی تو آ رہے ہیں۔ ارے شاید جی ساری عمر بھی آپ کو دیکھتے رہیں تو ہماری آنکھوں کی پیاس نہیں بجھے گی مگر اب بیک سائڈ سے آنا۔ جی جناب آتا ہوں پانچ دن منٹ بعد میں اس کے گھر کے تھوڑی دور پہنچا تو ایس ایم ایس رسید ہوا۔ میرے پیارے ذرا آرام سے چلو گھر ارد گرد لوگ تھے میں جلدی ہی نکل گیا۔ کیا جن کی طرح غائب ہو جاتے ہو ایک جگہ پر آرام نہیں آتا آپ کو۔ ارے مہوی لوگ تھے آس پاس تو میں کیا کرتا۔ تو لوگوں کو کیا پرالم ہے ہم بھلا کو ہیں آپ کے جو آپ ہماری منہ می شرارتی پیاری سی بیگم صاحبہ ہو۔ تو لوگوں کو کیا پرالم ہے اگر ایک شوہر اپنی بیوی کو دیکھ رہا ہے۔ ارے بڑھتی کیوں ہو لو میں رک جاتا ہوں میں کافی دیر کھڑا رہا مگر مجھے ان کی چھت پر کوئی نظر نہ آیا۔ ارے مہوی کہاں ہو کیا میں چلا جاؤں۔ ارے نہیں نہیں ابھی نہیں جانا بس کھڑے رہو اور ہمیں ڈھونڈو بھلا کہاں ہیں۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو چھت کی چادر پواری کے پیچھے ایک سر نظر آیا جب میری نظر پڑی تو بھاگ گئی سیدھا کرے میں ایک پل میں غائب ہو گئی۔ ارے کیا ہوا۔ آپ نے ہمیں ڈھونڈ لیا مگر بھائی کیوں۔ وہ وہ۔ رکتے رکتے بولی ہمیں شرم آتی ہے اس لئے ہم بھاگ گئے۔ مہوی ایک بار اپنی صورت تو دکھا دو پلیز ہمارا دل زور سے دھڑک رہا ہے دیکھو ہم آپ کو دیکھنے کے لئے ترس رہے ہیں پلیز صرف ایک بار۔ شاید پھر کبھی دیکھ لینا پلیز پھر کبھی ہماری خاطر۔ جیسے آپ کی مرضی۔ ناراض تو نہیں ہو ہم سے۔ ارے کیوں بالکل نہیں ایسا بھی مست سوچنا کہ ہم آپ سے بھی ناراض ہوں گے۔ اگر ہوئے بھی تو شاید مرنے کے بعد ہمیشہ کے لئے۔ آپ پھر شروع ہو گئے۔ او کے جی اب جی میں چلتا ہوں۔ تھوڑا گھر والوں کو بھی وقت دینا ہے۔ او کے مگر ہم جب لائیں آپ کو اسی وقت آتا ہوگا انتظار دمٹ کروانا۔ او کے آ جاؤں گا۔ گھر میں داخل ہوا ہی تھا تو سامنے چھوٹی کھڑی تھی۔ کہا سے آ رہے ہو بھائی shop سے کیوں خیریت ہے۔ اس کی آنکھوں میں شرارت تھی۔ میں جلدی جلدی بیٹھک گھس گیا اس طرح وہ ہر روز دن میں کئی بار مجھے بلاتی

مجھے دیکھتی اور جب میں دیکھنے کی کوشش کرتا تو بھاگ جاتی ایک دن دور سے دیکھا تھا وہ اپنی بیٹی کو کھلا رہی تھی مجھے بڑا اچھا لگا ایک پل میں اپنی آنے والی زندگی کے بارے میں سوچنے لگا تو میں نے پوچھا مہوی ہمارا وقت کب آئے گا۔ جناب آ جائے گا جلدی آ جائے گا ہم جانتے ہیں آپ کو بچے بہت پسند ہیں۔ مہوی آپ نے دیدہ کیا تھا کہ جب آئیں گے تو اپنے ہاتھوں سے گرجا کا حلوہ کھلاؤ گی، کب کھلا رہی ہو۔ تو بولی شادی کے بعد جتنا چاہے مرضی کھا لینا۔ میں جو بھی کہتا وہ کتنی شادی کے بعد میں خاموش ہو جاتا۔ اور کہتا چلو جی مجھوں صاحب آپ شادی کا انتظار کرو تو وہ مسکرائے گی اور کہتی باگل کہیں کا بالکل پاگل ہے۔ ایک میں نے سوچا آج جو بھی ہو ضرورت دیکھ کر ہی دم لوں گا۔ صبح سات بجے ایس ایم ایس رسید ہوا good morning jan آ جاؤ ہمیں ناشتہ کرنا ہے۔ مہوی جب آپ نے ناشتہ کرنا ہوتا ہے تو مجھے کیوں بلاتی ہو۔ ارے آپ کو دیکھتی ہوں تو میرا ناشتہ ہو جاتا ہے مگر آج آپ کا ناشتہ رہ جائے گا کیوں کہ آج ہم نہیں آنے والے۔ کیوں کیوں ذرا تینا پسند کریں گے۔ دیکھو ناں آپ ہمیں ہر روز کتنی بار دیکھتی ہو ہمارا بھی دل کرتا ہے آپ کو دیکھنے کا۔ آج اپنی صورت دکھاؤ گی تو ہی آؤں گا ورنہ نہیں آؤں گا۔ او کے آ جاؤ آج ہماری صورت بھی دیکھ لو۔ میری خوشی کی انتہا نہ رہی دل زور زور سے دھڑکنے لگا میں جلدی جلدی چلا گیا دیکھا مگر کوئی نہ تھا ارے کہاں ہو سامنے آؤ۔ شاید ہم میں ہمت نہیں ہوتی ہمیں بہت شرم آ رہی ہے کیسے آئیں۔ تو ٹھیک ہے میں چلتا ہوں۔ اب نہیں جب چلنے لگا تو ایک دم سامنے آ گئی۔ میں تو وہیں جام ہو گیا آسان سے کوئی حور اتر آئی ہو چسپے موبائل کان پر تھا شاید کہاں کھو گئے۔ مگر شاید صاحب کو کوئی ہوش ہوتا تو سنتا۔ ارے پاگل ہو گئے ہو یہ صورت صرف آپ کی ہے ہمیشہ کے لئے۔ میری آنکھیں برستے لگیں یہ نہیں کیوں ہے میں نہیں جانتا خدا کے گھر میں دیر ہے اندھیر نہیں شاید یہ میرے مہر کا پھل دیا ہے اس نے مہوی ہماری سوچ سے بڑھ کر خوبصورت تھی وہ شاید گھبرا رہی تھی کبھی نظریں جھکا لیتی کبھی اٹھاتی کبھی ادھر کبھی ادھر دیکھتی اور پھر ایک دم بھاگ گئی میں زور زور سے ہنسنے لگا۔ یہ سب شاید اس کا پچھتاہ تھا بالکل بچوں جیسی باتیں کرتی تھی اس وقت اسے دیکھتے وقت صرف میری جان نہیں لگی باقی سب کچھ ہوا بس اس کا چہرہ میری آنکھوں کے سامنے رہنے لگا۔ وہ منظر میری

آنکھوں کے سامنے ہر وقت رہنے لگا پہلے کھڑا رہتا پھر بھاگ جاتا اب نیند کس بجنت کو آنے والی تھی پھر ہم ہر روز صبح سات بج ایک دوسرے کو دیکھتے وہ ہر بار ایسا ہی کرتی کبھی نظریں جھکا لیتی کبھی اٹھاتی اور پھر ایک دم بھاگ جاتی۔ ایک دن میں بازار گیا ہوا تھا ایک انجان نمبر سے کال آئی بیلو میں چھوٹی بول رہی ہوں بھائی۔ ہاں بیلو۔ بھائی آج ہمارے سکول میں پارٹی ہے اور کمرہ چاہئے۔ ہاں تو میرے بیگ میں پڑا ہے ناں لے لو۔ جی اچھا۔ گھر آیا تو پھر کال آئی۔ بیلو میں مہوش۔ جی ہم جانتے ہیں بیلو کیا بات ہے یہ بات کریں۔ بھائی اس میں فلم نہیں ہے دلوادو آپ سکول آؤ اور فلم ڈلوادو۔ آتا ہوں۔ میں دن منٹ میں سکول پہنچ گیا وہ گیٹ کے پاس انتظار کر رہی تھی۔ میں نے کمرہ لیا اور بازار سے فلم ڈلوادو دے کر واپس گھر آیا یہی تھا کہ پھر کال آ گئی بھائی یہ شوں شوں کر رہا ہے چل نہیں رہا آپ آؤ اور اسے ٹھیک کر کے دو میں پھر چلا گیا کمرہ خراب ہو گیا تھا کالوں پر سب کمرے بک ہو گئے تھے کیوں کہ پاری کا دن تھا تو میں نے ایک دوست سے کمرہ لے کر دے آیا اور آ کر پھر فلم دیکھنے لگ گیا دو گھنٹے بعد پھر کال پھر فلم ختم ہو گئی ہے دوسری ڈلوادو۔ میں نے انکار کر دیا اب میں چکر لگا لگا کر تھک گیا ہوں اب بس تو پاس سے آواز آئی اور مجھوں بھائی کی مہوش سے بات کرواؤ۔ ارے تم کیوں چپ کر کے بیٹھی ہو بات کرو اور بلاؤ آپ کے شوہر ہیں ضرور آئیں گے۔ ہاں کتنی ہوں اب چپ ہو جاؤ۔ ان کا کروپ تین لڑکیوں پر مشتعل تھا ایک چھوٹی دوسری مہوی اور تیسری شائل۔ شائل میری کون تھی جس کی شادی ہو گئی تھی مگر اس میں مجھے اپنی کزن نظر آتی تھی یہ وہی تھی۔ آواز آئی شاید آ جاؤ آخری بار بالکل نہیں پاس سے آواز آئی اوے دیکھتے ہیں آتا ہے کہ نہیں۔ شاید جی آپ نے آتا ہے کہ نہیں بس یہی مہوی کی آخری دھمکی ہوئی تو میں مجبور ہو جاتا ہاں آتا ہوں میری دادی اماں آتا ہوں۔ پاس سے آواز آئی۔ اوے ہوئے بڑی گل اے جناب مان گئے واقعی کچھ بات ہے۔ مجھے بڑی ہنسی آئی۔ وہ میرے سامنے اسے چھیڑ رہی تھی تو میرے بعد کیا حال کرتی ہوئی فلم ڈلوادو کر دی۔ بھائی اس کی سمجھ نہیں آ رہی چلتا کیسے ہے آپ بتا دیں میں بتا رہا تھا کہ پاس ایک لڑکی کھڑی تھی بڑے غور سے دیکھ رہی تھی میں نے اندازہ لگایا وہ نہ ہو یہ وہی تیسری ہے شرارتی مگر میں اپنے کام میں لگا رہا وہ بھاگ کر اندر گئی تھوڑی دیر بعد آئی تو۔ بھائی یہ آپ کے لئے ہے

اس کے ہاتھ میں ایک جوس کا ڈبہ تھا۔ یہ کس نے دیا ہے یہ آپ کی وائف نے دیا مگر میری شادی کب ہوئی۔ یہ نہیں وہ مہوش۔ تو میں سمجھ گیا یہ سب مہوی کی شرارت تھی اور میں نے لے لیا اور کہا thanks بولنا جناب کو اور واپس لوٹ آیا۔ جب ڈبے کو میں نے پکڑا تو مجھے ہکا بکا محسوس ہوا اس میں آدھا جوس غائب تھا خیر میں نے پی لیا گھر پہنچا تو کال آئی آپ گھر پہنچ گئے۔ جی جناب کیوں نہیں اور پچانے کا ارادہ تھا۔ ارے نہیں جوس پی لیا تھا۔ جی مگر آدھا جوس کہاں گیا بی بی مٹی۔ اف اللہ آدھا میں نے پی لیا تھا ارے پاگل اتنا بھی نہیں سمجھتے پاگل جی پاگل جو پھر آڈیہ پیچک دیا تھا۔ جی نہیں کیوں بھلا کیوں بھینکیوں بھلا ہمیشہ اپنے پاس سنہال کر رکھوں گا۔ چھینکنا کیسے پہلی بار ہماری مہوی نے کچھ دیا تھا وہ آج تک میں نے سنہال کر رکھا ہوا ہے جب بھی اسے دیکھتا ہوں تو آنکھیں بارش برسائے لگتی ہیں بہت یاد آتی ہے اس خالم کی گھنٹوں پیٹھ پر روتا رہتا ہوں۔ اب آپ کو کون پاگل نہیں کہے گا۔ جو بھی ہو ہم آپ کی پھر چیز سنہال کر رکھیں گے اپنی جان سے بھی زیادہ اس کی حفاظت کریں گے روز کی طرح میں صبح نہا کر نکلا تو مہوی کی کالیں آ رہی تھیں۔ بیو جی کیا کر رہے ہو۔ ابھی نہا کر نکلا ہوں۔ ارے وہ اب ہم بھی ابھی نہا کر نکلے ہیں اس دن موسم بڑا دلکش بنا ہوا تھا ہلکی ہلکی ہوندا باندی ہو رہی تھی کبھی بارش اچانک تیز ہو جاتی اور کبھی ختم جاتی۔ وہ دن وہ لمحہ جب یاد آتا ہے تو دل میں ہزاروں ذمہ تازہ ہو جاتے ہیں۔ شاید جی جلدی آ جائیں آپ کو کچھ دینا ہے۔ مگر مہوی بارش ہو رہی ہے کیسے آؤں۔ آپ کو بارش سے ڈر لگتا ہے کیا میں بھی تو کھڑی ہوں جلدی آؤ۔ وہ مجھ پر ایسے حکم چلاتی تھی جیسے واقعی میں اس کی پر اپنی ہوں۔ مگر اس کا ایسے باتیں کرتا ہمیں اچھا لگتا تھا جب زبردستی بلاتی۔ او کے آتا ہوں میں نے ٹاول لیا سر پر اوڑھا اور نکل پڑا جیسے ہی گلی کی عمر پر پہنچا وہ سامنے کھڑی تھی ایک پل کے لئے تو ایسے لگ جیسے میں اندر سے جان نکل رہی ہو جیسے وہ کھلے بالوں کے ساتھ بارش میں بھیگ رہی تھی۔ میں چلتا چلتا ان کے گھر کے قریب پہنچا اسے غور سے دیکھا ایک ہلکی سی مسکراہٹ تھی اس کے ہونٹوں پر اور شرارت بھی اوپر سے اس نے ایک بک بھینکی میں نے اٹھائی اور واپس لوٹ آیا۔ وہ لمحہ کیسے بھولوں میں کتنی اچھی لگ رہی تھی میری مہوی کھلے بالوں کے ساتھ ایسے اسے میں نے پہلی بار دیکھا تھا کبھی بھی تو یہ سب خواب سا لگتا تھا تو میں خود کو

یقین دلانے کے لئے کال کر کے خود کو یقین دلانا کہ واقعی یہ سچ کیا ہے تھا کہ اس بارش کی طرح میری آنکھیں ہی ایسے برسین گی وہ موسم وہ بارش وہ کھلے بال اس کی ہلکی سی مسکراہٹ کیسے بھولوں کبھی نہیں آتا۔

بیگ ہوا موسم پیارا
بھلا کیسے بھولے دل وہ پیارا

گھر آ کر میں نے وہ کتاب پڑھی جس کا نام ساتیس کے عجیب کرشمے تھا تو مجھے بڑی ہلکی آئی پھر ایک پل میں رونے لگا اس کو کھودینے کا ڈر ہمیشہ میرا چچا کرتا رہا۔ کتاب پڑھی آپ نے۔ ہاں جی پڑھی کسی لگی۔ بہت بری میں اس پر بھروسہ نہیں کرتا صرف خدا اور اس کے رسول پر بھروسہ کرتا ہوں۔ خیر شاید بھائی بار بار پوچھ رہی ہے اسے بتا دوں۔ جیسے آپ کی مرضی۔ بتا دیتے ہیں کیا پتہ مان جائے کچھ نہیں ہوتا اور تو کچھ نہیں مگر ڈر لگتا ہے میرے یاد کرو کہ میں آپ کو کچھ نہ کریں۔ ارے پاگل کچھ نہیں ہوتا بھائی ایسی نہیں ہے یہ سب کچھ آج ہی مجھے خواب سا لگتا ہے اگر خواب ہے تو بھولنا کیوں نہیں آخر یہ سب کیا ہے میں اس کے لئے ایک غیر انجینی ہوں تو وہ مجھ پر اتنا بھروسہ کیوں کرتی ہے میرے لئے اپنے گھر والوں کو کیوں دھوکا دے رہی ہے یہ کیا رشتہ ہے کیا نا طہ ہے آخر یہ سب کیا ہے اگر وہ خوش ہو تو میں خوش ہوتا ہوں اگر وہ اداس ہو تو یہ دل روتا ہے دو انسانوں کے درمیان چند دھنوں میں ایسا کیا ہو جاتا ہے کہ ایک دوسرے کے لئے جان بھی دیتے ہیں مجھے نہیں پتہ شاید کچھ لوگ اسے محبت کا نام دیتے ہیں۔ بیو جناب یہ بات کریں بھائی سے۔ السلام علیکم۔ جی اے علیکم السلام بھائی جان کیسی ہیں آپ۔ جی میں بالکل ٹھیک ہوں۔ آپ سنائیں آپ کیسے ہیں۔ جی میں بھی اچھا ہوں۔ وہ مہوی کہہ رہی تھی کہ آپ ان سے پوچھتی ہیں کہ۔ جی بھائی جان اس لئے کہ یہ بہت بڑی گلی تھی نہ کچھ کھاتی نہ چینی حالانکہ پہلے سارا دن کھاتی کھاتی تھکی نہیں اور پھر دوسرے دن بار میں نے اکثر اسے پریشان پریشان کسی کی فکر کرتے دیکھا تو مجھے شک ہوا اس کا یقین تب ہوا جب اسے تنہائی میں روئے دیکھا تو میں نے اس سے پوچھا تو اس نے بتا دیا تو میں نے کہا پہلے بتا دیتی تو آپ کا درد شہر کرتی اس سے انسان کے دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے آپ تو پریشان مت ہوا کرو اگر آپ دونوں خوش ہو تو میں آپ کے ساتھ ہوں مجھ سے جتنا ہوا کروں گی۔ thanks بھائی جی۔ یہ لومہوش سے بات کر

جناب بھائی بتا رہی تھیں کہ آپ اکیلے میں روتی ہو وہ آپ کی یاد بہت آتی ہے تو یہ پتہ ہی نہیں چلتا آنکھیں بھیگ جاتی ہیں اس میں میرا کیا قصور۔ ارے پاگل ہم آپ کے ہیں ہمیشہ کے لئے۔ وہ اب بھی روئے جارہی تھی وہ اکثر مجھے پاگل کہتی تھی اور خود مجھ سے بھی زیادہ پاگل تھی۔ دن میں کوئی ایسا وقت نہ تھا جب ہماری بات نہ ہوتی ہو وہ مجھے دن میں کئی بار دیکھتے کے لئے بلاتی وہ اکثر چھت سے مجھے دیکھتی تھی کبھی بھی چھت کی چادر یواری پر سہارا لے کر ہاتھ کا اشارہ کرتی تو اس کی بے بسی صاف دکھائی دیتی۔ پھر ایک دن شاید بھائی آپ کو دیکھنا چاہتی ہے آپ ذرا آ جائیں۔ جی آتا ہوں سوڑی دیر بعد میں ان کے بیک سائیڈ والی گلی میں پہنچ گیا۔ مگر ان کی چھت پر کوئی نہ تھا میں جلدی جلدی سیدھا نکل گیا۔ جب واپس آیا تو تین لڑکیاں چھت پر کھڑی تھیں چھت کی چادر یواری کا سہارا لے کر میں ڈر گیا گلی کے آخری حصے میں پہنچ کر ایک بار پلٹ کر دیکھا اور گھر آ گیا کچھ دیر بعد کال آئی۔ اوئے ہوئے بڑی گل اسے جناب بھائی بڑی تعریف کر رہی تھی آپ کی۔ کیا کہا بھائی جان نے جناب۔ وہ کہہ رہی تھی مانا پڑے گا مہوش آپ کی پسند لا جواب ہے اور کہہ رہی تھی کہ آپ کی آنکھوں میں ایک عجیب کشش ہے جو اس کی طرف کھینچتی ہے اور پریشان بھی نہیں۔ جو کچھ بھی ہو جناب جی یہ سب کچھ آپ کا ہے مگر وہ تیسری لڑکی کون تھی۔ وہ مہمان تھی۔ میں تو ڈر ہی گیا تھا اس لئے جلدی جلدی وہاں سے آ گیا۔ ایک تو آپ کو ڈر بہت لگتا ہے لڑکیو سے وہ آپ کو کھاتھوڑی جائیں گی۔ مہوی کل شام کو میں واپس جا رہا ہوں گاڑی کل لا ہو پہنچ جائے گی۔ اب آپ کو کیا ہو گیا جناب کچھ نہیں جانا ضروری ہے کچھ دن اور رک جاؤ کاش میں رک جاتا اگر پتہ ہوتا کہ آخری بار اسے دیکھ رہا ہوں اس کے بعد دیکھنا نصیب نہ ہوگا۔ مہوی جانا تو پڑے گا ارے روزی روتی کا سوال ہے۔ پھر کہ لوگوں کے جلدی آ جاؤں گا دن گزارا رات گزری دوسرے دن تین بجے کال آئی۔ آپ مجھ سے مل کر جانا ایکار آپ کو قریب سے دیکھنا چاہتی ہوں پلیز۔ مہوی کیسے لمبوں پاگل ہو گئی ہو آپ کو گیسٹ تک آنے کی اجازت نہیں تو ملنے کی بات کوئی ہو۔ مجھے نہیں پتہ کیسے مجھے پھر کچھ دیر بعد کال آئی۔ بھائی جان میری کہہ رہی ہے آپ سے ملنا ہے۔ ارے بھائی مل کر کیا کرنا ہے ایک دوسرے کو دیکھ لیا ہے مجھے دور سے بھی کئی کافی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ وہ اپنے گھر والوں کی عزت لے کر باہر

نکلے۔ ارے بھائی آپ کیسے انسان ہو ملنا بھی ضروری ہے۔ ایک بار مل کر کیسے میں سوچتی ہوں پھر کال آئی۔ شاید آپ آ جاؤ آپ سے ملنا ہے میں بیک سائیڈ کی بیٹھک کا دروازہ کھولتی ہوں آپ اندر آ جانا۔ مہوی پاگل ہو گئی ہو کسی نے دیکھ لیا تو آپ کی خاطر تو ختم ہونے کے امکان ہیں۔ کچھ بھی ہو آپ بس آ جاؤ میں ڈرنا ڈرنا چلا گیا۔ آج پہنچنے کے امکان بہت کم ہیں خیر میں دس منٹ باہر کھڑا رہا مگر دروازہ نہ کھلا تو میں لوٹ آیا میں سوچ رہا تھا کہ کوئی ایسا کام کیا جائے میں سے ملنا نہ پڑے تو میں نے ایس ایم ایس کے۔ آپ نے اچھا نہیں کیا آپ نے مجھے رکھو کا دیا ہے آپ دھوکے باز ہو۔ پانچ منٹ بعد پھر کال آئی۔ ارے بھائی پھر کیا ہو گیا۔ یہ رو کیوں رہی ہے۔ کچھ نہیں میں نے تو کچھ نہیں کہا تھا اس نے مجھے ہلا کر ملتا ہے اور دروازہ نہیں کھولا۔ وہ بھائی مجھے بتایا اس نے وہ چچ میں ادھر ان کے گھر والے آ گئے تھے یہ دروازہ کھولنے ہی لگی تھی تو میں نے منع کر دیا اور اب یہ روئے جارہی ہے کہ شاید مجھ پر بھروسہ نہیں کرتا اب چپ کرواؤ اسے۔ اسے چپ کرنا خاصا مشکل کام تھا۔ آپ بات کروا میں بس اس نے موہاں جھین کر مجھ پر برس پڑی۔ آپ کو کم پر بھروسہ نہیں ہے میں نے ایسا جان بوجھ کر نہیں کیا ادھر بھائی آ گیا تھا۔ میں کیا کرتی۔ وہ روئے جارہی تھی اور بات بھی کر رہی تھی۔ میں نے تو مذاق کیا تھا اور آپ نے۔ چپ ہو جاؤ اب کیوں روتی رہتی ہو ہر وقت۔ آپ باتیں جو ایسی کرتے ہو۔ اچھا اب نہیں کرتا اب چپ ہو جاؤ پلیز مگر وہ روئے جارہی تھی بالکل ایک نادان بچی کی طرح۔ اچھا ایک بات تو بتاؤ آپ روتے ہوئے کسی لگی ہو۔ خود دیکھ لو آ کر مجھے پتہ ہے۔ آپ نے چپ کرنا ہے یا ہم سے چٹا ہے۔ ہاں ہاں پیٹ لو ہمیں پیٹ لو ارے چپ ہو جاؤ اسے چپ کروانا مشکل ہو رہا تھا۔ دیکھو میں اپنے روتا بند نہ کیا تو میں ابھی چلا جاؤں گا۔ کیوں چلے جانا ہے نہیں نہیں جانا مجھ سے مل کر جانا۔ اب بھی ملنا چاہتی ہو۔ ہم ملیں گے اوک اب تو خاموش ہو اسے چپ ہو جاؤ اسے چپ کروانا مشکل ہو رہا تھا۔ دیکھو میں نے روتا بند نہ کیا تو میں ابھی چلا جاؤں گا۔ کیوں چلے جانا ہے نہیں نہیں جانا مجھ سے مل کر جانا۔ اب بھی ملنا چاہتی ہو۔ ہم ملیں گے اوک اب تو خاموش رہو نہ میں ابھی گیا۔ نہیں میں کب رو رہی ہوں اب۔ پھر وہ خاموش ہو گئی مگر اس کے دل کی تیز دھڑکنیں اس کی سنائیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ بھائی بات کرنا

چاہتی ہے۔ جی کروائیں۔ جیلو جی بھائی جان آپ پندہ منٹ بعد آ جانا اس کے گھر والے جا رہے ہیں۔ جی میں آ جاؤں گا۔ یہ لو بات کرو مہوی سے شاہد جی تصویریں آ گئیں ہیں۔ جی آ گئی ہیں تو لے کر آتا مجھے دیکھتی ہیں۔ مہوی کی بلیک ڈریس میں کتنی ہی تصویریں تھیں جو مجھے اچھی لگیں میں نے رکھ لی ہیں اور باقی دے دیں اور کراچی صدر سے میں نے مہوی کے لئے ایک وایج خریدی تھی وہ بھی لے لی یہ سب اس کی باتیں شرارتیں کیسے لکھوں اور نہیں لکھا جا رہا۔ ہاتھ درد ہونے لگے ہیں سارا جسم ٹوٹ رہا ہے۔ اس دل کے زخم دوبارہ تازہ ہو گئے ہیں وہ منظر وہ باتیں وہ گزرا ہوا وقت ایک فلم کی طرح میری آنکھوں کے سامنے گردش کر رہا ہے اس کا چہرہ آنکھوں کے سامنے گھوم رہا ہے میں کیا کروں کچھ نہیں آ رہا۔ اے خدایا تو پاگل کر دے یا اٹھالے کہ کسی کا ہوش نہ رہے میں وہ سب کچھ بھول جاؤں کاش خدا تعالیٰ نے دماغ کی ایک جالی بنائی ہوتی جس سے گھمانے سے انسان بیتے ہوئے دن بھول جاتا۔ تو کتنا اچھا ہوتا۔ مگر نہیں جو ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ پھر ایس ایم ایس ریو ہو آپ آ جائیں اور میں چلا گیا ہر شے کر ایس ایم ایس کیا کہ میں آ گیا ہوں تو دروازے کا لاک کھل گیا اور میں ادھر ادھر دیکھ کر روتا روتا بیٹھک میں داخل ہو گیا اور دروازہ اندر سے لاک کر دیا زندگی میں پہلی بار ایسے کسی لڑکی سے ملنے گیا تھا۔ جب اندر داخل ہوا تو مہوی جلدی جلدی دوسری طرف چہرہ کر کے کھڑی ہو گئی اور میں دوسری طرف۔ کتنی دیر ہم یونی کھڑے رہے نہ مجھ سے ہمت ہو رہی تھی کہ اس کے سامنے جاؤں اور نہ اس کی ہمت ہو رہی تھی شاید ہم پاگل تھے یا بے وقوف نہیں معلوم۔ مگر ہم دونوں میں ہمت نہ تھی ایک دور کے کا سامنا کرنے کی۔ آخر اس نے ہمت کی اور چل کر میرے سامنے آ کر رک گئی میری نظریں زمین پر تھیں وہ بھی میرے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی اور زمین کو گھونے لگی اس کے ہاتھ کا پ رہے تھے جب میں نے غور سے دیکھا تو میں خود بھی کانپ رہا تھا میرے ہاتھ ایسے کانپ رہے تھے جیسے سوسال کا بوڑھا بھلاں نے دوبار میرے چہرے کو چھونے کی کوشش کی مگر ناکام پھر ایک دم اپنے کا پتے ہاتھوں سے میری ٹھوڑی سے پکڑ کر میرا چہرہ اوپر کر دیا اور خود نیچے دیکھنے لگی۔ اے خدا یہ کیا ہے خود ہے یا کوئی پری اس دنیا کی ہی ہے کہ نہیں جو بھی میری نظر اس کے چہرے پر پڑی تو ایک پل کے لئے تو ایسا لگا کہ میرے اندر ساکت ہی نہ رہی

ہو جیسے پتہ نہیں کیوں جب بھی اس کی صورت کو دیکھتا تو میری آنکھیں نہ چاہتے ہوئے بھی برس برس اور پتہ نہیں کیوں۔ مہوی قریب سے اور بھی خوبصورت تھی اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی وہ گہرا ہنسی تھی اس کے ہونٹوں کے اوپر ایک کالا لٹ بھی تھا اس کی آنکھیں اب بھی نیچے تھیں وہ اپنے ہاتھ مل رہی تھی ایک پل کے لئے تو میں اس دنیا میں بھول ہی گیا یہ سب ہمیشہ سے مجھے ایک خواب کی مانند لگتا تھا پھر اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں اوپر کیں جب میں نے اس کی آنکھیں دیکھیں تو میں ڈر گیا اس کی آنکھیں بہت موٹی موٹی تھیں۔ کاش وہ لحد وہ پل وہیں ٹھہر جاتا میں ساری عمر اسے دیکھتا ہی رہتا یا میری جان نکل جائے۔ تو اس نے خاموشی کو ٹوڑا۔ ارے جناب یہاں چپ رہنے کے لئے ہوئے کچھ بات کروناں۔ سب کچھ تو بھول چکا تھا بات کیا کرتا۔ تو اس نے اپنے کانپتے ہاتھوں سے میرے ہاتھوں کو تھاما اور بیڈ پر بٹھایا اور خود پاس بیٹھ گئی میں نے جب اسے غور سے دیکھا تو وہ تھر تھر کانپ رہی تھی اور میرا بھی یہی حال تھا اور یہ ہونا ہی تھا۔ ہم دونوں ہی بے خوف تھے یا سمجھتے نہ کر دیا تھا۔ مہوی میرے ہاتھ کا پ رہے ہیں۔ میرے بھی شاہد۔ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔ مجھے بھی یہ سب یاد دہرا آپ کا ہے۔ آپ کو ملنے کا شوق تھا اب کسی نے دیکھ لیا تو مہوی مجھے اپنی فکر نہیں ہے تیری بہت فکر رہتی ہے کہیں تم بدنام نہ ہو جاؤ کہ کوئی آپ کو طعنہ مارے بس اور کچھ نہیں۔ وہ میرے پاس سے اٹھ کر چلنے لگی۔ تو میں نے اسے ہاتھوں سے پکڑ کر بیڈ پر بٹھایا اور خود اپنے ہاتھوں سے ٹھوڑی کو مہارادے کر اس کی صورت دیکھنے لگا۔ کتنی اوپر دیکھتی اور بھی نیچے اور بھی میری طرف دیکھ کر مسکرانے لگی۔ یہ سب خواب سا لگ رہا تھا مجھ سے نہیں ہوتا کہ مہوی میرے سامنے میرے پاگل قریب ہے۔ میں نہیں سوچوں میں تم تھا کہ وہ اچانک آئی اور ایک پل میں میرے گالوں کو چوم کر دوسری طرف صورت کر کے کھڑی ہو گئی۔ تو میں اس کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا اور اس کا چہرہ اوپر کر کے پوچھا۔ مہوی یہ کیا شرارت ہے۔ کچھ نہیں وہ ہماری دشمنی ہمارا دل چاہا رہا تھا تو کر لیا۔ وہ بار بار میرے ہاتھوں کو تھامتی اپنے کانپتے ہاتھوں سے بھی وہ مجھے بیڈ پر بٹھائی اور کبھی میں میرے دل میں سوچ ابھی تھی اگر مہوی نہ ملتی تو میرا کیا ہوگا۔ اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو پریشان ہو جاتا تو وہ مجھے پوچھتی آپ اداس کیوں ہیں کیا بات ہے تو میں کہتا کچھ نہیں۔

شاہد آپ ایسے اداس کوئی نہ کوئی بات ہے بتاؤ کیا بات ہے۔ تو میں نے اسے پکڑ کر بٹھایا اور خود اس کے قدموں میں بیٹھ گیا اور اس کے ہاتھوں کو بوسہ کرنے لگا مہوی کبھی میرا ساتھ مت چھوڑنا میں ہر وقت ڈرتا رہتا ہوں مجھے کھونے کا ڈر ہمیشہ میرا پیچھا کرتا ہے پیلیز اور میں نے اس کی گود میں سر رکھ دیا اور میرے بال سہلانے لگی۔ کچھ نہیں ہوگا ہم ضرور شادی کریں گے ہم آپ کو کبھی نہ چھوڑیں گے۔ میں کتنی دیر اس کی گود میں چہرہ چھپا کر روتا رہا وہ میرے سر پر چہرہ رکھے مجھے سہلائی رہی جب اس نے میرا چہرہ اوپر کیا تو میری آنکھوں کو دیکھ کر میرا چہرہ صاف کرنے لگی کیا ہوا کیوں رو رہے ہو نہیں بھی رونا آتا۔ تو میں نے اسے پتہ نہ چلنے دیا۔ کب رو دیا میں ویسے ہی آنکھیں لالا لیاں۔ اگر یہ نہ کہتا تو وہ پھر رونے لگی اور اسے چپ کروانا پڑا مشکل کام ہے۔ میرے ہاتھ پکڑ کر اس نے کہا ارے شاہد آپ کے ہاتھوں میں تو ہماری لکیریں نہیں ہے اور مسکرانے لگی۔ آپ میں شادی ہی نہیں کروں گا آپ سے۔ تو پھر کیا کر دے۔ بس اپنی صورت دکھا دینا اور کچھ نہیں چاہئے۔ چپ رہو پاگل ہمارا پھر بلا آپ نے وعدہ کیا تھا کہ جب آئیں گے تو آپ اپنے ہاتھوں سے ہمیں کھلاؤ گی۔ ارے کھلا میں گے کھلا میں گے شادی کے بعد پتہ کھلائیں گے۔ شادی کا نام سن کر پتہ نہیں کہ سوچوں میں تم ہو گیا۔ کیا ہوا اداس کیوں ہو۔ مہوی ہمیں راستے میں ٹھہر کر رو نہ دو گی۔ یہ سب کرنے سے پہلے یہ سوچ لینا تیرے بچ بچینا نامکن ہے تو نہیں تو یہ زندگی بھی نہیں رہے گی اس کے آگے کچھ نہیں۔ ہم آپ کے ہمیشہ سے صرف آپ کے تو اس نے اٹھا کر اپنے پاس بٹھایا میں نے اس کی آنکھوں اور ماتھے پر بوسہ کیا دل چاہتا تھا اسے اتنی دور ل جاؤں اس جہاں سے جہاں کوئی نہ ہو اور میں صرف اسے دیکھا رہوں۔ میں ادھر ادھر دیکھنے لگا تو اپنی طرف میری آنکھیں کھمکے مسر شاہد ہم صرف آپ کے ہیں صرف آپ کے اب تو خوش ہو جاؤ وہ پل وہ لمحے وہ باتیں اس کی شرارتیں نہیں بھولتی کبھی تو پاگل ہو جاتا ہوں یہ سب یاد کر کے کیا پتہ تھا کہ پہلی ہی ملاقات آخری ہو گی شاید کوئی ایسی محبت ہو جس انسان کو صرف ایک بار ملنا نصیب ہو اور وہ بھی اڑ بڑھکنے زیادہ سے زیادہ اگر یہ ہوتا تو کبھی اس سے دور نہ ہاتا کبھی نہیں۔ تڑپتا رہا سسک سسک کر روتا رہا صرف اس کی ایک جھٹک دیکھنے کے لئے نہ جانے خدا کو کیا منظور تھا تصویریں لائے ہو۔ جی جناب لایا ہوں دیکھ لو اور وایج بھی

اسے دے دی پہلے تو اس نے انکار کر دیا پھر لے لی۔ ارے بھائی کو نہیں بلایا آپ نے۔ جی میں نے کہا تھا میرے ساتھ آؤ مجھے ڈر لگتا ہے تو انہوں نے کہا بالکل نہیں مجھے کباب میں ہڈی نہیں بننا۔ ایک بات بولوں۔ جی بولو۔ شاہد جی مجھے آج تک میرے گھر کے علاوہ کسی نے نہیں دیکھا میرے پورے خاندان نے شادی والے دن میرے کزن نے تھوڑا سا دیکھا اور نہ آج تک کسی نے چھوا ہے۔ آپ وہ پہلے شخص ہو جس نے مجھے اتنے قریب سے دیکھا جس نے مجھے چھوا اور آپ ہی وہ پہلے شخص ہو جسے چومنے کے لئے میرا دل چاہا اور کر لیا۔ جناب ہمارا تو حق بنتا ہے آپ ہماری ہوصرف ہماری اور ہم جو کچھ بھی کریں آپ ہمیں روک نہیں سکتی۔ جی جناب آپ اس ناچیز کے مالک ہو جو جاہور کہہ سکتے ہو۔ بس میرے سامنے بیٹھی رہو اور میں عمر بھر آپ کو یونہی دیکھتا رہوں اور کیا حکم کے شہزادے کوئی خاص نہیں بس اب مجھے چلنا چاہئے آخری بار اسے دیکھا جائے کو دل تو نہ چاہ رہا تھا مگر مجبوری تھی بس وہ اندر والے دروازے کے پاس کھڑی تھی اور میں نکلنے لگا تھا تو پلٹ کر اسے دیکھا تو ایک اداسی تھی اس کی آنکھوں میں اور پھر میں کمرے سے نکل گیا تو بھائی کا فون آ گیا بھائی جان کہاں ہو۔ جی میں تو گھر بیٹھنے والا ہوں۔ ٹھیک ہے اس کے گھر والے بھی آ گئے ہیں۔ جہاں اس سے دور جانے کا دکھ تھا وہاں اس سے ملنے کی خوشی بھی تھی بھائی ٹھیک کتنی بھی ایک بار مل لینا اچھا ہوتا ہے اور بھائی کو thanks بولا۔

میں بہت خوش تھا وہ دن زندگی سب سے پیارا دن تھا اس کا چہرہ ہر وقت میری آنکھوں کے سامنے رہنے لگا خاص کر اس کی شرارتیں نہیں بھولتی تھی۔ میں نے اس دن خدا کا لاکھوں کروڑوں بار شکر کیا کہ اس نے میرے صبر سے بڑھ کر مجھے اس صبر کا پھل دیا تھا میں نے مہوی کو ہمیشہ اپنی بیوی کا درجہ دیا کوئی کال پہ بات کرتے دیکھ لیتا تو پوچھتا کہ کس سے بات کر رہے ہو تو میں ہمیشہ کہتا اپنی wife سے آگے سے کئی بار جواب ملا۔ مجنوں صاحب شادی کب ہوئی تو میں کہتا پتہ نہیں۔ یہ پاگل ہو گیا ہے اس کا علاج کرواؤ۔ ارے چاند یار کیوں تنگ کرتا ہے۔ مہوی کو بیوی کہنے کا غلط فہم ہو یہ میں ضرور نہیں سمجھتا۔ میں نے اسے ہمیشہ وہ درجہ دیا جو اس کا حق بنتا ہے اور جب تک زندہ ہوں وہ درجہ وہ جگہ کسی اور کوئی دوں گا۔ کبھی نہیں کبھی بھی نہیں۔ گھر داخل ہوا تو پتہ نہیں گھر والوں کو کیسے معلوم پڑ گیا۔ انی جان نے اچھی خاطر تو وضع کی تو میں نے

اور گلے سے لگا لیتا ہے اور کافی دیر لگائے رکھتا ہے اور پھر جاتے وقت کہتا ہے اپنا خیال رکھا کرو۔ تو دوسرے ہی دن میں لاہور موٹروے سے اتر رہا تھا کہ پیچھے سے ایک گاڑی کراس پہ آئی تو اس کا بھائی کہہ رہا تھا آگے گاڑی والو مجھے ساتھ لے کر جانا تو میں نے آگے جا کر گاڑی روک لی اس دن اس نے میرے ساتھ کافی باتیں کیں حالانکہ پہلے اس نے سلام کا جواب ہی نہ دیا تھا اور جب ہوٹل پر بریک لگائی جہاں اس نے اترنا تھا تو مغرب کا وقت ہو رہا تھا تو میں نے وضو کیا اور نماز پڑھنے کے بعد جب باہر نکلا تو وہ باہر ہی کھلا تھا میں گاڑی کی طرف جانے لگا تو شاید کہاں جا رہے ہو۔ یار پانیٹھو میں صابن رکھ کر آتا ہوں۔ اس وقت بھی مہوی کی کالیں ایس ایم ایس آ رہے تھے تو میں نے منع کیا مہوی آپ کے بھائی بالکل پاس ہیں پلیز کال مت کرو مجھے شک تھا کہ میرا سواپل ضرور چیک کرے گا اور وہی ہوا۔ یار اپنا سواپل دکھانا وہ گاڑی میں چار جنگ پہ لگا ہوا ہے حالانکہ سواپل میری جیب میں تھا تو میں گاڑی میں آیا اور سارے ایس ایم ایس کالیں مہوی کی ڈیلیٹ کر دیں اور اس کو لا کر دوے دیا اور اس نے بھی پوچھا ایس ایم ایس کہاں ہیں میں نے نکال دینے مگر ان باکس خالی تھا اور دوبارہ واپس کر دیا رات کو کھانا لانا کھلا کر جب اس سے اجازت مانگی تو پہلے تو میں سلام لے کر چل پڑا پھر اس نے آواز دی۔ شاید میں پلٹا، پہلے تو اس نے مجھے بڑے غصے سے دیکھا اور پھر مسکرانے لگا اور اپنے پاس بلا کر اپنے گلے سے لگا لیا کافی دیر لگائے رکھا اور کہا اب جاؤ تو میں چلا آیا بعد میں جب خواب کے بارے میں سوچا تو مجھوسہ نہ ہوا same to same اور دوسرا خواب مہوش بے وفائی کرتی ہے اس سے دو دن پہلے میں لاہور میں ہی تھا اس سے بات ہوئی۔ شاید آپ سے ایک بات کرنی ہے میں نے پہلے بھی کہنے کی کوشش کی مگر نہ کہہ پائی مگر آکھتا جانتی ہوں جی بولو۔ میں آپ سے محبت نہیں کرتی۔ بس یہی الفاظ سننے تھے کہ میرا دل بیٹھے سا لگا سر چکرا تا ہوا محسوس ہوا میں رونے لگ گیا یہ سب کیا کہہ رہی ہے یہ سب کیا ہے۔ وہ وعدے جو آپ نے کئے تھے دیکھو شاید یاد کرو جیسے تھے تم بات کرتے تھے ویسے میں آپ کی بات کا جواب دیتی تھی میں نہیں چاہتی تھی کہ میری وجہ سے آپ کو یا آپ کے گھر والوں کو کوئی پرانہ ہو۔ ایک بار کال پہ بات کرو۔ میرے پاس ناغہ نہیں ہے جس کے پاس صرف وقت ہی ہمارے ملے ہوتا تھا آج اس کے پاس دو لفظ بات کرنے

کا ناغہ نہیں ہے۔ ٹھیک ہے۔ مجھے بھائی سے بات کرنی ہے۔ وہ چنڈی گئی ہوئی ہیں میں تو پاگل ہو گیا اور پتہ نہیں کیا کیا کہہ دیا۔ تم بے وفا ہو رہا جی ہوم اور پتہ نہیں کیا کیا اور کہا آئندہ کبھی کال مت کرنا اس کے بعد میں نے سواپل آف کر دیا میں چار گھنٹے وہیں رو رہا کہ آنکھیں لال کر لیں۔ مہوی ہم نے کہا تھا ان کو تو نہیں تو یہ زندگی بھی نہیں ہم سر جاتیں گے دیکھو شاید یہ سب کرنے کی باتیں ہیں کوئی کسی کے لئے نہیں مارتا۔ دوسروں کا تو نہیں پتہ مگر یہ جو مجھوں ہے ناں ضرور کر کے دکھائے گا اور جب آپ کو اس کا علم ہوگا تو میں پل مرو گی۔ یار رکھنا مہوی میں صرف آپ کو خوش دیکھنا چاہتا ہوں چاہے خود کو ختم کرنا پڑے اس کے بعد میں نے سواپل بند کر دیا۔ میری تو دنیا ہی ابڑ چکی تھی۔ یقین نہیں ہو رہا تھا درمیان کچھ کہنا مگر دل نہیں مانتا تھا پہلی بار یہ لفظ اس کے منہ سے نکلے تھے۔ میری مہوی کو تو ایسی باتیں آتی ہی نہ تھیں تو لگتا مہوی نہیں کوئی اور ہو گا مگر جو جی ہوتا ہے وہی ہوتا ہے۔ سواپل جب آن کیا تو کتنے ہی ایس ایم ایس آئے ہوئے تھے اس کی باتیں ایک گولی کی طرح سینے میں پیوست ہو گئی تھی۔ شاید ہمیں معاف کر دو مگر میں دو لفظ بھی لکھتا۔ بے وفا ہو رہا جی ہاں اور کچھ بچا ہے تو وہ بھی کہہ دو ہمیں۔ آپ نے ایسا سوچا کیسے کہ ہم آپ سے محبت نہیں کرتے۔ شاید آپ کو تنگ کرنے میں برا مزہ آتا ہے اس لئے تنگ کر رہی تھی۔ آپ بہت جلدی جذباتی ہو جاتے ہو تو مجھے احساس ہوا۔ وہ ہلکی ہلکی باتیں کر رہی تھی تو میں نے دوبارہ بات کر لی ویسے کیسک زرے یہ یہ دو دن مجھے آپ کو تڑپانے میں برا مزہ آتا ہے ویسے بڑا دکھ ہوا ہو گا۔ مہوی ہمیں ایک مذاق بالکل اچھا نہیں لگتا۔ بھائی سے بات ہوئی پھر ایک دن بھائی جان آپ مہوش سے کتنی محبت کرتے ہو سمندر کے قندروں کے برابر۔ آپ کتنا انتظار کر سکتے ہو۔ ساری عمر۔ مگر اگر میں ہوتی تو بھی اتنا انتظار نہ کرتی اور شادی کر لیتی کہ ایسی محبت مشکل سے نصیب والوں کو ملتی ہے۔ اس کے گھر والے بھی نہیں مانیں گے۔ آپ نکاح کیوں نہیں کر لیتے۔ ارے نہیں بھائی ہم اسے سب کی رضامندی سے بڑوں کی دعاؤں کے ساتھ دوہن کے جوڑے لائیں گے۔ آپ پاگل ہو کیسے کیسے خواب دیکھتے ہو یہ پورے بھی ہوں گے کہ نہیں۔ خواب انہی کے پورے ہوتے ہیں جو خواب دیکھتے ہیں ہماری سب سے بڑی خواہش ہے کہ مہوش کو دلہن کے جوڑے میں دلہن بنے ہوئے دیکھوں بس۔ میری شادی کر

لیں ابھی۔ چلو شاید شادی کر لیتے ہیں۔ وہ پہلے ہی تیار تھی یا نہیں یہ اس کا دل جانتا ہے مگر میں ایسا ہرگز نہیں چاہتا تھا کسی بھی حالت میں مہوش کو رسوا نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ صرف خوش دیکھنا چاہتا تھا۔ یار کچھ تو رحم کرو کتنے ظالم ہو ایک تو آہی نہیں رہے ہو دوسرا بات نہیں کرتے ہو مجھے رونا آ رہا ہے آپ کو نہیں پتہ آپ کی کتنی یاد آتی ہے آپ کو ذرا احساس نہیں کہ ہم کتنا ترپتے ہیں صرف آپ کو دیکھنے کے لئے میں نے خوابوں کے بارے میں مہوی کو بتا دیا اور یہ بھی بتایا کہ آپ کا بھائی ملا تھا اور سب کچھ وہ اکثر رونے لگتی کب آؤ گے تین مہینے ہونے والے ہیں پلیز چپ ہو جاؤ آ جاؤں گا جلدی آ جاؤں گا۔ شاید پلیز مجھے پہلے جیسا کر دو میں پہلے جیسا ہونا چاہتی ہوں ہر فکر سے آزاد آپ نے کیا کر دیا ہے ہمیں میں ہر وقت پریشان رہتی ہوں اس وجہ سے بعض دفعہ آپ کا دل بھی دکھائی ہوں مجھے معاف کر دو میں پاگل ہو جاؤں گی۔ مہوی پیار ہی انسان کو ترپنے پر مجبور کر دیتا ہے یہ جو ترپ جو فکر اور پریشان رہتی ہو یہ سب محبت ہے اور آپ اس سے آزاد ہونا چاہتی ہو یعنی ہماری محبت سے آزادی چاہتی ہو آپ کا یہ حال ہے تو سوچو میرا کیا حال ہوگا اگر آپ واقعی ہم سے آزادی چاہتی ہو تو جاؤ جو دل میں آئے کرو ہمیشہ خوش رہو یا بارہو دنیا کی ہر خوشی چھین لے۔ مہوی ہم چاہتے ہیں جس حال میں بھی کیوں نہ رہیں صرف آپ کی خوشی چاہتے ہیں یہ جانتے ہوئے کہ آپ کے بغیر ایک پل بھی گزارنا مشکل ہے مگر یہ بھی آپ کی خوشی کے لئے سہہ لیں گے کہ ہماری مہوی تو خوش ہے۔ بس اس اور کچھ مت کہو پلیز ہمیں نہیں پتہ تھا کہ آپ ہم سے اتنی محبت کرتے ہو ہمیں معاف کر دو شاید مگر ہمیں آپ کی بہت فکر رہتی ہے ہر وقت پریشان رہتی ہوں پتہ نہیں کیوں۔ وہ اس لئے کہ جناب آپ کو ہم سے جنون کی حد تک محبت ہے اور ایک بات یاد رکھنا اگر ہم سے زیادہ چاہنے والا مل جائے تو دیر مت کرنا ہمیں بتا دینا کیونکہ ہم خود چاہتے ہیں کہ کوئی ہو جو ہماری مہوی کو ہم سے زیادہ چاہے اسے خوش رکھے۔ تو ہم آپ سے دور چلے جائیں گے بہت دور کہ اس دنیا کے کسی کونے میں ایک شخص بہت خوش ہوگا کہ اس کی مہوی خوش ہے ہمارا مقصد صرف آپ کو خوش دیکھنا ہے۔ محبت ہو تو ضروری نہیں کہ شادی بھی ہو ہم ہمیشہ میرے دل میں رہو گی ہاں یہ اور بات ہے کہ جو درجہ جو جگہ آپ کو دے چکا کسی اور کو نہ دے سکوں گا۔ مہوی آپ میری جان کیوں نہیں لے لیتی مار ڈالو

ہمیں میں محبت کا سب سے بڑا gift سمجھوں گا۔ ارے نہیں کیوں جان لیں آپ کی۔ شاید جب اس بار بھائی گھر آیا تو بہت خوبصورت لگ رہا تھا براؤن کمرے کے کپڑے پہن رکھے تھے جب انہوں نے ہم سے ہاتھ ملایا تو کافی دیر ملائے رکھا ہمیں برا مزہ آیا اور ہم نے سوچا اب یہ سلام کوئی عام سلام نہیں ہے کیوں کہ بھائی کے ہاتھ آپ کو چھو کر آئے تھے۔ اس لئے ہمیں بہت اچھا لگا اور سوچا ایک دن ہمارے شاید بھی ایسے ہی آئیں گے۔ اس کے خواب تو بڑے بڑے تھے مگر نہیں جانتی تھی کہ سچے ہیں یا جھوٹے۔ آپ کیسے ہیں میڈم جی آپ جانتی تھی کہ سچے ہیں یا جھوٹے۔ جی جی میرے گلاب جاسن جب ہم اچھے ہوتے ہیں تو آپ بھی اچھے ہو جاتے ہیں ارے شاید کب آ رہے ہو گھر آپ کی بہت یاد آتی ہے۔ پلیز خدا کے لئے جلدی آ جاؤ۔ آ جاؤں گا بس تھوڑا سا صبر اور۔ ارے بتاؤ ناں کب آ رہے ہو ایسے ہی آئیں گے۔ اس کے خواب تو بڑے بڑے تھے مگر نہیں جانتی تھی کہ سچے ہیں یا جھوٹے۔ آپ کیسے ہیں۔ میڈم جی آپ جانتی ہو ہم کب اچھے ہوتے ہیں۔ جی جی میرے گلاب جاسن ہی آئیں گے۔ اس کے خواب تو بڑے بڑے تھے مگر نہیں جانتی تھی کہ سچے ہیں یا جھوٹے۔ آپ کیسے ہیں میڈم جی آپ جانتی ہو ہم کب اچھے ہوتے ہیں۔ جی جی میرے گلاب جاسن جب ہم اچھے ہوتے ہیں تو آپ بھی اچھے ہو جاتے ہیں۔ ارے شاید کب آ رہے ہو گھر آپ کی بہت یاد آتی ہے۔ پلیز خدا کے لئے جلدی آ جاؤ۔ آ جاؤں گا بس تھوڑا سا صبر اور۔ ارے بتاؤ ناں کب آ رہے ہو ایک تاریخ کو آ جاؤں گا۔ آپ کو ہم سے پیار ہی نہیں ہے ایک تاریخ کو آپ کو ذرا ترس نہیں آتا دوڑا حالی مہینے ہو گئے اور اب پھر ایک کو ہائے اللہ جی کچھ رحم کرو ساڈے تے جناب پھر باتیں ہوتی رہیں کچھ دیر بعد ایس ایم ایس رسو ہوا جان جی تھوڑی دیر بعد بات کرتے ہیں میں روئی بنانا سکھ رہی ہوں۔ جب میں نے یہ الفاظ پڑھے تو مجھے بڑی ہنسی آئی پھر آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔ ارے مہوی آپ روئی بنانا سکھ رہی ہو ہمیں بہت ہنسی آ رہی ہے ہاں ہاں آپ ہنسو مگر ہم روئیں گے ارے کیوں بھلا آپ میرا مذاق اڑاتے ہو۔ ارے نہیں یار نہیں تو بہت خوشی ہو رہی ہے ہم یہ سب کچھ صرف آپ کے لئے کر رہے تھے کہ اپنے ہاتھوں سے پکا کر اپنے ہاتھوں سے کھلایا کریں گے ویسے آپ کے درمیان میں یہ بات آئی کیسے۔ وہ بھائی بھائی کے ساتھ پیڈ پر بیٹھ کر کھانا کھا رہا تھا

وہ اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے تو میرے دل میں بھی خیال آیا کہ ہم بھی ایسے ہی آپ کے ساتھ بیٹھ کر کھائیں گے ایک دن اس لئے۔ وہ بات کرنی جاری تھی میں خاموشی سے سن رہا تھا ادھر وہ بات کرنی رہی ادھر میری آنکھیں جھپکتی رہیں۔ ہم کیسے کیسے خواب دیکھتے تھے جو شاید خواب ہی تھے بس کبھی حقیقت نہ بن سکتے تھے۔ ارے چپ کیوں ہو گئے۔ نہیں کچھ نہیں آپ بولو میں سن رہا ہوں کتنا اچھا ساں ہو گا کتنی اچھی زندگی ہوگی ارے ایک بات تو بتاؤ ہاں بولو۔ اگر ہم شاید کے بعد بیمار ہو گئے تو کیا کرو گے آپ کو اپنے سینے سے لگائے۔ کبھی ادھر بھاگوں گا کبھی ادھر یا خدا میری مہوی کو کیا ہو گیا پلیز جلدی سے اسے اچھا کر دے چاہے تو میری جان لے لے میں نے کئی بار تصور میں اسے اپنی بیوی کے روپ میں پایا تو وہ زور سے ہنسنے لگی بالکل پاک ہیں آپ۔ ہوں نہیں آپ نے کر دیا ہے۔ اوہ تو یہ سب میرا تصور ہے بالکل جناب ویسے آج بڑا محل کر بات کر رہی ہو خیریت تو ہے۔ میں اور بھابی ہیں صرف گھر میں اور باقی کہاں گئے۔ وہ چھوٹی بھابی کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی تو انہیں میانوالی لے کر گئے ہیں۔ ارے کالج آپ یہاں ہوتے تو ہم کتنا وقت ایک ساتھ گزارتے۔ مہوی ایسا موقع ہمارے نصیب میں کہاں میں جب گھر آتا ہوں تو سارے صاحب پہلے ہی آگئے ہوتے ہیں تو وہ ٹھکھلا کر ہنسنے لگی پیارہ جانی جی۔ اب کیا کریں ہم اپنے شاید اس رات ہم بات کرتے رہے دو بجے کے قریب کال آئی اب شاید ایک خوشخبری ہے۔ ارے جلدی بتاؤ۔ بھابی کا بیٹا پیدا ہوا ہے یہ سننا تھا کہ آنکھیں بارش کی طرح برسنے لگیں۔ شاید کیا ہوا آپ رو کیوں رہے ہو۔ وہ بھی رونے لگی۔ ارے بتائیے کیوں نہیں کیا ہوا اوائے بتاؤ ناں ہم سے برداشت نہیں ہو رہا کیوں رو رہے ہو۔ وہ رو رہی تھی شاید مجھے دیکھ کر ہی کس لئے رو رہا تھا آج تک نہیں جان پایا کتنے پاگل تھے دونوں ہی رو رہے تھے کی وہ چپ کرانی اور کبھی میں مہوی ہمارا وقت کب آئے گا آئے گا مگی کہ نہیں۔ آئے گا ضرور آئے گا اور دیکھنا یہ خوشخبری آپ کو ایک دن ہم بھی ضرور سنائیں گے۔ بہت خوش تھا میں اس دن اب تو چپ ہو جاؤ بھنوں جی۔ ایک مرد ہو کر روتے ہو مگر اسے کیا پتہ یہ محبت بڑے بڑے سروالوں کو رونے پر مجبور کر دیتی ہے اگر خدا کو منظور ہوا تو ہم بھی یہی خوشی آپ کو ایک دن ضرور سنائیں گے۔ مگر آپ کو تو بچوں سے بہت ڈر لگتا ہے۔ تو کیا ہوا ہم آپ کے لئے کچھ بھی کر

سکتے ہیں شاید آپ کی بہت یاد آ رہی ہے پلیز لوٹ آؤ ناں وہ اب روئے جاری تھی پہلے وہ چپ کر رہی تھی اور ابی چپ کر رہا تھا۔ اس وقت کہاں ہوگی آج پورا ڈیڑھ ماہ ہو گیا اس کی آواز سنے ہوئے۔ کیسے بھولوں اس کے وعدے اس کی باتیں شرا تیں کوئی تو بتائے اس کی جدائی کا جو بعد اور نہیں اٹھایا جاتا یا خدا کچھ تو ہم کر کا ش کوئی اس کی آواز ہی سادے کاش وہ میری حالت دیکھ سکتی راتوں کو نیند نہیں آتی دن کو چین نہیں ملتا۔ آخر کیا خلا کی جوتانی بڑی سزا ملی صرف محبت ہی کی تھی اور اس کی اتنی بڑی سزا ہو گئی یہ میں نہیں جانتا تھا۔ یہ سب کیسے لکھ رہا ہوں یہ میں ہی جانتا ہوں یا میرا خدا اس کی باتیں اب بھی میرے دماغ میں طوفان رہی ہیں۔ یا خدا مجھے تیرے محبوب کا واسطہ مجھے میرے محبوب سے ملا دے مجھے اب اور بہت نہیں ہے برداشت کرنے کی۔ وہ اب تک روئے جاری تھی شاید اگر ہم پچھڑ گئے تو۔ بس مہوی اور کچھ مت کہنا تجھ سے جدائی کا سوچتا ہوں تو جان نکلے لگتی ہے۔ مت کرو ہم سے اتنی محبت کل جو نصیب نے ہمیں نہ ملنے دیا تو جینا مشکل ہو جائے گا میں تیرے بغیر جینا بھی نہیں چاہتا کتنی ہی دیر ہم روتے رہے۔ کبھی وہ چپ کرانی اور کبھی میں آپ سے بھابی آ گئی۔ پاگل ہو گئے ہو تم دونوں دیکھو کیسے رورو کر آنکھیں لال کر لیں ہیں۔ دیکھو کیسے پورا جسم کانپ رہا ہے بھابی جان آپ تو سمجھدار ہو آپ بھی دیکھو کیا حال بنایا ہے۔ اس سے آنکھیں لال ہو رہی ہیں کیسے رورو کر سوچتی ہیں اور ہاتھ دیکھو کیسے کانپ رہے ہیں تم دونوں کا کچھ نہیں ہو سکتا اگر یہی حال رہا تو تھوڑی بہت کرو۔ تم یہاں ابھی تک بیٹھی ہو جاؤ صورت دھو کر آؤ کسی نے دیکھ لیا تو۔ میں نے اپنے آپ کو سنبھالا جب بھابی سے بات کر رہا تھا تو اس کے رونے کی آواز آرہی تھی تو میں نے بھابی کو کہا۔ کہ اسے چپ کروا تو انہوں نے چہرہ دھونے کے لئے بھیج دیا۔ بھابی جان مجھے نہیں پتہ تھا کہ آپ دونوں بے وقوف بھی ہو۔ بہت کرو دیکھو میں بھی آپ کے ساتھ ہوں اس وقت میرا جگر دہل رہا تھا۔ میرے بس میں ہوتا تو ایک پل میں اس کے پاس پہنچ جاتا اور اسے کہیں دور لے جاتا اس دنیا سے اگر میں اس کے پاس بھی ہوتا تو ہم دونوں ایک دوسرے سے لگ گئے زور زور سے روتے کیا دنیا ہمارے دلوں میں جھماک کر نہیں دیکھ سکتی کہ ہم کیا چاہتے ہیں کیا یہ ہم دونوں کو ایک ہی کر سکتی کیا جائے گا اس دنیا کا ایسے ہزاروں سوال میرے دل میں گردش کر رہے تھے اسنے میں صبح ہو گئی تو

میں نے کہا مہوش اب سوجاؤ آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی تو وہ مان گئی لگتا ہے گھر والے بھی آگئے ہیں بعد میں بات کرتے ہیں آپ اپنا خیال رکھنا اور کھانا وقت پر کھانا۔ ہمیں آپ کی بہت فکر رہتی ہے جی سب کچھ کروں گا آپ آرام کرو اور کال کٹ گئی۔

کتنے ہیں دن مجھے نیند نہ آتی جب بھی سونے کی کوشش کرتا اس کی روتی ہوئی آواز مجھے جگا دیتی۔ گاڑی چلتی جاتی مگر مجھے کوئی ہوش نہ تھا کسی بار ایک سیٹ سے بھی بال بال بچا ایک بار ایک سیٹ بھی ہوا ای دن آخر بھابی نے پوچھ بھی لیا بھابی جان صبح بتانا آپ گھر کیوں نہیں آ رہے ہو تو میں نے بھابی کو بچ دیا بھابی نے اسے بتا دیا کہ گھر والوں کو پتہ چل گیا تھا اور میں جھگڑا کر کے آیا ہوں اسی لئے نہیں آ رہا۔ پہلے السلام علیکم جناب کیسے ہیں آپ میں ٹھیک ہوں آپ بتاؤ بس اس کے بعد وہ مجھ پر برس پڑی آپ میری وجہ سے گھر چھوڑ کر چلے گئے مجھ سے سہا نہیں جاتا پلیز ادوائیں آؤ اور گھر والوں سے بات کرو۔ مہوی گھر تو کیا یہ دنیا بھی چھوڑ سکتا ہوں۔ مگر شاید میں نہیں جانتی کہ میری وجہ سے آپ کو یا آپ کے گھر والوں کو کوئی پرانم ہو۔ وہ جو کہتے ہیں مان کیوں نہیں لیتے کیا کہتے ہیں وہ۔ وہ میری شادی نہیں اور کرنا چاہتے ہیں آپ شادی کر لو پلیز۔ ارے کیوں کر لوں شادی ہماری شادی ہوگی تو صرف آپ کے ساتھ وہ نہ کسی سے نہیں۔ آپ کی جگہ میں کسی اور کو کیسے دے سکتا ہوں نہیں کبھی نہیں۔ شاید پلیز آپ شادی کر لو اور ہم سے وعدہ کرو کہ اس کو وہ سب کچھ دو گے جو ہمارے لئے سوچا تھا۔ وہ تین بھی کر رہی تھی اور رو بھی رہی تھی۔ میں بھی رونے لگا کہ آخر یہ ایک ایک دن کبیر رہی ہے میں آپ کی ہر بات مانتے کو تیار ہوں مگر یہ نہیں۔ کبھی نہیں آپ کو کرنی ہے تو کر لو میں نہیں کروں اور اس زندگی کو بھی آباد نہیں کروں گا ہم ایک پئی ل آپ کے بغیر نہیں رہ سکتے اور ساری زندگی۔ نہیں کبھی نہیں زندگی گزارنا تو دور ایک پل بھی آپ کے بغیر جینے کا تصور نہیں بھی کر سکتا اور ہاں اگر آپ چاہتی ہو کہ ہم آپ سے دور چلے جائیں تو چلے جائیں گے مگر تنہا۔ شاید پلیز آپ کو میری قسم آپ شادی کر لو۔ نہیں کروں گا پہلے آپ شادی کرو بعد میں سوچیں گے۔ ارے نہیں شاید آپ سمجھتے کیوں نہیں یہ باتیں میری برداشت سے باہر ہو رہی تھیں ایسا لگ رہا تھا کہ ابھی جان نکل جائے گی سانس لینا مشکل ہو رہا تھا۔ شاید کیا آپ نہیں چاہتے کہ ہم خوش رہیں۔

جی آپ مجھ سے دور رہ کر کیسے خوش رہو گی۔ میں بھی تمہیں آباد دیکھنا چاہتی ہوں۔ تم آباد رہو گے تو میں خوش کہ میری خوشی ہے کہ تم آباد رہو۔ تیرے بغیر میں کیسے آباد رہ سکتا ہوں اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ میری خوشی صرف آپ کے ساتھ ہے اس سے تو اچھا ہے کہ تم میری جان لو۔ ارے ایسی باتیں مت کرو۔ خدا کے لئے میری بات مان لو۔ تو آپ نے فیصلہ کر لیا ہے کہ مجھے براد کر کے چھوڑ دو گی تو ٹھیک ہے میں آج کے بعد آپ سے کبھی بات نہیں کروں گا اور نہ ایس ایم ایس۔ اور پلیز آپ بھی مت کرنا آپ نہیں جانتیں آپ کے بغیر میری کیا حالت ہو گئی ذرا سوچو۔ ارے نہیں ایسا تو مت کہو پلیز ہم سے بات تو کر لیا کرنا خدا کے لئے۔ وہ روئے جاری تھی اس کے ہونے آج بھی مجھے بتاتے ہیں کتنی بے بس تھی وہ مگر کیوں اس نے یہ سب کچھ کیا میں نہیں جانتا۔ آپ شاید بھول گئی ہو ہم نے کہا تھا کہ جس دن آپ نے میرا ساتھ چھوڑا وہ میری زندگی کا آخری دن ہو گا ختم کر دوں گا اس زندگی کو بار بار مرے سے تو بھرتے ایک ہی بار مر جانا۔ کیا تم میرے لئے کچھ نہیں کر سکتی نہیں میں آپ کے لئے کچھ نہیں کر سکتی۔ جو محبت کے بڑے بڑے دعوے کرتی تھی آج کچھ نہیں کر سکتی کیونکہ وہ بزدل ہے اسے محبت کرنا نہیں آتا صرف دل لگی کرنا آتا ہے جب انسان محبت کرتا ہے تو اس میں مشکلیں تو آتی ہیں اور بلا وجہ ساتھ چھوڑ دینا کچھ مجھے نہیں آتا۔ تو بھلے ساتھ چھوڑ جا کر مجھ میں نے محبت کی وہ کروں گا جو کہا تھا۔ اگر تو نہیں تو یہ زندگی بھی نہیں، میرا جب تک بیلنس ختم نہیں ہوتا جو کہا ہے کہ ہو سکتا ہے اس کے بھی بات نہ ہو۔ ایسا مت کرو شاید پلیز ایسا مت کرو وہ روئے جاری تھی اور میری حالت اس سے بدتر تھی۔ اسنے میں بیلنس ختم ہو گیا وہ رات کیسے گزری ایک ایک پل ایک ایک سانس۔ ایسا لگتا تھا میں پاگل ہو جاؤں گا اس کے بعد دو ایس ایم ایس رہیو ہوئے۔ میں تیری ہوں ہمیشہ کے لئے I love u رو پتا پلیز۔ بھول جانا کہ کوئی مہوش تھی۔ Love by دوسرا ایس ایم ایس آج کے بعد ہم بھی بات نہیں کریں گے یہ میرے آخری لفظ یاد رکھنا ہمیشہ I love u a lot اس کے آگے کچھ نہیں۔ یہ آخری لفظ تھے اس کے ایس ایم ایس آج بھی میرے منہ پاگل میں save ہیں انہیں پڑھ پڑھ کر لکھنا تو بتا ہوں کاش وہ دیکھ سکتی اس کی رونے کی آواز آج بھی مجھے سونے نہیں دیتی مجھے نہیں یاد کہ آج تک میں آرام سے سویا ہوں۔ رات گزر گئی صبح میں

نے آخری ایس ایم ایس کیا۔ ہمیشہ خوش رہو آباد رہو ہمیشہ کھلکھلائی رہو ہماری حسرتیں تو دل میں ہی رہ گئیں آپ کا جو ہمسفر ہوا ہے اتنی خوشیاں دینا کہ جسے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ ہم دینا کو بھول جائیں گے ویسے ہی اتنا پیار دینا کہ خود کو بھی بھول جائے اپنے ہاتھوں سے کھانا کھانا نہیں بیچے بہت اچھے لگتے ہیں اور کچھ بیٹا بھی اب ہم کبھی گھر بیٹے کو ہاتھ نہیں لگائیں گے اور جس دن جدائی کی برداشت ختم ہوگئی ہو سکتا ہے اس دنیا میں نہ رہوں۔ پھر قسم تو ڈالی اس رات اتنے سکرینٹ پیسے کہ کافنی شروع ہوگئی اب بس کسی بہانے سے اس زندگی کو ختم کرنا تھا شاید کرنے لگا تو اللہ ان شروع ہو گئیں تو دوسرا ڈرائیور مجھے ہسپتال لے گیا دو بجے کے قریب طبیعت ٹھیک ہوئی۔ پھر چار بجے بھائی کا فون آیا۔ اسے بھائی جان اب کیا ہوا اس نے صبح سے کچھ نہیں کھایا کیوں بھائی آپ کھلاؤ اپنے ہاتھوں سے کھلاؤ پلیز۔ ہوا گیا پھر جھگڑا ہو گیا کچھ تو بتائیں یہ تو کچھ بتاتی نہیں تو مہوی نے بھائی سے موبائل چھین لیا اور بند کر دیا پھر کال کی تو بانی بات کرنے ہی لگی تھی کہ پیچھے سے آواز آئی کہ اسے کہو آئندہ کال نہ کرے۔ مجھے میری زندگی جینے دے اور مجھے بھول جائے اور کال کٹ گئی میں بالکل خاموش ہو گیا کچھ دیر بعد پھر بھائی کا فون آیا۔ بھائی یہ سب کیا ہوا۔ پتہ نہیں اب تو کچھ سمجھ نہیں آتا بھائی میں مر جاؤں۔ ارے نہیں ایسی باتیں مت کرو۔ پھر پیچھے سے آواز آئی۔ کوئی کسی کے لئے نہیں مرنے والا۔ اب مجھے یہی الفاظ صرف سنائی دے رہے تھے کال کب کی کٹ گئی تھی کچھ سمجھ نہ آ رہا تھا۔

اس کے بنا جینا مشکل ہی نہیں بالکل ناممکن تھا ایک ایک منٹ سال سال کے برابر لگنے لگے۔ پھر ایس ایم ایس کیا مہوی دوسروں کا تو پتہ نہیں مگر یہ مجھوں سے ضرور مرے گا اور آج کے بعد کسی کو مت کہنا کہ کوئی کسی کے لئے نہیں مرنے والا۔ تو مجھے میرے ایک دوست کی بات یاد آنے لگی اس کی منگیتر نے سہرے پی لے کر جان دی تھی اور اس نے اپنے گھر کو ہمیشہ کے لئے خیر آباد کہہ دیا تھا اس نے کہا تھا سہرے پیسے سے انسان نہیں بچ سکتا۔ میں سیدھا بازار گیا وہاں زرعی مرکز سے ایک سہرے کی بوتل لی اور سیدھا گاڑ کے پاس آ گیا گاڑی اندر بے لاک کی مجھے کچھ سمجھ نہ آ رہا تھا اس کی آواز میرے کانوں میں گونج رہی تھی۔ اسے کہو مجھے بھول جائے کوئی کسی کے لئے نہیں مرنے والا یہ سچ تھا شاید میں مر کر ہی اسے بھول سکتا تھا۔ اس کی ایک تصویر میرے پاس تھی آخری

بار اسے دیکھا اور اس کی شرارتیں یاد آ رہی تھیں۔ ایک ہی سانس میں آدھی بوتل پی گیا کچھ دیر بعد پکڑ آنے لگے اس کے بعد کچھ یاد نہیں کیا ہوا اس کے بعد میں نے آنکھ کھولی تو صرف ڈاکٹر نظر آیا اور پھر کچھ یاد نہیں اور جب ہوش آیا تو دوسرے ڈرائیور نے پوچھا تو نے یہ کیوں کیا مگر میں چپ رہا تو اس نے بتایا آج چوتھا دن ہے ایک ہسپتال میں آگیاں آ رہی ہیں۔ دولڑکیاں بات کرتی ہیں اور روتی ہیں کتنی ہیں کہ شاید سے بات کرو مگر تجھے ہوش ہی نہ تھا تو میں نے کہا جب ہوش آئے گا تو بات کرو دوں گا اور آپ کے ماموں اور گھر والوں کی کئی کالیں آ رہی ہیں وہ پوچھتے ہیں کہاں ہے اب مگر میں نے انہیں کچھ نہیں بتایا۔ اب بتاؤ کیا کرتا ہے۔ میں خاموش رہا۔ آپ کو بڑی مشکل سے بتایا ہے ڈاکٹروں نے اور میں ڈاکٹروں کو برا بھلا کہتا کہ کیوں بچایا مجھے مرنے دیا ہوتا۔ تو وہ کچھ نہ بولے۔ میرے پورے خاندان کو پتہ چل گیا تھا اور کچھ آئے ہوئے تھے۔ حرا کی دن میں سویا ہوا تھا کہ ڈرائیور نے موبائل میرے کان سے لگا دیا کہہ رہا تھا کہ بات کرو۔ بیوہ السلام علیک بھائی جان اب طبیعت کیسی ہے۔ ٹھیک ہوں۔ آپ نے یہ حرکت کیوں کی اس سے آپ کی جان بھی جاسکتی تھی۔ ہاں تو اچھا ہوتا ناں مر جانا۔ ارے کیوں مر جاتے کیوں کیا یہ سب اس نے خود ہی کہا تھا کہ مجھے بھول جاؤ اور کوئی کسی کے لئے نہیں مرنے والا۔ اسی لئے کوشش تو پوری کی تھی مگر لگتا ہے شاید مجھے جینا ہے اس سے دور رہ کر۔ میں نے اسے بتایا کہ شاید نے سوسائٹ کر لی ہے اور یہ سب تیری وجہ سے ہوا تو اس نے کہا نہیں ایسا نہیں ہو سکتا اور پھر کہا سکول میں لڑکیاں ہیں وہ بھی کتنی ہیں تیری وجہ سے ہوا اور آپ بھی کہتی ہو۔ ہاں تو قسم کیوں تنگ کرتی ہوا ہے۔ وہ مجھے تنگ کرتا ہے، وہ نہیں تم تنگ کرتی ہو۔ اچھا ہوتا ناں مر جاتا تو اس نے کہا کیوں مر جاتا اس کے بعد کال کٹ گئی میں نے فہرملایا تو آگے سے اس کی سسٹر نے اٹھایا تو میں نے بند کر دیا۔ شاید اس نے ساری باتیں سن لی تھیں۔ بس اس کے بعد آج تک رابطہ نہیں ہوا جب بھی کال کی تو اس کی امی یا اس کی سسٹر نے اٹھایا۔ آج پورا ڈیڑھ ماہ ہو گیا آج تک کوئی رابطہ نہیں۔ گھر والوں کی کالیں آ رہی تھیں کہ گھر آ جاؤ۔ تو میں گھر چلا گیا۔ گھر پہنچ کر ایک بار ان کے گھر کو دیکھا اور اندر داخل ہوا گھر جاتے ہی اس کی تصویریں دیکھ دیکھ کر روتا رہا اپنے آپ کا ہوش تک نہ رہا اس کی یادیں سناتیں وہ کیسے مجھے دیکھنے کے

لئے بلاتی اور وہاں جا کر کھڑا ہو جاتا اس کی یادیں پل پل ڈبکی بس یونہی بازاروں گلیوں میں سارا دن پھرتا رات کو جہاں جگہ جاتی تو بیٹھ جاتا مگر ایک جگہ سکون نہ ملتا پھر چلنے لگتا اب شاید یونہی چلتا تھا اس کی یادوں کے سہارے کہ ایک دن میں کچھ سے ڈھیر پر بیٹھا ہوا تھا کہ کسی نے آواز دی شاید تم شاید ہی ہوتا۔ وہ میرا دوست تھا شاید اس نے مجھے پہچان لیا تھا۔ یہ کیا حالت بنا رہی ہے کیا ہوا۔ اس نے سمجھا کہ میں شاید سچ میں پاگل ہو گیا ہوں۔ گندے کپڑے بال بڑے بڑے داڑھی حد سے بڑھی ہوئی۔ وہ یوتارہا مگر میں نے کوئی جواب نہ دیا وہ مجھے اپنے گھر لے گیا۔ کھانا دیا مگر نہ کھانے کے فکر تھی میری بھوک تو صرف اسے دیکھنے کے بعد ختم ہونے والی تھی اس نے برا زور دیا کہ کیا ہوا آخر بتاؤ تو سہی۔ مگر مجھے کوئی ہوش نہ تھا تو اسے کیا بتانا۔ ہم ایک شہر ایک گلی میں تھے مگر لگتا تھا میلوں دور ہوں جو مجھے دیکھنے کے لئے بلاتی تھی اور خود پہلے کھڑی ہوتی تھی۔ آج چھ دن ہو گئے مگر اس نے صورت تو کیا حال تک نہ پوچھا۔ یہ سوچ کر میں زور زور سے رونے لگتا تو میرا دوست مجھے چپ کرواتا۔ پھر کسی نے کہا وہ بے وفا ہے صرف تا تم کیا پس اس تیرے ساتھ جس کے لئے تو نے موت کو گلے لگایا اس نے تو پلٹ کر تیرا حال تک نہ پوچھا۔ اگر اسے تجھ سے محبت ہوتی تو تیرے آتے ہی دوڑی چلی آتی مگر آج پورا ہفتہ ہو گیا اس نے تیرا حال تک نہ پوچھا۔ تو میں کہتا ہو سکتا ہے وہ مجبور ہوا اس کے گھر والوں کو پتہ چل گیا ہو وہ نہ آنے دیتے ہوں۔ مگر رابطہ تو کر سکتی تھی رابطہ کرنا آج کل کون سا مشکل ہے۔ شاید وہ سچ کہہ رہے تھے مگر میرا دل کسی بھی صورت میں ماننے کو تیار نہ تھا یہ بات سکول تک پہنچ گئی تھی تو اس کے گھر والوں کو کیسے خبر نہ ہوتی۔ میں نے اس کے بعد سگریٹ کا سہارا لیا اور دن میں کئی کئی پیکٹ خالی کر دیتا مگر کسی کو کیا فکر جو ہماری ہر وقت فکر رکھتا تھا اسے ہی کوئی فکر نہ تھی تو دوسرے کیا فکر کرتے۔ ہر شخص نے کہا وہ بے وفا ہے، تیری زندگی کے ساتھ کھیلا ہے اس نے مگر دل نہیں مانتا تھا۔ دینا ادھر کی ادھر ہو سکتی ہے مگر وہ ایسی نہیں ہو سکتی کہ دل نے اس کی محبت کا پردہ آنکھوں پر باندھا ہوا تھا۔ پھر ایک دن میرا دوست آیا اور مجھے اپنے ساتھ لے گیا اور مجھ سے پوچھتا رہا تو میں نے روتے روتے سب کچھ بتا دیا اور کہا ہو سکتا ہے اسے پتہ نہ ہو کہ میں یہاں ہوں ورنہ وہ رابطہ ضرور کرتی۔ تو اس نے اپنی سسٹر سے بات

کی پہلے تو اس کی سسٹر نے مانی پھر شاید اس کو میرے حال پر رحم آیا تو اس نے کہا کہ ٹھیک ہے میں ان کے گھر جاؤں گی اور اسے بتاؤں گی تو دوسرے دن اس کی سسٹر نے بتایا کہ میں گئی تھی اس کے پاس ایک گھنٹہ بیٹھی رہی مگر اس کی سسٹر اس کے پاس بیٹھی رہی اور ایک پل کے لئے بھی اسے اکیلا نہ چھوڑا کہ میں بات کرتی اور آپ جس کے پیچھے یہ حال بنا لیا ہے اسے تو پرواہ تک نہیں ہے ورنہ ایسے حال میں انسان کو اپنی فکر تک نہیں رہتی جیسے کہ تم بنے بیٹے ہو بس یہ سن کر میں جو نبی بیٹھک سے باہر نکلا تو میری نظر ان کے گیٹ پر پڑی ان کا گیٹ کھلا ہوا وہ سامنے بلیک ڈریس پہنے دروازہ بند کر رہی تھی اس کی نظر مجھ پر پڑی اور اوپر سے اس کی امی آگئی اور گیٹ بند ہو گیا۔ میں نے سوچا اب تو اسے پتہ چل گیا ہے شاید اب رابطہ کرے مگر دو دن اور گزر گئے کوئی رابطہ نہیں کیا تو سوچا اس شہر کو ہی چھوڑ دیتا ہوں اور گھر گیا اور اس کی چند تصویریں اور وہ جوں کا ذبہ جو اس نے پارٹی کے دن دیا تھا اور وہ گلاس جس میں بابی اور اس نے ہمارے گھر میں ڈرک پیا تھا لیا اپنی ڈائریاں کپڑے وغیرہ سب کچھ لیا اور بنا بتائے ہی گھر سے نکل آیا۔ ایک نظر اس کے گھر کو دیکھا اور سیدھا بس سٹینڈ کی طرف چل پڑا تو مہوی تیرا شہر چھوڑے جا رہا ہوں ہمیشہ کے لئے اب بھی نہیں لوٹوں گا کہ میرا سفر اب تھا ہے آپ کی چند یادیں لئے جا رہا ہوں اب اس زندگی کو ختم کرنا ہے کسی بھی طرح اور اب کسی سے مت کہنا کہ کوئی کسی کے لئے نہیں مرنے والا آخری بار اسے بلیک ڈریس میں دیکھا جو ہم دونوں کی پسند تھی بس اس پل کو اپنی آنکھوں کے رستے اپنے دل میں قید کر لیا۔ ایک بار ہی اسے قریب سے دیکھا تھا جب ہم تلے تھے اور پہلی ہی ملاقات آخری بھی ثابت ہوئی۔ اپنا گھر شہر سب کچھ خیر آباد کر کے ہمیشہ کے لئے گرا پی آ گیا۔ دن رات روتا رہتا ہوں اس کی باتیں شرارتیں بہت یاد آتی ہیں ڈیڑھ ماہ ہونے کو ہے مہوی ہم وہ سب کچھ کریں گے جو آپ کے لئے سوچا تھا بس اس زندگی کو کبھی آباؤ نہیں کروں گا اب ایک ہی خواہش ہے کہیں سے موت آ کر دیوچ لے۔

ایسا بھی ہو اس سے ملا دے کوئی کسی ہے وہ اتنا تو بتا دے کوئی سو کی ہیں بڑی دیر سے زمینوں کی کلیں بس آج تو جی بھر کر رلا دے کوئی

لوٹ آؤ پر دیسی.....!

تحریر: ایم اشفاق بٹ - لالہ موسیٰ

میں شادی شدہ انسان تھا اور ایک شادی شدہ خاتون سے پیار کر بیٹھا وہ بھی شدت سے مجھے چاہنے لگا۔ وہ یو کے سے آئی تھی۔ ہمارے پیار میں بہت شدت پیدا ہو گئی لیکن اسے واپس انگلیٹنڈ جانا تھا سو مجھے تنہا کر کے وہ ہمیشہ کے لئے چلی گئی۔ میں آج بھی اس کا انتظار کر رہا ہوں اور کرتا رہوں گا..... ایک درد بھری داستان



قبل اس کے کہ تھک جاؤ، ہمارے ساتھ چل کر تمہیں محبت کی تھکا دے تم کو ہم سے بدگمان کر دے قبل اس کے کہ واپسی کی ہر راہ کھو جائے جو سوچا بھی نہیں ہم نے وہی کل کو ہو جائے تمہیں جاننا اجازت ہے کوئی بھی فیصلہ کرلو ہمارے منتظر ٹھہر دیا ہم کو الوداع کہہ دو ہمارا تم سے وعدہ ہے تمہاری یاد کو ہم تو خطا گری کے در پہنچے میں پوچھی آ باد نہیں گئے تمہیں ہم یاد نہیں گئے تمہیں جانا اجازت ہے تم اپنے حوصلوں میں جب تھکاؤت سہ پاؤ کسی پیارے سے کھڑے کی حسیں آنکھوں میں کھو جاؤ اجازت ہے تمہیں جاننا اگر ایک پل جو تم چاہو کوئی بھی فیصلہ کرلو ہمارے منتظر ٹھہر دیا ہمیں الوداع کہہ دو

تیرا انتظار بہت کیا

تیرے فراق کے لمحے شمار کرتے ہوئے بھرے چلے ہیں تیرا انتظار کرتے ہوئے تو میں بھی خوش ہوں کوئی لہے جا کے کہہ دے اگر وہ خوش ہے مجھے بے قرار کرتے ہوئے تمہیں خبر ہی نہیں ہے کہ کوئی ٹوٹ گیا محبتوں کو بہت پائیدار کرتے ہوئے میں مسکراتا ہوا آئینے میں ابھروں گا وہ رو پڑے گا اچانک سنگھار کرتے ہوئے مجھے خبر تھی کہ اب لوٹ کر نہ آؤں گا سو تجھ کو یاد کیا دل پر وار کرتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی سمندر نہیں ہیں آنکھیں ہیں میں ان میں ڈوب گیا اعتبار کرتے ہوئے بخور جو مجھ میں پڑے ہیں میں ہی جانتا ہوں تمہارے جبر کے دریا کو پار کرتے ہوئے

..... مدد حسین بلوچ - چک والں ولاور

کہتے ہیں اس دنیا میں انسان جیسا کرتا ہے ویسا بھرتا ہے۔ خدا نہ کرے اس نے میری زندگی کے ساتھ کھیلا ہو اور اس کی سزا اسے ملے۔ اگر اس نے ایسا کیا بھی تو خدا اس کی سزا مجھے دے دے کہ میں آج بھی اسے کسی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا میں یہ نہیں کہتا کہ صرف میں ہی اسے خوش رکھ سکتا تھا۔ خدا کرے اسے مجھ سے زیادہ چاہنے والا ملے جو وہ خوشیاں دے جو میں بھی نہیں دے سکا۔ اکثر لوگ مجھے پاگل کہتے ہیں کہ میں یہ جانتے ہوئے کہ اس نے مجھے دھوکا دیا اسے ایسا نہیں کہتا ایک پرچائی کے پیچھے بھاگ رہا ہوں اور یہ امید کرتا ہے کہ محبت سے بڑھ کر کچھ نہیں بس ایک سوال ہے دنیا سے کہ اگر کوئی کسی کو پاگلوں دیوانوں کی طرح چاہے جو اپنی جان تک سے کھیل گیا ہو، کیا کسی کا دل اتنا پتھر ہو سکتا ہے کہ اس کا حال تک نہ پوچھے۔ ایک بات یاد رکھنا مہدی اس دنیا میں چاہے کتنی بھی خوشیاں ملیں آپ کو مگر ہماری چاہت آپ کو بہت یاد آئے گی کہ کوئی پاگل تھا جو تمہیں دیوانوں کی طرح محبت کرتا تھا جس نے تیری خاطر اپنا گھر بار سب کچھ یہاں تک کہ یہ دنیا بھی چھوڑنی پائی۔ اگر ہم جیسا آپ کو دوبارہ مل جائے تو سب سے زیادہ خوشی ہمیں ہوگی کہ صرف تم خوش ہوگی خدا نہ کرے کہ جسے تو نے میرا ساتھ چھوڑا کوئی تیرا ساتھ چھوڑے کہ اس کی جدائی کا درد برداشت نہیں ہوتا انسان جیتے جی مر جاتا ہے خدا نہ کرے کہ تم بھی ہجرتا چم چیز سے واقف ہو۔ وہ اکثر مجھے یہ ایس ایم ایس سینڈ کرتی تھی۔ ہم تو اسے روح سے حاصل کرنا چاہتے ہیں فرماؤ جسم تو سر بازار بکا کرتے ہیں جہاں رہو خوش رہو یاد رہو آپ کے ہم سفر کو ہماری زندگی لگ جائے ہمیشہ کھلکھلائی رہو۔ آپ دعا کریں کہ یا خدا بھائی سے ایک بار رابطہ ہو جائے میں جانتا چاہتا ہوں کہ اس نے رابطہ کیوں نہیں کیا آخر وہ کیا چاہتی ہے۔ میں نے تو نہیں مانا کہ تو بے وفا ہے اگر تو اپنی زبان سے بھی کہہ دے تو بھی نہیں مانوں گا۔ مگر تو نے میرا حال تک نہ پوچھا اور لوگوں کی باتوں کو خود چ کر دیا۔

تمہیں جاننا اجازت ہے

کوئی بھی راستہ چن لو

ہمارے منتظر ٹھہر دیا ہمیں الوداع کہہ دو۔

نہیں اجانا اجازت ہے

ہمارے پاؤں میں تو وقت کی زنجیر لپٹی ہے



اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں کسی سے مطابقت سے راضی یا اذہ و مدار نہ ہوگا

10 دسمبر کی رات میں بڑے سکون کی نیند سو رہا تھا کہ اچانک میرے موبائل کی دنگ ٹون نے مجھے نیند سے اٹھا دیا۔ میں نے موبائل سکریں پر اپنے ایک بڑے ہی اچھے دوست نعمان کا نام دیکھا میں نے تاہم دیکھا تو رات کے بارہ بج کر پچیس منٹ ہوئے تھے میں نے کال لیں کی تو نعمان صاحب عرف نومی آگے سے بولا بٹ صاحب کیا ہو رہا ہے۔ میں نے کہا کہ جناب شاہد لے رہا ہوں۔ نومی حیران ہو کر یار یہ کوئی نام ہے نہانے کا میں نے کہا۔ یار خود سوچو کہ تاہم نہانے کا

نہیں بلکہ سونے کا ہوتا ہے اور تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے کہ میں سو رہا تھا اور بڑی سخت نیند آتی ہوئی ہے۔ رات کو بھی دس بجے سو رہا تھا جو کچھ کہنا ہے جلدی کہوتا کہ نیند کا تسلسل نہوئے۔ نومی کہنے لگا کہ بٹ صاحب تم کھل گیا رہو کہ ابھر کر لاہور میرے پاس آ سکتے ہو۔ میں نے کہا۔ خیریت ہے۔ اس نے کہا کہ خیریت نہیں ہے۔ میں نے کہا ہوا کیا ہے۔ اس نے کہا کہ کل آؤ گے نا تو سب کچھ بتاؤں گا۔ میں نے کہا۔ کچھ تو بتا دو۔ کہنے لگا کہ نہیں ابھی کئی آؤ گے تو سب کچھ بتاؤں گا تم نے

بس آتا ہے۔ میں نے کہا۔ یار مجھے اپنا سنو رہا بند کرنا پڑے گا مجھے بہت کام ہے۔ کہنے لگا یار اپنی بکواس بند کرو اپنے بہانے اپنے پاس رکھو میں کچھ نہیں جانتا تم نے آتا ہے اور ضرور آتا ہے کوئی بھی بہانا نہیں چلے گا میں نے کہا اچھا بابا آ جاؤں گا۔ کہنے لگا۔ رات نو بجے تک لازمی پہنچ جانا۔ میں نے کہا۔ ٹھیک ہے اب بند کرو اور مجھے سونے دو۔ اس نے by ok کہا اور کال بند کر دی۔ میں نے موبائل کو آف کر کے ٹھیکے کے نیچے رکھا کہ اب کسی اور کی کال نہ آجائے اور نیند خراب ہوگی۔ صبح میں اٹھا اٹھ کر وضو کر کے نماز پڑھی ناشتے سے فارغ ہو کر سنو پر آ گیا۔ آدھا دن ادھر گزار کر گھر چلا گیا، تیار ہو کر لاہور جانے کی تیاری کرنے لگا اور ٹرین میں بیٹھ کر نو بج کر میں منٹ پر لاہور ریلوے اسٹیشن پر پہنچ گیا۔ جناب نومی صاحب منہ اٹھائے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے میں نے قریب جا کر پوچھا کہ جناب جی کسی کو تلاش کر رہے ہیں مجھے دیکھتے ہی کہنے لگا یار میں تم کو ہی ڈھونڈ رہا تھا اور میرے گلے گیا میں نے کہا۔ نومی صاحب مل بعد میں لینا پہلے مجھے کھانے کو کچھ دو۔ کہنے لگا یار کیوں مرے جا رہے ہو اس کا بھی کچھ کرتے ہیں اور ہم باتیں کرتے کرتے ایک ہوئیں میں آگئے۔ کھانے کا آرڈر دے کر میں نے پوچھا۔ اب بتاؤ کہ مسئلہ کیا ہے۔ کہنے لگا یار بٹ میں جس سے پیار کرتا ہوں وہ کل صبح کی فلاح سے انگلیٹڈ جا رہی ہے۔ جب میں نے یہ سنا تو حیران رہ گیا کہ یہ میں کیساں رہا ہوں۔ میں نے کہا۔ نومی صاحب دماغ تو ٹھیک ہے تمہارا، تم شادی شدہ ہو اور ایک بیٹے کے باپ بھی ہو اور یہ تم کن چکروں میں پڑے ہوئے ہو۔ اتنی اچھی تمہاری بیوی ہے۔ اتنا خوبصورت تمہارا بیٹا ہے چھوڑو ان چکروں کو اور آرام سے اپنی زندگی گزارو۔ میں نے اس کو خاصا لہسا چوڑا کیچر دیا۔ میری بات درمیان میں کاٹ کر کہنے لگا کہ بٹ صاحب میں نے تمہارا کیچر سننے کے لئے تم کو نہیں بلایا بلکہ اپنی مدد کے لئے بلایا ہے۔ میں نے کہا اچھا بتاؤ کہ تکلیف کیا ہے۔ کہنے لگا۔ یار اس کی کل صبح کی فلاح ہے اور اس نے کہا ہے کہ تم نے مجھے انرپورٹ پر سی آف کرنے آنا ہے میں جاتے وقت تم کو ایک دفعہ دیکھنا چاہتی ہوں تو جناب جی بس آپ نے میرے ساتھ انرپورٹ پر جانا ہے۔ میں نے کہا۔ وہ تو ٹھیک ہے لیکن پہلے یہ بتاؤ کہ فلاح کتنے بجے کی ہے اور اس کے ساتھ کس نے آتا ہے، کوئی رشتے دار ہے یا کوئی اور ہے۔ کہنے لگا۔ تم کو اس طرح سمجھ نہیں آئے

گی تم کو شروع سے بات سناتا ہوں کہنے لگا۔ وہ پہل مجھے یوں ستا رہے ہیں جیسے اک گلاب کتاب میں مرجھا رہا ہے تیری مہک تو میری سانسوں میں بسی ہے پھر کیوں آج مجھے تو اتنا یاد آ رہا ہے محبت چار نظروں کا مجموعہ ہے لیکن محبت کی وہ جیتی جاگتی تصویر ہے جس میں انسان کا ماضی اور حال اور مستقبل جھلکتا ہے۔ محبت جب راز نہیں رہتی تب اس کی تمام حسرتیں اور انگلیں ختم ہو جاتی ہیں حالانکہ یہ زندگی محبت کرنے کے لئے بہت ہی کم ہے نہ جانے پھر نفرت کیلئے لوگ کہاں سے وقت نکال لیتے ہیں محبت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے محبت کا روک جس دل کو لگ جائے اگر وہ اپنی محبوب ہستی کو پالے تو زندگی کے دن گل گزار کی مانند بن جاتے ہیں مگر اس کے برعکس ناکامی سے واسطہ پڑ جائے تو پھر وہ دل سدا آنسوؤں اور آہوں کی آجاکاہ بن جاتا ہے۔ میرا نام نعمان احمد ہے اور سب پیار سے نومی کہتے ہیں۔ میں اپنے والدین کی انکوئی اولاد ہوں میری پیدائش پر کافی خوشیاں منائی گئیں۔ جب میں چار سال کا ہوا تو مجھے سکول میں داخل کروا دیا گیا۔ میں اپنے گاؤں کے سکول میں جانے لگا ہمارا گاؤں گوجرانوالہ کے ساتھ تھا جس کا نام چٹن ہے میں نے پانچویں پاس کر کے شہر گوجرانوالہ کے ہائی سکول میں داخلہ لے لیا اور میٹرک پاس کر لیا اور پھر میرا پڑھائی سے دل مچاٹ ہو گیا اور میں نے آگے پڑھنے سے انکار کر دیا اور دو یا تین سال آوارہ گردی کرتا رہا والد صاحب کا شہر میں جزل سنو تھا وہ صبح سنو پر چلے جاتے اور شام کو واپس آتے تھے۔ میں بھی کبھی کبھی سنو پر چلا جاتا تھا۔ والد صاحب کہتے کہ بیٹا تم بھی سنو پر بیٹھا کرو تم کو کچھ سمجھ آئے گی۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے ابو جی ہمارے گاؤں میں ایک فیملی رہتی تھی جن کے میرے ابو کے ساتھ بڑے اچھے تعلقات تھے۔ ان کے دو بیٹے تھے اور دو لڑکیاں اور ان کا بڑا بیٹا جو کہ انگلیٹڈ ہوتا تھا اور وہ شادی شدہ تھا اس سے چھوٹا راولپنڈی میں کسی کمپنی میں جاب کرتا تھا اور لڑکیوں کی شادی ہو گئی تھی اور جو انگلیٹڈ میں ہوتا تھا وہ اپنی بیوی اور دو بچوں کے ساتھ انگلیٹڈ ہوتا تھا اور وہیں کوئی جاب کرتا تھا ان ہی دنوں اس کی بیوی اپنے بچوں کے ہمراہ آئی ہوئی تھی ایک دن میں سنو پر زندگی اور اوری کہنے لگیں کہ بیٹا خالد کے گھر جاؤ انہوں نے کوئی سامان منگواتا ہے وہ تو ان کو لا دو میں نے کہا کہ ٹھیک

ہے امی جی میں ابھی جاتا ہوں جب میں نے ان کے دروازے پر گئی تیل کو بچایا تو تھوڑی دیر کے بعد اندر سے لاکھٹنے کی آواز آئی اور کسی نے پوچھا جی کون اتنی پیاری آواز جی تو کہ میں بس جی کون میں ہی کھو گیا اندر سے پھر آواز آئی جی تو میں نے جھٹ سے کہا کہ جی فوئی اندر سے آواز آئی کون فوئی کس سے ملنا ہے اور کیا کام ہے میں نے کہا کہ جی میں آنی خالہ سے ملنے آیا ہوں امی نے بھیجے کہ انہوں نے بازار سے کچھ سامان منگوانا ہے آپ آنی سے کہیں کہ فوئی آیا ہے اندر سے آواز آئی جی ٹھیک ہے آپ ویٹ کریں میں امی کو بتاتی ہوں تھوڑی دیر کے بعد اندر سے آواز آئی آپ اندر آ جائیں امی کہہ رہی ہیں کہ فوئی کو اندر ہی بلا لیں تو میں نے جیسے ہی اندر قدم رکھا تو مجھے ایک نظر آئی وہ اتنی خوبصورت تھی کہ میں بس اس کو ہی دیکھتا رہ گیا اور آگے بڑھنا بھول گیا۔ لڑکی نے جب دیکھا کہ فوئی تو بس مجھے ہی دیکھنے چلا جا رہا ہے تو اس نے ایک دم کہا کہ امی سامنے والے کمرے میں ہیں۔ میں آنی کے پاس چلا گیا اور آنی کے ساتھ جا کر بیٹھ گیا سلام دعا کے بعد آنی نے آواز دی مہی پٹا فوئی کے لئے کوئی ڈرنک ہی لے آؤ میں نے کہا اتنی جگہ کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے آپ بس مجھے سامان بتائیں جو آپ کو چاہئے آنی کہنے لگی بیٹا وہ بھی بتاتی ہوں پہلے پانی پی لو میں نے کہا جی بہتر آنی جی اتنی دیر میں وہی لڑکی جس نے دروازے پر میرا استقبال کیا تھا غصے میں ایک سب سے سجائے گلاس میں ڈرنک لے آئی اور میرے سامنے ٹیبل پر رکھ دیا اور میرے سامنے بیٹھ گئی آنی کہنے لگی فوئی بیٹا میری بہو صبا ہے لیکن ہم اسے پیار سے مہی کہتے ہیں تقریباً دو تینے ہو گئے ہیں انگلیڈ سے آئی ہے ساتھ میرے پوتی اور پوتھی بھی ہیں پوتے کا نام علی حمزہ اور پوتی کا نام ایمان ہے میں بار بار مہی کی طرف دیکھ رہا تھا وہ جب مجھے دیکھتی تو اپنی نظری پچی کر لیتی پتہ نہیں اس میں کیا خاص بات تھی کہ میرا دل کر رہا تھا کہ میں اس کو دیکھتا رہوں حالانکہ یہ سب کچھ کرتے نہ تھے نہ تھے دیکھتا تھا کیونکہ میں ایک شادی شدہ بندہ تھا اور ایک بیٹے کا باپ بھی تھا لیکن پتہ نہیں مجھے کیا ہو گیا تھا آخر آنی نے مہی سے کہا کہ بیٹا فوئی کو وہ سب چیزیں لے دو جو منگوائی ہیں اس نے گھر سے کچھ چیزیں لیں وہ لکھ دیں اور ساتھ پانچ ہزار روپے بھی دیئے میں وہ چٹ لے کر باہر آ گیا اور موٹر بائیک پر گوجراؤ والی سٹی چلا گیا سارے رستے میں مہی کے بارے میں سوچتا رہا اس کی آواز میرے

کانوں میں گونجتی رہی جی کون میں ان کا منظر بہ سامان لے کر ان کے گھر پہنچ گیا اور چیزیں دے کر واپس آ گیا۔ اب ہر وقت وہ میرے خیالوں میں میرے خوابوں میں آنے لگی مجھے ایسا لگتا تھا کہ جیسے مجھے اس سے محبت ہو گئی ہے لیکن میں اس سے بات کرتے ڈرتا تھا کہ وہ انگلیڈ سے آئی ہے اور اس میں لازم غور ہو گا سو میں یہی بات سوچ کر خاموش ہو گیا لیکن جتنا اس کو بھلانے کی کوشش کرتا وہ اتنا ہی یاد آتی۔ ایک دن میں اس کو دیکھنے کے لئے ان کے گھر چلا گیا تیل دی تو تھوڑی دیر کے بعد فوئی آواز آئی جی کون میں نے کہا جی میں فوئی ہوں اور آنی کہاں ہیں اندر سے گزرا ہوا تھا سوچا ان کو سلام کرنا چلوں تو اندر سے آواز آئی کہ وہ تو اس وقت گھر نہیں ہیں وہ اپنی بہن سے ملنے لاہور گئی ہیں میں نے کہا کہ ٹھیک ہے میں چلتا ہوں جب وہ آنی کی تو میں پھر آ جاؤں گا تو وہ کہنے لگی جی جناب آپ اندر آ جائیں وہ آنی جی ہوں گی اس کے اٹا کہنے کی دیر میں نے کہا ٹھیک ہے میں انتظار کر لیتا ہوں اس نے مجھے ہتھک میں بٹھایا اور کہنے لگی کہ آپ کیا لیں گے دل تو یہ چاہا کہ اسی وقت یہ کہہ دوں کہ آپ کو اوں گا لیکن میں ایسا نہ کہہ سکا میں نے کہا کہ چائے مل جائے تو اچھا ہے اس نے کہا کہ میں ابھی چائے بنا کر لاتی ہوں میں نے کہا کہ چائے بنے ہیں اور پینے میں کچھ ٹائم لگ جائے گا تو اسے کچھ وقت دیکھ لوں گا چندہ منٹ کے بعد اس نے بڑے میں دو کپ پلٹ چھین لے کر آئی اور میرے سامنے بڑے ہوئے ٹیبل پر بڑے کو رکھ دیا ایک کپ میری طرف بڑھاتے ہوئے کہنے لگی آپ چائے لیں ناں میں جھٹ سے ایک کپ اٹھالیا اور اس نے جی میں چائے بھی پیتا جاتا تھا اور ساتھ اس کو بھی دیکھے جاتا تھا اس نے میرے بار بار دیکھنے کو محسوس کر لیا اور میری نظروں کی جہاں اس تک پہنچی جی میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا اور اس نے کہا کہ فوئی صاحب آپ کرتے کیا ہیں میں اس کو دیکھنے میں اٹھا ہوا تھا کہ اس کی بات ہی نہ تھی اس نے دوبارہ کہا کہ میں نے کچھ پوچھا ہے آپ سے میں نے ایک دم سر کو جھٹک کر کہا کہ جی گوجراؤ والی میں ابو کے ساتھ سٹور پر بیٹھتا ہوں باتیں کرتے کرتے کافی ٹائم ہو گیا میں نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہ آنی تو ابھی آنیں ریں سو میں چلتا ہوں کہنے لگی آپ بیٹھیں وہ ابھی آ جائیں گی میں نے کہا نہیں میں ابھی چلتا ہوں میں رات چھ بجے دوبارہ آ جاؤں گا کہنے لگی آپ ایسا کریں اپنا موبائل گھر دے دیں جب وہ آ جائیں گی

تو میں آپ کو کال کر دوں گی یا میٹج کر دوں گی میں نے اس کو اپنا موبائل نمبر دے دیا جو کہ اس نے اپنے موبائل میں سیو کر لیا نمبر دے کر میں گھر آ گیا اور بیڈ پر لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں اور اس کے بارے میں سوچنے لگا گی نے آنف نے پوچھا کہ کیا بات ہے میں نے کہا کہ کوئی بات نہیں میں مہی کے بیچ یا کال کرنے کا انتظار کرتے کرتے ساڑھے چھ بج گئے اسے میں میرے موبائل کی میٹج فون جی کہا کہ کسی نے کوئی میٹج بھیجا ہے میں نے جلدی سے ان بکس میں جا کر آنے والا میٹج اوپن کیا بس اتنا لکھا تھا کہ امی آج نہیں آئیں گی میں سوچنے لگا کہ یہ کس نے میٹج بھیجا ہے آخر سوچ سوچ کر مجھے یاد آیا کہ مہی کی نمبر ہو گا اور اس نے ہی یہ میٹج بھیجا ہو گا میں نے ok لکھ کر ری پلائی کر دیا پھر کئی دیر کے بعد پھر اس نے مجھے ایک اسلامی میٹج بھیجا جواب میں میں نے بھی ایک اسلامی میٹج اس کو بھیجا تو بس وہ ہیں سے ہم ایس ایم ایس یہ بات کرنے لگے ہر ہم دن کو بھی رات کو بھی میٹج یہ بات کرتے جب میں اس سے بات کرتا تھا ایس ایم ایس یہ تو میرا دل کرتا تھا کہ میں اس سے کال یہ بات کروں ایک دو دفعہ میں نے اسے کہا بھی کہ میں تم سے کال یہ بات کرنا چاہتا ہوں تو اس نے نہ کر دی ایک دو دن بعد پھر میں نے اسے کہا کہ پلیز صرف ایک دفعہ مجھ سے کال پر بات کرو تو اس نے کہا کہ ٹھیک ہے آج رات کو کال یہ بات کریں گے میں بہت خوش ہوا اور رات ہونے کا انتظار کرنے لگا رات میں علیحدہ کمرے میں سوئے کے لئے چلا گیا تاکہ اس سے بات ہو سکے رات 9 بجے میں نے اس کو کال کی تو اس نے کال لیں کی تو میں نے سلام کیا آگے سے اس نے سلام کا جواب دیا میں نے کہا کہ مجھے یقین نہیں آ رہا کہ آپ مجھ سے بات کر رہی ہو اس نے کہا کہ آپ نے مجبور ی اتنا کیا کہ مجھے بات کرنی پڑی پھر ہم کافی دیر باتیں کرتے رہے تقریباً ایک گھنٹہ ہم باتیں کرتے رہے پھر ہم ایک دوسرے کو لگد نائٹ کہہ کر سو گئے صبح میری آنکھ کھلی تو میں نے اس کو لگد نائٹ کا میٹج سینڈ کر دیا تھوڑی دیر کے بعد لگد نائٹ 2 والا میٹج آ گیا پھر میں ناشتہ کر کے سٹور پر چلا گیا اور وہاں بھی ایس ایم ایس یہ بات ہوتی رہی میں نے باتوں باتوں میں اس سے کہا کہ کیا ہم میں دوستی ہو سکتی ہے اس نے کہا کیوں نہیں آج سے ہم بیٹ فرینڈ ہیں پھر میں اس سے اپنے دل کی ہر بات شیئر کرتا اور وہ مجھ سے اپنے دل کی ہر بات شیئر کرتی۔

ہم دن میں اور رات کو بھی کال یہ بات کرتے رہتے میرا دل کرتا تھا کہ میں ہر وقت اس سے بات کرتا رہوں اگر کسی وقت میرا کسی دوست کی کال آ جاتی تو میں سن رہا ہوتا اگر وہ کال کے دوران مجھے کال کرتی تو اسے میرا نمبر بڑی ملتا تو اسے برا غصہ آتا تھا بعد میں جب وہ مجھے کال کرتی تو مجھے یہ ہوتا تھا کہ اب میری کلاس لینی ہے اس نے وہی بات ہوتی تھی پوچھتی تھی کس سے بات کر رہے تھے کون تھا میں اسے ساری بات بتاتا تب جا کے میری جان چھوڑتی تھی میرے کافی لڑکیوں کے ساتھ تعلقات تھے جو کہ صرف موبائل کی حد تک تھے نماز میں نہیں پڑھتا تھا سو لگتے میں کرتا تھا بس ہر وقت لڑکیوں سے باتیں کرنا میرا مشغلہ تھا میں نے کافی دفعہ سکریٹ چھوڑنے کی کوشش کی لیکن ہر دفعہ نا کام ہو گیا لڑکیوں سے بھی باتیں کرنا چھوڑیں لیکن پھر شروع ہو جاتا تھا جب سے میں نے مہی سے باتیں کرنی شروع کیں پھر میرا کسی اور لڑکی سے بات کرنے کو دل ہی نہیں کرتا تھا جب بھی کوئی کال آتی تھی میں مستان ہی نہیں تھا میرا بس یہ دل کرتا تھا کہ میں بس ہر وقت مہی سے باتیں کرتا رہوں مجھے ایسا لگنے لگا کہ جیسے مجھے مہی سے پیار ہو گیا ہے لیکن میں اس سے کہنے سے ڈرتا تھا کہ کہیں وہ مایہ نہ کر جائے اور ویسے بھی اس کے شیٹیں اور میرے شیٹیں میں زمین آسمان کا فرق تھا وہ کافی امیر تھی اور میں اس کی برابری نہیں کر سکتا تھا کافی دفعہ اس سے کال کے دوران اس سے یہ کہنے کی کوشش کی کہ تم مجھے بہت اچھی لگتی ہو لیکن ہر دفعہ جو ہو جاتا تھا ہم کال کے دوران ہر ٹاپک پہ بات کرتے تھے شعر و شاعری بھی ایک دوسرے کو سناتے رہتے تھے ایک دفعہ اس نے مجھے ایک غزل سنائی جو کہ مجھے ابھی تک یاد ہے۔ غزل یہ تھی

تمنا ہے کہ کوئی دل کی بات کرے
حسرت یہ کہ کوئی دل سے یاد کرے
میں اس کو دیکھوں وہ مجھے دیکھے
خدا میری اس طرح ہر رات کرے
مخمم جائیں گھڑیاں رک جائیں دھڑکنیں
نظر نظر سے ملے اور وہ بات کرے
دن مینے سال اور صدیاں پونہی بیت جائیں
اک خواہش کہ وہ اتنی سی ملاقات کرے
جب اس نے مجھے یہ غزل سنائی تو مجھے ایسا لگا کہ جیسے
اس کو بھی مجھ سے پیار ہو گیا ہے لیکن کہہ نہیں رہی ہے ایک دن

اس نے باتوں باتوں میں مجھ سے پوچھا کہ نومی تم نے کبھی کسی سے پیار کیا ہے میں نے دل میں سوچا کہ اسے اپنے دل کی ساری بات بتا دوں کہ میں کب سے تمہاری محبت کی آگ میں جل رہا ہوں نہ دن کو سکون ملتا ہے نہ رات کو نیند آتی ہے بس تمہارے ہی خیالوں میں ہر وقت رہتا ہوں اس نے پھر پوچھا کہ نومی کیا تم سگے ہو میں نے کہا کہ نہیں آپ نے کیا پوچھا ہے کہنے لگی چلو جی تمہارا دھیان کدھر ہے میں نے کہا کہ بس ویسے ہی کہنے لگی کہ میں نے پوچھا ہے کہ تم نے کبھی کسی سے پیار کیا ہے میں نے ایک دم کہہ دیا کہ ہاں میں ایک لڑکی سے پیار کرتا ہوں لیکن میں اس سے ڈرتا ہوں اس کو بتانا نہیں کہ میں تم سے پیار کرتا ہوں کہنے لگی کہ کیوں نہیں بتاتے کیا بات ہے اس میں کیا نام ہے تمہاری رشتہ دار سے کیا کرتی ہے کیا اس کو پتہ ہے کہ تم اس کو پیار کرتے ہو میں نے کہا مجھے نہیں پتہ کہ اس کو پتہ ہے یا کہ نہیں مجھے تو بس اتنا پتہ ہے کہ میں اس کو چاہتا ہوں بے حد میں اس کے لئے کچھ بھی کر سکتا ہوں میں اس کے بغیر اپنے آپ کو اوجھڑا محسوس کرتا ہوں کاش اس کو میری بے قراری میری بے چینی کا پتہ چل جائے اسے پتہ چلے کہ میں اس سے کتنا پیار کرتا ہوں تو آگے سے صبی کہنے لگی کہ ایسے اس کو کیسے پتہ چلے گا کہ تم اس کو چاہتے ہو تم اس کو اپنے دل کا حال بتاؤ جس کی اس کو پتہ چلے گا میں نے کہا نہیں اگر اس نے انکار کر دیا تو پھر کہنے لگی تم اس سے بات تو کرو اگر نہیں کر سکتے تو مجھے اس کا نمبر دو میں اس کو کال کر کے بتاتی ہوں کہ تم اس سے پیار کرتے ہو میں نے کہا نہیں میں نے نہیں بتانا میں نے کہا بات یہ ہے ایک تو وہ امیر ہے دوسرا وہ شادی شدہ بھی ہے اور اس کے دو بچے بھی ہیں کہنے لگی تو کیا ہوا کیا شادی شدہ کو پیار کرنے کا کوئی حق نہیں میں نے کہا کیوں نہیں ہر کسی کو پیار کرنے کا حق حاصل ہے پیار کرنا ایک عبادت ہے تو کہنے لگی تو پھر تم اس سے اپنے پیار کا اظہار کرو ابھی اس کو بتاؤ میں نے کہا اچھا تم ہو لڑکوں میں اس کو فون کر کے کہتا ہوں کہتی ہے ٹھیک ہے میں نے کچھ دیر خاموش رہ کر کہا ڈیو لوی تو آگے سے صبی نے کہا کہ آئی ایم ناٹ دولو یو یہ سنتے ہی میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا مجھے اس کی بات کا یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس نے میرے پیار کا اقرار نہیں کیا میرا دل ٹوٹ کر رہ گیا تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد میں نے کہا کہ میں نے اس سے پوچھا ہے لیکن اس نے انکار کر دیا ہے کہنے لگی تم ایک دفعہ اور رانی کرو میں نے کہا اب

میں نے اس سے نہیں کہنا کیونکہ پہلے بھی میں نے بڑی امیدوں کے ساتھ اور بڑی ہمت کر کے اس سے کہا ہے اب میں نے اس سے نہیں کہنا کہنے لگی بایز تم اس سے ایک دفعہ اور بات کرو میں نے کہا اگر تم کہتی ہو تو دوبارہ بات کر لیتا ہوں لیکن چانس کم ہیں کہنے لگی تم بات کرو تو راناں میں نے کہا ٹھیک ہے تم ہو لڑکوں میں دوبارہ اس سے پوچھتا ہوں میں نے دوبارہ کچھ دیر خاموش رہ کر کہا صبی آئی لو یو تو آگے سے اس نے کہا آئی لو یو اس کا جواب سن کر میرا دل خوشی سے بارگ بارگ ہو گیا میرا دل کر رہا تھا کہ میں خوشی سے ناچنا شروع کر دوں لیکن میں ایسا نہ کر سکا کیونکہ ایک تو مجھے ڈانٹیں نہیں آتا تھا دوسرا اس وقت سردی بھی بہت تھی پھر میں دونوں خوب ہنسے پھر ہم نے ایک ساتھ جینے اور مرنے کی تسبیح کھائیں وہ کہنے لگی نومی مجھے پہلے دن سے ہی پتہ چل گیا تھا کہ تم مجھ میں دلچسپی لے رہے ہو میں تمہاری آنکھوں کی باتیں خوب سمجھ رہی تھی لیکن میں چاہتی تھی کہ خود اقرار کروں تم بھی مجھ کو سمجھ لگے تھے تم میں کچھ بات ہی ایسی تھی فراز اگر دل نہ دیتے تو جان چلی جاتی میرا بھی دل کرتا تھا کہ تم سے باتیں کرتی رہوں مجھے تمہاری باتیں اچھی لگتی تھیں تمہاری آواز اچھی لگتی تھی تمہارے بولنے کا انداز بہت اچھا ہے میں بھی ہر وقت تمہارے بارے میں سوچتی رہتی کی بس وہ دن سے ہماری پریم کہانی شروع ہو گئی۔ ہم رات آٹھ بجے سے لے کر گیارہ بجے تک بات کرتے گیارہ بجے سوئے دو بجے دوبارہ اٹھ کے پھر میں کال کر لیتا تھا پھر ہم بچے تک باتیں کرتے پھر نماز پڑھتے نماز پڑھ کر دوبارہ باتیں کرتے رات سات بجے تک باتیں کرتے پھر میں شاور لے کر ناشتہ کر کے سٹور پر چلا جاتا بجے میں سٹور پر پہنچتا وہاں جا کر پھر ہم کال یہ باتیں کر رہے تھے ابھی ایس ایم ایس یہ اسی طرح دن گزر رہے تھے ایک دن اس نے مجھے کہا کہ نومی تم مجھ سے کتنا پیار کرتے ہو میں نے کہا بے حد اس نے کہا تم اٹھاؤ میں نے کہا مجھے خدا کی قسم سے بے حد پیار ہوں میرا دل کرتا ہے کہ میں تم میں جاؤں ایک دن میں نے اس سے کہا صبی میں تم سے ملنا چاہتا ہوں اس نے کہا دل تو میرا بھی بہت کرتا ہے تم سے ملنے میں نے کہا پھر کیا کیا جائے تو کہنے لگی کہ ای سے لاہور ہے جس دن وہ لاہور میں آجائیں گی تم آجائیں گے کہا ٹھیک ہے ایک دن میں ناشتہ کر کے سٹور پر پہنچا تو صبی کا بیچ آ

نومی آج امی لاہور جا رہی ہیں وہ جیسے ہی ٹھکنے میں تم کو بتا دوں گی تم بس جلدی سے آجائیں گے کہا ٹھیک ہے تھوڑی دیر کے بعد اس کا بیچ آ گیا نومی ای جلی گئی ہیں تم آ جاؤ میں نے ابو سے کہا ابو میں ایک دوست سے مل کر آتا ہوں ابو کہنے لگے جلدی آنا میں نے کہا میں ابھی آئی ہوں ابو نے کہا میں نے سٹور پر ہی رہنے اور رکھنے میں بیٹھ گیا اور اسے چلنے کو کہا اس نے کہا جناب سواریاں تو پوری ہو لینے دیں میں نے کہا یا تم چلو سارے پیسے میں تم کو دے دوں گا تو اس نے رکشہ شارت کر دیا اور چلنا شروع کر دیا میں ابھی ایس ایم ایس پہ ایک دوسرے سے بات کر رہے تھے میں نے کہا کہ تم کہاں ہو اس نے کہا کہ میں چھت پہ کھڑی ہوں اور تمہاری راہ دیکھ رہی ہوں میں نے کہا کہ میں بس پندرہ منٹ میں تمہارے پاس پہنچنے والا ہوں جب میں اڑے پر پہنچا تو رکشے والے کو پیسے دے کر میں نے پیدل مارچ شروع کر دیا اس نے بیچ پہ پوچھا کہ تم کہاں ہو میں نے کہا کہ بس تین منٹ میں تمہارے پاس پہنچنے والا ہوں جب میں ان کے گھر کے سامنے پہنچا تو غصی لگا بی رنگ کے کپڑوں میں چھت پہ مجھے نظر آئی اور ٹھنکی باندھے میری طرف دیکھ رہی تھی میں نے بھی اس کو دیکھ لیا تھا میں نے اس کو اشارہ کیا کہ جناب دروازہ کھولو تو وہ فوراً چھت سے نیچے اتر آئی اور آ کر دروازے کا لاٹکھول دیا اور دروازہ کھول کر کہنے لگی نومی صاحب اندر تشریف لے آئیں میں اندر داخل ہو گیا اس نے مجھے کہا کہ سامنے والے کمرے میں چلے جاؤ میں سامنے والے کمرے میں چلا گیا نومی تم بیٹھو میں تمہارے لئے چائے لے کر آتی ہوں 15 منٹ کے بعد وہ ایک کافی بڑے کپ میں چائے اور ساتھ بسکٹ لے کر آگئی اور چائے والی فرے میرے پاس رکھ کر کہنے لگی تم چائے پیو میں آئی ہوں اتنا کہہ کر وہ پھر باہر چلی گئی میں نے تھوڑی سی چائے پی اور باقی اس کے لئے رکھ دی اتنی دیر میں صبی آ کر میرے ساتھ بیٹھ گئی میں نے اس کا ہاتھ چھوا یا اس کا ہاتھ اتنا نرم تھا دل کرتا تھا کہ ہمیشہ کے لئے یہ ہاتھ میرے ہاتھوں میں رہے اور میں نے اس کی طرف دیکھنا شروع کر دیا کہنے لگی کیا دیکھ رہے ہو میں نے کہا کہ کیا تم وہی صبی ہو جس سے میں ہر روز ڈھیروں باتیں کرتا ہوں اور آج تم کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں کہنے لگی نومی صاحب خوابوں کی دنیا سے نکل آئیں وہی ہوں پھر ہم کافی دیر ایک دوسرے سے پیار محبت کی باتیں کرتے رہے پھر میں نے کہا

کہ میں اب چلتا ہوں اس نے مجھے ایک پرفیوم دی اور کہا یہ میری طرف سے تم ہر روز یہ پرفیوم لگا کر سٹور پر جایا کرنا میں اس سے مل کر واپس سٹور پر آ گیا آج میں بہت ہی زیادہ خوش تھا خوش کیوں نہ ہوتا آج میں اپنے پیار سے جوں کر آیا تھا آج میرے پاؤں زمین پر ہی نہیں لگ رہے تھے جب میں سٹور پر پہنچا تو اس کی کال آگئی جتنا تم کہاں ہو میں نے کہا کہ میں سٹور پر ہوں کہنے لگی ٹھیک ہے بس یہی پتہ کرنا تھا ٹھیک ہے او کے بائے u love ا جواب میں میں نے بھی آئی لو یو کو کہا اور اس نے بس کر کال کاٹ دی ہمارا ہر روز کا معمول تھا یا تو کال پر بات کرتے رہنا یا پھر ایس ایم ایس یہ میں نے اس کے کہنے پر نماز بھی پڑھنی شروع کر دی اور سگریٹ پیئے بھی چھوڑ دیئے جو کہ ابھی تک میں نہیں پیتا کیونکہ اس نے ہم ایسی دے دی تھی اس نے کہا تھا کہ آج سے سگریٹ پینا تم پر حرام ہے تو میں نے بس اسی دن سے سگریٹ پیئے چھوڑ دیئے ہیں۔ ایک دفعہ صبی پتہ نہیں کس بات پر مجھ سے ناراض ہو گئی کہنے لگی آج کے بعد تم مجھ سے کوئی بات نہیں کرنی نہ کال کرنی ہے نہ بیچ میں سے بہت پوچھا کہ بات کیا ہوتی ہے میری غلطی تو بتاؤ اس نے کہا کہ میں نے بس کہہ دیا ہے کہ آئندہ کے بعد مجھ سے بات نہ کرنا یہ بات اس نے دن کو مجھے کہی تھی اس کے بعد میں نے اس کو کوئی کال نہ کی نہ بیچ کیا لیکن جب بھی کسی کی کال آئی یا بیچ آتا تو میں ایک دم دیکھتا کہ یہ ضرور صبی کی کال یا بیچ ہوگا لیکن ہر دفعہ مایوسی ہوتی تھی شام کو میں گھر آ گیا کھانا بھی نہ کھا یا اور بہت ہی دل پریشان تھا دل کر رہا تھا کہ کسی کے گلے لگ کر روؤں گھر والوں نے کہا کہ کھانا کھا لو میں نے کہا کہ مجھے بیچ نہیں ہے اسٹن میں صبی کا بیچ آ گیا کہ گھنڈ بیچ بات کرنے کا طریقہ بتاؤ میں نے کہا کہ میں تم سے ایک دفعہ بات کرنا چاہتا ہوں کہنے لگی کہ کرو میں نے کہا کہ میں کال پر کرنا چاہتا ہوں کہنے لگی کہ کرو گھر سے باہر چلا گیا اور اس کو کال کی اس نے کال لیں کی کہنے لگی جو بھی کہنا ہے جلدی کہو مجھے اور صبی کام ہے میں نے کہا صبی کیا بات ہوتی ہے مجھ سے ایسی کون سی غلطی ہو گئی ہے جس کی معافی نہیں ہے پلینز تمہاری ناراضگی نہیں دیکھ سکتا یہ سب کہتے کہتے میری آنکھوں میں آنسو آ گئے اور میں رونے لگ گیا جب اسے میرے رونے کی آواز آئی تو کہنے لگی نومی تم کیا کر رہے ہو میں نے کہا کچھ نہیں کہنے لگی تم رورہے ہو میں

نے کہا جی رو رہا ہوں کہنے لگی کیوں میں نے کہا مجھے تمہاری ناراضگی برداشت نہیں۔ وہ اپنی میری آنکھوں سے خود بخود ہی آنسو گرنے لگے ہیں اپنے گلی چپ کرو میں تم سے راضی ہوں بلکہ تم چپ کرو اور میرے تم کو ایک غزل سنائی ہوں میں نے کہا سناؤ کہنے لگی

خاموش راتوں میں تیرا ساتھ چاہئے
تہا ہے برا ہاتھ تیرا ہاتھ چاہئے
مجھ کو میرے مقدر پر اتنا یقین تو ہے
تجھ کو بھی میرے لفظ میری ہر بات چاہئے
میں خود ان شاعری کو کیا اچھا کہوں
مجھ کو تیری تعریف تیری داد چاہئے
احساس بہت تمہارے واسطے ہے
لیکن جنون عشق کو تیری ہر سوغات چاہئے
لوگوں کو سانسوں کی چاہ ہے ہوسرورت نومی
مجھے جینے کے لئے تیرا ساتھ چاہئے

کہنے لگی نومی جان آئی اہم سوری میری وجہ سے تمہارا دل دکھا تم اتنے زیادہ اپٹ رہے چاہئے مجھے معاف کر دو میں نے کہا کہ میں تم سے ناراض نہیں ہوں میں نے اللہ کے حضور دو نفل مانے تھے جب تم مجھ سے راضی ہو جاؤ گی تو میں شکرانے کے دو نفل پڑھوں گا جب صبحی مجھ سے راضی ہوئی تو میں نے اسی وقت شکرانے کے دو نفل پڑھے اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے میری صبحی کو مجھ سے سے راضی کر دیا مانگنا بھولوں نہیں اسے ہر نماز کے بعد ناصر نبی سوچ کے نام تیرا دعا رکھا ہے رات بھر پھر ہم باتیں کرتے رہے پھر رات کو دو بجے ہم سو گئے صبح میں ناشتہ کر کے سٹور پر چلا گیا اور ہم سارا دن کبھی کال پہ بات کر لیتے یا میٹج ایک دفعہ میں نے اس سے کہا صبحی جان ایک بات کہوں کہنے لگی ہاں کہو میں نے کہا کیا ہم ایک ہو سکتے ہیں اس نے کہا نومی جان میری میں بھی تم سے بیوی چاہتی تھی لیکن ہم ایک نہیں ہو سکتے میں نے کہا وہ کیوں کہنے لگی ایک تو میرا خاندان مجھے طلاق نہیں دے گا دوسرا اگر اس نے طلاق دے بھی دی تو میرے سب بھانجیوں نے مجھے چھوڑ دینا ہے اور میرے ماں باپ کی بڑی بدنامی ہوگی اور اگر ہم سے شادی کر لیں تو تو خاندانے اور میرے بھائیوں نے ہم لوگوں کو زندہ نہیں چھوڑیں گے گی گھر تباہ بر باد ہو جائیں گے اور میں ایسا نہیں چاہتی کہ میری وجہ سے تم کو کچھ ہو تم میں تو

میری جان ہی ہے بقول نواز
ہمیں تو بے جان چڑوں سے بھی عقیدت ہے نواز
تجھ میں تو پھر میری جان بسی ہے

ہم سدا ایک دوسرے کو چاہتے رہیں گے تمہارا پیار سدا میرے دل میں رہے گا میں سر کر بھی تمہارے پیار کو زندہ رکھوں گی میں نے کہا صبحی جان پلیز یہ مرنے والی باتیں نہ کیا کرو اس نے کہا ٹھیک ہے جان جی آئندہ سے نہیں کہوں گی میں نے جاب کے لئے اپلائی کیا ہوا تھا ٹیلی فون کے مجھے میں آپریٹر کے لئے ایک دن جب میں شام کو سٹور سے واپس آیا تو امی نے مجھے ایک لیٹر دیا جب میں نے کھول کر پڑا تو وہ میرا انٹرویو لیٹر تھا مجھے انٹرویو کے لئے لاہور بلایا تھا دو دن بعد میں بہت خوش ہوا اور میں نے یہ خوشخبری امی کو سنائی تو وہ بھی بہت خوش ہوئیں جب مجھے یہ خیال آیا کہ میں اپنی صبحی کو چھوڑ کے جاؤں گا تو میرا دل ڈوبا جا رہا تھا میں سوچ رہا تھا جب صبحی کو میں بتاؤں گا کہ میں جاب کے لئے لاہور جا رہا ہوں تو اس کے دل پر کیا گزرے گی وہی وجہ میں نے اس کو بتایا کہ میں جاب کے لئے لاہور جا رہا ہوں تو اس نے کہا نہیں تم مجھے چھوڑ کر کہیں بھی نہیں جاؤ گے اور اس نے رونا شروع کر دیا میں نے بڑی مشکل سے اس کو چپ کر لیا میں نے اس کو کہا بگنی میں کون سا پیشہ کے لئے جا رہا ہوں میں پندرہ دنوں کے بعد چکر لگا رہا ہوں گا اس نے کہا ٹھیک ہے لیکن جانے سے پہلے تم نے مجھے ایک دفعہ مل کر جانا ہے میں نے کہا ٹھیک ہے جناب جو حکم میری سرکار کا اس نے کہا کہ پرسوں امی ساتھ والے گاؤں ایک نوٹکی پہ جا رہی ہیں جب وہ ٹکٹیں گی تو میں تم کو بتا دوں گی میں نے کہا ٹھیک ہے اور ہم کافی دیر ایک دوسرے سے پیار و محبت کی باتیں کرتے رہے اور پھر ہم سو گئے جب سے میں نے اس سے باتیں کرنی شروع کی تھیں اور جب سے مجھ سے اس سے محبت ہوئی تھی میں نے لڑکیوں کو فون کرنا اور ان کی کالیں لینا چھوڑ دیا مجھے صبحی کے علاوہ اور کسی سے بات کرنا اچھا ہی نہیں لگتا تھا میں نے سگریٹ پینا بھی چھوڑ دیا تھا کیونکہ سگریٹ صبحی کو اچھے نہیں لگتے تھے اور پھر اسی طرح پرسوں کا دن آ گیا اور میں صبح ایک نماز پڑھ کر پھر لیٹ گیا جب امی اٹھانے آئیں تو میں نے کہا امی جی میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس لئے ابھی تک لیٹا ہوا ہوں مجھے چکر آ رہے ہیں امی نے کہا اچھا تم لیٹے رہو میں بہو کو

کہتی ہوں وہ تم کو ناشتہ نہیں دے جاتی ہے میں نے کہا ٹھیک ہے تھوڑی دیر کے بعد میری وائف میرا ناشتہ لے کر آ گئی اور کہنے لگی جناب یہ لیں ناشتہ اور کیا ہوا ہے آپ کو میں نے کہا کہ میرا سر درد کر رہا ہے اور مجھے چکر آ رہے ہیں اس نے میرا سر ہاتھ شروع کر دیا اور میں نے ناشتہ شروع کر دیا ناشتہ کر کے میں نے کہا بس ٹھیک ہے اب تم بس کرو اور یہ برتن لے جاؤ اور مجھے کوئی بھی بلانے آئے تو کہنا کہ وہ گھر نہیں ہیں اس نے کہا جی اچھا اور برتن اٹھا کر چل گئی میں نے صبحی کو میج کیا کہ امی چلی گئی ہیں کہیں گلی کہ بس تیار ہو رہی ہیں میں منٹ بعد اس کا میج آیا نومی امی چلی گئی ہیں تم بس جلدی سے آ جاؤ میں چھت پہ کھڑی ہو کے تمہارا انتظار کر رہی ہوں میں نے جلدی سے شوز پہنے اور باہر آ کر امی سے کہا کہ میں ذرا ایک دوست سے مل کر آ رہا ہوں اور باہر نکل آیا اور جلدی جلدی کو پے جانا کی طرف چل پڑا جب ان کے گھر کے سامنے پہنچا تو صبحی چھت پہ کھڑی تھی آج اس نے گرین رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور بڑے ہی پیار سے میری طرف دیکھ رہی تھی اس کی آنکھوں میں میرے لئے پیار ہی پیار نظر آ رہا تھا جب میں ان کے گھر کے دروازے کے سامنے پہنچا تو وہ چھت سے نیچے اتر آئی اور آ کر دروازہ کھولا اور مجھے اندر آنے کا اشارہ کیا جیسے ہی میں نے اس کو دیکھا تو اس کو دیکھا ہی رہ گیا آج وہ بہت ہی خوبصورت لگت رہی تھی اور آج اس نے آنکھوں میں کاجل بھی لگایا ہوا تھا اس کی آنکھیں بہت ہی پیار لگ رہی تھیں جن میں شراب سے بڑھ کر شہتاجی کر رہا تھا کہ اس نشے میں ڈوب جاؤں میں نے کہا ایک شعر سناؤں تم کو اس نے کہا جی ضرور میں نے کہا

میری آنکھیں دکھ لو مجھے کچھ خواب دے دو
جس میں تمہاری جو جھٹک ایسی شراب دے دو
چلو چھوڑو ساری باتیں ایک بات مانو
میری ساری عمر لے لو بس ایک مل کا ساتھ دے دو
شعرن کر کہنے کی شاعر صاحب شاعری چھوڑیں اندر آئیں میں نے کہا یہی لیں جی اور میں اندر چلا گیا اس نے کہا کہ کمرے میں چلے جاؤ میں کمرے میں چلا گیا تھوڑی دیر کے بعد وہ آئی تو میں نے پاکٹ سے گفٹ نکال کر دیا جو کہ ایک لاکٹ تھا جس کے اوپر S.A لکھا ہوا تھا لاکٹ دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئی کہنے لگی نومی بہت ہی خوبصورت ہے پر

تم کو نہیں لانا چاہئے تھا قسم خدا کی مجھے تحفوں کی کوئی ضرورت نہیں مجھے بس تمہاری ضرورت ہے میں نے کہا میری جان میں تمہارا ہوں اور میں نے یہ اپنی خوشی سے دیا ہے یہ تم جب بھی بیہوش ہو تو تم کو میری یاد آئے گی کہنے لگی نومی یاد تو تم مجھ کو ہر وقت آتے رہتے ہو کہنے لگی میں تمہارے لئے کھانا لاتی ہوں میں نے کہا تم کھانا گرم کرو میں اتنی دیر ظہر کی نماز پڑھ لوں اس نے کہا ٹھیک ہے میں نے وضو کیا اور نماز پڑھ لگا میں نے نماز مکمل کی اتنی دیر میں وہ کھانا لے آئی چاول اور ساتھ اچھا تھا میں نے چاول کھانے شروع کئے بڑے ہی مزیدار چاول بنائے تھے میری جان نے جو کہ ابھی تک مجھے ان کا ذائقہ یاد ہے کھانے کے بعد میں نے صبحی سے کہا اچھا میں اب چلتا ہوں اور کل میں نے لاہور انٹرویو کے لئے جانا ہے تم دعا کرنا میں انٹرویو میں کامیاب ہو جاؤں اور جاب مل جائے اس نے کہا میں دعا کروں گی اور میں اس سے مل کر گھر آ گیا اور اگلے دن صبح لاہور جانے سے پہلے میں نے اس کو کال کی کہ میں لاہور جانے لگا ہوں اس نے کہا ٹھیک ہے وہاں جا کر کل کرنا میں نے کہا ٹھیک ہے آئی لو یہ کہہ کر میں نے فون بند کر دیا اور گاؤں سے چلنے سے پہلے امی وائف ابو اور اپنے بیٹے سے مل کر کٹے میں بیٹھ کر گوجرا نوالہ سٹیشن آ گیا تھوڑی دیر کے بعد گاڑی آئی اور میں گاڑی میں بیٹھ گیا اور لاہور پہنچ کر مطلوبہ جگہ پہنچ گیا انٹرویو دیا اور انٹرویو میں کامیاب ہو گیا انہوں نے کہا کہ کل سے ہی تمہاری ڈیوٹی شروع ہے رہائش ان کی بھی کھانا میں نے ہوٹل سے کھانا تھا میں نے اگلے دن سے ڈیوٹی سٹارٹ کر دی صبحی سے بات ہر روز ہوتی تھی میں گھر بھی فون کرتا تھا ایک دن دس بجہ کا دن تھا صبحی نے ایک میٹج کیا جب میں نے میٹج پڑھا تو لکھا تھا نومی جان میں بارہ دسمبر کی صبح چھ بج کر پچیس منٹ کی فلاحیت سے واپس انگلینڈ جا رہی ہوں یہ پڑھتے ہی میں ایک دم حیران رہ گیا کہ اتنی جلدی میں اسی وقت فون کا تو صبحی نے بس کیا میں نے کہا صبحی کیا واقعی تم جا رہی ہو کہنے لگی جی نومی جان جانے کو دل تو نہیں کر رہا لیکن مجبوری ہے میں ایک سال کے بعد آؤں گی میرا انتظار کرنا میں نے کہا لاہور کے انٹرویو سے جانا ہے اس نے کہا جی کہنے لگی نومی میں نے جانے سے پہلے تم کو ایک دفعہ دیکھنا چاہتی ہوں تم ایسا کرنا گیا رہ دسمبر کی رات انٹرویو پر آنا تاکہ میں تم کو دیکھ سکوں اور یہ بھی خیال رکھنا کہ کوئی تم کو دیکھے نہ اپنے ساتھ کوئی اپنا

قابل اعتماد دوست کو لے آتا جو کہ میرے گھر والوں پر نظر رکھے جب وہ چلے جائیں تو تم سامنے آ جانا میں اپنا سامان بک کروا کے باہر آنے کی کوشش کروں گی میں نے کہا ٹھیک ہے اوکے بانی کہہ کر میں نے اپنے بیٹ فریڈ ایم اشفاق بٹ کو فون کیا رات کے میرے خیال میں بارہ بجے تھے دو تیل ہونے کے بعد اس نے کال لیں کی کہنے لگا اس وقت کون سی آندھی آگئی ہے میں نے کہا یا تم نے گیارہ تاریخ کو میرے پاس لاہور آنا ہے آگے سے وہ کہنے لگا کیوں خیریت ہے میں نے کہا جی خیریت ہے اور وہ گیارہ دسمبر کو رات نو بجے میرے پاس لاہور پہنچ گیا کھانے وغیرہ کھانے کے بعد ایم اشفاق بٹ نے مجھ سے پوچھا اب بتاؤ کیا مسئلہ ہے میں نے شروع سے لے کر آخر تک ساری بات اس کو بتائی میری بات سننے کے بعد اس نے کہا بھئی کہ ہمیں آج رات انرپورٹ جانا ہے اور مجھے عمرانی جکڑنی ہوگی ان کی کہ جب وہ چلے جائیں تو جناب جی کو بتا دوں میں نے کہا بالکل ٹھیک کہا آپ نے جناب میں نے کہا اشفاق مجھے سچ بھڑکچیس منٹ کی فلائٹ ہے ہم بارہ بجے انرپورٹ پر پہنچ جائیں گے اس نے کہا ٹھیک ہے میں نے بھی کوئیج کیا کہ آپ نے کس ٹائم گھر سے نکلتا ہے اس نے تیج کیا جب ہم نکلیں گے تو میں تم کو تیج کر دوں گی میں نے اوکے لکھ کر سیٹ کر دیا رات بارہ بجے صبحی کا تیج آ گیا جناب ہم گھر سے نکلنے لگے ہیں پھر تیج آ یا ہم گاڑی میں بیٹھ رہے ہیں وہ مجھے برابر تیج کر رہی تھی کہ اب ہم یہاں پہنچ گئے ہیں آخراں کا تیج آ یا جناب ہم پہنچ گئے ہیں انرپورٹ اور گاڑی کا بلک ٹکڑ ہے پھر اس کا تیج آ یا کہ ہم گاڑی سے اتر رہے ہیں میں نے ایم اشفاق سے کہا کہ جناب میں سائیڈ پر بیٹھنے لگا ہوں تم گاڑی ڈھونڈو اور ان پر نظر رکھنا اس نے کہا ٹھیک ہے ہم ایک دوسرے سے فون پر رابطہ رکھے ہوئے تھے میں نے پوچھا کیوں نظر آگئے ہیں اس نے کہا جی نظر آگئے ہیں میری اس وقت بہت ہی خراب ہو رہی تھی میرا دل کر رہا تھا کہ میں کسی کے گلے لگ کر رو دوں میں نے بھی کو لکھ کر سیٹ کر دیا صبحی میرا رونے کو دل کر رہا ہے تم جاری ہو اس کا ریل پانی آیا ارے نہیں رونا نہیں ہے تم نے میں اس جگہ پر جا کر کھڑا ہو گیا جہاں سے اس نے اتر ہونا تھا میں نے سوچا ہو سکتا ہے کہ ان ہونے کے بعد وہ اس کو باہر نہ آنے دیں تو کم از کم میں اس کو اور وہ مجھ کو ایک نظر دیکھ لے اور دیکھ کر ہی ہماری

نظروں کی پیاس بجھ جائے اتنی دیر میں وہ مجھے نظر آگئی وہ اپنے بچوں کے ہمراہ انٹر ہو رہی تھی میں نے اس کو دیکھ لیا لیکن اس کی نظر مجھ پر نہیں پڑی تھی میں ایک دو دفعہ ہاتھ اٹھا کر اشارہ بھی کیا لیکن اسے سودا خروہ انٹر ہو گئی اور میں وہاں سے ہٹ آیا اور ایک سائیڈ پر ہو کے بیٹھ گیا اور بٹ کو کہہ دیا کہ ان کے گھر والوں پر نظر رکھو اس نے کہا یا تم کیوں فکر کرتے ہو میں نے صبحی کو کال کی تو اس نے کال کاٹ دی اور ایک میسج کر دیا ویٹ مجھے پتہ چل گیا کہ وہ سامان بک کروا رہی ہے آخراں کا تیج آ گیا کہاں ہو میں نے کہا میں باہری ہوں آخراں نے اپنے گھر والوں کو کال کی کہ آپ اب جائیں میرا سامان بک ہو گیا اتنی دیر میں بٹ صاحب نے کہا صبحی صاحب آپ آ جاؤ وہ لوگ گاڑی میں بیٹھ کر چلے گئے ہیں میں نے صبحی کو کال کی کہ وہ لوگ ملے گئے اتنے میں میرے موبائل کی بیڑی ٹوٹ کر کے بند ہو گئی میں دوسرے موبائل کی بیڑی ڈال کر موبائل آن کیا تو صبحی کی کال آگئی میں نے جیسے ہی کال لیں کی تو کہنے لگی اس کم بخت کو کیوں آف کیا ہوا تھا میں نے کہا یا بیڑی ختم ہو گئی تھی اس نے کہا تم کہاں ہو میں نے کہا یا میں نے کہاں جانا ہے میں انٹر گیٹ کے سامنے تمہارے آنے کا ویٹ کر رہا ہوں میں بالکل سامنے کھڑا ہوں تم ان سے کہو کہ میں نے تھوڑی دیر کے لئے باہر جانا ہے اس نے اندر کی سے بات کی تو انہوں نے کہا نہیں جی ٹائم کم ہے اب آپ باہر نہیں جا سکتیں صبحی نے مجھے بتایا میں نے کہا کہ ان سے کہو کہ پیڑ صرف پانچ منٹ کے لئے مجھے باہر گیٹ تک جانے دیں صرف ایک گفٹ لینا ہے اس نے دوبارہ ایک بار کہا تو انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے ہم موبائل پر ایک دوسرے سے بات کر رہے تھے اس نے مجھے کہا صبحی جان گیٹ تک پہنچو جلدی سے چلتا ہوا گیٹ تک پہنچ گیا اتنے میں صبحی بھی آگئی میں نے سب سے پہلے اس کی طرف اس کی بی بی ایمان کے لئے ایک گفٹ لیا تھا وہ اس کو دیا اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا اس وقت اس کی آنکھوں میں آنسو آئے ہوئے تھے اور میرے بھی آنسو نکلنے کو بے تاب تھے اس نے اپنا پرل کھولا اور اس کے پاس جو پاکستانی کرنسی تھی اس نے وہ نکال کر میرے ہاتھ میں دے دی میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا صبحی میں ایک دفعہ تم کو اپنے گلے لگا لیتا ہوں اس نے کہا کہ نہیں صبحی میری جان سب ہماری طرف دیکھ رہے ہیں میں نے کہا

دیکھتے ہیں تو دیکھنے دو کہنے لگی نہیں جان مان جاؤ ناں اتنی دیر میں سکڑتی والے نے کہا چلیں جی اب ٹائم کم ہے اور میری جان نے آہستہ سے اپنا ہاتھ میرے ہاتھوں سے چھڑایا اور اندر چلی گئی اور میں سر کو جھکا کر واپس آ رہا تھا ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے میرے جسم سے میری روح نکل گئی ہے اور میں چلتا ہوا اپنے دوست کے پاس آ گیا اس نے مجھے کہا یا ر حوصلہ کرو اللہ بہتر کرے گا اتنے میں صبحی کی کال آگئی اس نے کہا صبحی جان ہم جہاز کی طرف جا رہے ہیں پھر اس نے کہا کہ اب ہم جہاز میں اپنی اپنی سیٹ پر بیٹھ گئے ہیں میں نے کہا صبحی جان وہاں جا کے مجھے بھول تو نہیں جاؤ گی مجھے فون کرنی رہنا کہنے لگی صبحی جان میں تم کو کیسے بھول سکتی ہوں اتنے میں اس نے کہا کہ صبحی جان میں موبائل بند کرنے لگی ہوں کیونکہ انٹر ہوٹس اعلان کر رہی ہے کہ اپنے موبائل بند کرو اس لئے صبحی جان اپنا خیال رکھنا میں وہاں پہنچ کر تم کو کال کروں گی اس نے آئی لو یو کہا اور موبائل آف کر دیا جیسے ہی اس نے موبائل آف کیا میں اور میرا دوست ٹیکسی میں بیٹھ گئے واپس آنے کے لئے جیسے ہی ٹیکسی میں بیٹھے تو صبحی کا میسج آ گیا کدھر ہو میں نے لکھ کر سینڈ کیا کہ ہم ٹیکسی میں بیٹھ کر جا رہے ہیں اس کے بعد دوبارہ اس کا تیج آ یا اوکے خدا حافظ پھر میں نے اس کا نمبر ڈائل کیا تو آگے سے مجھے یہ جواب ملا آپ کے مطلوبہ نمبر سے جواب موصول نہیں وہ رہا ہے تو مجھے پتہ چل گیا کہ جہاز میری جان صبحی کو لے کر پرویس کی طرف تھو پرواز ہو چکا ہے اور مسئلہ ختم ہو گئے ہیں میں نے ہاتھ اٹھا کر اس کے جلد واپس آنے کی دعا مانگی اور میری آنکھوں سے دو آنسو نکلے اور میرے گالوں پر بہنے لگے۔

سب قارئین میرے دوست صبحی کے لئے دعا کریں کہ اس کا پیار قائم رہے اور اس کا پیار جلد برسیں سے واپس آ کر صبحی کو لے۔ کہانی لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں یہ سرور بتائیں سب کی آرام کا منتظر رہوں گا۔ آخر میں ایک شعر عرض ہے۔

انتظار کے پل چٹانا اب مشکل ہے
بیٹے ہوئے لئے واپس لانا اب مشکل ہے
جو ایک بار بس جاتے ہیں دل میں دھڑکن بن کر صبحی
ان کو دل سے بھلانا اب مشکل ہے۔



غزلیات

ہم بہت پریشان تھے اور شہر تیرا تھا
رستے بہت انجان تھے اور شہر تیرا تھا
ہم نے تیری تلاش میں بہت سفر کیا
یادوں کے سارے سامان تھے اور شہر تیرا تھا
راستہ دیا لیا پر منزل نہیں ملی
تجھے ملنے سے ناکام تھے اور شہر تیرا تھا
ہم اپنے دل میں تیری جستجو لے کر تھے
دل میں بہت ارمان تھے اور شہر تیرا تھا
تم نے یہ کہہ بیجا کہ مجھے ملے مت آنا
لوٹے تو قدم بے جاں تھے اور شہر تیرا تھا
لوٹے تو دل رویا اور آنکھوں میں نمی تھی
کرن وہی راستے ویران تھے اور شہر تیرا تھا

☆.....کشور کرن۔ چوکی
دستکوں پر بھی جو نہ کھلتا تھا، وہ در کیا تھا؟
نام لکھا تھا جس پر میرا، وہ گھر کیا تھا
سنگ پھینکا، نہ کسی نے اسے مڑ کر دیکھا
جو ہری شاخ پہ ٹھہرا تھا، شر کیا تھا
مطہین پختہ مکانوں سے تو سبھی تھے لیکن
شہر میں موسم برسات کا ڈر کیا تھا
جس کیو سائے میں نہ ملتا تھا مسافر کو سکون
وہ گھٹا بیڑ سر راہ گزر کیا تھا
اس طرف دیر سے وا تھا خاور لیکن
وہ اندھیرا جو مسلط تھا، ادھر کیا تھا

☆.....انتخاب: ساحل دعا بخاری
میرا دل
ہم سے دیکھی نہیں جاتی یہ ویرانی دل کی
کوئی سمجھا نہیں نہ تجھے گا کہانی دل کی
تتنا عشق کی برباد کر گئی ہم کو
ہم جسے آج بھی کہتے ہیں نادانی دل کی
جب بھی دیکھا اسے دھڑکن نہ پھر منہ بیل پانی
اب بھی منسوب ہے اسی سے میری روانی دل کی
ہم نہ بدلے مگر دنیا بدل گئی
وہی دل ہے وہی عادتیں ہیں پرانی دل کی

☆.....ریکس ارشد۔ شہر خان بیلہ

میں جیت کر ہار گئی

تحریر: ارم سہیل۔ جہلم

انسان کو جب کسی سے محبت ہو جائے تو پھر سب کچھ بھول جاتا ہے اور ضروری نہیں کہ محبت صرف لڑکی لڑکے کی ہو، لڑکی کی لڑکی سے اور لڑکے کی لڑکے سے بھی ہو سکتی ہے۔ جیسے مجھے بھی اپنی سہیلی سے محبت ہو گئی۔ میں اس کے لئے اپنی جان دینے کو بھی تیار ہو گئی۔ وہ بے وفا تھی، اس نے میری محبت کی قدر نہ کی اور کسی اور لڑکی سے محبت کرنے لگی۔ میں اس کے لئے بہت بڑی بھاری میں جیلا ہو گئی جو شاید میری موت بن جائے۔ ایک عجیب گمانی



اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں کسی سے مطابقت سے سراسر یا ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا

ہمارا سکول میں آخری دن آ گیا مگر مجھے ذرہ برابر پرواہ نہ تھی مگر نائلہ رو رو کر کہنے لگی کہ پلیز سیرا تم کالج میں داخلہ لے لینا میں نے کہا ٹھیک ہے میں نے کھر آ کر بات کی تو انہوں نے صاف انکار کر دیا کہ نہیں بس اب آگے نہیں بڑھنا مجھے کافی دکھ ہوا مگر وقت کے ساتھ سب کچھ بھول گئی۔

اس طرح دو ہفتے کے بعد ابو اور امی نے جا کر مجھے جامعہ چک میں داخل کر دیا۔ میں کافی پریشان تھی کہ اب گھر والوں سے دور ہو کر بہت بے چین تھی یہاں پر چکوال کی لڑکیاں بھی داخل ہوئیں اس کے علاوہ ذمہ غازی خان کی بھی لڑکیاں داخل ہوئیں اور میری زیادہ انہیں لڑکیوں سے بات چیت ہوئی۔ استاد بہت اچھے تھے۔ یہاں پر اس ماحول میں اپنے آپ کو مطمئن کرتے کرتے تین ماہ گزر گئے۔ تین ماہ تو گزر گئے کوئی بھی لڑکی میری دوست نہ بن سکی البتہ دشمن ایک ضرور بن گئی تھی اس کا نام عائشہ تھا۔ ایک ہفتہ بعد ہماری مکمل پڑھائی شروع ہو گئی میں پڑھائی میں بہت مصروف ہو گئی کہ گھر والوں کو یاد کرنے کے لئے وقت بھی نہ ملتا پوچھتی وقت گزرنے لگا میرا کلاس کے بہتر اور لائق لڑکیوں میں نام آنے لگا استاد بہت پیارا اور عزت کرتے اس دوران ہمارے پیپر ہوئے تو ان میں میں نے پہلی پوزیشن حاصل کی اس طرح بعد والے پیپروں میں بھی نمایاں کامیابی حاصل کی۔ مگر اب وقت کا رخ بدلا ایک دن ہفتے والے دن ہمارے جامعہ میں ایک لڑکی آئی

میں بچپن ہی سے بہت زیادہ خاموش رہنے والی لڑکی تھی اور خاموشی سے مجھے محبت بھی بہت تھی۔ اس طرح شاید کو خاموش رہنا ہی میرا مقدر تھا۔ سکول سے گھر آئی آ کر اپنے کمرے کا دروازہ بند کر کے کافی دیر پڑھنے کے بعد سو جاتی پھر عصر کے بعد امی جگاتی پھر اٹھ کر منہ وغیرہ دھو کر ٹیلی وژن وغیرہ دیکھتی اس طرح کرتے کرتے میں نے پانچ کلاسیں پڑھ لیں اسی دوران میں میری دوستی بہت ساری لڑکیوں سے ہو گئی مگر میں نے کبھی کسی سے کبھی بھی کوئی خاص بات نہیں کی تھی اور اسی طرح کرتے کرتے وقت کا پتہ نہ چلا اور میں نے میٹرک پاس کر لیا مگر اس وقت میری بہت اچھی دوست نائلہ تھی وہ میرا بہت خیال رکھتی مگر میں نے کبھی اس کے ساتھ دوستی میں کوئی کسر نہ چھوڑی مگر جب دوسری لڑکیوں نے محسوس کیا کہ نائلہ میرے ساتھ بہت زیادہ روتی ہے مگر ہمارے ساتھ نہیں بولتی آخر کیا وجہ ہے پھر انہوں نے نائلہ کے ساتھ زیادہ بولنا شروع کر دیا۔ جب کبھی وہ میرے پاس آ کر بیٹھتی تو وہ آ کر اپنی باتیں اس کے ساتھ کرنے لگتی۔ اب میں اتنا بچی بھی نہیں تھی کہ ان کی اس بات کو نہ سمجھ سکتی۔ پھر میں نے خود ہی نائلہ کو کہا کہ نائلہ شاید وہ تمہارا زیادہ کرتی ہیں تو پلیز ان کے ساتھ بولا کرو میرے ساتھ کم۔ مگر وہ ضد کر بیٹھی کہ نہیں میں تمہارے ساتھ بولنا چاہتی ہوں کون سے جو مجھے تمہارے ساتھ بولنے سے روکے اس کی محبت زیادہ ہو گئی پھر وہ دن آ گیا کہ



میں استاد کے پاس گئی ہوئی تھی اس وجہ سے مجھے پہلے تو نہیں معلوم ہوا مگر جب میں اور آپ کی اور وضو کرنے لگی تو ہماری کلاس کی ایک لڑکی کنول نے کہا تمہیں پتہ ہے ہمارے جامعہ میں آج کھانا لڑکی داخل ہوئی ہے۔ میں نے کہا تمہیں پتہ تو ہے کہ کب لڑکی آنے والی لڑکیوں میں ذرا بھی دلچسپی نہیں لیتی پھر بتانے کا مطلب۔ اچھا جناب ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی۔ اچھا میں وضو کر کے واپس کلاس میں گئی وہ پری چہرہ لڑکی ہماری کلاس میں میری جگہ بیٹھی تھی۔ میں کھڑی اس کو دیکھتی رہی مگر میں نے اس کو دیکھنے کے علاوہ کچھ نہیں بولی تھی۔ کلاس کی لڑکیوں نے سمجھا کہ اسے غصہ آ گیا ہے کہ وہ میری جگہ پر کیوں بیٹھی ہے اس کو انہوں نے اس پری چہرہ لڑکی سے بولی کہ آپ یہاں آ جائیں دراصل ہماری میرا کو بہت غصہ آتا ہے جگہ کوئی نئی لڑکی ہماری کلاس میں آتی ہے۔ اچھا ٹھیک ہے وہ چہرہ اوپر کر کے مجھے دیکھتے ہوئے ابھی تو مجھے اس کی خوبصورت آنکھوں نے جکڑ لیا وہ اتھ کر دوسری جگہ پر بیٹھ گئی تھی مگر میں ابھی تک کھڑی اس کو دیکھ رہی تھی۔ کنول بولی۔ جناب آ جائیں جگہ خالی ہے۔ کنول اور کنول کی بہن شام میں کافی گہری دوستی ہو گئی مگر ابھی تک میں ان سے کبھی بھی اپنے گھر کی کوئی بات نہیں کرتی اور وہ اپنے گھر کی اور اپنے اپنے محبوب کی باتیں میرے ساتھ کرتیں۔

اگلے روز چھٹی تھی شام ہونے کو آئی مگر ابھی تک میں نے اس لڑکی سے کوئی بات نہیں کی مگر میں نے غصہ کیا کہ وہ بھی مجھے برابر دیکھتی جا رہی ہے۔ میں بیٹھ گئی تھی کہ وہاں پر لڑکیاں آ کر بیٹھ گئیں اور وہ بھی ساتھ ان کے میرے پاس بیٹھ گئی۔ میں راستہ بتاتے ہوئے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی اس طرح دور جا کر کھڑی ہو گئی اور کنول سے ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگی مگر میں نے غصہ کیا کہ وہ مسلسل میری طرف دیکھ رہی ہے۔ لہذا میں نے وہاں سے ہٹ جانا بہتر سمجھا۔ پھر اذان ہونے لگی سب لڑکیاں نماز پڑھنے کے لئے ہال کی طرف چلی گئیں اور میں سر درد کی وجہ نہیں گئی اور وہ لڑکی بھی ہونے کی وجہ سے نہیں گئی مجھے نہیں معلوم تھا کہ میں لیٹی ہوئی تھی کہ دوسری طرف سے رونے کی آواز آئی پہلے میں نے سوچا یہاں میرے علاوہ کوئی نہیں پھر کون رو رہا ہے۔ میں نے کہا چلو اٹھ کر دیکھتی ہوں شاید کوئی بچی رو رہی ہو مگر جب میں آگے بڑھی تو وہ لڑکی بیٹھ کر رو رہی تھی۔ اس نے مجھے دیکھ لیا تھا اس لئے آسواصاف کرنے لگی۔ اب بری بات تھی کہ میں اس کو دیکھ کر واپس چلی جاتی ویسے میرا دل کر رہا تھا کہ میں اس کے پاس بیٹھوں۔ بیٹھتے ہی میں نے پوچھا کیوں رو رہی ہو کہنے لگی گھر یاد رہا ہے میں نے کہا یہ بھی کوئی بات ہے۔ جب میں یہاں آئی تھی تو جب میں بھی رونا چاہتی تھی مگر میں یہاں خوشی سے آئی ہوں اور تم بھی یہاں پر دل لگاؤ بہت مزہ آتا ہے ادھر کوئی چیز کھانی ہے تم نے۔ بولی نہیں۔ اچھا رکھو میرے پاس اس وقت سیب تھے لہذا میں دو سیب لے آئی ایک اس کو دیا اور ایک خود کھانے لگی لیکن ابھی تک میں نے اس کو اپنا نام نہیں بتایا اور نہ اس سے پوچھا۔ ابھی لڑکیاں کھانا لے کر آئیں گی تو کھانا ضرور کھانا اچھا اور نہ انہیں اب میں نماز پڑھ لوں میں نماز پڑھ چکی تو لڑکیاں کھانا لے کر آئیں اور کھانا لگانے لگیں۔ مجھے بولا کہ کھانا کھا لو میں نے کہا کہ جھوک نہیں۔ میں نے اپنے چہرے پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کی تو ادھر ادھر دیکھا تو وہی لڑکی غور سے دیکھنے جا رہی تھی۔ میں نے جلدی سے اپنا منہ دوسری طرف کر لیا۔ اس کو میری یہ حرکت بری لگی لیکن خاموش رہی۔ کنول آئی آتی ہی کہنے لگی میرا چلو کھانے کے لئے میں نے کہا نہیں جھوک نہیں۔ کیوں ابھی تک غصہ ہے میں بولی نہیں یاد رکھی تو کوئی بات نہیں بس ویسے ہی اچھا چلو شام انتظار کر رہی ہے چلو جتنی کھانا کھانے کے بعد کافی دیر تک اس لڑکی کے بارے میں سوچتی رہی۔ آخر وہ اتنی غور سے کیوں دیکھتی ہے اور کسی اور سے بات بھی نہیں کرتی۔ اف میں نے سمجھا کیا ہو کیا میری شہزادی بہن کو دیکھو ایک بات کہو ہاں تمہیں بری تو نہیں لگے گی۔ نہیں اتنے پیارے منہ پر غصہ ابھٹا نہیں لگتا۔ میری جان ہنسی رہا کہ۔ جی جناب اور پھر میں نے دل میں سوچا کیوں نہ کنول سے اس پری چہرہ لڑکی کا نام پوچھوں۔ کنول وہ جوئی لڑکی آئی تھی اس کا نام کیا ہے۔ اس کا نام سویرا ہے۔ مگر تم کیوں پوچھ رہی ہو۔ ویسے ہی چلو اب سونے چلیں۔ کئی استاد اوپر آ گئے تو پھر وہو گا جو آج تک جنہیں ہوا اچھا چلو ویسے بھی کبھی کبھی بات ہو گئی ہے۔ آ کر اپنے بستر پر لیٹی تو دیکھا کہ سویرا کا بستر میرے پاس ہی پاؤں کی طرف ہے اور وہ سو رہی تھی۔ کافی دیر لیٹ کر اس کو دیکھتی رہی اور نہ جانے کب نیند کی دیوی مہربان ہو گئی۔

ہونے لگی۔ میں نے اپنے دل کو سمجھایا کہ تم یہاں پڑھنے آئی ہو بس یہاں دوستیاں کرنے نہیں آئی ویسے ہی جامعہ میں کسی کے لڑکی کے ساتھ دوستی کرنے کو برا سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے آرام سے اپنا کام کر دو جو کرنے آئی تھی اس کو سمجھایا کچھ دیر کے لئے بس اس کو بھول کر دوسرے ہی لئے یاد پھر سے تازہ ہو گئی میں اپنی جگہ سے ابھی اور جا کر کنول سے باتیں کرنے لگی۔ ذرا ذرا کر کے اپنے دل کو سمجھایا بڑی مشکل پڑی مگر سمجھا لیا اس طرح سو سو مار آگئی اور صبح آٹھ بجے ہم کلاس میں بیٹھی تھیں کہ محترمہ دوبارہ سلام کرتی ہوئیں جامعہ میں داخل ہوئیں۔ دل نے کہا آگئی شکر ہے لیکن اسے صرف سلام کیا اور ادھر ہو گئی اور دوبارہ اس کو دیکھا ابھی نہیں اس طرح رات تک پڑھانی کرنے کے بعد چھٹی ہوئی تو جا کر کپڑے بدلے اور آرام کرنے لگی پاس آ کر اس طرح بیٹھی جس طرح میں اس کی برسوں کی جاننے والی ہوں کہنے لگی میرا تمہیں میرے آنے کی خوشی نہیں ہوئی۔ میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس کو دیکھنے لگی۔ بولو ناں میرا۔ ہاں ہاں کیوں نہیں ابھی تو کلاس سے اٹھ کر آئی ہوں تم سے کیسے بات کرتی میں پلینز ابھی میرے سر میں درد ہو رہا ہے تم جاؤ یہاں سے میں سونا چاہتی ہوں۔ صبح ہوئی تو کنول کہنے لگی کیا بات ہے تو تو اتنی پریشان پہلے کبھی نہیں ہوئی آج کیا ہوا کچھ نہیں بس سر میں درد ہے۔ اچھا وہ جوئی لڑکی آئی ہے اس کی آنکھیں کتنی پیاری ہیں مگر تم سے زیادہ نہیں۔ کیوں کنول مجھ سے زیادہ کیوں نہیں۔ اس لئے کہ وہ خود غرض ہے اور تم نہیں۔ تمہاری پرستیشی جیسی تو اس پورے جامعہ میں کوئی نہیں۔ بس بس یاد نہیں میں ہوا میں نہ اڑنے لگوں جس کی باتیں کر رہے تھے وہ خود ہی پاس چلی آئی جیسے اس کو پیٹنے کے لئے کوئی اور جگہ نہیں ملتی تھی۔ سویرا کیا حال ہے۔ میں ٹھیک ہوں۔ میرا تم کہتی ہو میں ہر دفعہ کی طرح اب بھی خیریت سے ہے ہوں اچھا تم کلاس میں اپنا دل لگاؤ اس طرح مت کیا کرو۔ اب کنول تم لوگ باتیں کرو مجھے نماز پڑھنی ہے اس لئے میں جا رہی ہوں۔ اس کی کلاس ہماری کلاس کے سامنے ہی ہوئی وہ کلاس میں بیٹھ کر میری طرف دیکھ کر ہنسی اور مجھے نہ نجانے کیوں اس کا اس طرح کرنا اچھا نہ لگتا مگر وہ چالاک لڑکی پیچھے منہ کرنے کا نام نہ لیتی پھر اس طرح دن گزرتے گئے وہ لڑکی سویرا کلاس میں بیٹھ کر اشارے کرتی بھی کچھ بھی کچھ کئی بار تو ایسا ہوتا کہ استاد اس کو کچھ لیتے اور کہتے یہ تم کیا کر رہی ہو اور اس کو سزا مل جاتی بلکہ راجھی پڑتی میں اس لڑکی کی وجہ سے

کافی پریشان تھی آخر ایک دن بولا کہ تمہاری آنکھیں بہت اچھی آگرم پڑھانی کے لئے استعمال کرو تو بہتر ہوگا کہنے لگی پہلے تم لوگ مجھے اسے ساتھ رکھا کرو پھر میں کلاس میں ہر وقت نہیں دیکھوں گی میں نے بولا ٹھیک ہے پھر وہ ہمارے ساتھ رہتی ہر وقت کتنی رقتی تم میرا بات سنو۔ ہاں۔ وہ تم میرے ساتھ باتیں کیوں نہیں کرتی۔ کروں گی مگر ابھی نہیں۔ بتاؤ ناں تم میرا اس قدر روتی کیوں ہو۔ بس ویسے ہی سو مار کر تم نے بعد میں مجھے چھوڑ دیا تو میں ٹوٹ جاؤں گی میں نے کبھی کسی کو دوست نہیں بنایا تمہیں دوستی کا مطلب پتہ ہے بتاؤ اگر ہے۔ ہاں سبکی کہ دوستی ایک یا کیزہ اور بغیر کسی نفع نقصان کا نام ہے۔ ہر رشتے سے بڑا رشتہ دوستی ہے۔ پھر اسی طرح ہماری دوستی ہو گئی میں ہر بات سویرا سے شیر کرتی وہ بھی جو کبھی کسی سے نہیں کرتی تھی وہ بھی کرتی۔

اسی دوران ایک اور لڑکی داخل ہوئی کرن اس نے میری اور سویرا کی بے پناہ دوستی کو دیکھ کر سویرا کو کہنے کی تم نے اس مفروضہ لڑکی سے کیوں دوستی کی ہے تم اس کو چھوڑ کر مجھ سے دوستی کر لو سویرا اس وقت تو خاموش رہی مگر دوسرے ہی لمحے آ کر مجھے بتانے لگی کہ کرن نے اس طرح کہا ہے اور پھر میں نے اور سویرا نے اس کی عقل پر دوستی کی واضح اصول روشن کئے۔ اس طرح میری اور سویرا کی دوستی سے مثال دوستی کی طرح ہو گئی۔ ہم ایک دوسرے کے لئے کھاتی ہیں جو وہ بہتی میں وہ کرتی اور جو میں کہتی وہ کرتی۔ رات کو بیٹھ کر ایک دوسرے سے باتیں کرتیں ہماری دوستی کی محبت بلندی تک پہنچ گئی میں نے سوچا کہ خدا نہ کرے ہماری دوستی کو کسی کی نظر لگے اس طرح ہماری دوستی کو پورا ایک سال گزر گیا مگر میری اور اس کی دوستی کی محبت میں کمی نہ آئی۔

ایک دن یعنی سوموار کا دن میرے لئے منوں ثابت ہوا ہمارے جامعہ میں ایک ایسی لڑکی داخل ہوئی جو کہ شکل و صورت کی ٹھیک ہی تھی مگر کردار کی بری تھی ہر وقت ڈراے اور فطوں کی باتیں کرتی رقتی اور سویرا کی بڑی کمزوری تھی کہ وہ کہانیاں سنانا۔ وہ اس کی خاطر کسی کو کبھی بھول سکتی تھی اور ہر وقت بے چہن بھی رہتی کہ کوئی اس کو کہانی سنائے اور مجھے ڈراے فطوں سے سخت نفرت تھی۔ اس لئے اس کو کہانیاں کہاں سے سناتی اور کرن کے اندر یہ خوبی بھی موجود تھی آہستہ آہستہ سویرا کو اس نے اپنے قابو میں کر لیا۔ پہلے تو میں نے اتنا اندازہ نہ لگایا کہ کیا ہوا پھر ایک دن یوں ہوا کہ کسی لڑکی نے جا کر میری

اور سویرا کی دوستی کے بارے میں استادوں کو بتا دیا انہوں نے مجھے کافی کچھ بولا مگر سویرا کو انہوں نے مارا مجھے ان کی یہ حرکت بھی لگی کہ انسان جہاں رہتا ہے وہ دوست بھی تو بناتا ہے اور میری اور اس کی دوستی ایک پاکیزہ پھول کی مانند تھی۔ جب انہوں نے میری دوست کے بارے میں برے الفاظ استعمال کئے تو پھر میں نے دل سے ارادہ کر لیا کہ اب نہ ٹوٹنے والی پکی دوستی کر کے دکھاؤں گی۔ مگر جب سویرا دو دن میرے ساتھ نہ ہوئی آخر کار مجھ سے صبر نہ ہو سکا تو میں نے سویرا سے پوچھ لیا تم کیا چاہتی ہو تو کہنے لگی۔ دو دن صبر کرو ابھی نہیں میں نے دن بھی صبر کئے مگر وہ مجھ سے نہ ہوئی کیوں کہ اس کو اپنے جال میں پھنسا چکی تھی۔ وہ اس کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرتی رہی تھی۔ اس کے پیڑے دوستی اس کے جوتے صاف کرتی اس کے لئے کھانا بناتی چائے بناتی مگر وہ اور یہ میری ذمہ داری ہو گئی تھی جس نے مجھے گھر میں کوئی کام نہیں کا تھا اب ایک جگہ سے پیار ملا تو اس کے لئے ہر طرح کی قربانی دینے کے لئے تیار ہو چکی تھی مگر اس کو نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ کافی دن گزر گئے تو میں نے سویرا سے بولا سویرا اب بات کیا کرو نا میں دن تم سے بات کئے بغیر نہیں گفتگو کئے گی پلیز میرا تم مجھ سے بات مت کرو میں تم سے محبت نہیں کرتی میں کرن کی دوست ہوں اس کے کہنے کی وجہی میں نے اس کے منہ پر پتھر مارا اور میں خود رونے لگی اس کے بعد دو تین گھنٹے روتی رہی مگر اس نے وفائے مجھے خاموش نہ کروایا۔ پھر میں اس کی محبت میں اتنی پاگل ہو گئی کہ جو اس کے ساتھ بات کرتا میں اس کو اپنا دشمن بناتی اور یہاں تک کہ میں نے اس کو اپنی محبت کا فیتن کرانے کے لئے گولیاں کھا لیں مگر گولی ٹھیک تو ہو گئی مگر کچھ ہی دنوں کے بعد وہ دوبارہ اس طرح بے پروائی کرنے لگی۔

اب مجھے اپنی حالت پاگلوں کی طرح لگتی ہر وقت اس کے بارے میں سوچتی رہتی وہ جتنی تو کھانا بھی نہ دودو ہفتے تک کھاتی مگر اس کو میری محبت پر یقین نہ آیا پھر پاگل بن کر میں اس کو مارتی کہ تم مجھ سے محبت کرو دیکھو میں تمہاری خاطر اپنی جان دے سکتی ہوں جب کہ نہ گھر چلی جاتی تو میرے پاس آ جاتی اور جب تک وہ ہوتی کبھی نظر اٹھا کر میری طرف نہ دیکھتی کیونکہ وہ دونوں ایک ہی کلاس میں پڑھتی تھیں اور میری محبت سخت سے سخت ہو گئی بلکہ مجھے بھی پاگل بن کا روپ اختیار کر لیتی مگر وہ میری محبت سے کھیل رہی تھی۔ جب تک میں پڑھائی کرتی یعنی کلاس میں ہوتی وہ اس وقت فارغ یعنی رشتی یا

پڑھائی کرتی رہتی اور جب میری کلاس ختم ہوتی اس وقت وہ دونوں باتوں میں مصروف ہو جاتیں اس طرح مجھے اس کا ایک پل بھی نہیں مل رہا تھا۔ کبھی کبھی ہماری چھوٹی چھوٹی باتوں پر جڑائی ہو جاتی میں صرف اس کو ایک دن پتھر مارا تھا مگر اب تو ہر روز وہ سب کے سامنے مجھے اتنے پتھر مارتی تھیں کہ میں اس کو اس کی محبت سمجھ کر خوش ہو جاتی دیکھنے والے تو بے ہوش کرتے۔ کبھی تو اس طرح کرتی کہ میں بلی ہو تو میرے اوپر کھڑی ہو جاتی دونوں پاؤں رکھ کر لڑکیاں شور کرتیں کہ مر جائے گی اس طرح کیوں کرتی ہو اور وہ شتے کا نام ہی نہیں لیتی اور میں بھی شتے سے کہتی کہ تم لوگ ہمارے درمیان مت آیا کرو وہ مجھ سے محبت کرتی ہے اکثر تو لڑکیاں میری حالت دیکھ کر رونے لگتیں اور اس دوران ایک لڑکی میری وفادار کچھ مجھ سے محبت کرنے لگی بلکہ کبھی کبھی سلام محبت بھی کرتی مگر مجھے سویرا کی محبت کے علاوہ کسی کی محبت نظر نہیں آتی اور اس طرح سویرا کے بارے میں سوچ سوچ کر میرے سر میں درد رہنے لگا اور تب تک آرام نہ آتا جب تک تین چار باتیں میرے سر پر نہ رکھی جاتیں اور یہ بیماری بڑھتی جا رہی تھی استادوں تک بات پہنچی تو انہوں نے مجھے بہت پیار کیا اور کہا کہ چلی جاؤ میں نہ مانی مگر پھر سویرا کے کہنے پر گھر چلی آئی مگر گھر میں کسی کو نہیں بتایا کہ میرے سر میں شدید تکلیف ہے۔

کچھ دن گھر رہنے کے بعد صند کے باہر آگئی میری غیر حاضری میں کرن اور سویرا ایک دوسرے کی جان بن چکی تھیں ہم دونوں ایک دوسرے پاس رہنے کے باوجود ہزاروں میل کا فاصلہ ہو گیا جب کرن اصرار ہوتی پتہ نہیں وہ کیوں اس طرح مجھے تڑپا رہی تھی مگر میں نے بھی کہہ دیا کہ اس سے دوستی ختم کرنی ہو گئی تو کہنے لگی دوستی تم سے بھی ہے اور اس سے بھی دیکھو سویرا میں نے تمہارے علاوہ کسی کو اپنا دوست بنایا نہیں تو پھر تم کیوں کرتی ہو۔ اگر میری دوستی میں میری محبت میں کوئی کمی ہے تو تم شوق سے کرو دیکھو صابا مجھ سے کتنی محبت کرتی ہے مگر میں نے کبھی اس سے بات نہیں کی پھر یہ ہوا کہ سویرا اور اس کی آپس میں کسی بات پر لڑائی ہو گئی اور سویرا نے مجھ سے بھی بات کرنا چھوڑ دی میں نے سویرا سے کہا۔ پلیز سویرا دیکھو تم مجھ سے ناراض ہوئی ہو تو میں تمہیں کس طرح سنا رہی ہوں کرن تم کو مانتا نہ آئی۔ پلیز بات کرو ناں اور پھر بولی۔ بس تم خوش ہو جاؤ میری دوست کو مجھ سے ناراض کر کے۔ تم خوش ہو جاؤ اور وہ رونے لگی مجھ سے اس کا رونا نہ دیکھا گیا تو میں کرن کے پاس گئی جس سے میں نے بھی بات نہیں کی تھی اس سے

بولی۔ پلیز کرن تم سویرا سے راضی ہو جاؤ وہ تمہارے بغیر تنہا ہے پلیز پھر اس طرح وہ راضی ہو گئی۔ مگر مجھ سے بات نہ کرتی۔ صابا جو کہ مجھے پل پل سنبھالتی تھی اگر میں پیار ہو جاتی تھیں نے کبھی بھی اس کو اپنے ساتھ بات نہیں کرنے دی تھی اور وہ روتی خدا سیرا تم اس سے محبت کرتی ہو جو تم سے نہیں کرتی اور جو تم سے پورا سال بھر سے محبت کر رہی تم اس کی محبت کو نہیں اپناتی پلیز صابا مجھ سے اس طرح کی باتیں مت کیا کرو کیونکہ میں نے ایک ٹھوک کھائی ہے اب نہیں اچھا مجھے اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دے دو پلیز اچھا مگر ٹھیک ہے اور اس لڑکی نے یہ بات سچ کر دکھائی ہر وقت میرا خیال رہتی مجھے رونے نہ دیتی اور اتنا پیار کیا جتنا میں سویرا سے کرتی تھی مگر جب سویرا کو اس بات کا علم ہوا کہ صابا میرا کے ساتھ ہو رہی ہے تو وہ بھلا جیلا امیر دوست پر کیسے کسی اور کو قہقہہ کرنے دیتی اس نے میرے ساتھ بھر سے باتیں کرنی شروع کر دیں اور کرن کو ناراض کر دیا اور میں تو دیے بھی اس سے محبت کرتی تھی جب بھی امی ابو آتے ملاقات کے لئے ہر چیز دے کر جاتے اور جو چیز وہ کبھی میں ابو کو کبھی لا کر دین اور ہر ہفتے گھر سے چیزیں آتیں۔ اب بھلا وہ آسانی سے سونے کی چڑیا کو ہاتھ سے جانے دیتی مگر صابا میرا بھر پور خیال رکھتی۔

ہمارے پیار وغیرہ ہونے لگے پھر آخری سال ختم ہونے کو ایک ہفتہ تھا مگر کرن چلی گئی کسی وجہ سے جامد چھوڑا پھر اس کے دو دن بعد میرا بھی چلی گئی میں اتنا رونا کہ وہ مجھے مل کر نہیں گئی اور نیچے کرن آئی ہوئی تھی اس کو منار بھی تھی۔ پلیز کرن اب تو راضی ہو جاؤ جیسا تم نے کہا میں نے دیا ہی کیا اب میں تمہارے ساتھ تمہارے گھر چلوں گی اور مجھے اس سیرا سے تو سخت نفرت ہے جب میں نے اپنے بارے میں یہ الفاظ سنے تو میرا دل کہہا کہ ابھی زہین بچھ جائے اور میں اس کے اندر چلی جاؤں اس طرح وہ چلی گئی ہمیشہ کے لئے اور صابا نے مجھے سہارا دیا مگر میرے سر کا درد شدید ہوتا گیا اور پیٹروں میں شاندار کامیابی کے ساتھ میں وہاں سے رخصت ہو کر ہسپتال بیڈ پر پہنچی تھی۔ کافی دن ہسپتال میں گزرے مگر امی ابو سے کہا کہ اب گھر جانا ہے۔ میں اس سے اتنی محبت کرتی تھی کہ اس بے وفا کی بے وفائی کو دیکھ کر میرا جینا مرنا ایک سا ہو گیا اور میں بھی بھی اس کو نہیں بھول سکوں گی۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ بے وفا جہاں رہے خوش رہے اور خدا مجھے سکون عطا کرے۔

تیری محبت میں موت بھی آئے قبول ہے

اے صنم بن تیرے زندگی میری فصول ہے عشق والوں کے سبھی دشمن ہیں میرے مولا شعر کہنا اٹک بارہوں تیری یادوں میں میرے مولا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سنی اوڑھ کر سونگتی وہی محبت کر گئی واقعی محبت ضروری تو نہیں کسی مرد سے ہی ہو سکتی تھی عورت کو عورت سے اور مرد کو مرد سے بھی ہو سکتی ہے مگر سویرا کو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور اس کی روح کو چین عطا فرمائے جس کے لب پر مرتے وقت بھی سویرا سویرا تھا۔ قارئین یہ بھی میری دوست کی کہانی میں آپ کی رائے کا انتظار کروں گی۔



غزل

آج پھر پر کس نے میرا نام لکھا میرے نام سے پہلے چھوٹا سا سلام لکھا نجانے اس کو میری کس ادا پر پیار آ گیا میرے نام کے آج تھل آتے نہیں نظر آتا میری سگلی میں میج شام لکھا میں کیوں نہ جا کر اس کے ہاتھ چوم لوں جس نے میرا نام سر عام لکھا

☆..... غلام نبی نوری۔ کھنڈیاں خاص

غزل

اس دنیا میں ہمیشہ ہم بے نام رہے اپنے گھر میں ہی ہم مہمان رہے کون جان سکتا ہے بھلا میرے درد کو خود اپنے ہی درد سے ہم انجان رہے یہ وحشتیں، یہ ستائے، یہ اداسیاں سب ہمیشہ ہی میرے مہمان رہے اس شہر شکر میں کہاں جائیں ہم میرے درد آشنا ہی مجھ سے انجان رہے کبھی تو کوئی سوچ میرے بارے میں کیوں ہمیشہ سب مجھ سے انجان رہے بس یہی سوچ کر قدم آگے بڑھایا میں نے واحد کیوں میرا وجود ہے نام و نشان رہے

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگوی۔ کراچی

تجھ سے ناراض نہیں!

تحریر: فائزہ شاہ - گجرات

یہ ایک ایسی لڑکی کی کہانی ہے جو اپنی قسمت کو کبھی نہیں روئی اور ہر پریشانی کا سامنا کیا۔ اسے ایک لڑکے سے پیار ہو گیا اور اس نے اس کو دھوکا دے دیا اور کسی اور سے شادی کر لی۔ پھر قدرت کا کرشمہ کہ وہ دوبارہ اس سے کے پاس آیا اور اس نے اسے کہا۔ تم نے کیا کر دیا تمہاری ایک ضد کی وجہ سے ایک ہنسی کی لڑکی کی زندگی برباد کر دی۔ تم نے میری ساری خوشیاں جھین لی تھیں اور خدا نے تمہیں بھی سب سے بڑی خوشی سے محروم رکھا اور آج تک تمہاری کوئی اولاد نہیں ہوئی ہے، تمہاری سزا ہے..... ایک درد بھری کہانی



اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں کسی سے مطابقت سے راض یا اوارہ و مدوار نہ ہوگا

تیاریاں شروع کر دیتی ہیں اور شام کو حجاب بیگم اپنے چھوٹے بھائی عدیل کو لاہور کال کرتی ہیں اور ان کو ساری بات بتاتی ہیں یہ سن کر مشعال کے ماموں خوش ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ کچھ شاپنگ لاہور سے کر لیں حجاب بیگم کہتی ہیں کہ ٹھیک ہے ہم کل ہی لاہور آ رہے ہیں پھر اگلے دن مشعال بھی حجاب اور عاشر کے ساتھ اسلام آباد سے لاہور روانہ ہو جاتے ہیں جب مشعال لوگ لاہور پہنچ گئے مشعال کو ساتھ دیکھ کر مشعال کے کزن بہت خوش ہوئے۔ مشعال کے ماموں کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی بڑے بیٹے کا نام شان اور چھوٹے کا نام عدنان اور اس سے چھوٹے کا نام وقاص تھا۔ ماموں کے بیٹوں سے بڑی بیٹی کی جس کا نام شازیہ تھا۔ مشعال کے سب کزن مشعال سے بہت پیار کرتے تھے لیکن مشعال کی سب سے زیادہ اپنے کزن عدنان سے نفی تھی۔ عدنان بھی مشعال کا بہت خیال کرتا تھا وہ مشعال سے تین سال بڑا تھا مشعال اس وقت پانچویں کلاس میں پڑھتی تھی۔ دوسرے دن بازار جانا تھا شاپنگ کے لئے۔ مشعال نے کہا ماما میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گی۔ حجاب بیگم نے کہا نہیں مشعال تم گھر رہو عدنان بھی گھر ہے اور باہی شازیہ بھی لیکن مشعال کو یہ تھا کہ عدنان اس کو بہت تنگ کرنے والا تھا اس لئے مشعال نے ضد کی اور حجاب بیگم مان گئی۔ جب مشعال ممانی، بھائی اور حجاب بیگم کے ساتھ مارکیٹ آئی تو ٹھوم ٹھوم

یہ ایک ایسی لڑکی کی کہانی ہے جو اپنی قسمت کو کبھی نہیں روئی اور ہر پریشانی کا سامنا کیا۔ اس کا نام مشعال تھا۔ مشعال کے تین بھائی اور ایک بہن تھی، مشعال کے بڑے بھائی کا نام تھا خاشر اور چھوٹے کا نام عاشر اور مشعال کے تیسرے بھائی کا نام ناصر اور بہن کا نام وصال تھا۔ مشعال لوگ پانچ بہن بھائی تھے مشعال کے پاپا کا نام حیدر علی اور ماما کا نام حجاب بیگم تھا۔ مشعال اپنے گھر والوں کی بہت زیادہ لاڈلی تھی۔ مشعال کے بڑے بھائی لندن میں رہتے تھے مشعال کے بڑے بھائی خاشر کی شادی اپنی خالہ زاد کزن سے ہوئی تھی وہ بھی خاشر کے ساتھ لندن میں رہتی تھی ایک دن حجاب بیگم نے رشتے کرانے والی ماسی کی سکنہ سے مشعال کے بھائی عاشر کے لئے لڑکی ڈھونڈنے کو کہاں کچھ دنوں بعد ماسی سکنہ ایک عورت کو لے کر شاہ باس آئیں۔ مشعال کا گھر ایک محل نما تھا اور اس کا نام شاہ باس تھا۔ ماسی جس عورت کو لے کر آئی تھی اس عورت کو مشعال کا گھر بہت پسند آیا ماسی اور وہ عورت شاہ باس میں کچھ دیر کی اور پھر چلی گئی حجاب بیگم نے حیدر علی سے بات کی تو حیدر علی نے کہا کہ ماسی کو بولوں اور پوچھوں کہ کب جانا ہے لڑکی والوں کے گھر پھر حجاب بیگم نے ماسی سے پوچھا تو ماسی نے کہا کل ہی چلتے ہیں اس میں پوچھنے والی کیا بات ہے مشعال کے کروالوں کو لڑکی پسند آ جاتی ہے پھر کھرا کر حجاب اپنے بیٹے کی شادی کی

کرتھک گئی اور اپنی ماما سے کہنے لگی ماما آپ لوگ محوم کیوں رہے ہوا ایک جگہ سے خرید لوٹاں نہیں تو مجھے گھر لے کر چلو میں تھک گئی ہوں حجاب بیگم نے کہا کہ اب آنے کی ضد کرو گی مشعال نے کہا نہیں پھر حجاب نے جانے سے پہلے سب بچوں کے لئے کھلونے خریدے مشعال نے اپنی پسند کی ایک بڑی سی گاڑی اور ایک گڑلی لی جب مشعال گھر آئی تو حجاب بیگم نے سب کو کھلونے دیئے لیکن عدنان کو مشعال نے گاڑی بہت پسند آئی تھی عدنان نے مشعال سے کہا کہ تم تو میری بہت اچھی کزن ہو ناں اس لئے یہ گڑیا مجھے دے دو اور میری گاڑی تم لے لو مشعال نے کہا کہ گاڑی تو میرے پاس بھی ہے میں تمہاری گاڑی کیوں لوں عدنان مشعال سے ناراض ہو گیا تو مشعال نے مسکرا کے کہا کہ بدھو یہ گڑیا تم سے اچھی تو نہیں ہے نہ یہ لوگڑیا اور خوش رہو پھر مشعال کو لوں گی واپسی کا تاہم بھی آگیا تو مشعال اور اس کے کزن سب اداس تھے مشعال کے ماموں نے کہا۔ بیٹا اداس کیوں ہوتے ہو اگلے ہفتہ شادی یہ جانا ہے ناں تو اداس نہ ہو مشعال وہاں بھی ہو گی سب ہنسنے لگے مشعال لوگ واپس اسلام آباد آگئے اور شادی کی تیاریاں پورے زور شور سے شروع ہو گئیں۔ شاہ باس کو بہت خوبصورت سجایا گیا تھا پھر وہ دن بھی آگیا جس دن کا انتظار سب گھر والے کر رہے تھے۔ مہندی والے دن عدنان لوگ بھی آگئے بڑی دھوم دھام سے مہندی ہوئی اور پھر سب نے رسم کے بعد کھانا کھایا ساری رسموں کے بعد سب باتیں کرنے لگے دیر رات تک سب باتیں کرتے رہے پھر آخر کار سب اٹھ کر اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے شاہ باس اتنا بڑا تھا کہ سب مہمانوں کے لئے کمرے تیار کروائے گئے تھے۔ اگلے دن بارات بھی بارات شام کو پانچ بجے جانی تھی اس لئے سب دیر تک سوئے رہے۔ دن بارہ بجے سب کی آنکھ کھلی اور سب بارات کی تیاری کرنے لگے اس طرح دھوم دھام سے ساری شادی ہو گئی شادی کے تیسرے دن سب مہمان اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے جب مشعال کے چھوٹے ماموں کے جانے کی باری آئی تو مشعال رونے لگی تو حجاب بیگم نے کہا کہ بیٹا عدنان پھر آجائے گا یہ بھی تو اس کا گھر ہے مشعال اور عدنان کو یہ پتہ نہیں تھا کہ یہ ان دونوں کی زندگی کی آخری ملاقات ہے پھر عدنان بھی لاہور چلا گیا ہمیشہ کے لئے لیکن مشعال کے لئے آج بھی وہ مشعال کا بہترین دوست تھا۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ بھی ملا ہی نہیں اور نہ یہ کہ وہ کبھی آیا ہی نہیں اگر کبھی خاندان میں کوئی تقریب ہو تو عدنان لوگ آتے سب مشعال سے ملتے نہیں ملتا تو صرف عدنان جو ایک زمانہ میں مشعال کا بہت اچھا دوست تھا آج وہ ایک ایسی تھا مشعال سوچتی کہ عدنان کے روپ میں یہ تو کوئی اور ہی ہے جو مجھ کو نہیں جانتا خیر زندگی تو گزر رہی رہی تھی کچھ دنوں بعد مشعال کی دوست کی بہن کی شادی تھی اور اس نے مشعال کو بھی انوائس کیا تھا مشعال کی دوست کا نام ارم تھا مشعال ارم کی بہن کی شادی پہ گئی۔ شادی میں مشعال کو ایک لڑکے نے کچھ کہا تو مشعال نے اس کو منہ توڑ جواب دیا لیکن مشعال کے فرشتے بھی نہیں جانتے تھے کہ مشعال کے اس طرح جواب دینے پر کوئی اس کا اتنا دباؤ نہ ہو جائے گا شادی تو خیر گزر گئی مشعال گھر آگئی کچھ دنوں بعد مشعال کو ارم کا فون آیا ارم نے مشعال سے کہا کہ مشعال میرے عون بھائی سے بات کرو۔ مشعال کو کیا پتہ تھا کہ کیا بات ہو مشعال نے کہا کہ کرواؤ۔ عون نے مشعال سے کہا کہ میں آپ سے پیار کرتا ہوں یہ سن کر مشعال کے ہاتھ سے میل فون گر گیا پھر کچھ دیر بعد مشعال نے فون اٹھا کر عون سے کہا کہ عون پلیر آپ آج کے بعد مجھ سے ایسی کوئی بات نہ کیجئے کہ اور نہ فون اگر میرے بھائیوں کو پتہ چل گیا تو بہت برا ہوگا مشعال یہ کہہ کر فون بند کرنے والی ہی تھی کہ سامنے سے آواز آئی کہ مشعال میں تمہارے بھائیوں رہ سکتا میں مر جاؤں گا۔ مشعال نے کہا کہ یہ سب کتابی باتیں ہوتی ہیں میں نہیں مانتی کہ کوئی کسی کے لئے مرتا ہے۔ یہ کہہ کر مشعال نے فون رکھ دیا اور سوچنے لگی کہ کیا واقعی میں عون مجھ سے پیار کرتا ہے یا صرف میری آنکھوں کا دھوکا ہے لیکن وہ ایسا لگتا تو نہیں ویسے ہے خوبصورت مجھے بھی اچھا لگتا ہے پر میں ایسا نہیں کروں گی کیونکہ میں ایک اونچے گھرانے سے ہوں اور ہم جیسی لڑکیاں کسی غیر مرد سے بات تک نہیں کرتیں لیکن مجھے کیا ہوا میں اس سے پیار کے بارے میں سوچ رہی ہوں نہیں نہیں مشعال ایسا نہ سوچو یہ بہت بڑا گناہ ہے مولا مجھے ایسے خیال سے دور رکھو۔

کچھ دیر بعد مشعال کو ارم کا فون آیا مشعال نے کہا ارم کیا بات ہے بہت پریشان لگ رہی ہو۔ ارم رو رو رہی تھی ارم نے روتے روتے کہا کہ مشعال عون بھائی نے خود کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے یہ تو اچھا ہوا کہ میں نے دیکھ لیا ورنہ پتہ نہیں کیا ہوتا اب ہم عون بھائی کو لے کر ہسپتال آگئے ہیں مشعال

نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا کہ ارم کون سے ہسپتال میں ہو ابھی ارم نے پھر بتایا کہ ہم کون سے ڈاکٹر کے پاس ہیں مشعال نے فون بند کیا اور اپنی گاڑی کی چابی اٹھائی اور ہسپتال جانے کے لئے نکل چڑی مشعال کے گھر میں کوئی روک ٹوک نہیں تھی مشعال جب ہسپتال میں گئی تو ڈاکٹر نے آ کر عون کے گھر والوں سے کہا کہ عون اب خطرے سے باہر ہے لیکن مجھے آپ لوگ یہ بتائیں کہ عون نے یہ کام کیوں کیا ان کو ایسا کیا غم تھا کہ انہوں نے خودکشی کرنے کا اتنا بڑا قدم اٹھایا پلیر آپ آگئے سے خیال رکھئے گا کہ ان کے ساتھ پھر کچھ ایسا نہ ہو۔ مشعال نے باہر سے ہی عون کو دیکھا اور دل ہی دل میں روتی بھی رہی۔ کچھ دیر بعد مشعال نے گھڑی کی طرف دیکھا تو غم بہت زیادہ ہو چکا تھا مشعال نے ارم سے کہا ارم میں صبح پھر آؤں گی ابھی نا تم بہت ہو گیا ہے۔ ارم نے بھی ہاں میں سر ہلا دیا۔ ساری رات مشعال کی ٹینشن میں گزری صبح فجر کی نماز پڑھ کر مشعال نے جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو نہ جانے وہ کیسے رونے لگی اور کہا یا اللہ تو رحم کرنے والا ہے رحم کر میرے مولا تو تو محبت کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے اے میرے مولا مجھے بھی عون سے جیسے پیار ہو گیا ہے آج اگر ہو سکا تو میں عون سے یہ بات کہہ دوں گی کہ میں تم سے پیار کرنے لگی ہوں۔ صبح ہوئی مشعال ناشتہ کئے بغیر گھر سے نکل آئی ہسپتال آ کر مشعال نے دیکھا کہ عون کے گھر والے گھر گئے ہوئے ہیں کیونکہ ڈاکٹر نے ان سے کہا تھا کہ اب عون ٹھیک ہے آپ سب لوگ گھر جائیں اور رات کو آپ آجائے گا لیکن ارم کا دل عون کو چھوڑ کر جانے کا نہیں تھا۔ اتنی دیر میں مشعال بھی آگئی تو مشعال نے ارم سے کہا کہ ارم تم گھر والوں کے ساتھ گھر جاؤ آرام کرو میں آج دن عون کے پاس رک جاؤں گی۔ ارم کو مشعال کی بات سن کر بہت خوش ہوئی ارم نے ہاں کہہ دی اور ساتھ یہ بھی کہا کہ میں شام کو جلدی آؤں گی ارم بھی گھر چلی گئی مشعال عون کے کمرے میں آئی عون کی آنکھیں بند تھیں مشعال عون کے پاس والی کرسی پر بیٹھ گئی اور عون کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر رونے لگی اور روتے روتے بولی ہاں عون میں بھی تم سے پیار کرتی ہوں تم یہی سنتا چاہتے تھے ناں۔ عون نے مشعال کا ہاتھ دیا اور آنکھیں کھولیں اور کہا ہاں مشعال میں یہی سنتا چاہتا تھا جو تم نے کہہ دیا۔ پھر مشعال نے کہا کہ تم نے ایسا کیوں کیا اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو میں کیا

کرتی۔ عون مسکرانے لگا اور مشعال سے کہا۔ میں مرنا تو نہیں بچ گیا ہوں۔ مشعال نے عون کے ہونٹوں پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور کہا کہ آگے سے ایسا نہیں کہنا نہیں تو میں تم سے ناراض ہو جاؤں گی۔ پھر عون اور مشعال میں پیار کی بہت ساری باتیں ہوئیں اور ان دونوں کو پتہ ہی نہ تھا کہ کب شام ہوگئی۔ ارم نے دروازہ کھولا تو حیران رہ گئی کہ مشعال اور عون دونوں مسکرا رہے تھے اور دونوں نے کہا۔ ارم سر پر ازبازم ہی مسکرانے لگی۔ پھر کچھ دیر بعد عون کے گھر والے آگئے عون کے بھائی نے ڈاکٹر سے پوچھا کہ عون اب کیسا ہے تو ڈاکٹر نے کہا کہ عون اب بہت بہتر ہے عون کو شاید اپنے مرض کا علاج مل گیا ہے۔ پھر عون کو ڈاکٹر نے چھٹی دے دی عون گھر چلا گیا اور مشعال اپنے گھر چلی آئی۔ کچھ دنوں بعد مشعال عون کے گھر اس کا حال دیکھنے گئی تو عون ٹھیک تھا پھر عون اور مشعال نے بہت باتیں کیں کچھ پیار کے وعدے اور قسمیں زندگی بھر ساتھ رہنے کے وعدے بھی نہ جدا ہونے کی باتیں اسی طرح دن گزرتے گئے مشعال اور عون کی کبھی کبھی ملاقات بھی ہوتی تھی اور ملاقات میں پیار کی ہی باتیں ہوتیں اور کچھ یہاں وہاں کی باتیں۔ ایک دن مشعال نے عون سے کہا۔ مشعال تم مجھ سے شادی کرلو گی چاہے کچھ بھی ہو جائے پھر عون نے کہا کہ ٹھیک ہے تم پانچ سال تک میرے لئے بیٹھو گی تب تک میں اپنا کوئی کام شروع کرلوں گا اور تم اپنی بڑھائی پوری کرلو گی۔ مشعال نے کہا ٹھیک ہے پانچ سال سے پہلے بھی کون سا میں شادی کرنے والی ہوں۔ وقت اپنی رفتار سے بڑھتا رہا پانچ سال پورے ہو گئے پانچ سال کیسے گزرے کچھ پتہ نہ چلا۔ مشعال اور عون ابھی ایک دوسرے سے ملتے اور پیار کی باتیں کرتے تھے۔ پانچ سال میں بہت کچھ بدل گیا تھا نہیں بدلا تھا تو مشعال اور عون کا پیار۔

ایک دن مشعال عون اور ان کے سارے دوست کینٹین میں تھے کہ مشعال کی دوست نے کہا کہ اگر مشعال تم لوگوں کے گھر والوں نے تم دونوں کی شادی نہ کی تو کیا تم دونوں اپنے گھر والوں کی مرضی سے شادی کرلو گے۔ مشعال نے کہا۔ نہیں۔ مشعال کی دوست میرب نے عون سے کہا کہ تم بتاؤ تو عون نے کہا۔ ہاں میں اپنے گھر والوں کی مرضی سے شادی کرلوں گا۔ مشعال کیا یہ سچ ہے۔ میرب نے پوچھا۔ مشعال نے کہا نہیں عون مذاق کر رہا ہے۔ عون کیا یہ مذاق تھا تو بہت برا مذاق تھا۔ عون نے کہا۔ کسی نے کہا مشعال تم سے

کہ یہ مذاق تھا میں سچ کہہ رہا ہوں سب نے عون کی بات اگور کر دی لیکن کیا یہ تھا کہ عون جو بھی کہہ رہا تھا وہ سب کچھ سچ تھا۔ مشعال نے بھی بات کو اگور کر دیا لیکن عون نے مشعال کو اگور کرنا شروع کر دیا۔ ایک دن تو حد ہی ختم ہو گئی عون بنا بات مشعال پر برس پڑا۔ عون خود ہی مشعال سے ناراض ہو گیا مشعال نے بہت بار کوشش کی کہ عون کو راضی کرے لیکن عون نے یونیورسٹی آنا ہی چھوڑ دیا۔

ایک ہفتہ گزر گیا نہ عون کا فون لگا اور نہ وہ یو۔ ای۔ آ یا۔ مشعال ایک دن کنیٹین میں بیٹھی کولڈ ڈرنک پی رہی تھی کہ ایک آواز آئی ہمارے لئے بھی کولڈ ڈرنک منگواؤ۔ مشعال نے جب اوپر دیکھا تو چونک گئی کہ سامنے عون تھا۔ مشعال نے جلدی سے عون کے گلے لگ کے کہا۔ عون تم کہاں چلے گئے تھے اتنے دن ہو گئے نہ کوئی فون اور نہ کوئی خبر۔ عون نے مشعال سے کہا مشعال یہ دیکھو کون ہے مشعال نے دیکھا عون کے ساتھ ایک لڑکی تھی عون یہ کون ہے اچھا کوئی کزن ہوگی عون نے کہا نہیں مشعال یہ میری بیوی ہے مریم اور مریم یہ میری سب سے اچھی دوست ہے مشعال۔ یہ سن کر مشعال پر جیسے آسان آگرا ہو مشعال سے ایک قدم بھی اٹھایا نہیں جا رہا تھا۔ مشعال کچھ قدم ہلتے ہی گر گئی۔ جب مشعال کو ہوش آیا تو مشعال نے اپنے آپ کو ہسپتال میں پایا۔ مشعال کے پایا اور ماما بھی وہیں تھے اور مشعال کی وہی دوست میرب بھی وہیں تھی۔ مشعال نے اپنی دوست میرب سے کہا میرب عون نہیں آیا وہ بھی تو وہیں تھا۔ میرب نے کہا۔ مشعال یار وہ تو نہیں آیا۔ مشعال یہ سن کر بہت حیران ہوئی اور چپ سی ہو گئی۔ ڈاکٹر نے مشعال کے گھر والوں کو کہا کہ ان کو بہت بڑا صدمہ لگا ہے اگر یہ ایسے ہی رہی تو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ آپ ان کو یہاں سے دوسری کسی جگہ بھیج دیں۔ ڈاکٹر نے مشعال کو کچھ دنوں بعد چھٹی دے دی لیکن مشعال کی تو جیسے دنیا ختم ہو گئی تھی۔ مشعال کو تو جیسے چوب لگ گئی تھی مشعال کے پایا اس کے لئے بہت پریشان تھے کیوں نہ ہوتے یہ وہ پہلے والی مشعال تو نہ ہی ہنسنے والی ہر وقت خوش رہنے اور رکھنے والی مشعال تو کھو گئی تھی۔

ایک دن مشعال کی دوست آئی تو حجاب بیگم سے کہا آنٹی میں نے مارکیٹ جانا ہے پلیز آپ مشعال کو میرے ساتھ بھیج دیں۔ حجاب بیگم نے بھی کہا کہ ہاں مشعال کو لے جاؤ اس کو کچھ باہر کی ہوا لگے تو شاید اس کے موڈ میں کچھ

بدلاؤ آ جائے۔ مشعال گم صدمی اپنی دوست کے ساتھ مارکیٹ چلی تو آئی پر وہ وہاں ہو کر بھی وہاں نہیں تھی۔ مشعال کی دوست کچھ خرید رہی تھی تو مشعال کی نظر عون پر پڑی جو اس طرف ہی آ رہا تھا۔ میرب نے دیکھ لیا اس لئے میرب نے مشعال کا ہاتھ پکڑ کر یہاں سے چلنے کے لئے کہا لیکن مشعال کو بھی عون سے کچھ سوال کرنے تھے جن کے جواب صرف عون کے پاس ہی تھے۔ عون مشعال کے پاس آ کر بولا۔ مشعال ٹھیک ہو۔ مشعال نے کہا۔ میری چھوڑواؤ اپنی سناؤ تم کیسے ہو۔ عون نے کہا۔ میں تو خوش ہوں۔ مشعال نے کہا۔ عون میری کچھ باتوں کا جواب دو گے۔ عون نے کہا۔ ہاں میں بھی نہیں تمہارے سوالوں کے جواب دینے ہی آیا ہوں مجھے یہ تھا کہ تمہارے دل میں بہت سارے سوال ہوں گے کیوں نہ ان کا جواب ہی دے دوں۔ پوچھو کیا پوچھنا ہے۔ مشعال نے کہا۔ عون تم وہ وعدے بھول گئے ہو وہ پیار سب کچھ جھوٹ تھا وہ پانچ سال کا انتظار ہے جھوٹ تھا۔ مشعال کے اتنے سارے سوالوں کا عون نے ایک جواب دیا۔ ہاں وہ سب جھوٹ تھا تم کو یا تا میری ضد تھی۔ مشعال نے کہا۔ کسی ضدی میں تو تمہیں جانتی تھی نہیں تھی پھر تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا عون؟ میں نے اس لئے کہ میں تمہارا غرور توڑنا چاہتا تھا لیکن عون میں تو کبھی تم سے بات ہی نہیں کی تھی پھر تمہیں کیسے پتہ کہ میں مغرور ہوں۔ یاد کر دو وہ دن جب تم نے ارم کی بہن کی شادی پہ ایک لڑکے کو کچھ باتیں سنائیں تب سے میں نے خود سے کہا تھا کہ میں تم کو اپنا بنا کر تمہارا سارا غرور توڑوں گا۔ مشعال نے عون کے منہ پہ پتھر مارا اور کہا کہ یہ سارا پیار ایک دھوکا تھا آج مجھے خود سے نفرت ہونے لگی ہے۔ ایک بات عون میں تم سے کہہ دوں کہ لڑکی ہر طرح کی نہیں ملے گی لیکن اس مشعال جیسی کبھی بھی نہیں ملے گی۔ میں کسی سے ناراض ہوں تم سے یا اپنی زندگی سے مجھے نہیں پتہ لیکن ایک اور بات تم نے تو سارے وعدے جھوٹے کیسے تھے پر میں نہیں میں نے تم سے سچا پیار کیا تھا اور کرتی رہوں گی لیکن تمہارے راستے میں کبھی نہیں آؤں گی تم چاہو کبھی تو نہیں اللہ حافظ عون خوش رہنا آباد رہنا مشعال یہ کہہ کر وہاں سے گھر چلی آئی۔

گھر آ کر مشعال نے جس ہاتھ سے عون کے منہ پر چائنا مارا تھا مشعال نے اپنا وہ ہاتھ جلانے کی کوشش مشعال کو ہاتھ جلاتے ہوئے حجاب بیگم نے دیکھ لیا تھا۔ حجاب نے

بھاگ کر مشعال کا ہاتھ آگ سے پیچھے کیا۔ حجاب بیگم نے ہاتھ پر پٹی کر دانے کے لئے ڈاکٹر کو فون کیا۔ ڈاکٹر پٹی کر کے باہر آ گیا اور کہا کہ میں نے آپ کو پہلے بھی کہا تھا کہ اس کو کسی اور جگہ بھیج دیں پر آپ نے میری کوئی بات نہیں سنی اگر آپ اسی طرح لا پرواہ رہے تو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ ڈاکٹر چلا گیا حجاب بیگم نے حیدر علی کو بتایا حیدر علی نے مشعال سے بات کی تو مشعال بھی مان گئی اور مشعال یہ شہر چھوڑ کر لندن چلی گئی اپنے بھائی کے پاس۔ مشعال کچھ دن اپنے بھائی کے گھر رہی پھر مشعال وہاں سے اپنے دوسرے گھر شفٹ ہو گئی جہاں صرف مشعال اور ایک نوکری ہی رہتی تھی۔

مشعال اپنے آپ کو بڑی رکھنا چاہتی تھی پھر آہستہ آہستہ مشعال وہاں سیٹل ہو گئی۔ وقت گزرتا رہا اور مشعال کو لندن میں رہتے ہوئے دس سال گزر گئے ان دس سالوں میں مشعال ایک بار بھی پاکستان نہیں آئی۔ مشعال کے ماما پایا بہن بھائی سب مشعال سے ملنے لندن ہی آتے پر مشعال پاکستان نہیں آئی۔ دس سال بعد مشعال کے پایا حیدر علی کا فون آیا اور مشعال کے پایا نے کہا کہ مشعال ایک بات مانو گی اپنے پایا کی مشعال نے کہا۔ ہاں پایا کیا بات ہے۔ حیدر علی نے کہا۔ بیٹا تمہاری ماما کا دل ہے کہ تم بس ایک بار پاکستان آؤ نہیں پایا میں پاکستان نہیں آنا چاہتی پلیز بیٹا ایک بار اپنے ابا کی بات مان لو مشعال نے تجبوراً ہاں کہہ دی مشعال نے جس دن پاکستان آنا تھا اس سے ایک دن پہلے مشعال نے اپنے ہاں سب کام کرنے والوں کو۔ پارٹی دی پارٹی میں سب لوگوں نے مشعال سے کہا۔ آپ بھی کوئی گانا سنائیں کیونکہ سب نے اپنی اپنی پسند کا گانا سنایا تھا صرف مشعال نے نہیں سنایا تھا اس لئے سب نے کہا۔ پھر مشعال نے یہ گانا گایا۔

مجھ سے ناراض نہیں زندگی حیران ہوں میں جینے کے لئے سوچا ہی نہیں دروسنبھالنے ہوں گے گانا گاتے ہوئے مشعال کی آنکھوں سے نہ جانے کب آنسو نکلنے لگے۔ مشعال یہ گانا عون کے ساتھ ہوتی تھی تو تب گایا کرتی تھی اور عون مشعال سے کہتا۔ مشعال تم یہ گانا نہ گایا کرو یہ گانا اچھا نہیں ہے۔ خیر مشعال نے گانا بند کر دیا اور اپنے آنسو صاف کر لئے سب لوگوں نے مشعال کو بہت سارے گفٹ دیے۔ اگلے دن مشعال پاکستان کے لئے روانہ ہو

گئی۔ مشعال جب اسلام آباد اتری تو مشعال کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ یہ وہی شہر تھا جسے مشعال نے دس سال پہلے الوداع کہہ دیا تھا کچھ نہیں تھا بدلا۔ جب مشعال نے شاہ پاس کو دیکھا تو رونے لگی سب گھر والوں نے مشعال کا بہت اچھے سے استقبال کیا۔ مشعال اپنے گھر والوں سے مل کر بہت خوش ساری رات باتوں میں ہی گزر گئی۔ اگلے دن مشعال سوئی رہی۔ کچھ دنوں بعد مشعال کے سارے دوست مشعال سے ملنے آئے نہیں آیا تھا تو صرف عون۔

ایک دن مشعال اپنی دوست میرب کے ساتھ ہوٹل میں بیٹھی آکس کریم لکھا رہی تھی کہ سامنے والی کرسی پر آ کر کوئی بیٹھا اور بولا۔ دس سال بعد بھی ویسی ہی خوبصورت ہوئی جیسی دس سال پہلے تھی۔ مشعال نے جب دیکھا سامنے تو وہ مشعال کے خوابوں کا وہی شہزادہ تھا جس نے مشعال کا دل توڑا تھا۔ مشعال کی آنکھوں میں جیسے دریا اٹھ آیا ہو پھر کچھ دیر بعد مشعال نے اپنے آپ کو سنبھالا اور خود سے کہا کہ یہ تمہارا عون نہیں ہے جو تم آتی خوش ہو رہی ہو۔ عون نے کہا۔ کیا حال ہے تمہارا اور تمہاری بیٹی کا۔ مشعال نے کہا۔ میں بھی ٹھیک ہوں اور ماما پایا بھی ٹھیک ہیں۔ عون نے کہا۔ میں تمہاری بیٹی کی بات کر رہا ہوں مشعال نے کہا۔ یہ میری ہی بیٹی ہے۔ عون نے کہا۔ مشعال تم نے شادی نہیں کی۔ مشعال نے کہا۔ پتہ ہے تو پوچھتے کیوں ہو۔ عون نے مشعال سے کہا۔ مشعال مجھے معاف کر دو۔ مشعال نے کہا۔ نہیں عون میں تم سے کبھی ناراض تھی ہی نہیں اور کسی اور سے شادی کیسے کرتی جب کہ میں کسی اور سے پیار کرتی تھی اچھا اب میں چلتی ہوں پھر ملیں گے۔ مشعال یہ کہہ کر چلی گئی اور عون وہیں بیٹھا رونے لگا اور کہا کہ یہ عون تم نے کیا کر دیا تمہاری ایک ضد کی وجہ سے ایک ہفتی تکلیف لڑکی کی زندگی برباد کر دی۔ عون تم نے مشعال کی ساری خوشیاں جھین لی تھیں اور خدا نے تمہیں بھی سب سے بڑی خوشی سے محروم رکھا اور آج تک تمہاری کوئی اولاد نہیں ہوئی ہے، تمہاری سزا ہے۔ وہ کہتے ہیں اب کیا روٹا جب کچھ نہ رہا۔ عون بھی اپنے گھر کو چلا گیا۔

قارئین آپ کو بتا دوں کہ مشعال نے کبھی شادی نہیں کی اس نے اپنی ساری زندگی عون کے نام کر دی تھی۔ مشعال کا دل بہت بڑا تھا جس نے عون کو معاف کر دیا تھا۔ اب آپ دعا کرو کہ مشعال کی زندگی میں بھی خوشیاں آ جائیں۔



دوستی

— تحریر: انتظار حسین ساقی — فصل آٹھ —

ایک ایسی ڈاکٹر کہانی جو ایک میٹھی ایک ایسی ڈاکٹر جو ہمیشہ ہمارے دلوں پر راج کرے گی اپنی دوستی کی موت کا صدمہ برداشت نہ کرتے ہوئے اپنی جان بھی دے بیٹھی دوستی کیا ہوتی ہے اس نے بتا دیا ہے اس کی موت نے ہمیں حیران سا کر دیا۔ آئیں اس کہانی میں پڑھیں۔



اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں کسی سے مطابقت نہ ہوگا۔

اور ساتھ ہی مجھے کسی نے میرا نام لے کر پکارا اس کا آواز سنتے ہی میں جان گیا کہ وہ کون ہے وہ میرا دوست الطاف تھا۔ میں تیزی سے اٹھا اور جا کر دروازہ کھول دیا وہ پریشان حال دکھائی دیا کیا بات ہے الطاف بھائی میں نے اس کے چہرے پر دکھائی دینے والی پریشانی کو پڑھتے ہوئے کہا تو وہ بولا ساقی بھائی جلدی میرے ساتھ چلو میں ابھی ہسپتال جانا ہے تمہاری بھانجی کی طبیعت بہت خراب ہے یکدم اس کے ساتھ مسئلہ بن گیا ہے۔ اوہ میں سمجھا میں نے اس کی تمام باتوں کو ایک ہی بات میں سمجھتے ہوئے کہا کیونکہ اس نے مجھے بتا رکھا تھا کہ وہ عفریہ پاپا بننے والا ہے آج وہ دن آگیا تھا کہ وہ پاپا بننے کا بھی اعزاز حاصل کرنا۔ کوئی انتظام کیا ہوا ہے کیا میں نے کہا تو وہ بولا نہیں یار کوئی بھی انتظام نہیں کیا ہوا ہے تم اپنی بائیک نکالو اور جا کر جلدی سے کوئی رکشہ وغیرہ لے آؤ میں گھر تمہارا انتظار کرتا ہوں وہ اتنا کہہ کر تیزی سے گھر کی طرف لوٹ گیا۔

ایک بہت بڑی ذمہ داری وہ مجھ پر ڈال گیا۔ میں نے جلدی سے موٹر بائیک نکالی اور باہر چوک کی طرف نکل گیا ماری سڑکیں ویران پڑی ہوئی تھیں شدید دھند بھی تھی سردیوں کا شدید موسم تھا سردی زوروں پر تھی ایسے حالات میں بھلا کون۔۔۔ نکلتا ہے کئی سڑکوں پر گھونٹنے پھرنے کے بعد میں تاکا۔۔۔ اب اس لوٹ آیا اور جا کر

زندگی میں انسان کو ایسے ایسے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتا ہے ہر کسی کے نصیب میں خوشیاں بھی نہیں ہوتے اور دکھ بھی نہیں ہوتے کبھی خوشی بھی اسیا چلتا رہتا ہے ایسا ہوتا رہتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو شاید انسان خود کو بھی پہچان نہ سکے زیر نظر کہانی مجھے کسی نے سنائی ہے اس کہانی کو سننے کے بعد میں جانے کب تک حیرانگیوں کے سمندر میں غوطہ زن رہا مجھے اس بات کا یقین ہی نہ ہو رہا تھا کہ کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے دوستی صرف نام کی دوستی نہیں ہوتی ہے نام کی دوستی دوستی نہیں ہوتی محض دل لگی ہوتی ہے اور جو کسی سے چکی دوستی کرتے ہیں وہ کبھی بھی تمہارا نہیں رہتے ہیں اپنی جان تو دے دیتے ہیں لیکن دوستی پر آج نہیں آنے دیتے۔ یہ ایک ایسی لیڈی ڈاکٹر کی کہانی ہے جس نے ہم جیسے لوگوں کو بتا دیا کہ دوستی کیا ہوتی ہے دوستی کسے کہتے ہیں۔ اس کا کردار میں خود بھی ہوں کیونکہ یہ کہانی میرے سامنے بیٹھی تھی اور میں ابھی تک اس کہانی کے درد کو محسوس کر رہا ہوں اور یقیناً آپ بھی اس کو پڑھنے کے بعد اس کے درد کو محسوس کریں گے آئیے ہم کہانی کی کی طرف چلتے ہیں۔

رات کی گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی میں سویا ہوا تھا بلکہ اپنے جنون کو پورا کرنے کے شاعری کرنے میں ڈوبا ہوا تھا جہاں مجھے سنوئیاں لہکنے کا جنون ہے وہاں شاعری کا بھی جنون ہے۔ میرے دروازے پر دستک ہوئی



الطاف کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹا دیا وہ میرا ہی انتظار کر رہا تھا جلدی سے باہر آیا اور مجھے بغیر کسی رشک کے دیکھ کر بولا ایسے ہی آگئے ہو میں نے کہا پورا شہر سنان پڑا ہوا ہے رشک کے علاوہ بھی اگر کچھ مل جاتا تو میں ضرور لے آتا لیکن تم فکر نہ کرو میں نے اس کا حل راستہ میں تلاش کر لیا تھا کہ ہمیں ہسپتال جانے کی بجائے ڈاکٹر انیل کے کلینک کا رخ کرنا چاہیے اس کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا ہوا ہے کہ وہ بہت ہی اچھی ڈاکٹر ہے۔

ہاں ہاں چلو جہاں بھی کہو چلتے ہیں لیکن چلو تو سہی میں نے کہا تم بھابھی کو موٹر سائیکل پر بٹھاؤ اور میں بھی تمہارے پیچھے پیچھے آتا ہوں اس کا کلینک زیادہ دور نہیں ہے۔ اتنا کہہ کر میں اس کو موٹر سائیکل دے کر پیدل ہی ڈاکٹر انیل کے کلینک کی طرف چل دیا۔ کچھ ہی دیر میں الطاف بھی موٹر سائیکل پر میرے قریب سے گزر گیا میں نے بھی اپنی رفتار تیز کر دی۔ اور ڈاکٹر انیل کے گھر جا پہنچے اس نے اپنا کلینک گھر کے اندر ہی بنا رکھا ہوا تھا ہم نے جاتے ہی زور زور دروازہ پینٹا شروع کر دیا یوں جیسے کوئی بہت بڑی ایرجنسی ہو اور یہ بھی تو ایرجنسی۔ کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر انیل کی آواز سنائی دی۔ کون ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ ایرجنسی ہے۔ میں نے کہا تو اس نے دروازہ کھول دیا اور ایک نظر ہماری طرف دیکھا میں نے محسوس کیا کہ وہ بہت تھکی ہوئی تھی بولی۔ ہاں آجائیں اندر۔ اتنا کہہ کر وہ ایک طرف ہٹ گئی اور ہم لوگ اندر داخل ہو گئے۔ بھابھی کی حالت دیکھ کر وہ جان گئی کہ واقعی یہ سیریس مسئلہ ہے میں نے دیکھا کہ اس نے اپنی ٹھکانٹ کو ختم کر دیا تھا اس کی پوری توجہ میری طرف ہو گئی ہم لوگ ایک طرف جا کر بیٹھ گئے جبکہ وہ اسے لے کر کلینک میں بنے ہوئے پردے کے پیچھے لگئی۔ میں اس کے بارے میں ہی سوچتا جا رہا تھا اس کی حالت بتا رہی تھی کہ یا تو وہ ابھی ڈیوٹی سے واپس آئی ہے یا پھر بیمار ہے لیکن حیران کن بات یہ تھی کہ اس نے میری طرف چیک کرنے سے قبل پیسوں کا کوئی بھی مطالبہ نہ کیا تھا ورنہ سب سے پہلے ایسا ہی ہوتا ہے کہ پیسے ملے جاتے

ہیں پھر مرلیض کو ہاتھ لگاتے ہیں۔

اب اس کی رفتار میں تیزی آنے لگی تھی وہ بار بار کمرے سے باہر نکلتی تھی کوئی میڈیسن لے کر جاتی اور کبھی کوئی اس کا پرہ بتا رہا تھا کہ وہ کوشش کر رہی ہو کہ یہ کام اوجھری ہو جائے ہسپتال نہ جانا پڑے میں نے ایک نظر اس کے گھر کی طرف دیکھا ایک طرف اس کا سویا ہوا شوہر ہمیں دیکھائی دیا اور دوسرے بیڈ پر شاید اس کے بچے تھے شاید کیا اس کے بچے ہی تھے۔ ہلکی سی روشنی کمرے کے اندر روشن تھی ہم ایک چھوٹے سے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے جہاں ایک میز جل رہا تھا جو ہمارے جسموں میں داخل ہوں سے والی سردی کو دور کرنے کے لیے اہم ثابت ہوا تھا تقریباً دو گھنٹے تک وہ اندر بھابھی کے ساتھ رہی اور اس وقت ہمیں خوشی کی فضا قائم ہوتی دکھائی دی جب کلینک سے ہمیں معصوم سے بچے کے رونے کی آواز سنائی دی مبارک ہو الطاف بھائی میں نے آواز سننے ہی کہا تو بولا شکر ہے خدا کا ساقی بھائی تم نے آدھی کو ہمارا ساتھ دیا میں تو تیری بھابھی کی حالت دیکھ کر ہی دل توڑ بیٹھا تھا کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں تب تمہارا چہرہ دکھائی دیا تو تیرے پاس آ گیا اور اب شکر ہے کہ اللہ نے ہمیں سکون دے دیا۔ وہ کچھ دیر کے بعد کے باہر آئی اور بولی مبارک ہو آپ کو میٹا پیدا ہوا ہے اب جا کر مرلیض کے پاس جا کر بیٹھ سکتے ہیں۔ اتنا کہہ کر وہ ایک طرف کسی کمرے میں چلی گئی الطاف کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا وہ اٹھ کر میرے گلے سے لگ گیا میں نے بھی اس کو دل سے مبارکبادی دی اور پھر وہ اندر چلا گیا جبکہ مجھے بھی ساتھ لے گیا۔ بھابھی پوری طرح ہوش میں تھی ہمیں دیکھ کر مسکادی اور بولی۔

ساقی بھیا اگر تم اس وقت ہماری مدد نہ کرتے تو یقیناً کچھ بھی ہو سکتا میری جان بھی جاسکتی تھی میں نے کہا بھابھی ایسا نہیں کہتے اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی زندگی دے لیکن انسانی زندگی میں انسان ہی ایک دوسرے کا وسیلہ بنتے ہیں میں نے نام دیکھا تو رات کے دو بج رہے تھے غضب کی سردی تھی اور ایسی سردی تھی کہ اگر یہاں بیٹھ نہ ہوتا تو یقیناً

ہم لوگوں کا برا حال ہوتا۔ کافی دیر بعد وہ پھر آئی تو اس نے بھابھی کو اچھی طرح چیک کیا اور کچھ دوائیاں دیں اور بولی ان کا خاص خیال رکھیں کمزوری بہت ہے ان میں ان کی خوراک کا خاص خیال رکھیں ایک مشکل کام تھا جو میں نے کر دیا ورنہ اگر مجھ سے یہ نہ نہجالتا تو یقیناً نجائے آپ میرے بارے میں کیا رائے اختیار کرتے پہلے میں تم لوگوں کو ہسپتال بھیجے لگی تھی کیونکہ میں نے محسوس کیا تھا کہ یہ کام کسی کلینک کا نہیں ہے لیکن پھر سب کچھ خدا پر چھوڑ دیا کیونکہ تم لوگوں نے آنے میں بہت دیر کر دی تھی خیر جو بھی ہوا اچھا ہو گیا ہے۔

میں نے فیس کا پوچھا تو وہ بولی فیس کی بات کرو گے تو نجائے آپ کے پاس اتنے پیسے نہ ہوں گے لیکن جو بھی آپ کی گنجائش ہو میں انکار نہیں کروں گی کیونکہ ہم لوگ بھی انسان ہیں ایک دوسرے کی مجبوری کو جانتے ہیں وہ ایسی ایسی باتیں کر رہی تھی کہ مجھے وہ ڈاکٹر کم میاں زیادہ لگ رہی تھی پھر واقعی اس نے اتنے ہی پیسے لے لیے جتنے الطاف کے پاس گنجائش تھی وہ بولی میں رات دیر سے ہسپتال سے آئی تھی لیکن اس کے باوجود بھی میں نے تم لوگوں کو پریشان نہیں کیا ہے اور نہ ہی ایسا سوچا تھا اتنا کہہ کر اس نے ایک گہری سانس لی اور بچے کو گہری نظروں سے دیکھا اور بولی اب تم مرلیض کو لے جاسکتے ہیں زیادہ دور تو آپ لوگوں کو نہیں جانا ہوگا میں نے کہا نہیں ہم لے جائیں گے آپ کا بہت شکریہ میں آپ کو سلوٹ کرتا ہوں آپ نے ظاہر کر دیا ہے کہ انسانیت ابھی ختم نہیں ہوئی ہے بہت ہی اچھا لگا ہے آپ کے پاس آ کر ورنہ میں جانتا ہوں کہ کن کن پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے ابھی ہم جانے کے لیے تیار ہو رہے تھے باہر کی گاڑی کے رکنے کی آواز سنائی دی اور ساتھ ہی کسی کی بے دردی سے چیخنے کی آواز سنائی دی یہ کسی عورت کے چیخنے کی آواز تھی یقیناً وہ بھی یہی کیس ہوگا اور ایسا ہی تھا وہ لوگ بھی اسی لیے آئے تھے۔

میں نے ایک نظر لیڈی ڈاکٹر کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر ایک عجیب سا اثر جھلک رہا تھا اس کی

چیخوں کی آوازیں اس کے دل کو بے چین کرنے لگی تھیں جب دروازہ پینٹا جانے لگا تو وہ تیزی سے باہر نکلی اور جس مرلیض کو وہ اندر لے کر آئی میں نے دیکھا کہ وہ اسے دیکھتے ہی تڑپ اٹھی تھی نوشی نوشی تم۔ انیل میں مر رہی ہوں میرا کچھ کر مجھے اس اذیت سے نجات دلا نوشی نے روتے ہوئے کہا تو وہ تیزی سے اسے اسی پردے کے پیچھے لے گئی جہاں وہ بھابھی کو لے کر گئی تھی میں نے دیکھا کہ وہ حد سے زیادہ پریشان ہوں لگی تھی اس نے کہا اسے جلدی سے ہسپتال لے جانا ہوگا یہ عام مسئلہ نہیں ہے آپریشن ہوگا نوشی یہ بات سن کر رو دی اور بولی انیل مجھے آپریشن سے بہت ڈر لگ رہا ہے ڈاکٹر انیل نے بھی مجھے آپریشن کا کہا تھا میں ایسا نہیں جانتی ہوں پلےز میرا کچھ کر دو وہ رو دی لیکن ڈاکٹر انیل جانتی تھی کہ اس کا کام یہاں کلینک میں نہیں ہو سکتا ہے وہ بولی نوشی میری جان میں ہوں ناں تیرے ساتھ میں بھی تیرے ساتھ چلتی ہوں اتنا کہہ کر وہ اندر کمرے میں گئی اور اپنے سوئے ہوئے شوہر کو جگایا اور نجائے کیا کچھ کہا کہ وہ اٹھا اور دروازہ بند کرنے کے لیے آ گیا ڈاکٹر انیل نے اس وقت تک اپنا سامان پکڑ لیا تھا ہم لوگ بھی باہر نکل آئے تھے میری بھی ضرورت ان لوگوں کو پڑھ گئی تھی اس لیے گاڑی کی اگلی سیٹ پر مجھے بھی ساتھ جانا پڑا موٹر سائیکل الطاف لے گیا بھابھی اس کے پیچھے بیٹھ گئی تھی۔ میرے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ میں ان کا کچھ تو سہارا بنا تھا ہو سکتا تھا کہ ہسپتال میں باہر میڈیکل سٹور پر مجھے بار بار جانا پڑتا کیونکہ اس کے ایک بوڑھی عورت اس کا شوہر تھا اور اب لیڈی ڈاکٹر انیل اور میرا اضافہ ہوا تھا کار ہسپتال کی طرف چل دی نوشی بہت کرپلےز دیکھ میں تیرے ساتھ ہوں تمہیں میں کچھ بھی نہیں ہوں بے دوگی پورے پانچ سال بعد تو مجھے ملتی ہے شادی کر کے تو ایسی غائب ہوئی کہ دوبارہ اپنا چہرہ بھی نہ دکھایا یا تم کو کا کا وہ دور جب ایک ساتھ رہتی تھیں اور تم نے ہی کہا تھا کہ میں ڈاکٹر بنوں دیکھ تیری بات کو میں نے پورا کر دیا ہے میں ڈاکٹر بن گئی ہوں۔

میں نے محسوس کیا کہ وہ جان بوجھ کر نوشی کو

باتوں میں لگاری تھی کہ وہ اپنی تکلیف کو بھول جائے اور اس کا دھیان اس کی طرف رہے ڈرائیور جلدی گاڑی چلاؤ وہ بار بار ڈرائیور کو بھی کہہ رہی تھی شاید وہ جان چکی تھی کہ نوشی کا وقت بہت ہی قریب ہے سڑکیں بھی سسنان لگیں لیکن شدید دھند کی وجہ سے ڈرائیور کو گاڑی چلانے میں دقت ہو رہی تھی اور یہ سب ہم بھی دیکھ رہے تھے کہ وہ کوشش کر رہا تھا کہ ہم کو جلد منزل تک پہنچا دے۔ اکیلے مجھے اپریشن سے بہت ڈر لگتا ہے میں اپریشن نہیں کروانا چاہتی میں زندہ رہنا چاہتی ہوں اپنے ماجد بیٹے کے لیے جسے میں گھر میں اکیلا چھوڑ کر آئی ہوں۔

ہاں نوشی تو زندہ رہے گی بس دیکھنا کتنی جلدی میں تم کو ٹھیک کر دوں گی بس ایک بار ہسپتال پہنچ جائیں اس کے بعد میں جانوں اور میرا کام اتنا کہہ کر وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی جا رہی تھی اور تسلیاں بھی دیتی جا رہی تھی اس کا دھیان ہر طرف گھوم رہا تھا کبھی ہسپتال کی طرف دیکھتی کبھی نوشی کی طرف دیکھتی اور کبھی اس کی نبض کو چیک کرتی تھی اور کبھی کچھ میں اس پر حیران ہو رہا تھا کہ خدا نے اس کو کس چیز سے بنایا ہوا تھا کہ آرام کے وقت بھی وہ اپنا آرام بھول چکی تھی پہلے ہم لوگوں نے اس کے آرام میں خلل ڈالا تھا پھر یہ لوگ بھی آگئے۔ خدا خدا کر کے ہسپتال آ گیا ہم لوگ تیزی سے پیچھے اترے میں بھاگتا ہوا اسٹریچر لے آیا جس پر نوشی کو لٹایا گیا اور پھر کیا تھا جتنی تیزی سے اسٹریچر بھاگ رہی تھی اس سے زیادہ ڈاکٹر ایلہ بھاگ رہی تھی وہ اس کو بچانا چاہتی تھی اس کو مرے نہیں دینا چاہتی تھی اپنی دوتی کا پورا پورا حق ادا کرنا چاہتی تھی اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ حد سے زیادہ پریشان اور فکر مند تھی وہاں اس نے جاتے ہی کچھ ڈاکٹروں کو اپنے ساتھ ملایا پھر ہم باہر بیٹھ گئے اور وہ اندر چلے گئے مجھے سے نوشی کی حالت دیکھی نہیں جانی تھی یوں لگتا تھا کہ جس بات سے وہ ڈر رہی تھی وہ ہو کر رہے گی اسے اپریشن سے خوف آتا تھا وہ اپریشن نہیں کروانا چاہتی تھی جبکہ اپریشن کے بغیر اس کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا تھا۔

وقت گزرتا جا رہا تھا میں ان لوگوں سے لڑ نہ کر بیٹھ گیا تھا کیونکہ میں نے بہت کچھ سوچنا تھا بہت کچھ حاصل

کرنا تھا جو کچھ میں نے دیکھا جو کچھ آج ہوا تھا وہ میں نے لکھنا تھا اس بات کو میں نے لوگوں تک پہنچانا تھا یہی وجہ تھی کہ میں ہر کام پر نظر رکھے ہوئے تھا ایلہ میری آئیڈیل ڈاکٹر بن گئی تھی بار بار اس کو سلوٹ کرنے کو بھی چاہتا تھا وہ تھی بھی سلوٹ کے قابل۔ کچھ ہی دیر میں وہ اپریشن تھیر سے باہر نکلی اس کا چہرہ زرد ہو چکا تھا چلنے کا انداز بدلا ہوا تھا یوں چل رہی تھی جیسے اس کے جسم میں جان نہ ہو میں سمجھ گیا کہ وہ اپنی دوست کو بچانے کی کوشش کر رہا تھا قدموں چلتی ہوئی وہ ہمارے قریب سے گزری تو اس کی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں نے ہم سب پر سب کچھ اشکارہ کر دیا بیٹھی آنکھوں سے اس نے ہماری طرف دیکھا اور بولی بہت ڈرتی تھی وہ اپریشن سے اپریشن سے پہلے ہی وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ اس کے آگے وہ بول نہ سکی تو نے ہوئے قدموں سے ایک طرف چلتی چلی گئی ہسپتال میں سوگوار سناٹا پھیل گیا۔ میری نظریں اسی پر جمی ہوئی تھیں جو بوجھل قدموں سے چلتی جا رہی تھی بالکل خاموش نہ چلنے سے اس کے پاؤں کی آواز ابھر رہی تھی اور نہ ہی اس کے ہونٹوں سے آواز سنائی دے رہی تھی ایک کمرے کے سامنے جا کر وہ رکی ایک نظر اس نے پیچھے مڑ کر ہماری طرف دیکھا اور اندر چلی گئی۔

اف خدا یا کس قدر گہرا صدمہ لیا تھا اس نے اپنی بچھڑ جانے والی دوست کا مجھے اس کی باتیں یاد آنے لگی نوشی میں تم کو مرے نہیں دوں گی تو دیکھنا بہت جلد ٹھیک ہو جائے گی بہت جلد تو اپنے ماجد کو گھر جا کر دیکھے گی لیکن شاید قدرت کو ایسا ہی منظور تھا اگر ہر کام انسان کی سوچ کے مطابق ہوتا تو شاید کوئی بھی مرنے کو تیار نہ ہوتا لیکن ایسا ہوتا ہے مرنے والے کو مرنا ہوتا ہے جس کا نمبر لگ گیا اس کو واپس جانا ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو میرے ساتھ آئے ہوئے تھے وہ اپریشن تھیر کی طرف چلے گئے تھے میں اکیلا ہی وہاں سوچوں میں ڈوبا بیٹھا رہا اور جی چاہتا رہا کہ میں جا کر ڈاکٹر ایلہ سے ملوں اس سے کہوں کہ تو بہت عظیم ہے تو نے اپنا ڈاکٹر ہونے کا حق ادا کر دیا ہے زندگی موت تو خدا کے ہاتھ میں ہے موت کا ڈالنا تو ہر کسی نے

کھنکھنا ہے لیکن جو تو نے کر دیا ہے وہ میں ہمیشہ یاد رکھوں گا۔ یہی سوچ کر میں نے اس کے کمرے کا رخ کر دیا اس کے کمرے میں میں نے ان ڈاکٹروں کو بھی جاتے دیکھا تھا جو اس کے اپریشن میں اس کی مدد کر رہے تھے مجھے وہاں افراتفری سی دکھائی دی ایسی افراتفری کہ میں خود بھی حیران رہ گیا تھا۔

میں تیزی سے اس کمرے کی طرف بھاگا تو یہ چلا کہ ڈاکٹر ایلہ کا دل بند ہو گیا ہے وہ بے ہوش پڑی ہوئی تھی اس کو اسٹریچر پر لٹایا جا رہا تھا اف خدا یا یہ کیا ہو گیا ہے وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ نہیں نہیں اسے کچھ نہیں ہوگا۔ اسے بھلا کیسے کچھ ہو سکتا ہے وہ تو مسیحا ہے لوگوں کی زندگی بچانے والی ہے اسے کچھ نہیں ہو سکتا ہے میں اسٹریچر کے ساتھ بھاگتا جا رہا تھا اسے ایک خاص کمرے میں لے جایا گیا تھا میں اس کمرے کے سامنے جا کر بیٹھ گیا اور کئی ڈاکٹر وہاں جمع ہوں گے گھر کوئی اس کی وجہ سے پریشان ہو رہا تھا اسے کیا ہوا تھا کوئی بھی کچھ نہیں بتا رہا تھا لیکن میں جانتا تھا کہ اس نے اپنی دوست کی موت کا بہت گہرا اثر لیا تھا۔ ایسا اثر کہ اس کا دل اس صدمے کو برداشت نہ کر سکا تھا۔ رات گئے تک وہاں اس کی عمرانی ہوتی رہی لیکن صبح ہوں سے قہقہے ہی وہ بھی اپنی دوست کے پاس پہنچ گئی۔ اف میں ایک گہری سانس لے کر رہ گیا میری آنکھوں میں آنسوؤں کی لڑی بہنے لگی تھی میں نے اس کے شوہر کو ہسپتال میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیا تھا اس کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کی ایلہ موت کے منہ میں پہنچ چکی ہے وہ تو اچھی بھلی گھر سے آئی تھی پھر موت لے کر گھر کیسے جاسکتی ہے کسی کو بھی یقین نہیں آ رہا تھا لیکن یہ سچ تھا کہ ایسا واقعہ بیت چکا تھا۔

میں نے بھی اسٹریچر پر پڑی ہوئی اس مسیحا کو دیکھا تھا وہ بالکل خاموش سوئی ہوئی تھی اس کے چہرے پر وہی زردی تھی جو اپریشن تھیر سے باہر نکلنے وقت چھائی ہوئی تھی کتنی معصوم دکھائی دے رہی تھی۔ میرے دل پر بھی ایک بوجھ تھا اس کی موت کا بوجھ اور مجھے یقین تھا کہ اللہ کو یہ خبر دوں گا تو اس کو یقین نہیں آئے گا ایسا ہی ہوا تھا میں صبح

اس کے گھر گیا تو بھابھی اور اس نے میرا استقبال کیا لیکن مجھے خاموش دیکھ کر وہ حیران رہ گئے کیا بات ہے سانی بھائی۔ جواب میں میں نے ان کو خالی خالی نظروں سے دیکھا اور کہا رات کو بھابھی کو کتنی زندگی دینے والی موت کے منہ میں چلی گئی ہے کیا کیا کیا۔۔۔ ان کو جیسے میری بات پر یقین نہ آیا تھا کیا کیا کہم نے وہ مر گئی ہے بھابھی نے کتنی ہوتی آواز میں کہا ہاں وہ مر گئی ہے اس کی مرنے والی دوست اسے اپنے ساتھ لے گئی ہے۔ دونوں بچپن کی دوست تھیں ایک کی موت ہوئی تو دوسری سے برداشت نہ ہو سکا۔ نہیں یار مجھے ذرا بھی یقین نہیں ہو رہا ہے اللہ اللہ نے بے یقینی سے کہا میرے ساتھ چلو میں جا کر اس کو دیکھ کر یقین کرنا چاہتا ہوں ہم تو اس کی لمبی زندگی کی دعائیں کر رہے تھے کہ جس نے مشکل وقت میں ہمارا ساتھ دیا تھا بھلا کوئی اتنی شدید سرنی میں اپنی نیند پر یاد کر کے کسی کے کام آتا ہے وہ چاہتی تو ہم کو انکار کر سکتی تھی لیکن نہیں۔ بس مجھے اس کو دیکھنا ہے اپنے آپ کو یقین دلانا ہے اللہ اللہ نے کہا۔

ہم دونوں ایک مرتبہ پھر اس کے گھر کی طرف چل دیے جہاں ایک ایسے بولس رکی ہوئی تھی لوگوں کا کافی رش موجود تھا اور ایسے بولس سے ایک سفید چادر میں لپیٹی ہوئی لاش کو نیچے اتار جا رہا تھا دیکھ لو اللہ اللہ وہ سامنے سفید چادر کے نیچے وہ موجود ہے اب بھی یقین آیا یا نہیں۔ میری بات سن کر وہ سرد ہا بھر کر رہ گیا۔ اور پھر پورا ہمارے سامنے ہی اس کا جنازہ اٹھا جس کو ہم نے بھی کندھا دیا اور پھر نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد اس کو اس کی آخری آرام گاہ میں سلا کر واپس آ گئے۔

اس کہانی کو کچھ سال بیت چکے ہیں لیکن لکھنے کا نام ہی نزل کا آج ناظم ملا ہے تو اسے لکھ دیا ہے آج بھی مجھے اس کی موت یاد ہے کہ ایک دوست دوسری دوست کی موت کا صدمہ برداشت نہ کر سکی اور ایک ہی دن میں قبر میں اتر گئی۔ یہی تو دوستی ہے۔ قارئین کرام اس کے لیے نوشی کے لیے کہانی پڑھ کر دعا ضرور کرنا کہ خدا تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین۔



اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں کسی سے مطابقت - ہر اسٹر یا ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا

لئے میرا اپنا جہاز ہو، میں کسی مسافر پر وار جہاز کا مسافر بننے کی مصیبتیں جھیلنے سے آزاد ہوں۔

میری خواہشیں بھی میرا عشق ہیں۔ میں کبھی بیمار نہ ہوں، میں کبھی بوڑھا نہ ہوں، مجھے موت نہ آئے، میں سب کچھ ماننے کی سکت رکھتا ہوں، کسی کا محتاج نہ رہوں، کراچی کے ہنگام پر خشنہ میرے بغیر جی نہ سکے کی خواہش لئے ہر پل میری شہر نہیں ہے۔ لاہور میں تائبندہ اسلام آباد میں ماریہ، نارمان کاغان میں نوشاہہ سوئٹرز لینڈ میں جولی، واشنگٹن میں کوئل اور انگلینڈ میں جہاں شاہ اور وہ ساری کی ساری صرف اور صرف مجھ سے محبت کرتی ہوں بلکہ عشق کرتی ہوں۔ میرے ذرائع آمدن اس قدر وسیع ہوں کہ مجھے اکاؤنٹنگ کرنے کے لئے کئی مینیجر درکار ہوں۔ بس یہ میری خواہشیں ہیں۔ ان سب سے مجھے عشق ہے اور ان کے بغیر زندگی فاصلوں سے، بے مقصد ہے بے معنی ہے، بد نصیب، سستی ہوئی اپنا زندگی جو کسی صورت زندگی کہلانے کی افتاد ہی نہیں، اگر انسان کی زندگی میں یہ سب کچھ نہیں تو زندگی کے معنی کیا رہ جاتے ہیں۔ جانور کی طرح پیٹ پالنا، نسل کشی کرنا اور مر جانا۔ کمانا اور زندہ رہنا، زندہ رہنا اور مارتے رہنا، یہ بھی کوئی زندگی ہے، زندگی گزارنے کا جو نقشہ میرے من میں ہے یقیناً اتنا نہیں تو لگ بھگ اس نقشہ کے قریب قریب آپ کے دل میں بھی خواہش پیدا ہوگی ہوں گی

مجھے حسن سے بڑا عشق ہے مجھے خوبصورتی سے بڑا لگاؤ ہے۔ گجرے سے جی بڑی بڑی ٹمور آنکھیں میری کمزوری ہیں۔ دیکھتے گال، ستواں ناک، ماتھے پر رقصاں زلیں، سڈول جسم، گوری رنگت، حسین چہرہ، صرف مجھے پسند ہے۔ شاید آپ کو بھی ہو۔ کالی رنگت، چھوٹی چھوٹی آنکھیں، بھدے ہونٹ، ٹنگنا قامت، قد، کمزور سے بال زردی مائل رنگت، بیمار سا چہرہ مجھے ذرا اچھا نہیں لگتا۔ شاید آپ کو بھی نہ لگتا ہو۔ مجھے سونا بڑا پسند ہے۔ میں چاہتا ہوں سونے کی ڈلیاں ہوں، کوئی بڑا سا کبس جو بھری جہاز میں بمشکل سنا سکے وہ سارے کا سارا سونے اور ہیروں سے بھرا ہو جو صرف میری ملکیت ہو۔ میرا دل چاہے تو اس میں سے کسی کو کچھ دول نہ چاہے تو ایک دنی بھی کسی کو نہ دوں۔ کسی پر فضا مقام پر، کسی سمندر کے کنارے، کسی بلند و بالا سرسبز پہاڑوں کے درمیان، کسی نہر کے کنارے، کسی میدانی علاقے کے سرسبز مقام پر بلکہ ان سارے مقاموں پر میرے ہنگام ہوں۔ کراچی، لاہور، اسلام آباد، کاغان، نارمان میں میرے کوئی ٹما سکن ہوں۔ لینڈ کروزر کے معیار کی گاڑیاں میری ملکیت ہوں۔ دور دراز کے ملکوں میں میرے اپنے گھر، پلازے اور شاپنگ سینٹر ہوں میری رہائش کی ذاتی کوٹھیاں ہوں۔ گاڑیاں ہوں، ملازموں کی فوج ہو، یہ ساری چیزیں میرا عشق ہیں۔ آنے جانے کے



کہ یہ سب کچھ میرے پاس بھی ہونا چاہئے اور یہ کوئی ناممکن بات بھی نہیں۔ جن کے پاس یہ سب کچھ ہے وہ کہاں سے آ گیا۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے کتنے کروڑ پتی عرب پتی بن گئے اور بن رہے ہیں۔ کئی ایسا بننے کی کوشش میں دن رات لگے ہیں بلکہ سب ہی لگے ہیں۔ میں اور آپ بھی اس خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کی کوشش میں سرگرداں ہیں مگر ایسا ہو نہیں رہا اور اب تو ایسا بھی نہیں ہونے کا یقین ہو چلا ہے جو ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ وہ کچھ مطمئن نہیں دکھائی دے رہے اور زیادہ اور زیادہ کی خواہش انہیں مطمئن ہونے نہیں دے رہی اور میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس اتنا آ جائے کہ مجھے اور کی طلب ہی نہ رہے سب کچھ میرا ہو جائے۔

ان کھر پتی عرب پتی لوگوں کے ساتھ جو جو کچھ ہو رہا ہے وہ مجھے ہرگز پسند نہیں۔ مثلاً ایک کھریوں پتی انسان ہے اس کے پاس مال دولت بیوی بچوں کی کوئی کمی نہیں لیکن اس کو کوئی ایسی بیماری چٹ گئی ہے کہ رات کو نیند نہیں آتی، اس کا بلڈ ٹھیک نہیں رہتا اور اس کو دل کے امراض لاحق ہو گئے ہیں۔ جبکہ میں چاہتا ہوں میری صحت ہمیشہ برقرار رہے، میں ساری چیزیں کھا سکوں، کوئی چیز میرے لئے ممنوعہ نہ بن جائے کیونکہ جنت میں میرے لئے سب چیزیں دستیاب ہوں گی۔ میں اور سب سے بڑھ کر میرا محبوب میرے پاس تھا۔ سب کچھ میری ملکیت تھا۔ بس گندم دانہ میرے لئے ممنوعہ تھا اور میں نہیں چاہتا تھا کہ کوئی چیز میرے لئے ممنوعہ بن کر رہ جائے۔ لہذا میں نے ممنوعہ کو حاصل کرنے کے لیے کیا سب کچھ قربان کر دیا اور ممنوعہ دانہ حاصل کر کے رہا۔ مجھے اس جرم میں جنت سے نکالا دے دیا گیا، مجھے محبوب سے جدا کر دیا گیا، مجھے جنت کے چلے جانے کا کم اس قدر شدید نہ تھا جتنا محبوب سے جدائی کا صدمہ باعث تکلیف تھا۔ اسی طرح مجھے آج کے امراء کی ممنوعہ چیزوں سے چڑ ہے کہ وہ کھر پتی ہو کر بیمار کیوں ہو جاتے ہیں؟ ان کی بیماری لا علاج کیوں ہو کر رہ جاتی ہے؟ ان کے کھانے پینے کی چیزوں پر پابندی کیوں عائد کر دی جاتی ہے۔ ان سرمایہ داروں کی بیویاں ان سے بیزار کیوں رہتی ہیں ان کی نگاہ درجے سے کم عمر بلکہ بعض اوقات اوٹی سے ملازم کچن سنبھالنے والا گاڑی چلانے والا اور صفائی کرنے والا حیر سا انسان بھی ان کی توجہ کا مرکز بن کر سب کچھ حاصل کر لیتا ہے۔ دولت بھی، صحت بھی، جس نے بہت محنت سے یہ سب کچھ حاصل کیا تھا وہ کوئی کے ملازم نے مفت میں حاصل کر

لیا۔ کہاں گئی سرمایہ دار کی دولت، اس کی غیرت اس کی عزت آبرو سب کچھ پامال ہو گیا اور اسے خبر بھی نہ ہوتی۔ اعلیٰ درجے کا سینئر ایک ایک دن میں اربوں کمانے والا یہ سوچ بھی نہ سکا کہ اس کی کمائی اس کی بیوی اس کی بیٹی اور بہو کے ہاتھوں اس کی کوٹھی کا کوڑا سینٹھ والا چکے سے لے کر چلا گیا۔ اس کا عیاش پرست بیٹا اس کی آمدن کو لٹانے اپنے سے کم تر یکم بیٹی کے ساتھ ساحل سمندر پر کسی بڑے پارک کے ریسٹوران میں داد پیش لوٹ رہا ہے اور تو خوش ہوا جا رہا ہے کہ آج مجھے اتنے ڈالر منافع ہوا۔ میرے ہاؤس کا کالا دھن سفید دھن میں بدل گیا۔ مگر کاش تو جان سکے کہ کالا دھن سفید دھن میں بدل کر اپنی اصلیت نہیں بدلتا وہ پھر کالا ہو جاتا ہے۔ بھلا وہ اپنی رنگت کیونکر بدلے۔ مجھے اگر سب کچھ مل جائے تو میں اپنی بیوی بیٹی بہو اور بیٹے کو کم درجے کے لوگوں میں اپنی دولت لٹانے کی ہرگز اجازت نہ دوں۔

میں اپنے ایسے تمام عزیز رشتہ داروں سے دور ہوں جو مجھے حسد کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مجھ سے کچھ نہ کچھ حاصل کرنے کا لالچ دل میں رکھ کر مجھ سے رشتہ داری مضبوط کرنے کے خواب دیکھتے ہیں۔ لاپٹی لوگوں سے رشتے داری کرنا میں اپنی توہین سمجھتا ہوں۔ مجھ سے جب کوئی کچھ مانگا ہے تو مجھے زہر لگتا ہے۔ میں چاہتا ہوں اس سمندر برد کردوں مگر میں ایسا کروں تو مجھے قانون نہیں چھوڑے گا اور قانون سے مجھے بڑا ڈر لگتا ہے۔ پولیس تھانے کچھریوں سے مجھے بڑا خوف آتا ہے۔ سانپ، بچھو، چور ڈاکو، قاتل درندے لیرے یہ سب لوگ مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتے۔ مجھے ان سب سے ڈر لگتا ہے۔ مجھے غریب ہونے دولت کھٹنے سے بہت خوف محسوس ہوتا ہے۔ موت کا ڈر تو سب سے زیادہ ہے۔ میں چاہتا ہوں جب تک میں زندگی کی آسائشوں سے تھک نہ جاؤں مجھے موت نہ آئے۔ میں چاہتا ہوں مجھ سے کوئی بے وفائی نہ کرے، کوئی بہن بھائی بیوی بچے مجھ سے بے وفائی نہ کریں۔ میرے دشمن نہ بنیں۔ بس جو میں چاہوں وہ ہوتا رہے کبھی میری مانتے رہیں۔ میرے فیصلے قبول کریں۔ مجھے اپنے فیصلے قبول کرانے کے لئے کچھ مجبور نہ کرے۔ کوئی مجھے خود غرض، مطلب پرست، بے وفا، عیبی اور گندہ انسان نہ کہے، کوئی بھلا کہے بھی تو کیوں؟

میں سرمایہ دار بن کر سوچتا ہوں تو مجھے دنیا بھر کے لوگ حقیر نادار مسکین اور چھوٹے چھوٹے طبقے کے لوگ نظر آتے

ہیں۔ حریص، لاپٹی کچھ نہ کچھ مانگنے والے فقیر قسم کے لوگ جو مجھے ذرا اچھے نہیں لگتے۔

میں شوہر بن کر سوچتا ہوں تو بیوی کی عادتیں مجھے اچھی نہیں لگتیں۔ شادی سے پہلے جتنی وہ خوبصورت، حسین اور اچھی نئی شادی کے بعد اور بچوں کی پیدائش کے بعد اس کی کوئی بات بھی مجھے نہیں بھاتی نہ اس کا حسن جو کوئی اتنا خاص پہلے بھی نہ تھا نہ اس کی عادت نہ اس کی خریداری اس کی پسند کچھ بھی تو نہیں اچھا لگتا شاید آپ کو لگتا ہو۔ اگر لگتا ہے تو اس کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں یا تو آپ کی بیوی نئی ہے یا آپ اس کے اندر پریش ہیں یا شاید مجبوری کہ اب آپ اسے چھوڑ بھی تو نہیں سکتے۔ ہاں مجھے پڑوس کی دوستوں کی غیروں کی بیویاں بہت اچھی لگتی ہیں۔ میری بیوی سے کہیں حسین اور کئی اچھی عادت کی مالک، ہر غیر کی بیوی میری بیوی سے زیادہ مجھے اچھی لگتی ہے۔ میں شوہر ہونے کے ناطے یہ بھی سوچتا ہوں کہ اپنی بیوی کی ہر بات ماننا جاؤں، اپنے والدین جنہوں نے مجھے جنم دیا مجھے کمانے کے قابل بنایا، بیوی لے کر دی، اب بیوی چاہتی ہے کہ میں میری اجارہ داری چلے تو کیا میں ماں باپ بہن بھائی چھوڑ دوں اور بیوی کا غلام بن کر رہ جاؤں۔ نہیں یہ مشکل کام ہے یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔

اگر میں عورت بن کر سوچتا ہوں تو مجھے اپنا خاوند بڑا اچھا لگتا ہے۔ بس اس میں چند ایک کمزوریاں ہیں اگر وہ اس میں نہ ہوں تو اس جتنا اچھا شوہر کسی کا ہو ہی نہیں سکتا۔ ایک تو وہ دوسری عورتوں میں تا تک جھانک کی عادت رکھتا ہے، مجھے سیدھی بات نہیں بتاتا، اپنی ماں اور اپنے گھر والوں کی زیادہ مانتا ہے، میری نہیں مانتا۔ مجھے اپنی مرضی نہیں کرنے دیتا۔ کوئی مجھ سے مسکرا کر بات کرے تو اس کا بُرا مان لیتا ہے۔ میری خریداری کو فضول خرچی کا نام دیتا ہے۔ اپنے فلاں عزیز اور فلاں دوست کے گھر بہت آتا جاتا ہے۔ نہ جانے ادھر کیا لینے جاتا ہے۔ مجھے کیا پڑی ہے کہ میں اس کا کھوج لگاتی پھر دوں۔ میں چاہتی ہوں گھر کے سارے معاملات وہ میری رائے کے مطابق حل کیا کرے۔ آخر میں اس کی بیوی ہوں مگر عورت ہونے کے ناطے کمزور ہوں۔ نبھانے اللہ نے عورت کو اتنا کمزور بنایا ہی کیوں تھا؟

میں باپ بن کر سوچتا ہوں۔ اگر میں بے اولاد ہوں تو میں صاحب اولاد ہونے کے جتن کرتا رہوں گا۔ خواہ مجھے تین سے چار شادیاں کیوں نہ کرنی پڑیں۔ اگر چاروں سے اولاد نہ

ہو تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔ میں تو ہر نئی شادی صرف اس لئے کرتا ہوں کہ میرے ہاں اولاد ہو اور پھر پہلی بیوی کی اجازت کے بغیر دوسری شادی نہیں ہو سکتی۔ میں نے ہر شادی پہلی بیویوں کی اجازت لے کر لی۔ اب اگر گجرات کی ذکیہ خود ہی مجھے نئی شادی کی اجازت دے دے میں نئی شادی کروں اور وہ میکے جا کر بیٹھ جائے تو اس میں میرا کیا دوش ہے۔ نہ اجازت دینی تو میں نہ دوسری شادی کرتا۔ جب ذکیہ سے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا تو اس نے بتایا کہ میں نے اجازت اس لئے دی تھی کہ اس کے ہاں اولاد ہو جائے مگر وہ تو سارے کا سارا بن ہی دوسری بیوی کا گیا۔ پھر میں بھلا ہوا کیوں کر بیٹھی رہتی اور اگر میں میکے چلی آتی تو اس نے ایک بار بھی میری خبر نہ لی کہ تم کس حال میں ہو اس کی اولاد کی خواہش نے میری زندگی تو برباد کر دی کیا ہوا میرا مستقبل؟ میں کسی کا گریباں پکڑ کر پوچھوں کہ مجھے کس جرم کی سزا میں برباد کیا گیا۔ مجھے پیدا کرنے والے نے اگر مجھے یا تجھے ہی پیدا کرنا تھا تو مجھے پیدا ہی کیوں کیا، میری تقدیر اتنی بُری کیوں بنائی؟

فیصل آباد کی عائشہ جو با مجھے نہیں سمجھتی، دو خوبصورت چاند سے بیٹوں کی ماں تھی، شوہر سے جھگڑ کر سینکے آئی اور عدالت میں رجوع کر کے شوہر سے طلاق لے کر نئی جگہ گھر لیا۔ وہ اپنی تقدیر سے نالاں ہے، وہ با کردار پرچی کھسی بڑی سلجھی ہوئی خاتون تھی۔ میں اسے قریب سے جانتا تھا۔ ناراضگی کا باعث کوئی اتنی بڑی وجہ بھی نہ تھی۔ اس کا شوہر امین جو حکمت کی دکان کرتا تھا، میرا دوست تھا۔ اس میں خامی یہ تھی کہ وہ اپنی بات منوانے کا عادی تھی اور جلد غصے میں آ جاتا تھا مگر اسے اپنی یہ خامی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ جب یہ عدالت میں کیس چل رہا تھا تو انہیں کا بھائی قاری عمر نو جوانی میں اچانک اللہ کو پیارا ہو گیا۔ عائشہ کو عمر سے بہت پیار تھا مگر وہ اس کے جنازے میں نہیں آئی۔ امین نے بچوں کو کئی میں کھیلنے ہوئے پایا انہیں بہت پیار کیا، بہت رویا مگر بچوں نے اس کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اور دوڑ کر اپنی ماما کے پاس اندر چلے گئے۔ اب امین نے بچوں کو اپنی تحویل میں لینے کے لئے کیس کر رکھا ہے۔ اگر بچے باپ کو مل گئے تو مانتا پکڑ لیا گزے گی۔ نہ ملے تو باپ کس کر بناک صورت سے دُور بھڑکے گا۔ بچے ماں کے پاس رہے تو سوچئے باپ کی فطری نفرت کا شکار اور اپنے باپ کی شفقت سے محروم میں احساس کمتری کا شکار رہیں گے۔ اگر باپ کو مل گئے تو عمر بھر ماں کی کمی کا بوجھ اٹھائے اندر ہی اندر

باپ سے ناخوش رہیں گے آخر اس سارے معاملے میں قصور وار کوں ٹھہرا۔ کیا میں بھی تقدیر نے سب کے ساتھ وہ سلوک کیا جو لکھنے والے نے اسے حکم دیا تھا۔

میرے شہر کا اقبال تین جوان بھائی اپنا ذاتی کاروبار، خوبصورت گھر سلیقہ شعار بہنیں، مگر ان کی کہیں شادیاں نہیں ہوئیں اور ان کی خاطر بھائی نے شادی نہیں کی کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ بڑی بہنیں گھر بیٹھی رہیں اور میں شادی رچا کر اپنا گھر بنا لوں۔ اب اس کے سر میں بھی چاندی بکھرنے لگی ہے۔ مگر وہ اپنی تقدیر کا شکوہ نہیں کرتا مقدر پر راضی ہے۔ بڑا خوش نصیب ہوتا ہے وہ انسان جو اپنے مقدر پر راضی ہو مقدر سے غماز نہ بنے والا۔ یہی خوش نصیب نہیں بن سکتا کیونکہ یہ فیصلے مقدر بنانے والے کے ہیں۔

میں جب صاحب اولاد باپ بن کر سوچتا ہوں تو میری خواہش ہوتی ہے میری اولاد میری فرما پر وار ہو، اعلیٰ تعلیم حاصل کرے، برسر روزگار ہو، ان کی شادیاں ہوں، پھر وہ سارے کے سارے صاحب اولاد ہوں، مگر گھر کی سربراہی میرے ہاتھ میں رہے۔ لیکن دین کہیں آنے جانے کے پروگرام میری مرضی کے مطابق ہوں مگر ایسا ہوتا نہیں۔ کئی تعلیم حاصل کر لینے میں کمزور رہ جاتے ہیں، کئی برسر روزگار ہو جاتے ہیں، کئی بے روزگار رہ جاتے ہیں، کئی میری بات مانتے ہیں، کئی میری بات سننا ہی گوارا نہیں کرتے، وہ ماں کی زیادہ مانتے ہیں۔ بس اس لئے مجھے بیوی سے اختلاف ہونے لگتا ہے اور گھر کا ماحول بھاری اور بوجھل بن جاتا ہے۔ جب اولاد جوان ہو جاتی ہے تو ان کی ازدواجی زندگی کے معاملات نمٹانے کا مرحلہ بڑے نازک موڑ لے کر آتا ہے۔ جن بہن بھائیوں کے ساتھ گھر گزاری ہوتی ہے بیوی چاہتی ہے میرے بہن بھائیوں کے ساتھ میری اولاد کے رشتے طے ہوں کیونکہ اسے اپنے بہن بھائی بہت پیارے ہوتے ہیں، میں چاہتا ہوں میں اپنی بہن کی بیٹی لوں اور اپنے بھائی کو بیٹی بیاہ کر دوں تاکہ ہماری بہن بھائیوں کا رشتہ قائم رہے۔ گھر میں اختلاف شروع ہو جاتا ہے بالآخر کسی ایک کو تو بار ماننا پڑتی ہے جو بار گیا وہ اپنے بہن بھائیوں سے گیا۔ اب اس کے بہن بھائی اپنی مرضی سے کہیں اور رشتے طے کر لیتے ہیں پھر وہ اپنی خوشیوں میں اپنے بہن بھائیوں کو شامل ہی نہیں کرتے کہ جب اس نے ہمیں چھوڑ کر سسرال سے رشتہ جوڑ لیا ہے تو ہم کیوں اسے اپنی خوشیوں میں بلائیں۔ اولاد کی خوشیوں کا وقت

آیا تو بہن بھائیوں کی بختیں کچی دیواروں کی طرح گر کر چکنا چور ہو گئیں۔ ٹوٹ رشتے ہمیشہ کے لئے ٹوٹ گئے اپنے بیگانے بن گئے۔ بھائی بہن کے لئے پرایا اور بہن بھائی کے لئے اقلق ہو کر پرانی ہو گئی۔ دونوں طرف کی اولادوں کے دلوں میں نفرت کے بیج پروان چڑھے۔ کئی دفعہ تو بہت عرصے بعد بہن بھائی آپس میں مل جاتے ہیں مگر تب تک ساری بہاریں رخصت ہو چکی ہوتی ہیں۔ اولاد صاحب اختیار ہو چکی ہوتی ہے، لاغری بہن بوڑھے بھائی کے گلے لپٹ کر روتی ہے اور پھر کچھ عرصے بعد دونوں باری باری اس جہاں سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

بیوی یا شوہر جو اپنے بہن بھائیوں سے رشتے جوڑتی ہے۔ ان میں اگر کوئی خرابی کے باعث غار رشتہ پروان نہیں چڑھتا، جھگڑے کی نوعیت آ جاتی ہے کشیدگی طلاق میں بدلتی ہے تو نئے رشتے پرانے رشتوں کے بندھن ہی ہمیشہ کے لئے توڑ جاتے ہیں۔ عموماً کے روگ کا باعث بن جاتے ہیں ہمیشہ بڑا بیٹا باپ کے بعد گھر کا سربراہ بنتا ہے۔ مگر جب وہ صاحب اولاد ہو کر اپنی ذمہ داریوں میں الجھتا ہے تو اسے علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ بڑی بہنوں نے ماں باپ کے بڑے بیٹے کو ماں باپ اور بہن بھائیوں سے جدا کر دیا۔ عجیب صورت حال ہو گئی۔ ایک گھر کی چار دیواری میں دراڑ پڑ گئی ایک ہی جگہ رہنے والے ایک ہی کنبے کے لوگ ایک دوسرے کے لئے بیگانے ہو گئے۔ سارے بہن بھائیوں کی نگاہوں میں بڑی بھائی آنکھ میں چھپا کاٹنا بن گئی اور بھائی کی نگاہوں میں سب کے لئے انکارے بھر گئے۔ شوہر بیوی اور بچوں کی نہ مانے تو کیا کرے۔ ماں باپ اور بہن بھائیوں کی نفرت کو برداشت کرے تو کہاں تک۔ ایک گھر میں پیدا ہونے والے ایک دسترخوان پر پرورش پانے والے بھی ایک جیسا ذائقہ اور ایک جیسی فطرت نہیں رکھتے۔ ہر انسان ایک الگ فطرت پر پیدا ہوا۔ ایک تجربہ ایک الگ نصیب، ہمارا حاصل محدود ہے اور ہماری تمناں لامحدود۔ ہم داستان جتنی مکمل نہیں کر سکتے، کبھی آغاز نہ جاتا ہے کبھی انجام۔

وہ جن کے بھائی مر جاتے ہیں بڑے بھائی اور کئی دفعہ چھوٹے بھائی تو ان کی بیوہ اور یتیم بچی بچیاں کو لے کر چلنے والا گھر کا سربراہ بڑے پر خارا رستے پر آ جاتا ہے۔ وہ کوشش کرتا ہے کہ بیوہ بھائی کے حقوق کا خیال رکھوں اس کے بچوں کو احساس شبی نہ ہونے دوں اگر وہ خلوص دل سے ایسا کرتا ہے

تو بھائی بدگماں رہتی ہے کہ میرے اور میرے بچوں کے ساتھ نا انصافی ہو رہی ہے۔ اپنی بیوی کی خواہشات کا الزام تو ایسے کرتا ہے اور مجھے پوچھتا بھی نہیں۔ اپنے بچوں کے لاڈ لڑاتا ہے اور میرے بچے سبے دور کھڑے رہتے ہیں وہ رکھتی رہتی ہے۔ اپنے جیسا اپنے دیور جو گھر کا سربراہ ہے اس سے دل ہی دل میں خائف ہے۔ بیوی محسوس کرتی ہے کہ ہم ان کا اتنا خیال رکھتے ہیں اور یہ عورت تند خوئی رہتی ہے۔ وہ شوہر کو بتاتی ہے کہ تمہاری بیوہ بھائی ہم سے خوش نہیں ہے۔ تم بڑی طرفداری کرتے ہو اس کی۔ ہم سے زیادہ اس کا خیال کرتے ہو مگر وہ ہر وقت جلی بھتی رہتی ہے۔ اس لئے وہ بھائی کس کرب سے گزرتا ہے۔ اس کا جاننا مشکل ہے اور اگر بھائی خلص ہو تو سربراہ بدیت ہو جاتا ہے۔ وہ بھائی کے خلوص کو اپنا حق سمجھ کر اس کے حق کو غصب کرتا ہے، اس کے حصے کو اپنا سمجھ کر کھاتا ہے اور دل میں خیال کرتا ہے کہ جب بچے بڑے ہوں گے تو ان کا حصہ بانٹ کر انہیں دے دوں گا۔ ابھی مشترکہ بات ہے تو سب جائز ہے۔ حالانکہ ناجائز بھی جائز سمجھ کر پڑھتا رہتا ہے۔ مگر بیوہ ماں سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی خاموش رہتی ہے۔ وہ جان رہی ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے مگر وہ اپنے مرحوم شوہر کی لاج نبھاتے ہوئے ساری نا انصافیوں کا مقابلہ کرتی رہتی ہے۔ بچے جوان ہوتے ہیں تو سربراہ کی آنکھوں میں کاٹنا بن جیتے ہیں کیونکہ وہ اس سے اپنا حق مانگتے ہیں۔ مگر ان کا حق تو کب کا ختم بھی ہو چکا۔ انہیں بتایا جاتا ہے کہ تمہارے باپ کی وفات کے بعد تمہاری پرورش ہوئی رہی۔ تمہارے باپ کے ذمہ جو قرض واجب الادا تھے وہ اتارے اب تم جوان ہو اپنا کماؤ، میں تمہیں کہاں سے دوں۔ تب بیوہ ماں سوچتی ہے کہ جب اس کے سر سے چھت اٹھ گئی تھی۔ تب بھی تو وہ جیتی رہی تھی زندگی کی راہیں نکلتی ہی رہی تھیں۔ چھت کے بعد اگر اب اس گل کی دیواری بھی گرنے لگی تو کیا ہوا۔ شاید یہ لیکا بچہ بننے والے سارے بچے کسی نئی بھاری آمد کا سندس دے رہے ہوں۔ وہ فنی بہت نئے حوصلے سے نئے سفر کا آغاز کرتی ہے۔ کچھ مشکلوں کے بعد آسائیوں کا سفر شروع ہو جاتا ہے۔ نئے گھر کی نئی دیواریوں میں نئی زندگی جنم لیتی ہے۔ ایک بیوہ کی زندگی دکھوں، حسرتوں اور غموں کے شب و روز کاٹ کر اپنے آنسوؤں سے جو چراغ روشن کرتی ہے وہ اولاد کے گھروں میں اجالا بکھیر دیتے ہیں۔ بیوہ کی زندگی خزاں رسیدہ اس بچے کی مانند ہوتی ہے۔ جو شاخ

پر بھی کھڑا کھڑا سوکھ کر زرد ہو جاتا ہے۔ مگر ٹوٹ کر نیچے نہیں گرتا۔ تند و تیز ہوا نہیں اس کے پرچے اڑاتی رہتی ہیں مگر وہ اپنے وجود کو نیچے نہیں گرنے دیتا۔ یہاں تک کہ شاخ نئے پتوں سے بھر جاتی ہے۔ شاخ نشین پر بسنے سے بچے بچا کو سوا کھ پتا ٹوٹ کر ہوا کے دوش پہ چکراتا ہوا کہیں دور جا کرتا ہے۔ جب میں کسی گھر میں اجڑی ہوئی بیٹی کو بیٹھا دیکھتا ہوں تو مجھے مقدر بنانے والے کی بے پرواہی کا اعتراف کرنا ہی پڑتا ہے جو ہر چیز پر قادر ہے جو چاہے تو بے دریا کو صحرا میں بدل دے اور چاہے تو پہاڑ سے پانی کے چشمے بہا دے۔ زلزلے سے گل کو زمین بوس کر دینا اور طوفان میں کسی کی جھونپڑی کو سلامت رکھنا صرف اسی کا کام ہے۔ جس بیٹی نے جس گھر میں جنم لیا، جس بہن بھائیوں کے ساتھ جوانی تک کی عمر گزاری، بیاہ کے دیس سدھانے کے بعد وہ گھر بھی اس کے لئے بیگانہ ہو جاتا ہے اور گھر والے بھی پھر اس گھر میں مہمان بن کر تو آ جاسکتا ہے اس گھر کا لیکن بن کر ہرگز نہیں اور جن کو مقدر پھر اسی گھر میں رہنے پر مجبور کرتا ہے وہ اس گھر میں اجڑی بن کر رہتی ہیں۔ کیونکہ اب یہ گھر کسی اور کا ہو چکا ہوتا ہے اس کی بہنیں اس گھر سے جا چکی ہوتی ہیں اور بھائیوں کے گھر بھائیاں آ چکی ہوتی ہیں۔ اب یہ گھر ان کی ملکیت ہے۔ بیاہ جانے سے پہلے جو کہہ اس کی ملکیت تھا اب اس کی بھائی کی ملکیت ہے اور اب اس کمرے میں جانا اس کے لئے ممنوع ہے۔ وہ سوچتی رہتی ہے یہ کہہ تو میری ذات کے لئے وقف تھا، میں نے اپنی ہر چیز اپنی پسند کے مطابق اس میں بچا کر رکھی ہوئی تھی، اب تو کمرے کی ہر چیز ہی بدل گئی۔ نہ وہ کھڑکی دروازے پہ بچے پڑے رہے، نہ الماریوں میں وہ چیزیں، سب کچھ ہی بدل گیا۔ کمرے کی چیزیں بھی، کمرہ بھی، گھر بھی اور گھر والے بھی۔ بس اماں کا کمرہ اس کے سر چھپانے کی جگہ رہ جاتی ہے۔ اگر اماں زندہ ہے تو تنہائی میں بیٹھ کر رونا نہیں پڑتا۔ اماں کی گود میں سر رکھ کر رونے کو جگہ مل جاتی ہے۔ بھائیاں اور بھائی اماں کی وجہ سے اسے برداشت کئے رکھتے ہیں اور بد قسمتی سے ماں کا سایہ بھی اٹھ چکا ہو تو پھر اس گھر میں باغی بن کر رہنا پڑتا ہے۔ گھر کے کبھی کام صفائی یا تھرائی کھانا پکانا بھائی کے بچوں کو سنبھالنا اور پھر بھائیوں کی طنز بھری باتوں کو بھی دن بھر سنا دن بھر کام کرنا اور رات کو اماں والے کمرے میں تنہا پڑے رونا اور اگر اس کے ساتھ بچے بھی ہوں تو پل پل مرنا پڑتا ہے، پل پل جینا پڑتا ہے۔ بھائی شفقت تو کرتے

ہیں مگر ان کی محبت بھی بے رخی میں لپٹی ہوتی ہے۔ کئی دفعہ وہ ان کے مقدر کا نیا فیصلہ کر کے اس کی تقدیر کے ساتھ نئے گھر روانہ کر دیتے ہیں جہاں پہنچ کر تھوڑے سکھ کو بھی بہت سمجھ کر زندگی گزارنا اپنے میکے میں سکون کی زندگی گزارنے سے بہتر ہوتا ہے۔ جانے ایسا کیوں ہوتا ہے، کڑوی گولی کو شفا سمجھ کر گھٹنا پڑتا ہے۔ بدن میں سوئی چھوٹانے کے لئے خود ہی بازو دائیں کی طرف بڑھاتا پڑتا ہے اور پیٹ چاک کرانے کے لئے خود ہی اسٹریچر پر لیٹنا پڑتا ہے۔ یہ سب مقدر ہے جو اٹل ہے۔

بیوہ بھابھ سے نکاح کرنا بھی ہمارے معاشرے کا ایک اہم حصہ ہے جو بڑی عجیب صورت حال سے دوچار کرتا ہے۔ جس کو بھائی بھائی اور باجی کے نام سے پکارا جاتا رہا ہو جس کی ہستی کو لگا ہوں نے ہمیشہ بڑے پاکیزہ بڑے پوتر انداز میں دیکھا ہو۔ وہ نگاہیں اسے بیوی کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے کیکپاتی تو ہوں گی۔ پاکیزہ رہتے کو پکارنے والی زبان اسے نئے رشتے سے پکارتے ہوئے لرزتی تو ہوگی۔ بھائی کی بیوی کو بیوی سمجھ کر قبول کرنا کچھ ہر طبق میں اندیشے سے کیا ہوگا۔ مگر ایسا ہوتا ہے اور اسے قبول کرنا پڑتا ہے کیونکہ یہ فیصلہ مقدر بنانے والے کا ہوتا ہے اور وہ گھر جس میں دو ایک بیویاں ایک سے زیادہ دو تین اور کئی جگہوں پر اس سے بھی زیادہ، ایک سے زیادہ شادیاں کرنا ہمارے محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے مگر آپ نے زیادہ نکاح بیوہ عورتوں سے کئے جبکہ ہم ایسا نہیں کرتے۔ سنت بنانے والی شفیق ہستی نے تو اپنی ساری ازواج مطہرہ کے حقوق کا خیال رکھا مگر ہم کیا کرتے ہیں ہر بیوی پہلی سے زیادہ عزیز ہوتی ہے یا شاید اسے عزیز رکھنا پڑتا ہے۔ کہیں وہ یہ سمجھے کہ میں عمر میں کہیں تم سے چھوٹی ہوں۔ پھر بھی تجھے قبول کر لیا ہے۔ اب اگر پوری توجہ میری جانب مرکوز نہیں رکھو گے تو پھر مجھے کچھ بھی کرنے کا اختیار ہوگا۔ بس یہ تصور اسے اسی کا غلام بنادیتا ہے جبکہ پہلی بیوی جو شروع سے اس کی ہم سفر ہے جب حقوق کو باال ہوتا دیکھتی ہے اپنی سوتن کی زہر میں بھی لگا ہوں کا سامنا کرتی ہے۔ اپنے ہی گھر میں رہ کر بیگانوں کی سی زندگی بسر کرتی ہے روز جیتی ہے روز مرنی ہے۔ اگر یہ دکھ اسے بانجھ ہونے کی سزائیں ملا ہے تو وہ اپنے مقدر پر روتی ہے اور اگر شوہر کی ضد بھری خواہش کی بجائے چڑھی ہے تو وہ اپنی اولاد کے ساتھ اپنا دکھ بانٹتی ہے۔ اولاد کے دل میں باپ کی محبت زخم خوردہ رہتی ہے۔ کچھ بے اولاد رہ

کر بھی نئی شادی نہیں کرتے، وہ بیویاں شوہر کی محبتوں میں کبھی کی محسوس نہیں کرتیں۔ ۱۰۰ بے جوڑے شکر گزار بندوں کی صف میں شامل ہو جاتے ہیں اور شکر کرنے والوں کو وہ بڑا پسند کرتا ہے جو چاہے تو اولاد سے نواز دے اور نہ چاہے تو بے شمار بیویاں رکھنے والے کو بھی محروم ہی رکھے۔

کچھ رحیمیں بہنوں اور بیٹیوں کی صورت میں عمر بھر ماں باپ کے گھر میں زندگی بسر کرتی ہیں۔ کسی بیماری کے باعث، پوری کوشش کے باوجود رشتہ نہ ہونے کی صورت میں اور کئی دفعہ وہ خود ہی شادی نہ کرنے کا فیصلہ کر کے ماں باپ کے بعد بھائیوں کے ساتھ زندگی بسر کرتی ہیں۔ ان کی زندگی بڑی کرب کی زندگی ہوتی ہے۔ روٹھ کر سیکے بیٹھے ہوئی عورت کو دوبارہ سسرال جانے کی امید ہو سکتی ہے۔ طلاق یافتہ کوئے نکاح کا موقع میسر آ سکتا ہے، بیوہ ارمان پورے کر چکی ہوتی ہے، اب اسے نئے شغل اپنانے کا کچھ شوق نہیں۔ مگر ایسی بیٹی جن کو معلوم ہو کہ میں نے ایسے ہی زندگی گزارنی ہے، تنہائی کی زندگی باغ کے ہرے بھرے پھولوں اور پھولوں سے لدے پھندے بیڑوں کے بیچ تن پر سبز چوں کا لباس زیب تن کئے عمر بھر کھڑے ہی رہتا ہے۔ ہزاروں بہاریں آئیں لاکھوں نئے چہرے، نئی کوئٹلیں، پھولیں، پھول کھلیں، پھل تیار ہوں مگر اس کے لئے یہ سب ہونا نہ ہوتا ہے۔ اس کے لئے نہ کوئی بہار ہوتی ہے نہ خزاں، اس کے بدن پہ صرف استے چتے ہوتے ہیں جو اس کو اپنے ہونے کا احساس دلاتے رہتے ہیں۔ ادھر وہ خوابوں کی شکستہ شاخوں پر ناکام حسرتوں کی کلیاں کھلتی ہیں بلکہ کھٹنے سے پہلے ہی مرجھا جاتی ہیں۔ مایوسیوں بھرے ارمانوں کے شےچے اس بیڑ سے ہمیشہ وابستہ رہتے ہیں۔ مگر جتن کرکھانا ان کا مقدر نہیں ہوتا۔ نہ اس بیڑ پر بہاروں کے رنگ جتتے ہیں، نہ اس پر تھیلیاں دھس کر تھکتی ہیں۔ ہاں کبھی کبھار کوئی پرندہ، کوئی بلبل، کوئی چڑیا اس کے سنگ بیٹھ کر اس کا دکھ بانٹتی ہے۔ اسے ڈھارس دیتی ہے کہ اس چمن میں تو بھی دوسرے بیڑوں، پودوں اور بہاروں کی طرح موجود ہے۔ تیرا شمار بھی سب کے ساتھ ہوتا ہے۔ ہم تیرے ساتھ ہیں ہر بہار تجھے نئے چوں کا سنگھار دے جاتی ہے چمن کا باغباں جہاں پھلدار بیڑوں کی گمراہی کرتا ہے وہاں تم بھی اس کی گمراہی میں ہو۔

گھر میں کوئی بھی بیڑ ہو، درخت ہو، تیل بجی ہو، پودے کھلے ہوں، وہ گھر کے فرد کی طرح ہوتے ہیں وہ اگر پھل اور پھول نہ بھی دیں تو چھانڈ ضرور دیتے ہیں۔ وہ دھوپ میں

چلتے ہیں مگر اپنے سائے میں آنے والے کو چھاؤں دینا ان کی پہچان ہے۔ اسی طرح گھروں میں بیٹھ رہنے والی بیٹیاں جو بڑھاپے تک کی عمر اسی آگن میں لگے بیڑ کی طرح گزارتی ہیں وہ ہر پہلو درخت کی طرح دھوپ میں ہوتی ہیں۔ دھوپ کی شدت کو برداشت کرتا، مسلسل دھوپ میں رہنا، ماں باپ سے جدائی کی دھوپ، بہنوں کے اپنے اپنے گھروں میں چلے جانے کے چھوڑوں کی دھوپ، بھائیوں کی فطری نفرت کی دھوپ، اپنی ماں کو زیادہ اہمیت دینے والے بیٹھے بیٹیوں کی بے رخی کی دھوپ، اپنے اندھیرے میں ڈوبے مستقبل کی دھوپ جو بھی گہری دھند بن کر چھا جاتی ہے۔ اپنے بھائی سے بے پناہ محبت کرنے والی بہن اپنے بھائی کی اولاد پر جان چھڑکے والی پھوپھی، جب خواتین کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے تو اس بیڑ کے سارے چتے خزاں رسیدہ ہو کر چھڑنے لگتے ہیں اور وہ خود کو ٹھنڈ منڈ خشک بیڑ جیسا محسوس کرنے لگتی ہے۔ مقدر کی تپش، تقدیر کی دھوپ اور نصیب کی خزاں اسے جلاتی ہے۔ مگر وہ اپنا وجود قائم رکھنے پر مجبور رہتی ہے کیونکہ یہ فیصلہ اس کو پیدا کرنے والے کا ہے۔ کچھ بیٹیوں کا مقدر ڈار سے چھڑی کوئچ جیسا ہوتا ہے۔ جو گھر کے افراد کی ڈار سے ایک بار چھڑ کر جاتی ہیں تو پھر لوٹ کر ہی نہیں آتیں۔ کچھ قیلولوں کا رواج ہے کہ بیاہ کر جانے والی بیٹی جب تک ماں نہیں بن جاتی وہ سیکے گھر لوٹ کر نہیں آ سکتی خواہ بانجھ ہونے کی صورت میں ساری زندگی گزر جائے۔ اپنے ہمسفروں کے ساتھ دیار غیر میں جا کر آباد ہونے والی سالوں بعد چند ماہ کے لئے آتی ہیں اور پھر وطن تک چھوڑ کر مقدر کو جھولی میں ڈالنے والی لوٹ جاتی ہیں پھر وہاں سے ان کے تابوت ہی لوٹ کر آتے ہیں۔

اپنی مرضی سے گھر چھوڑ کر جانے والیوں کا میکہ ان کے لئے زندگی بھر علاقہ غیر بن جاتا ہے۔ زندگی ان کو بھی گزارنا پڑتی ہے۔ جذبات کی رو میں بہہ کر اٹھایا جانے والا ایک قدم ان کے پاؤں میں غدامت، رسوائی اور بے بسی کی وہ زنجیر ڈال دیتا ہے جس سے نجات پانا ان کی زندگی میں مشکل ہو جاتا ہے۔ مسلسل عذابوں سے گزرتے رہنا ان کا مقدر بن جاتا ہے اور ان کے لئے ایسا قدم اٹھایا جاتا ہے۔ وہ خال خال ہی ساتھ دے پاتے ہیں۔ ہزاروں میں کوئی ایک اس سے وفاداری کرتا ہے۔ باقی سبھی دو گام پھل کر ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ پھر ان کا ہمارا معاشرہ قبول کر لیتا ہے مگر رسوا ہونے والی حوا کی بیٹی ہمیشہ معاشرے میں رسوائی کا داغ بن کر زندگی بسر

میرا عشق

جواب عرض

189

J

Mera Ishaq

کرتی ہے۔ کچھ بیٹیاں بکیتی ہیں، ان کو جنم دینے والے ان کے دام وصول کرتے ہیں۔ پھر بیکٹے والی ہر چند خریدنے والے کے رحم و کرم پر ہوتی ہے۔ وہ جو چاہے اس سے سلوک کرے۔ ان کرموں جلی بیٹیوں کا کام مشقت کرنا، بیچ جتنا، شوہر کی لوٹری بن کر رہنا اور اف نہ کرنا ہی وہ جاتا ہے۔ واپس لوٹ کر آنا ان کے لئے ناممکن ہو جاتا ہے کہ بیکٹے والی اشیاء بھی لوٹ کر ڈکان میں نہیں آیا کرتیں۔ البتہ جو اس قید سے فرار اختیار کرتی ہیں جو رسوائی کے سفر سے لوٹی ہیں ان کا ایک علیحدہ بازار جتا ہے۔ جہاں انہیں دن رات بکنا پڑتا ہے خریدار آتے ہیں، سودا طے ہوتا ہے، جسم ٹھہرتے ہیں، ٹھگھر و جھٹکتے ہیں، انسانیت پال کھولے ناچتی ہے، ہوس کے جام چھٹکتے ہیں، بنت حوا تماشا بنتی ہے، راتیں جاگتی ہیں یہاں کے سارے دستور ہی نزلے ہوتے ہیں۔ بیٹی پیدا ہونے پہ جشن کا ساں بنتا ہے۔ مبارکبادیاں وصول کی جاتی ہیں۔ پکوان اور مشائیاں تقسیم کی جاتی ہیں خرم الحرام اور رمضان المبارک کے مہینے یہاں تک دتی کے دنوں میں شمار ہوتے ہیں۔ کیا کریں مالک کی تقسیم انوھی ہے۔ مقدروں کے فیصلے ہی ایسے ہیں۔ جن کو ماننا پڑتا ہے مقدر سے فرار مشکل ہے۔ تقدیر ٹل نہیں سکتی۔ تدبیر کا ہونا بھی تقدیر میں لکھا ہوتا ہے۔ کوئی تدبیر تقدیر کو نہیں بدل سکتی۔ آخری حق ہمیشہ سے تقدیر ہی کی رہی ہے۔

ایک ہی ماں سے جنم لینے والے تمام بہن بھائی اپنا اپنا مقدر لے کر پیدا ہوتے ہیں۔ ان میں کوئی خالم ثابت ہوتا ہے، کوئی مظلوم، کوئی اپنے ساتھ جنم لینے والے کے حق کو دبا کر بھی ناخوش رہتا ہے اور کوئی اپنا سب کچھ دے کر بھی خوش اور اپنے مقدر سے شاد رہتا ہے۔ جس انسان کی آرزو حاصل سے زیادہ ہو وہ غریب ہی ہے۔ دیکھنے والی بات صرف اتنی ہے کہ کون اپنے حال پر مطمئن ہے۔ اپنی حالت پر راضی ہے، عارضی زندگی پر مغرور کون ہے۔ کیا دولت ہی انسان کو اپنے رب کے سامنے مغرور کرتی ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ کون ہے جو امیر ہو کر خوف خدا رکھتا ہے اور کون ہے جو غریب میں یقین کی دولت سے مالا مال ہے۔ لالچ اور لو بھ انسان کی زندگی کو پست کر دیتا ہے۔ اشیاء کا حصول، مال کی تنہا، مرتبوں کی حسرت، انسان کو اور اس کے باطن کو محروم کی ویرانیاں عطا کرتے ہیں۔ قربت کو رقابت میں بدلنے والے لوگ سمجھی سکوں سے نہیں رہ سکتے کیونکہ یہ رفاقت چنگاری ہے جو سلگتی ہی

188

J

جواب عرض

میرا عشق

Mera Ishaq

رہتی ہے۔ پھر آگ بن کر سب کچھ جلا دیتی ہے۔ رقابت کی آگ رقیب کے دل میں شعلے بن کر رہتی ہے۔ رقیب پیدا وہاں ہوتے ہیں جہاں محبوب ایک ہو اور چاہنے والے ایک سے زیادہ ہوں۔ جس شخص کی دوا اس سے زیادہ ہویاں ہوں گی وہ سب کی سب ایک دوسرے کی رقیب ہوں گی کیونکہ ان کا محبوب ایک ہے اور وہ چاہتی ہیں کہ میرا محبوب صرف میرا بن کر رہے۔ سوت بننے والی ہمیشہ دوسری کو اپنی سوت سمجھتی ہے۔ کہ میرے محبوب کو میرے سوا کوئی دوسرا نہ چاہے اپنی چاہت کو وہ اپنے عشق کا نام دیتی ہے۔ حالانکہ عشق کی حقیقت یہ ہے کہ اس میں رقیب کو بھی قریب سمجھا جائے۔ جس محبت میں رقیب قریب اور ہم سفر ہو وہ عشق حقیقی ہے۔ اپنا عشق اپنا محبوب اپنے تک ہی محدود رکھا جائے تو یہ مجاز کہلائے گا اور مجاز عشق میں رونا ہیوں، جدا ہیوں اور آخر میں نفرت بھری بے وفائیوں کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ محبت اور عشق کرنے والے شادی کے کچھ عرصہ بعد ہی ایک دوسرے سے دور رہنے لگتے ہیں۔ یہ دو دنیاں، یہ محبتیں، یہ عشق جو ہم کر رہے ہیں یہ بعد میں نفرت کا روپ کیوں دھار لیتی ہیں۔ سدا ایک تیکہ ہی کیوں نہیں رہتیں۔ کہیں ایسا تو نہیں ہو گیا کہ عشق میں خیانت آگئی ہو۔ ہم عشق کا بیوپار کرنے لگ گئے ہوں اور بیوپار کوئی بھی ہو اس میں صرف اپنے نفع کو دیکھا جاتا ہے، دوسرے کے نقصان کو نہیں۔ کبھی ہماری دو دنیاں، ہماری محبتیں ہمارا عشق یہ تقاضا تو نہیں کر بیٹھا کہ تمہارا محبوب صرف تم سے عشق کرے صرف تمہاری محبت کا دم بھرے وفا صرف تمہارا بن کر رہنے کا پابند ہو اور تمہیں آزادی ہے جس سے چاہو عشق کرو جس کو مرضی محبوب بنا لو اگر ایسا ہے تو یہ عشق بھی خیانت ہے، بے ایمانی ہے، وفا ہے۔

انہوں کا بوجھ اٹھانے سے زمینوں، آسمانوں اور پہاڑوں نے انکار کر دیا تھا مگر انسان نے یہ بوجھ اٹھالیا۔ وہ امانت کیا تھی عشق کی امانت جو انسان نے قبول کی اور اب مسلسل اس میں خیانت کر رہا ہے شاید اسی لئے اسے جلد باز اور خسارہ اٹھانے والا کہا گیا ہے۔

کائنات کی تخلیق کرنے والے نے اسے تخلیق کیا ہی اسی لئے تھا کہ کائنات کے آئینے میں مجھے پہچانا جائے۔ میری پہچان کا ذریعہ کائنات کے جلوے ہیں۔ یہ عشق مجاز کی صورت میں سچا ہے اور حقیقت کیا ہے۔ دراصل مجاز بذات خود ایک حقیقت ہے۔ اپنا عشق اپنا محبوب اپنے تک محدود رکھا جائے تو

مجاز اور اگر اپنی محبت میں کائنات کو شریک کرنے کی خواہش پیدا ہو جائے تو حقیقت رانجے کا شوق مجاز تھا مگر وارث شاہ کا عشق حقیقت مجاز ایک زینہ، ایک سیرجی تو ہے مگر منزل نہیں۔ جو مجاز کے زینے پر ٹھہر گئے وہ منزلوں سے بھگانے ہو گئے۔ جو اس زینے کو بھلا گیا وہ عشق کی مسلاتی کو چا پینچا۔ قطرہ سمندر سے جالٹا تو پھر قطرہ کہاں، وہ تو سمندر ہو گیا۔

قطرے کو سمندر سے ملانے والا چوار، حق سے آشنا کرانے والا رہبر، اگلے زینے تک ہاتھ پکڑنے والا محسن کوئی محبوب ہی ہو سکتا ہے۔ اللہ معبود ہے انسان محبوب، اللہ کی راہ انسانوں کی راہ ہے۔ انعام یافتہ انسانوں کی۔ اللہ کی محبت کا راز انسان سے محبت میں ہے۔ قرب الہی کا آسان ترین راستہ کسی کے فیض نظر سے ملتا ہے۔ اللہ کے مقرب، انسانوں کے قریب رہتے ہیں، کہیں انسانوں کا قرب ہی اللہ کا قرب نہ ہو۔ تقرب الہی کی منزلیں طے کرانے والے بہر کمال کو بھی کبھی صورت ظن لکھا جاتا ہے۔ تقرب الہی میں رہنے والا اللہ کا بے پناہ عبادت گزار جس کا کوئی محبوب نہ تھا اس لئے اسے یقیناً یقین قرار دیا گیا۔ بہر کمال محبوب بن جائے تو پھر کیا نہ ملے۔ جسے کمال کا محبوب مل جاتا ہے وہ اپنے محبوب آقا کے ستم کو بھی کرم سمجھتا ہے۔ پھر اسے ہر طرف حسن و جمال ہی نظر آتا ہے۔ غصہ، نفرت، حسد، لالچ اور کینہ سے وہ آزاد ہو جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ کے لئے بے ضرر اور سب کے لئے منفعت بخش ہو جاتا ہے۔ وہ کسی کا دل نہیں دکھاتا، کسی کا حق نہیں رکھتا، کسی کو اپنے سے کم نہیں جانتا۔ وہ گناہ سے نفرت ضرور کرتا ہے مگر گنہگار سے نہیں۔ وہ دنیا کی محبت، شہرت، مرتبے اور دولت کے حجابوں سے نکل جاتا ہے۔ نیند پر بیداری کو ترجیح دیتا ہے۔ کائنات کو پیچھے تو منہ سے ہی وہ نکالتا ہے۔ دوسروں کا درد اوروں کا غم اس کی آنکھ کا آسو بن جاتے ہیں۔ ایسے لوگ مقرب بندوں کی صف میں شمار ہوتے ہیں۔

اللہ کی رحمت سب کے لئے ہے سب کے انتظار میں ہے، کوئی طالب دستک تو دے، دروازہ ضرور کھلے گا۔ تو رہبر کی تلاش کا خلوص نیت سے ارادہ پابند، وہ خود تجھ سے آٹے گا۔ نیت سے بڑھ کر نہ کوئی اچھا عمل ہے نہ عبادت۔ نیک نیت انسان نیکیوں کا سفر بنا دیا جاتا ہے کیونکہ سارا دار و مدار نیکیوں پر ہے۔ نیت کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا ہے۔ نیت ارادے کا نام ہے اور ارادے کے بغیر آپ پانی بھی نہیں لی سکتے۔ شدید پیاس میں پہلے ارادہ کیا جاتا ہے پھر انڈیل کر پانی پیا جاتا

جب یہ بات اُٹلے کہ ہم سب کچھ چھوڑ کر یہاں سے جانے والے ہیں تو یہاں چھوڑنے کے لئے کتنا زیادہ سے زیادہ جمع کر لیا جائے۔ ایک کروڑ پتی بھی اپنا کروڑ خرچ کر کے نہیں مارتا۔ وہ کروڑ پتی جی مرتا ہے پھر اس کی اولاد کروڑ پتی کہلاتی ہے مگر ایک دن وہ بھی سب کچھ چھوڑ کر کسی اجنبی سفر پر روانہ ہو جاتی ہے۔ آخر پھول کب تک شاخ کی زینت بنا رہے گا، گونے گا کہیں تو پتی جی ہو کر نکھر جائے گا۔ دنیا میں آج تک جتنے محل تعمیر ہوئے، جتنے قلعے تیار ہوئے ان کے بنانے والے ان کے کرنے تک ان میں نہ ٹھہر سکے۔ کتنی سیلیں گزر گئیں مگر وہ محل وہ قلعے آج بھی کھڑے ہیں۔ مکاں ہیں تو ان کے سارے مکین کہاں چلے گئے۔ کروڑوں رکشے والے تو آج بھی ہیں، کروڑوں جمع کرنے والے کہاں چلے گئے۔ شاہی قلعہ، بادشاہی مسجد، شالابار باغ تو آج بھی ہیں مگر وہ مغل شہزادے، وہ ہاتھی ٹھوڑوں کے چوار لشکر، وہ بیچ زن شاہ سوار کہاں گئے وہ شیش محل کی رقاصائیں کہاں دم سادہ گئیں۔ جہانگیر کی رانی، وہ انارکلی، وہ تاج محل کی ملکہ ممتاز، وہ نور جہاں جو اپنے محبوب کا مقبرہ بنا کر اپنی محبت کو امر کر گئی۔ جہانگیر کا مقبرہ بنانے والی کا اپنا مقبرہ کہاں ہے اپنی بیٹی لالائی بیگم کے ساتھ ریل کی پٹری کے دہانے پر انے میں۔ ملکہ ممتاز کو تاج محل بنا کر دینے والے کا تاج محل کہاں آباد ہے، کوئی نہیں جانتا۔

بات تاج محل کی نہیں بات تاج محل میں سامنے والے کی ہے۔ جہانگیر کا مقبرہ اور ممتاز محل کا تاج محل سیاہی کی تفریق کا باعث تو بن سکتے ہیں۔ خوبصورت پارکوں میں گھرے ہوئے خوبصورت محل کجا ز کا فساد تو کہاں سکتے ہیں، عشق کی حقیقت نہیں بیان کر سکتے۔ حضرت داتا گلی بخش، حضرت میاں محمد بخش، حضرت بیٹھے شاہ قصوری اور فرید الدین گنج شکر کے تاج محل صدیوں سے مرجع خلافت ہیں، جہاں نور برستا ہے۔ عشق حقیقی کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ ایک ہجوم بیکراں کے سنگ یہاں کے شب و روز گزرتے ہیں کیونکہ یہ بہتیاں گلوں کے لئے باعث رحمت ہیں۔ ان مزاروں پہ آنے والے کبھی خالی دامن نہیں رہتے۔ بشرط ان سے محبت، عقیدت اور لگاؤ ہے جن کے دل بھرے ہوں۔ ان سے عقیدت رکھنے والوں کے دل بھی خالی رہ سکتے ہی نہیں کیونکہ یہ بہتیاں لغتیں بانٹنے والے کی بیابان ہوتی ہیں۔ مقرب بندوں کی قربت، تقرب الہی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ بے شک یہ اللہ کے دوستوں کا ٹھکانہ ہے جنہیں خود

خدا نے فرما دیا۔ اَلَا اِنَّا اَوْلِيَاءُ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ جنہوں نے اپنی زندگیاں رب کے رستے پر چلتے ہوئے گزار دیں اللہ نے انہیں مرنے کے بعد بھی سرفراز کر دیا۔ ان کے آستانے ان کے مزار، ان کی تصانیف اور ان کے ملفوظات آنے والی لسوں کے لئے مینار نور بن گئے۔ مولانا روم کو نگاہ تبریز نے صاحب مشنوی بنا دیا۔ ایسی مشنوی جو قلوب کی خشک اور بجز زین پر عشق حقیقی کی نورانی برسات بن جاتی ہے۔ انسان کو صاحب عشق بنا کر عرفان کی بلندیوں عطا کرتی ہے۔ خدا کرے ہمارے دل بھی کسی ایسی پر نور برسات سے شاداب ہو جائیں۔ ہم ایسی بارگاہ ہستیوں کے خزیںوں سے فیضیاب ہونے والے بن جائیں۔ ان پر اعتراض کرنے اور فتوے جاری کرنے والے نہ بن جائیں اور بقول و اوصاف علی و اوصاف جو مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب حال بلکہ صاحب اقبال بھی تھے، میں ان کو اپنا روحانی استاد مانتا ہوں، وہ فرماتے ہیں۔

”اعتراض کرنے والے فارمولہ استعمال کرتے ہیں، قانون استعمال کرتے ہیں، قاعدہ کلیہ استعمال کرتے ہیں اور صاحب حال ہر فارمولے سے باہر ہوتا ہے۔ فتویٰ اقبال کے خلاف تھا اور فطرت اس کی آنکھ میں خاک مدینہ و نجف کا سرمہ لگا رہی تھی۔ وہ دانائے راز بتا دیا گیا اسے فقیری عطا ہوئی، قلندر ملی، وہ ایدہ بیگ ہو گیا، غبار راہ حجاز ہو گیا۔ مفتی اس کے خلاف رہے فطرت اس کے ساتھ ہو گئی۔ اقبال کا صاحب اقبال ہونا محض اقبال کو صاحبان حال بننے سے محروم کر گیا۔ یہ اس نگاہ کے فیصلے میں اس کی عطا کے کرشمے

ہیں۔ عمل کسی اور رخ کا ہوتا ہے، فضل کسی اور طرف پہنچا دیتا ہے۔ کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے۔“ میں بھی شروع میں اپنے عشق کی بات لے کر چلا تھا، میں نے انسان ہونے کے ناطے جنت سے نکل کر اب تک طے ہونے والے سارے زمانوں، ساری صدیوں کا سفر طے کیا۔ مگر مجھے ابھی تک اپنے عشق، اپنے جنوں، اپنے حال سے وہ حاصل نہیں ہوا جو میرا حاصل تھا۔ وہ آرزو، وہ تمنا، وہ خواہش، وہ حسرت جس کو پانے کا مجھے عشق تھا۔ وہ کیا ہوا۔ میرے لئے سب کچھ ہونا نہ ہونا اور نہ ہونا، ہونا ہو کر رہ گیا۔ میں ابھی تک یہ بھی نہیں جان پارہا کہ میں چاہتا کیا ہوں میرا حاصل کیا ہے؟

گلستانہ

عالم ہوتا ہے بھی مومنوں سے پوچھ لے گا کہ کیا تمہیں کوئی تکلیف ہے یا کوئی اور چیز چاہیے۔ تو مومن عرض کریں گے کہ اے

جنت کا ایک منظر

(کامران احمد آثم - مردان)

احادیث مبارکہ

ہوں گے تو اللہ مومنوں کو پانچ انعام دے گا۔ ان میں پہلا مومن کر حضرت عطاء فرمائے گا۔ 130 ف قد عطا ہم علیہ السلام کا قد یعنی 130 ف دے گا۔ دوسرا انعام حضرت یوسف کا من عطا فرمائے گا۔ تیسرا انعام حضرت یحییٰ کی عمر عطا فرمائے گا۔ چوتھا حضرت محمد ﷺ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق ہمارے عطا فرمائے گا ان پانچ صفتوں کے

احادیث مبارکہ

ماری یعنی دست کاری کی ہوگی کہ مومن
نماز دین کا ستون ہے اور جس نے اس کو قائم
کیا ہو گیا اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے
اسے دھایا ہو یا اس نے دین کو دھایا۔
علم حاصل کرو خواہ چھین چھین بھی جانا پڑے۔
جس نے ہمارے بڑوں کا ادب نہیں کیا اور
ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا وہ ہم میں سے
نہیں ہے۔

اقوال زیریں

جو کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان
کبریٰ کو مراوا چھوڑ دیا تو سچا ہے پوچھا گیا
تم میں سے کون ہے جو میرا بچہ خریدے؟ تو
صحابہ نے کہا یہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)
کوئی نہیں ہے جو میرا بچہ خریدے۔ تو آپ
(صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا چراغِ ولایت کی
نظر میں ہیں دنیا کی قدر اس مرتبہ کے
کبریا کی بجائے بھی مرتبہ۔
پھر حضور رومی سے پیش آیا، سب سے پہلی
نیکی تھی۔ (حضرت غفر)

چھ شیخ محدثی کا قول ہے کہ تلوار دو قسم کی ہوتی ہے اک لوہے دوسری جہت کی۔ فرق صرف اتنا ہے کہ لوہے کی تلوار ایک دھڑکتی ہے جبکہ جہت تلوار دو واہک کرتی ہے۔

ہفتا مہر و جہد میں زندگی کا دائرہ منظر ہے۔
(ماہ اقبال)

۱۰۰ مسکراہٹ روح کا دروازہ کھول دیتی ہے۔

☆ ہدی کے انحصار کی روشنی سے چپٹ
سکتے ہیں۔

عالمِ پنی کے بغیر میرا بے ہے اور حامل
مالی کی موجودگی میں رہ کر بھی تشنہ رہتا ہے۔

۱۰۰ پرانا تجربہ نئی تعبیر کی بنیاد ہے۔

مستحق والے اور مستحق ہوئے۔

۱۰ اچھا لباس پہن کر گوارا اور ہمام لے۔

رزق حلال کر کے کھانے کی اللہ طاقت ہی نہیں دیتا۔ زیادہ رزق زیادہ دولت اللہ کا بہت بڑا امتحان ہے اور کوئی لاکھوں میں ایک اس امتحان میں پاس کرنا ہے جو دینے والے کے نام پر ملنا ہے اور بے منتہی بے دریغ خرچ کرتا ہے۔ ایسے سرمایہ دار ایسے بڑے لوگ واقعی بہت بڑے لوگ ہوتے ہیں جو ہمارے معاشرے میں ہر جے ہیں لیکن خالی خالی نظر آتے ہیں۔

میرا حاصل ہمیشہ سے میرا عشق رہا ہے۔ میں نے دنیا کی ہر مادی اشیاء سے عشق کیا مگر میں اپنے عشق کی تشبیہ کو نہ مٹا سکا۔ ہر چیز فانی ہر چیز مٹنے والی، انسان بھی اور اشیاء بھی پہاڑ بھی اور سمندر بھی سب فنا ہونے والے لیکن میرا عشق لافانی ہے لازوال ہے وہ امر ہے۔ بس میں اس کا راز نہیں جان سکا۔ اس لئے صدیوں سے بھگ رہا ہوں۔ میرا عشق وہ ہے جس نے مجھے عشق دیا۔ جو میرے بہت قریب رہتا ہے بہت ہی قریب سانسوں کی طرح، خوشبو کی طرح، روشنی کی طرح، بس میں ہی اسے نہیں پہچان پا رہا۔ اب یہ راز کسی نے دھیرے سے میرے کان میں کہہ دیا ہے کہ اگر تو اپنے عشق کا راز دال جتنا چاہتا ہے تو اپنے جیسے کسی بھی دوسرے انسان کی آنکھوں میں جھانک، بغور جھانک، بس وہاں جو تمہیں نظر آ رہا ہے وہی تیرا عشق ہے وہی تیرا راز ہے۔ اس راز کو جان لے اور لیوں پر چپ کا ایسا قفل ڈال لے لوگ تمہیں کمر پرچکا ہے اگر ایسا نہ کر سکتو تو مار دیئے جاؤ گے کیونکہ عشق کا تو مقدر ہی منصور حلاج ہے۔

☆☆☆

ہم بھی آداب ہمارے ہیں تمہیں کیا معلوم
ہم تمہیں جیت کے ہارے ہیں تمہیں کیا معلوم
ایک تم ہو کہ مجھتے نہیں ہم کو اپنا
ایک ہم ہیں کہ تمہارے ہیں تمہیں کیا معلوم
☆ --- فوزیہ

زندگی کے بھید کو میرے سوا جانے گا کون
زندگی کچھ بھی نہیں خیرِی تمنا کے سوا
☆ --- نیلم، رحیم بارخان

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزا ہی نہیں
☆ --- شکلیہ، ماجرہ گڑھی

آج میں جس دور میں ہوں، میرے حاصل کا دائرہ وسیع ہے مگر حاصل کا حصول برائے نام بلکہ نہ ہونے کے برابر۔ میرے تمام وسائل مجھے پیٹ پائے اور تن ڈھانپنے سے آگے بڑھنے کا موقع ہی نہیں فراہم کرتے۔ میں لاکھ روپے تنخواہ لے کر بھی گھر کے ماہانہ اخراجات پورے نہیں کر پاتا۔ پندرہ میں ہزار تنخواہ لینے والا مہینے کے آخر میں اپنا موبائل فون چارج نہیں کر سکتا۔ چھوٹا موٹا ڈکاندار مارکیٹ کے بڑے تاجر سے ایڈوانس سووالے کر اپنے گھر کا خرچ چلاتا ہے۔ بڑا تاجر، بڑا ڈکاندار اپنے سے بڑے تاجر، کسی کارخانہ دار کے سہارے اپنے بجٹ کے توازن کو برقرار رکھتا ہے۔ ناجائز طریقے سے کمائے والے، رشوت خور ملازم، سٹہ کھینے والے، لائبریاں اور بانڈ کے کالے دھن کو سفید دھن میں بدلنے والوں کے پاس دھن دولت تو بہت ہوتا ہے مگر ان کا یہ حاصل ان کو زندگی کی رعنائیوں سے دور رکھتا ہے۔ وہ الدار، مریا، دروار اور دروازہ ہو کر بھی حقیقی خوشیوں، زندگی کی لطافتوں سے مفلس اور کنگال رہتے ہیں۔ وہ ہمیشہ اپنے سے دوسرے کو کم تر سمجھنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ انہیں دنیا کی ہر چیز سے زیادہ اپنی امارت، اپنی دولت اپنی شوکت عزیز ہوتی ہے۔ وہ اپنے عزیز و اقارب اور اپنے طبقے کے لوگوں سے ملنے جتنے تو انہیں اپنی ہر بات، اپنی ہر اداسی بناوٹ کا ماسک پہن کر پیش آنا پڑتا ہے۔ وہ ایسا کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ وہ نہیں پالیتے کہ ہماری کسی پہلو سے دوسرے کے مقابل میں دیکھنے والے کو کبھی نظر آئے۔ وہ

ڈریک نوش کرتے ہوئے آدھی بوتل چھوڑ دیتے ہیں۔ میرے کو بڑی ٹپ دے کر وہ خود کو بڑا ظاہر کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ سو روپے کی ضرورت پوری کرنے کے لئے انہیں ہر دفعہ بڑا نوٹ بنوے کے نکالنا پڑتا ہے اور بنوے میں بڑے نوٹوں کا بڑی تعداد میں ہونا ان کے معاشرے میں بڑا ہونے کی علامت ہوتا ہے۔ چھوٹے نوٹ، چھوٹی جیب، چونا بنوے ان کو معاشرے میں بہت چھوٹا بنا کر پیش کرتے ہیں اور وہ کسی طور بھی نہیں چاہتے کہ ہم کسی سے کم تر درجے میں جانے جائیں۔ اس لئے انہیں اپنے بنوے کو بڑے نوٹوں سے بھرا رکھنے کے لئے بڑے پائپلیٹے پڑتے ہیں۔ حق حلال کی تنخواہ، حق حلال کی کمائی، حق حلال کا منافع اور حق حلال کمانے والے کا بنوہ کبھی، کبھی نہیں ہو سکتا کبھی بڑے نوٹوں سے بھرا نہیں ہو سکتا۔

بڑا ہنہ بڑا پیٹ بڑی گاڑی بڑا ہنگلہ بڑا سرمایہ دار وہی کہلا سکتا ہے جس کے مقدر میں رزق حلال نہیں لکھا ہوتا۔ یا جن کو

سودینے والا اور سود لینے والا دونوں جہنمی آگ میں ہیں۔
 قبر میں عذاب کا سب سے بڑی وجہ اپنی پیٹاب سے اپنے آپ کو بچانا ہے۔ یعنی جو لوگ پیٹاب کرتے ہیں اور اس میں احتیاط سے کام نہیں لیتے وہ سب سے زیادہ عذاب قبر میں مبتلا ہوں گے۔

(کامران احمد آثم۔ مردان) سنہری بامیں

☆ خدا کا خوف عقل کی بنیاد ہے۔
 ☆ سست ہو کر گھر میں پڑے رہنے سے اور باہر نکل کر محنت کرتے کرتے تھک کر مر جانا بہتر ہے۔
 ☆ اچھے لوگ اچھی باتیں اور اچھے خیالات زندگی کا قیمتی سرمایہ ہیں۔
 ☆ زندگی میں آپ دو ہی اشخاص کو اہمیت دیتے ہیں ایک دوست دوسرا دشمن۔

☆ جو انسان اپنے غلوں کی قسمیں کھائے اس پر بھی اعتبار مت کرو۔
 ☆ جل کر کباب ہونے کی بجائے کھل کر گلاب بن جاؤ۔
 ☆ جو بات دشمن کے سامنے مناسب مناسب نہیں، دوست کو بھی نہ بتاؤ۔
 ☆ کامیابی صرف ایک بار دروازہ کھٹکھٹاتی ہے۔

☆ ناکامی تری کا ذریعہ ہوتی ہے۔
 ☆ اگر خوش رہنا چاہتے ہو تو دوسروں کو بھی خوش رکھو۔
 ☆ زبان کا وارنکوار سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔
 ☆ دنیا کی محبت خطاؤں کا سرچشمہ ہے۔
 ☆..... احمد نجی۔ کالا باغ

احادیث نبوی
 ☆ اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا اس لئے

☆ کسی کا دل نہ دکھاؤ ورنہ اس کے آنسو تیرے لئے عذاب بن جائیں گے۔
 ☆ اعتماد اتنا نازک ہوتا ہے کہ وہ ایک مرتبہ ٹوٹ جائے تو واپس نہیں جڑتا۔
 ☆ ہر ایک کی بات سنو مگر فیصلہ خود کرو۔
 ☆ کسی کا دل دکھانا بہت بڑا گناہ ہے۔
 ☆ زبان ایک خنجر ہے اس سے کسی کو زخم نہ دو۔

☆ میں اچھے وقت سے زیادہ اچھا دوست عزیز رکھتا ہوں کیونکہ اچھا دوست اچھا وقت پیدا کر سکتا ہے مگر اچھا وقت اچھا دوست نہیں دے سکتا۔
 ☆..... ایم خالد محمود سائول۔ سروٹ

پھول کا مقدر
 گلستان میں کھلنے والا ہر پھول خوشنما اور دلربا ہوتا ہے بظہار حسن کا مجسمہ یکسانیت کا حامل گلزار کا مقدر ایک طرف سہرے کی سجاوٹ اور دوسری طرف قبر کی زینت۔ کہیں محبت کی نشانی سمجھ کر کالر یا پالوں میں لگایا جاتا ہے تو بعض اوقات نفرت سے پاؤں تلے مسل دیا جاتا ہے جبکہ کچھ پھول پودے پر ہی دامن چاک کر لیتے ہیں۔ گویا ہر پھول کا مقدر کائنات کے اس گلشن میں انسان کی مانند ہے۔
 ☆..... مہر یاش احمد زید۔ جڑاوالہ

بدل جاتے ہیں
 زندگی تغیرات کا نام ہے۔ وقت بدل جاتا ہے حالات بدل جاتے ہیں موسم بدل جاتے ہیں لوگ جگہ جگہ بدلتے جاتے ہیں مگر کبھی کبھی محض کوئی موسم کوئی جگہ کوئی مقام اور کچھ لوگ دل میں اتر جاتے ہیں بلکہ گھر کر جاتے ہیں بلکہ

ایک حسین یادیں بن کر زندگی میں ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔
 ☆..... محمد ہارون قریح پور ہزارہ

متفرق معلومات

☆ دنیا کا سب سے بڑا خیر چین میں ہے۔
 ☆ دنیا کا غریب ترین ملک کانگو ہے۔
 ☆ دنیا کی چھٹ سب سے ترقی یافتہ ممالک (تبت) کو کہتے ہیں۔
 ☆ موتیوں کی سرزمین بحرین کو کہا جاتا ہے۔
 ☆ دنیا کی خوبصورت ترین بندرگاہ سنڈی ہے۔

☆ پاکستان کی سب سے پہلی فلم کا نام "تیری یاد" ہے۔
 ☆ سکندر اعظم یورپ میں پیدا ہوا ایشیاء میں فوت ہوا اور افریقہ میں دفن ہوا۔
 ☆ سالگرہ کا دن فرعون نے ایجاد کیا تھا۔
 ☆ دنیا میں پائے جانے والے سب سے قدیم کپڑے کا نام لال بیگ ہے۔
 ☆ ہوائی جہاز سب سے آرویل اور برائت نے بنایا تھا جو ساٹھ میٹر ہوا میں اڑا تھا۔
 ☆..... سید اللہ سمعی۔ گاؤں درہ خیل

پڑھنے اور عمل کیجئے
 ☆ جس جگہ عقل کامل ہوگی وہاں حرص اور شائبہ ہوگا۔
 ☆ بدلتے ہوئے جو لوگوں کی بدی ظاہر کرنے اور نیکی چھپانے کی کوشش کرے۔
 ☆ عمر قحطی ہے کام زیادہ لہذا عاقل وہ ہے جو اس عمر کو صرف ضروری کام میں صرف کرے۔

☆ جو شخص لوگوں کو عمل صالح کی ہدایت کرے وہ خود اس پر عمل نہ کرے اس کی مثال ایسی اندھے شخص کی مانند جس کے ہاتھ میں چراغ ابھو اور وہ دوسروں کو تو روشنی دے لیکن خود نہ دیکھ سکے۔

☆ طالب علم میں شرم مناسب نہیں کیونکہ جہالت شرم سے بدرجہہ۔
 ☆ حاکم وقت ایک بڑے دریا کی مانند ہے جس کا پانی تلخ ہوگا تو لازماً مندیوں کا پانی بھی تلخ ہوگا۔

☆ زندگی جب نیک کاموں کا ذریعہ نہ ہو شائستہ نہیں بنی جاسکتی۔
 ☆ اچھی بات حاصل کرنے کے لئے بری بات کو وسیلہ بنانا چاہئے۔
 ☆ خدا سے کسی چیز میں ممانعت مانگو یا چاہو جن کا نقص دیر پا نہ ہو۔

☆ وہ شخص عقلمند نہیں جو دنیاوی لذتوں سے خوش اور مصیبتوں سے مضطرب ہو۔
 ☆ بات کو پہلے دیر تک سوچو پھر منہ سے نکالو۔

☆ جو لوگ امداد کے مستحق ہیں ان کی امداد کرنے میں ان کے سوال کا منتظر نہیں رہنا چاہئے۔
 ☆..... محمد صندردیگی۔ کراچی

طہارت
 ☆ نماز کی ادائیگی کے لئے سب سے پہلی چیز طہارت ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی چنانچہ نماز کے لئے طہارت کا ہونا ضروری ہے۔ طہارت کے ضمن میں احادیث مبارکہ میں بھی بان کیا گیا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جنت کی بھی نماز ہے اور نماز کی بھی طہارت ہے۔
 ☆ اچھا وضو، حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم نے ارشاد فرمایا کہ جو

شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے تو اس کے گناہ اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔ (بخاری/مسلم)

☆ تین مرتبہ وضو، حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ حضور سرور کائنات نے تین تین مرتبہ وضو فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ میرا اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام تھے ان کا وضو ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

☆ وضو کا حکم: حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی نیند سے بیدار ہو تو وضو کرے اور ناک صاف کرے کہ شیطان اس کے تختے پر رات گزارتا ہے۔ (بخاری/مسلم)

☆ دو گنا ثواب: حضرت علیؓ نے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص سخت سردی میں کامل وضو کرے اس کے لئے دو گنا ثواب ہے۔

☆ گناہوں کا جھڑنا: حضرت عبداللہ فنا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان بن بندہ جب وضو کرتا ہے تو کھلی کرنے سے اس کے گناہ گر جاتے ہیں جب نازک میں پانی ڈال کر صاف کیا تو ناک کے گناہ نکل گئے جب منہ دھویا تو اس کے چہرے کے گناہ نکل گئے یہاں تک کہ پلوں کے نیچے اور جب ہاتھ دھوے تو ہاتھوں کے گناہ نکلے یہاں تک کہ ہاتھوں کے ناخنوں سے نکلے اور جب سر کا مسح کیا تو سر کے گناہ نکلے یہاں تک کہ کانوں سے نکلے اور جب پاؤں دھوئے تو پاؤں کی خطائیں نکلیں یہاں تک کہ ناخنوں سے۔ (نسائی)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہر عمل کیلئے اللہ کے ہاں پہنچنے کیلئے درمیان میں حجاب ہوتا ہے مگر لا الہ الا اللہ اور پاپ کی دعا بیٹے کیلئے دونوں کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔ ایک کافر بادشاہ تھا کہ نہایت ہی مقصد متعصب تھا۔ اتفاق سے مسلمانوں کی ایک لڑائی میں وہ گرفتار ہو گیا، چونکہ مسلمانوں کو اس سے بہت تکلیفیں پہنچی تھیں اس لئے اقامت کا جوش ان میں بھی بہت تھا۔ کافر کو دیکھ میں ڈال کر آگ میں رکھ دیا اس نے اول اپنے بتوں کو پکارنا شروع کیا اور مدد چاہی۔ جب کچھ بن نہ پڑا تو وہیں مسلمان ہو اور لا الہ الا اللہ کا ورد شروع کر دیا اور ایسی حالت میں جس جوش و خلوص سے پڑھا جا سکتا ہے پڑھتا رہا۔ فوراً اللہ تعالیٰ شانہ کی طرف سے مدد ہوئی اور اس زور سے بارش ہوئی کہ وہ آگ بھی بجھ گئی اور دیکھ ٹھنڈی ہو گئی۔ اس کے بعد زور سے آدمی چلی اور وہ دیکھ ہوا میں اڑی اور کسی دور شہر جہاں سب کافر تھے میں جا کر یہ شخص لگا تار کلمہ طیبہ کا ورد کرتا تھا۔ لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور یہ عجیب دیکھ کر حیرت تھے۔ اس سے حال دریافت کیا اور اس نے اپنی سیر گشت سنائی جس سے وہ لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔ اللہ سے دعا ہے اللہ ہمیں بھی اس کلمہ طیبہ کا ورد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (محمد اسماعیل دکنی، مظہر آباد)

دعا

دعا ہے رب سے کہ آپ جس کی تمنا کرے وہ آپ کو مل جائے۔

دعا ہے رب سے کہ آپ کو زندگی کی ہر خوشی مل جائے۔

دعا ہے رب سے کہ آپ کو میری خوشیاں بھی نصیب ہو۔

دعا ہے رب سے کہ آپ کے حصے کے غم بھی

بھٹل جائے۔

دعا ہے رب سے کہ آپ کی سب خطاؤں کے سزا بھی بھٹل جائے۔

دعا ہے رب سے کہ آپ کو کبھی زندگی میں دکھ نہ ہو۔

دعا ہے رب سے کہ آپ کے سارے دکھ بھٹل جائے۔

دعا ہے رب سے کہ میرا سب چین سب سکون لے لیں مگر..... یہ چین یہ سکون اسے مل جائے جیسے ہم پیار کرتے ہیں۔ جسے ہم اپنی دل کی دیوی بنا رکھی ہے۔ جسے ہم نے اپنی دل کی مندر میں بیٹھا رکھا؟ میری پیاری دیوی جی۔

(لقمان حسن - ڈیرہ اسماعیل خان)

شعر

آئی تھی میری خواب میں ایک حسین کی دیوی آنکھیں تھیں بے نقاب اور چہرے پر چھا نقاب میں اس کو دیکھ رہا تھا اور وہ مجھ کو دیکھتی نقاب ہونے سے چھٹی کر ٹوٹ گیا خواب

وہ جاتے جاتے رک گئی اور مڑ کر اس نے دیکھا گویا کہ میرے آنکھوں میں سب کچھ اس نے دیکھا آئی میرے قریب کہنے لگی کچھ اس طرح میں نے تیری آنکھوں میں بڑا پیار کا طوفان دیکھا ہے

(لقمان حسن - ڈیرہ اسماعیل خان)

ماں کی وصیت

عرب کی ایک مشہور عالم ادیبہ نے اپنی بیٹی کی رخصتی پر اس کو دس وصیتیں کی تھیں کسی بھی زمانے میں اگر ہر بیٹی ان دس وصیتوں پر عمل کرے تو اس کا گھر جنت کا نمونہ بن جائے گا۔

۱۔ میری پیاری بیٹی! میری آنکھوں کی

ٹھنڈک، شوہر کے گھر جا کر قناعت والی زندگی گزارنے کا اہتمام کرنا، جو دال روٹی ملے اس پر راضی رہنا، جو دھکی دھکی شوہر کی خوشی کے ساتھ مل جائے وہ اس سرخ پلاؤ سے بہتر ہے، جو تہارے اصرار کرنے پر اس نے ناراضی سے دیا ہو۔

۲۔ اس بات کا خیال رکھنا کہ اپنے شوہر کی بات کو ہمیشہ توجہ سے سنا، اسے اہمیت دینا اور ہر حال میں ان باتوں پر عمل کرنے کی کوشش کرنا، اس طرح تم ان کے دل میں جگہ بنا لوں گی کیونکہ آدمی نہیں بلکہ آدمی کا کام پیارا ہوتا ہے۔

۳۔ اپنی زینت و ہمال کا ایسا خیال رکھنا کہ جب وہ تجھے نگاہ بھر کے دیکھتے تو اپنے انتخاب پر خوش ہو اور سادگی کے ساتھ جتنی بھی میسر ہو جائے، خوشبو کا اہتمام ضرور کرنا۔ یاد رکھنا کہ تیرے جسم و لباس کی کوئی بیا کوئی بری بےیت اسے نفرت و کراہیت نہ دلائے۔

۴۔ اپنے شوہر کی نگاہ میں پرکشش معلوم ہونے کے لئے اپنی آنکھوں کو سرسے اور کامل سے آراستہ کرنا کیونکہ پرکشش آنکھیں پورے وجود کو دیکھنے والے کی نگاہوں میں چا دو جاتی ہے۔

۵۔ شوہر کا کھانا وقت سے پہلے اہتمام سے تیار رکھنا، کیونکہ دیر تک برداشت کی جانے والی بھوک بھر کتے ہوئے شطی کی مانند ہوتی ہے۔ ان کے آرام کرنے اور نیند پوری کرنے کے اوقات میں سکون کا ماحول بنانا کیونکہ نیند احموری رہ جائے تو طبیعت میں غصہ اور چڑچڑاہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔

۶۔ ان کے گھر اور ان کے مال کی نگرانی کرنا یعنی ان کے بغیر اجازت کوئی گھر میں نہ آنے کیونکہ مال کی بہتر نگہداشت حسن انتظام سے ہوتی ہے اور اہل و عیال کی بہتر حفاظت حسن تدبیر سے۔

۷۔ ہمیشہ ان کی راز دار رہنا اور ان کی

نافرمانی ہرگز نہ کرنا کیونکہ ان جیسے باعجب شخص کی نافرمانی جلتی پر تیل کا کام کرے گی اور تم اگر اس کا راز اور اس کے چھپا کر نہ رکھ سکیں تو اس کا احتیاط تم پر سے ہٹ جائے گا اور پھر تم بھی اس کے دورے پھن سے محفوظ نہیں رہو سکتی۔

۸۔ جب وہ کسی بات پر غصے میں ہوں تو اپنی کسی خوشی کا اظہار ان کے سامنے نہ کرنا یعنی ان کے غم میں برادری شریک رہنا۔ شوہر کی کسی خوشی کے وقت اپنے پیچھے ہونے غم کے اثرات چرنے پر نہ لانا اور شوہر سے ان کے کسی رویے کی شکایت کرنا۔

۹۔ اگر تم ان کی نگاہوں میں قائل حکم کرنا چاہتی ہو تو اس کی عزت و احترام کا خوب خیال رکھنا اور اس کی مری کے مطابق چلنا پھر تو تم اس کو بھی ہمیشہ اپنی زندگی کے ہر ہر مرحلے میں ایسا بہترین رہنما پاؤ گی۔

۱۰۔ میری پیاری بیٹی! میری اس صحت کو پلو سے باندھ لو اور اس پر گرہ لگا لو کہ جب تک تم ان کی خوشی اور مرضی کی خاطر کسی بار اپنا دل نہیں مارو گی اور ان کی بات اوپر رکھنے کے لئے خواہ تمہیں پسند ہو یا نا پسند، زندگی کے کئی مرحلوں میں اپنے دل میں اسٹے والی خواہشوں کو دلی نہیں کرو گی۔ اس وقت تک تمہاری زندگی میں بھی خوشیوں کے پھول نہیں کھلیں گے۔

۱۱۔ میری پیاری اور لاڈلی بیٹی! ان نصیحتوں کے ساتھ میں تمہیں اللہ کے حوالے کرتی ہوں۔

۱۲۔ پیاری کارن حین! بہنو اگر آپ بھی ان نصیحتوں پر عمل کریں تو اپنے شوہر کی نگاہوں میں قائل حکم بن سکتی ہیں۔

(مس ماہر - کمریدان)

☆☆☆

محبت

ایک چھوٹا سا لفظ جو کھتے ہیں محبت بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ محبت کی نہیں جاتی محبت ہو جاتی ہے۔ محبت چار حروف سے بنا ہے۔ م سے موت، ح سے حلاکت، پ سے برادری، ت سے تباہی۔ کبھی کبھی یہ انسان کو مرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ یہ محبت کسی سے بھی ہو سکتی ہے بس مجھے بھی کسی سے محبت ہو گئی اور وہ دعا کے نام سے ہی واقف نہیں۔ اس کا نام تو زخم کھانا ہے۔ میں تو دل کے ہاتھوں مجبور ہوں یہ نہیں مانتا کہ وہ بے وفا ہے، کچھ لوگ تو صرف وقت گزارنے کے لئے محبت کا کھیل کرتے ہیں اور دوسروں کی زندگی برباد کر دیتے ہیں۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ ہمارے پہلو میں بھی دل ہے جو ذرا سی چوٹ سے ٹوٹ جاتا ہے۔ میری تمام لڑکوں اور لڑکیوں سے گزارش ہے کہ اگر کسی سے محبت کرو تو دل سے وقت گزاری کے لئے ایسا نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ محبت ایک پاکیزہ پھول ہے، محبت جس کو کھیتے ہیں بڑی مشکل سے ہوتی ہے۔ فقط ایک بار ہوتی ہے خلوص دل سے ہوتی ہے۔

(امجد علی - پشاور ڈاکٹر روکیت تریبت)

محبت کیا چیز ہے

محبت استاد سے ہو تو روشن بن جاتی ہے۔ محبت وطن سے ہو تو ایمان کا حصہ بن جاتی ہے۔ محبت خدا سے ہو تو بندگی بن جاتی ہے۔ محبت والدین سے ہو تو اطاعت بن جاتی ہے۔ محبت دولت سے ہو تو مرض بن جاتی ہے۔ محبت بے وفا سے ہو تو مصیبت بن جاتی ہے۔

محبت

محبت ایسی زنجیر ہے جس میں انسان کٹ کر دیوار گر ا جاتی ہے۔

محبت انسانوں میں آپس کے باہمی رابطہ کا نام ہے۔

محبت کی راہ ایسی ہے کہ اس پر گامزن ہونے والے کا نام و نشان نہیں رہتا۔

محبت ایک ایسا خزانہ ہے جسے خوش نصیب ہی حاصل کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔

محبت میں کامیاب انسان ہی لطف اٹھا سکتا ہے اور نام کام انسان

(امجد علی - پشاور ڈاکٹر روکیت تریبت)

زندگی کا سمندر

زندگی کا سمندر بڑا وسیع بڑا ہے درد، بہت کالم اور شاید بہت ہی پیار ہوتا ہے اس کے ساحل پر پہنچتو بہت سے لوگ ملتے ہیں چمکتی ریت، نوکیلی سنگریزوں اور سنگریزوں جیسے ان میں سے کچھ تو تھیلیوں سے بھی ریت کی مانند دھوپ پا کے ہاتھوں ہی نہیں بلکہ دل سے بھی اتر جاتے ہیں اور خوشبو مفت لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کی انگلیوں کا لمس ان کے پیچھے لہجے ہمیشہ یاد رہتے ہیں اپنے ان پیاروں سے جدا ہونا اتنا مشکل نہیں ہوتا مگر ہمیں لگتا ہے کہ اب ہم جی نہ پائیں گے ہو ان کے بغیر زور رہتے ہیں بس آنکھ کی دلیتر پر آنسو ٹھہر جاتے ہیں اور درد کنڈی مار کے بیٹھ جاتا ہے، ہر لڑھکے سے بعض فیصلے کرنے میں بہت آسان مگر سنبھالنے میں مشکل ہوتے

میری زندگی کی ڈائری

ہے۔ اُس کی جوانی حور امین کے لڑکپن کی تاریخ و ہر اہم سی یا پھر آسمان سے اتری پری لگ رہی تھی۔ اُس کا چہرہ اور جو بن کچھ ایسی بے قراری سے چمک رہا تھا کہ بڑے سے بڑا ابد بھی آغوش کے در کھولنے پر مجبور رہا تھا۔ اُس کے گالوں پہ اتنی پھولوں کی بارات اور اُن کی ہلکی ہلکی خوشبو سے سارا گلشن معطر ہو رہا تھا جسے دیکھ کر دم گھٹنے لگے، سینے میں دل چلنے لگا۔ اوپر سے ہونٹوں کی شفق دیکھ کر کلیجہ نکال کر اُس کے قدموں میں رکھنے کو دل کرتا تھا۔ اُس کے روپ کی چاندنی دوپٹے کے چلن سے چمن چمن کر رہا آ رہی تھی۔ اُس کی زلفوں کے کٹھے جنگل کے سائے میں مور پائل پائے کو بے قرار تھے۔ اُس کے سراپا حسن کی تعریف کیسے کروں جس کو ایک نظر دیکھنے کے بعد نظروں کو دوبارہ دیکھنے کی تاب نہ تھی۔

خلیل احمد ملک کی ڈائری

لفظوں کے انبار ہونے کے باوجود مجھے ایک لفظ بھی ایسا مل رہا ہو جو اُس کے حسن کے شایان شان ہو۔ رائٹر ہونے کے باوجود مجھے خود اپنے لفظوں کے انتخاب پر اطمینان نہیں۔ کاش! میرے اندر اتنا علم ہوتا جس سے میں اُس کی تعریف کھنے کے لئے نئے لفظ تراش سکتا۔ جو اُس کے حسن کی پوری پوری ترجمانی کرتے۔ اُسے دیکھ کر دنیا و مافیہا

والے شکاف میں سے آنکھوں کے ذریعے بننے والا پانی میرے دل پر بوجھ کر جاتا ہے۔ تم تو چلی گئی مگر اپنی یاد کا جو زیور مجھے پہنا گئی وہ میری زندگی کے لینے والے ہر سانس سے سینے میں دکھ و حسرت کی صورت میں انگ رہا ہے۔ تیری یاد اب تو باد صبا کے سبک رفتار جھونکے کی طرح مضطرب دل کو چھوڑ کر میرے وجود کے ایوانوں میں نغمے بکھیرتی ہے۔ تیرے ساتھ بیٹے ہوئے وہ لجات ترپاتے ہیں۔ اگر ان لجات کی یادوں کو دل سے کھرپنے کی کوشش کرتا ہوں تو جدائی کے درد کی خراشیں اور بڑھ جاتی ہیں اور تیر بن کر میرے وجود کو پھینک کر تیری رہتی ہیں۔ تمہارے ملاپ کے بعد میری زندگی بے مقصد اور بے معنی سی ہو کر رہ گئی ہے۔ خزاں رسیدہ اُس پتے کی طرح جو شاخ سے ٹوٹ کر انتہائی منزلوں کا مسافر ہو جاتا ہے۔ اے حسن! کی دیوی کیا تو میرے سامنے آ کے اپنے حسین چہرے کی چاندنی سے میرے تاریک دل کو نور نہیں کر سکتی؟

خلیل احمد ملک کی ڈائری کا ورق

آج کے دن میری زندگی کے آفتن پر ایک ایسا کھڑا جگمگا رہا ہے جسے دیکھ کر میرا پور پور سننا اٹھا، دل و دماغ پر نشہ سا چھا گیا۔ اُس کے چہرے کا نور ہر سو پھیلا رہا تھا جیسے پر بت سے نکلتا چندا بکھیرتا

میری ڈائری کا ورق

وہ کتنا حسین دن تھا جب ہم دونوں کا ملاپ ہوا تھا، آمناسنا ہوا تھا۔ تیری ایک ہی مسکراہٹ نے میرے جسم کی تنکا کوٹ جو طویل سفر کرنے کی وجہ سے تھی، سمیٹ لی تھی۔ نقاب میں چھپا چہرہ تیرا ایسے لگ رہا تھا جیسے بالوں کی اوٹ میں چاند چھپا ہو۔ دل کرتا تھا تھوڑی سی دیر کے لئے تم کو اپنی آنکھوں میں قید کر کے ذرا سا پیار کروں۔ میں تمہاری نقالی آنکھوں میں ڈوب سا گیا تھا۔ میری چاروں طرف حسن کی ایک دیہیز چادر سے پھیل گئی تھی جس نے میرے وجود کے اندر تہائی کے احساس کو اور بھی گہرا کر دیا۔ اس سے پہلے میں نے اپنے آپ کو تنہا محسوس نہیں کیا تھا۔ میں خود حیران تھا کہ یہ اتنی کیوں مجھے اپنی اپنی کی گئی ہے۔ تجھے دیکھنے سے پہلے میری زندگی میں سوائے غموں، دکھوں، پریشانیوں کے کچھ نہ تھا۔ میری زندگی بے نامی ہو کر رہ گئی تھی۔

خلیل احمد ملک کی ڈائری کا ورق

انسان کی زندگی میں کوئی حادثات رونما ہوتے ہیں۔ میری زندگی کا حادثہ تم سے ملنا ہے اور چند لحظات کی جھلک دکھا کر پھر سے چھپ جانا ہے اور انہی لحظات کی ملاقات میری روح کو گھٹا کر گئی۔ گھٹا ہونے سے روح میں پڑنے

ہے۔ ایک دھماکا سا کی ہے۔ میں دوسروں کے دانتا نکال رہا ہوں۔ میں گھر میں میری بیوی میرے دانت کھٹے کر رہی ہے۔

ثامت کے مارے ایک معمار کا دماغ، میں گھر سے باہر بڑی بڑی عمارتیں بناتا ہوں مگر مجھے میری بیوی الوداعی ہے۔

(میر محمد رزان عظیم کی لکھی۔ ضلع باغ)

سنہری باتیں

دستی سے پہلے صورت نکٹیں سیرت کو دیکھو۔ انسان سے محبت کرنا خدا سے محبت کرتا ہے۔ زندگی ایک اصول ہیرا ہے جسے تراشا انسان کا کام ہے۔

دوست وہ ہوتا ہے جو خوشی کو زیادہ اور غم کو کم کرے۔

اچھا دوست قسمت والوں کو ملتا ہے۔

محبوب اس ذات کو کہتے ہیں جس کے قرب کی قربانی تم نہ ہو۔

دستی روح کی شاعری ہے۔

اپنی خوشی کی خاطر کسی کو دکھ نہ دو۔

عظیم وہ ہے جس کے دل میں دوسروں کے درد کا احساس ہو۔

دستی ہمیشہ غریب سے کرو غریب اہل وفا ہوتے ہیں۔

(جلیل ملک۔ رحیم یار خان)

عورت

☆ اے عورت! تیرا زیور چاندی، سونا نہیں بلکہ تیری شرموہیا ہے۔

☆ تیرا دنیا تیرا شوہر اور تیرے بچے ہیں۔

☆ اے کو اس دنیا سے باہر نہ لے جا۔

☆ اپنا دل اپنے شوہر کو دے اس کا دل خود بخود تیرا ہو جائے گا۔

☆ اپنے شوہر کے عیب کسی دوسرے کے سامنے بیان نہ کر۔

ہمیشہ کیوں پیار کرتے ہیں جسے ہم پانہوئیں سکتے ہو یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ چیز ہمیں نہیں ملے گی پھر بھی اس کی تمنا کرتے ہیں اور اسے پانے کے لئے سرگرم عمل رہتے ہیں۔

ایسا کیوں ہوتا ہو۔ کیوں اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں اس چیز کو حاصل کرنے کی خواہش پیار کرتا ہے؟ وقت آہستہ آہستہ گزر جاتا ہے مگر کسی کے تنگ گزروے ہوئے چند لمحے محبت بھرے بول پر خلوص باتیں اور

سردت کے جذبے ہمیشہ دل میں زندہ رہتے ہیں۔ اگر کوئی انہیں بھول جاتا بھی چاہے تو

بھلا نہیں سکتا ماضی کے پردوں میں اگر جھانکا جائے تو ذہن میں ایسے نقوش ابھرتے ہیں

جن سے محبت تھی وہ لوگ بھی ظالم زمانے کی نظر ہو گئے جن کے بغیر ایک لمحہ گزارنا

قیامت سے کم تھا مگر وقت کی مجبوریوں میں سب کچھ گوارا کرنا پڑا۔ کہتے ہیں کہ

یادیں ایک ایسے پھول کی مانند ہوتی ہیں جو

ہمیشہ سبز و شاداب نہیں رہتی۔ ایک وقت

ایسا بھی آتا ہے جب ان کی ہلک ملامت ہوتی

جاتی ہے مگر اس میں ایک ایسی لطافت ہوتی

ہے جو کسی اور چیز میں نہیں ہوتی۔ ہمو تو تجھے

بھولنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے اور نہ ہی ہمیں

یاد کرتے ہیں کیونکہ یاد تو نہیں کیا جاتا ہے جو

بھول جائیں جبکہ تم کسی بھی ہمارے ساتھ

نہیں ہو۔

(میاں محمد رزان عظیم۔ حویلی باغ)

اف یہ بیویاں

ایک پیچھا کر کر کہتا ہے۔ ”میں میدان میں

چو کے لگتا ہوں مگر گھر میں میری بیوی

میرے پیچھے آزا دیتی ہے۔“

ایک ماہر امراض چشم کا کہنا ہے ”میں کلینک

میں مریضوں کی آنکھیں دیکھتا ہوں۔ لیکن

گھر میں میری بیوی مجھے آنکھیں دکھاتی

سوال میں قائم رہا ہے کہ ہم اس چیز سے

ہیں۔ ضروری تو نہیں کہ ہر خوشی پوری ہو جائے شاید ایسی کوئی دھماکا ہے جن میں قبول ہو جائے اور تقدیر کا لکھنا بدل جائے۔

سازدہ رفتی۔ سو باوہ جہلم

شعر

زبان بند کھلی آنکھیں لب پہ مہر سکوت

بنا گئے ہیں وہ تصویر انتظار مجھے

(سازدہ رفتی۔ سو باوہ جہلم)

خدا کی راہ میں خرچ کرو

اپنی ار پر مت رو کیونکہ تمہاری ہار بھی کسی کی

جیت ہے۔

جہاں بھی جاؤ خوشیاں بکھیرتے جاؤ تاکہ

لوگ تمہیں یاد رکھیں۔

ہمیشہ خدا سے وہ طلب کرو جس کے تم حق دار

ہو نہ کروہ جو تم چاہے ہو کیونکہ وہ سوسکا ہو

کہ تمہاری حاجت کچھ کم کے لئے ہوں اور تم

حق دار بہت زیادہ کے ہو۔

رشتے بنانا کوئی مشکل نہیں درشتے جھانکا بہت

مشکل ہے۔

صبح کا سونا روز کی اور کو کتنا ہے۔

(سازدہ رفتی۔ سو باوہ جہلم)

ایسا کیوں

کبھی یہ مت سوچو کہ یہ کام نہیں ہو سکتا ہے

ہمیشہ خرچ کا خیال ذہن میں رہا رکھو کیونکہ جب

تک آپ ماضی کو نہیں بھولیں گ وہ بھی

آپ کو یاد کرتا رہے گا۔ ہم اکثر دل کے ٹوٹ

جانے کے خوف میں جھپٹا رہتے ہیں اور وقت

پڑنے پر پتہ چلتا ہے کہ دل سے مضبوط تو

کوئی چیز ہے ہی نہیں جب تمہیں کسی سے

محبت ہو جائے تو اسے آزاد کر دو وہ واپس

آجائے تو اس کی پریش کر دے تو کبھی

کہ تمہارا تھا ہی نہیں۔ میری سوچ میں ایک

سوال میں قائم رہا ہے کہ ہم اس چیز سے

ماں سے پیار کا اظہار

میری زندگی ہے تو میری ہر خوشی ہے خدا کرے میری عمر بھی میری ماں کو لگ جائے تاکہ ماں کا سایہ ہمیشہ ساتھ رہے۔ (ایم زیڈ اے۔ کراچی)

ماں باپ کی خدمت کرو یا رو ورنہ چھپتاؤ گے چلے گئے ہیں جس دن اس دنیا سے تو پھر کہاں سے لاؤ گے ماں کی خدمت کرنا ہمارا فریضہ بھی اور ذریعہ نجات بھی ہے۔ (تصور علی۔ گوجرانوالہ)

ماں سارے جہاں سے بڑھ کر ایک عظیم اور لازوال ہستی ہے، ماں کے پاس ہوتے ہوئے اس کی قدر رکھنا نہیں چلتا لیکن جب ماں جدا ہو جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ماں کتنی قیمتی ہے۔ (حافظ فیاض احمد سکول۔ دیناپور)

ماں ایک انمول ہیرا ہے اور ایک روشن چراغ ہے جس سے سارا گھر روشن رہتا ہے۔ (ملک محمد طاہر۔ لاہور)

ماں ایک انمول ہیرا ہے اور ایک روشن چراغ ہے جس سے سارا گھر چمکتا رہتا ہے۔ (محمد محسن ساغر۔ فاروالہ)

اے انسان اگر ماں کی خدمت کرتا ہے تو جہنم لے لے تو جنت میں ہے۔ کاش آج میری ماں پاس ہوتی اپنی ماں کی خدمت کرتا پاؤں چومتا اپنی ماں ہے۔ (محمد لقمان انوان۔ شیخوپورہ)

ماں کے بارے میں کیا کہوں جتنی تعریف کرو وہ بہت کم ہے اس لئے خدا نے ماں کے قدموں میں جنت رکھی

ماتا ہے۔ (محمد شہباز گل۔ گوجرانوالہ)

ماں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں اللہ میری ماں کا سایہ ہمیشہ میرے سر پر رکھے۔ (نوبہ اختر سحر۔ مخدوم پور)

ماں کے بغیر گھر قہرستان ہے اپنی ماں کی قدر کریں اور دونوں جہاں کی کامیابی لیں۔ (دہم سلطان صابر۔ کرک)

اے ماں اللہ آپ کو تاقیامت سلامت رکھے اے ماں آپ کی دعاؤں نے مجھے قدم قدم ساتھ دیا ہے آئی لو یو ماں۔ (الہی بخش غمشاد۔ شیخ نکران)

جس نے ماں کے پاؤں کو جو ماں اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلیز کو چوما۔ (مدر شمیم۔ ماڑی)

میری ماں بلکہ ہر ماں ہی اپنی اولاد کے لئے بہتر سوچتی ہے ماں نے تو کبھی برا نہیں سوچا۔ (اللہ دتہ بے درد۔ لاہور کینٹ)

میری دعا ہے کسی بھی ماں کی سے جدا نہ ہو اور ہمیشہ ماں کا سایہ سر پر رہے میں ماں کے سایہ سے مرنم ہوں۔ میری ماں کو خدا جنت میں گھر دے۔ (محمد لقمان انوان۔ شیخوپورہ)

ماں ایک روشن چاند ہے ماں ایک خوشبودار پھول ہے جس کے بغیر یہ دنیا بالکل بھی اچھی نہیں لگتی اس دنیا میں خدا کی جھلک ماں ہے۔ (حماد ظفر۔ ہادی۔ گوجرہ)

ماں تیری عظمت کو سلام ماں تو

ماں اللہ تعالیٰ آپ کو سارے جہاں کی نعمتیں اور خوشیاں عطا کرے اور تم سدا خوش رہو۔ (محمد افضل جواد۔ کالا باغ)

میری ماں زندہ تھی تو ہر وقت میری راہوں پر آ نکھیں بچھائے رکھتی تھی لیکن اب کوئی بھی میری راہوں میں بیٹھنے والا نہیں ہے۔ (رائے جاوید کھل۔ نور عباس)

ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے لیکن انفس کی بات یہ ہے کہ دور جدید میں ماں کو حج تمام نہیں مل رہا۔ (رائے جاوید کھل۔ نور عباس)

ماں سے پیار کا اظہار میں کس طرح کروں میرے پاس الفاظ ہی نہیں مذہبی میں کر سکتا ہوں معلوم نہیں لوگ کس طرح دو الفاظ میں کر دیتے ہیں۔ (عبدالرحمن گجر۔ نین لاجھ)

ماں جنت ہے ماں کی قدر کرو کیونکہ زندگی میں صرف اور صرف ماں اچھے دوست کی طرح ہوتی ہیں ماں کی قدران سے پوچھو جن کی ماں نہیں جس طرح میں۔ (طلعت تبسم۔ بنوں)

اے ماں میری زندگی دکھوں سے دوچار ہے کوئی قدر نہیں کرتا خوشی چین کر غم دیتے ہیں کاش تو زندہ ہوتی۔ (اے ڈی ناز۔ سیوال)

نام سے جس کے سکون ملتا ہے دیکھو تو دل کو قراں ملتا ہے صبح شام کرتا ہوں میں ماں کو پیار یا روں کیوں کہ ماں کو پیار سے دیکھنے سے کہ رنج کا نواب

میں نہ تھی میں قسمت کو برا بھلا نہیں کہتا کیونکہ مجھے اللہ نے سب کچھ تیرے علاوہ دیا ہے اللہ کا میں بہت شکر گزار ہوں کزن جانی یہ مقدم کی بات تھی جو ہم مل نہ سکے تم ہی کزن بد قسمت تھی جو اتنے پیار کرنے والے کے پیار کو نہ سمجھ سکی لیکن کزن جانی میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہوں گا کہتا بھی تھا اب بھی یہی کہہ رہا ہوں مجھ سے زیادہ نہ آپ کو کسی نے چاہا ہے اور نہ ہی میری طرح کوئی آپ کو چاہے گا میں یہ سچ کہہ رہا ہوں کزن تم وقت آنے پر سب دیکھ لیتا ابھی کزن تم بے ہوش ہو اگر آپ کا ہوش ہوتا دماغ کام کرتا تو آپ مجھے نہ ٹھکراتی لیکن جو ہونا تھا وہ ہو کر رہتا ہے اور جو بھی ہو گیا ایس ہم آپ سے کہتے ہیں ہم تم سے محبت کرتے ہیں تم جانی کزن ہم سے دل لگاؤ کوئی نہ چاہے گا آپ کو ہماری طرح صابرہ تم سب کو کہوں گی مجھے اشفاق کی طرح چاہو، وہ نصیب اے دوست دیکھو۔

اشفاق احمد تبسم، شجاع آباد

اے جی سب سے بڑی موت ہے کسی عظیم خواہش کے سہارے دل کو زندہ رکھو۔

غموں کی راہ پہ بڑے سکون سے چل کر یہ راہ اللہ تعالیٰ کے قریب لے جاتی ہے۔

☆ محمد صفدر دیکھی۔ کراچی

پیار کی قدر دل کی قدر کسی کی بے لوث محبت و چاہت کی قدر صرف وہ لوگ کرتے ہیں جو قدر شناس ہوتے ہیں جس کو معلوم ہوتا ہے کہ کسی کا دل نہ دکھاؤ دل دکھانا جرم ہے اور اس کی سزا دکھانے والے کو ہی صرف ملتی ہے چاہے جیسے بھی ملے اور جس کو معلوم ہوتا ہے کہ کسی کی اتنی محبت اتنی چاہت کو نہیں ٹھکراتا چاہے یہ میرے لیے پچھتاوا بن سکتی ہے۔ یہ صرف اتنا سوچنے والے ہی کرتے ہیں لیکن آج کا دور بھی ایسا ہے کہ ایسی سوچ کوئی نہیں سوچ سکتا اگر کوئی ہیں بھی اس صدی میں تو وہ بھی ہزاروں میں ایک دو ہو گئے ورنہ مجھے تو نہیں لگتا ایس میں آپ کو ضرور حاصل کر لیتا لیکن کیا کرتا ایک ایسے دل کو جو میرے لئے دھڑکے بھی نہ تڑپے بھی نہ جھکے دل میں میرے لئے میری جیسی چاہت نہ ہو میرے جیسی محبت نہ ہو ہم کیا کرتے ایسے دل کو حاصل کر کے جو ہمیں پیار کا جواب پیار سے نہ دے سکے ورنہ حاصل کرنا ہمارے لئے کوئی مشکل نہ تھا آپ کو پلک جھپٹتے ہم حاصل کر لیتے لیکن وہ مزہ نہ آتا جو ہم سوچتے تھے کزن اگر آپ ہمارے دل کی طرح دل رکھتی تو یہ محبت دو دلوں کا کب سے ملاپ بن جاتی اور ہم خوشیاں مناتے لیکن یہ خوشی میرے نصیب

کی سب رعنائیاں بے رونق لگتی تھیں بلکہ اُس کے انسان نہ ہونے کا شائبہ میرے دل میں گھر کر گیا ہے۔ کاش! اُس کی خوبصورت نشانی آنکھیں میرا مسکن ہوتیں تو آج دل سے خون کی بجائے خوشیوں کے پھوارے اُٹھتے۔ اُسے دیکھنے کے بعد میرا دل زندگی سے کترانے لگا ہے کیونکہ اُس پری زاد نے میری خوبصورت و چاہتوں بھری زندگی کے حسین و جمیل رنگوں میں جھنگ ڈال دی ہے۔ میرے دل کو خوشیوں سے نکال کر جدائی کے غموں بھرے ٹھکانے مارے سمندر میں ڈال دیا ہے۔ اُس کی جدائی میرے لئے عذاب نہیں بلکہ ایک شفاف آئینہ ہے جس میں اُس کے ساتھ جیتائے ہوئے چند لکھوں کی حسین یادوں کا رنگین سلسلہ دیکھ کر دل ہل رہا ہے میں شام اندھیری لمبی گمری میں گزرے ہوئے چند لمحات کے بحر بیکراں میں ڈوب کر دھکی طور پر دل کو سکون مل رہا ہے اور یہی لمحات زندگی کی اہمیت کا احساس دلاتے ہیں اور اب چند دن کی دوری صدیوں کی دوری لگتی ہے اور وہ چند لمحات کی رفاقت صدیوں کی لگتی ہے۔ آنکھیں ہر آہٹ پر کھل جاتی ہیں، حسرت و پاس سے اُس کا رستہ چلتی ہیں۔ آہ! وہ بھی میرے دل میں موجزن جذبوں کو بھگتی۔ نہانے کیوں ہم لوگ کسی اجنبی سے بغیر کسی واقفیت کے دل لگ لیتے ہیں اور ساری عمر زندگی کو درد لگا لیتے ہیں۔

غلیل احمد ملک۔ شیدائی شریف

تبسم کی ڈائری سے

اور اس کی ہمیشہ قدر کرو۔ (غلام مصطفیٰ عرف موجو-جلیانہ)

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے فرمایا کہ اے موسیٰ اب ذرا سنبھل کر آیا کر کیونکہ تیرے لئے دعا کرنے والی تیری ماں نہیں رہی۔ (سید اظہر حسین-چنیر)

کاش کہ ہم ماں کی شان اور مرتبے کو سمجھیں صرف الفاظ کے گورکھ دھندے کو ہی استعمال نہ کریں بلکہ جو ماں کہتی ہے اس پر عمل بھی کر کے ثابت کریں۔ (مدثر عمران ساحل-سودہ رو)

ماں تو دنیا سے بڑھ کر میری ماں ہے میں بہت پیار کرتا ہوں تم سے ماں۔ (عبدالصمد ایس کے-کراچی)

میں اپنی ماں کی عظمتوں کو سلام پیش کرتا ہوں میرے لئے میری ماں کی خوشی میں سب کچھ ہے ماں کے بغیر میری زندگی ادھوری ہو جائے گی۔ (محمد عارف-مانہرہ)

ماں کو مصیبت کے وقت جب بھی یاد کرتا ہوں تو مجھے سکون ملتا ہے لفظ ماں مصیبت کے وقت کہاں جاتے تو تکلیف ختم محسوس ہوتی ہے۔ (جواد احمد آکاش-جنڈ)

میں اپنے ماں سے بہت پیار کرتا ہوں دنیا پر نفوی دیتا ہوں۔ (جوڈیا گبول-کراچی)

ماں سے پیار کرنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے ماں کے قدموں میں جنت ہے ماں سے پیار کرنا ایک عبادت ہے۔ (سید ناصر علی شاہ-شاہ پور چاکر)

ماں کے قدموں تلے جنت ہے جس نے ماں کو ستایا وہ بھی کامیاب نہیں ہو گا پلیز اپنی ماؤں کی خدمت کیا

کریں۔ (ایم شیخ تنہا-امرہ خورد)

ماں کی دعا ہر حال میں قبول ہوتی ہے ماں ایک عظیم ہستی ہے خود روئے گی مگر کچھ کو نہ دے گی ماں کو کبھی نہ رلاتا کیونکہ ایک غلطی پورے عرش کو ہلا دے گی۔ (محمد ارسلان علی-گوجران)

ماں ایک ایسی ہستی ہے جو ہر حال میں اپنی اولاد کی حفاظت کرتی ہے اور ہمیشہ اولاد کے لئے خوشی کی دعا کرتی ہے۔ ماں کی قدر کریں۔ (واصف علی آرائیں-میر یاروڈ)

اللہ کا دیا ہوا سب سے عظیم تحفہ ماں ہے۔ میں ماں سے بہت پیار کرتا ہوں۔ (ساجد احسن-شاہ جمال)

میں اپنی امی سے بہت پیار کرتا ہوں۔ (راہیل نعمان کیانی-کوئٹہ سیال)

اے ماں میری سب شہرتیں سب عزتیں تیرے نام۔ ماں آج تیری کمی میری جان بولیں یہ ہے آئی ہے کاش میری ماں ہوئی۔ (منیر رضا-ساہیوال)

خدا کا دوسرا روپ ماں ہے تو ہے پلیز دوستو اس رشتے کی قدر کرو یہ ان سے پوچھو جن کی ماں نہیں ہے اس دنیا میں۔ (سرمد اقبال-سرمد ارٹ گڑھ)

میری ماں زندگی ہے میری ماں کے بغیر میرا کوئی نہیں اس دنیا میں۔ (محمد جنید جانی-اکبر پورہ)

آج میں جو کچھ بھی ہوں صرف اپنی ماں کی دعاؤں کے سبب ہوں۔ (ذین محمد کٹی-کراچی)

ماں پیار کا ایک ایسا سمندر ہے جس کی گہرائی کو ماننے کے لئے سائنس دان کوئی آلہ ایجاد نہ کر سکے۔ (مہر محمد احسان نذیر-پسرور)

ماں ایک خوشبو ہے جس سے یہ

جہاں روشن ہے ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔ (جنید اقبال-انک)

ماں دنیا کی وہ عظیم ہستی ہے جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔ (محمد اشرف زبھی دل-پنجگنی)

میری ماں میری جنت کی چابی ہے میں اپنی ماں کے سامنے تلے زندگی بسر کر رہی ہوں۔ میری ماں نے مجھے جنم دیا ہے، میری ماں اک نور نما چراغ ہے۔ (اے ناز بلوچ-گدانی)

یہ دنیا صرف ماں کے دم سے قائم ہے جس دن ماں کی محبت ختم ہو جائے اس دن یہ دنیا بھی ختم ہو جائے گی۔ (سیف الرحمن زبھی-مقابر)

میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں لیکن ماں تو چار سال ہو چکے ہیں یہ دنیا چھوڑ کے جا چکی ہے خدا میری ماں کو جنت عطا فرمائے۔ (آصف ساقی-پشتیان)

ہرگز ایسا نہیں کر مجھے ماں کے رتبے کا پتہ نہیں میں پاگل نہیں سمجھدار ہوں بس غلطی کرتے ہوئے انسان بہک جاتا ہے ماں جی۔ (محمد افضل اعوان-گوبرہ)

میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں ماں سے ہی دنیا قائم ہے۔ ماں کے قدموں تلے جنت ہے ماں کو کبھی دکھ نہیں دینا چاہئے۔ (مزل عارف-مندردہ)

ماں کے بغیر یہ کائنات بالکل ادھوری ہے۔ ماں کے بغیر گھر قبرستان سا لگتا ہے اس لئے ہر وقت ماں کی خدمت کرو۔ ماں ایک نایاب ہیرا ہے۔ (فائزہ مغل-لاہور)

اپنی زندگی میں سر اٹھا کے جینا چاہئے ہوں تو ماں کی خدمت کیا کرو ماں کی

ماتے ہی تم کو کامیاب لے گی ماں کی رحمت نہیں کرو گے تو غم کو کامیابی نہیں لے گی۔ (میاں محمد عرف دہی-نوشہرو)

میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں میرے وقت میں سب یاد دوست ساتھ چھوڑ دیتے ہیں لیکن ماں اپنے بچے کا ساتھ نہیں چھوڑتی۔ (عمران خاں اوج-سامون کابجی)

میں اپنی امی سے بہت پیار کرتا ہوں میری ماں میرے لئے ہر وقت دعا کرتی ہے۔ اللہ میری ماں کو لمبی زندگی دے۔ (محمد بارون قریشی پور ہزارہ)

ماں سے پیار کا اظہار لفظوں میں ممکن نہیں ماں کی شان یا خدا جانتا ہے یا ہر وہ لوگ جن کی ماں نہیں ہوئی اللہ ہر ماں کو ہمیشہ سلامت تاقیامت رکھے۔ (راہیل فیصل مجید-کراچی)

میری پیاری امی جان تو میری لئے جان جہاں آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا نور ہو تیرے لئے دنیا میں کوئی غم نہ ہو۔ (سبح اللہ سبھی-کڑی چلو)

ماں کے بنا زندگی بے معنی ہے۔ ماں سے ہی یہ زندگی حسین لگتی ہے۔ میری ماں میرے لئے سب کچھ ہے۔ (عائشہ کرمان-لاہور)

میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں کیونکہ ماں ہی وہ عظیم ہستی ہے جو پیار کو محسوس کر سکتی ہے۔ (چوہدری غفار احمد-منظر آباد)

اے ماں تو ہمیشہ سلامت رہے میری زندگی کا اجالام ہوا ہے ماں خدا تم کو لمبی زندگی دے صحت دے۔ (نور العین تولی-انورہ کھلاہٹ)

ماں کے بغیر گھر قبرستان ہے خدا میری ماں کو سلامت رکھو دوستو تم سب سے عرض کرتا ہوں کہ اپنی اپنی ماں کی

عزت کیا کرو۔ (سہیل آصف-فیصل آباد)

میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں میری ماں بھی مجھ سے بہت پیار کرتی ہے۔ ماں کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ (علی نواز مزاری-گھوٹکی)

میں اپنی ماں سے بہت بہت پیار کرتا ہوں سب قارئین سے انتہا ہے کہ میری ماں کے لئے پلیز دوست ہی دعا ضرور کریں کہ وہ صحت یاد ہو جائیں۔ (رفاعت علی-بھاگ نگر)

ماں گھر کا سکون گھر کا قرار ہے لیکن افسوس ہماری ماں غمزدہ ہوا ہے اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئی ہے اللہ پاک انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (محمد صہدردہی-کراچی)

ماں کے پاؤں تلے جنت ہے جن کی ماں سے ان کی جنت دنیا میں ہی ہے۔ (ذوالفقار نسیم-92/15)

ماں کے بغیر یہ دنیا اور انسان نامکمل ہے ماں کی خدمت ہمیشہ کرو اور ماں کو کبھی بھی دکھ نہ دو اور ہمیشہ ماں کی خدمت کرو۔ (محمد آفتاب شاد-کوٹ ملک دوکوٹ)

میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں اللہ ان کا سایہ ہمیشہ ہمارے سر پر رکھے۔ (منان حمزہ آصفی-چوک عظیم)

دنیا کی حسین شے صرف اور صرف ماں ہے ماں کی محبت حقیقت کی آئینہ دار ہے۔ ماں اور بچوں میں مجھے کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ (ریاض احمد زبیر-جزائوالہ)

میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں اللہ میری ماں کو صحت عطا فرمائے۔ (نوید اختر سحر-کبیر والہ)

ماں عظیم ہستی ہے اس کی خدمت

کرو چاہے وہ کسی کی بھی ماں ہو۔ (اسحاق انجم-گلشن پور)

ماں سے پیار زندگی کا سکون جس کو ماں سے پیار نہیں اس کی زندگی پیار۔ (اشتیاق ساغر-آزاد شیر)

میری امی جان اور سب گھر والے میری خوشی اپنی خوشی سمجھتے ہیں مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں خدا سے دعا ہے کہ میری ساری فعلی میرے ساتھ ہمیشہ رہے۔ (ایم خالد محمود ساقی-مرہٹ)

میں اپنی ماں سے پیار کرتا ہوں اور وہ بھی ہے انتہا محبت کرتی تھیں۔ یہ اصول تجھ خدا کی نعمت سے اور نہ جانے پھر خدا یہ تجھ جلدی واپس کیوں لے لیتا ہے۔ اور رشتہ داغ چھائی مل جاتا ہے۔ (قتیل احمد ملک-شیدائی شریف)

میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں اور میری بہن بھائیوں سے ریکونٹ ہے کہ وہ اپنی ماں کو خوش رکھے۔ (شوارز اللہ اربانی خٹک-کرک)

دنیا میں سچی محبت کرنے والی صرف ماں کی ذات ہے جس کے پاؤں تلے جنت ہے۔ (عدنان حیدر-چوناہ)

ماں دنیا کی ایک عظیم ہستی ہے جس کے وجود سے یہ جہاں پُر رونق ہے۔ (عباد رانی-سیالکوٹ)

میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں میری خوشی میری ماں کے نام ہو اے ماں تو ہزار سال جینے۔ (محمد فاروق-ننگہ صاحب)

میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں ماں کے قدموں تلے جنت ہے اگر ماں نہ ہوتی تو خدا جنت نہ بناتا ماں کی دعائیں مرنے کے بعد بھی زندہ رہتی ہیں۔ (عامر سہیل بٹنی-مندردہ)

غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو کیسا لگتا ہے؟

میری رائے میں غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ..... (امین مراد انصاری-کراچی)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو انسان بچھلے غم بھول جاتا ہے بہتی آنکھوں کو سکون مل جاتا ہے سر مچھائے ہونٹوں پر مسکراہٹ چل جاتی ہے۔ خوشی چیز ایسی ہے ملتی ہے تو سارے غم بھلا دیتی ہے۔ (مس-مبا-کرسیدان)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو انسان گزرے حالات پر قابو پا لیتا ہے اور زندگی کو خوشگوار سمجھنے لگتا ہے۔ (محمد افضل جوہر-کالا باغ)

میری رائے میں صرف اور صرف غم کے بعد خوشی ملے تو باطل ایسا ہی ہے جیسے کسی غریب انسان کو اس کی کوئی کھوئی ہوئی دولت یاد آ جائے اور وہ کھل اٹھے۔ (عمران انجم راہی-حیدر پانی)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو ایسا لگتا ہے کہ زندگی میں ہمیں کوئی غم ہی نہیں کاش خوشی اتنی مختصر نہ ہوتی۔ (جبرائیل آفریدی-ناصر آباد)

میری رائے میں غم اور خوشی دونوں اس طرح ایک دوسرے کے لئے ضروری ہیں جیسے زندگی موت۔ اگر غم نہ ملے تو آنے والی خوشی کیسی۔ میرے خیال میں اگر غم نہ ملے تو آنے والی خوشیاں کچھ خاص رنگ نہیں رکھیں۔ (جواد احمد آکاش مانی-جنڈ)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو بہت اچھا لگتا ہے اور زندگی سنور جاتی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو زندگی کی خوشیاں

نصیب فرمائے اور کسی کو کوئی غم نہ دے۔ (محمد عمران بٹ-ڈھوک ڈل)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو آنکھ آسو سے بھر جاتی ہیں کب خوشی غم میں بدل جائے گی۔ کیا زندگی میں پھر غم داخل ہوں گے زندگی غم کی مگر سے بھری ہے۔ (محمد اسماعیل آزاد-گھرونگ)

میری رائے میں غم کے بعد جب بھی خوشی ملتی ہے تو ظاہری بات ہے اچھا تو لگتا ہے مگر خوشی بھی تو کچھ دنوں کی مہمان ہوتی ہے اور پھر غم بعد میں۔ (عباس علی سبزواری)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو پھر کم کو بھول جاتے ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس غم سے نجات دلائی۔ (تیورنشی-کلیام)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو ایسا لگتا ہے اب کوئی غم نہ آئے مجھے زندگی میں ایک بار خوشی ملی تھی اس دن کو میں کبھی نہیں بھولوں گی۔ (انیس سلٹی گلاب-ہری پور)

میری رائے میں جیسے درد بھیسے ہوئے مسافر کو منزل مل جاتی ہے۔ جیسے سرائے موت کے قیدی کو قید سے رہائی مل گئی ہو۔ (خان افسر خاکسار-دنیا پور)

میری رائے میں بہت ہی اچھا لگتا ہے کیونکہ اس کے بعد غم کا احساس نہیں ہوتا ہے۔ (عمرالدین گبول-کراچی)

میری رائے میں وقتی طور پر تو انسان خوش ہو جاتا ہے لیکن اسے وہ خوشی نہیں ملتی جو غم

سے پہلے اسے خوشی ملے اور وہ اس احساس کا اظہار کرتا ہے۔ (عثمان غنی-قبول شریف)

میری رائے میں غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو انسان بہت خوش ہوتا ہے انسان بچھلے غموں کو بھول جاتا ہے۔ (میاں ثقلیل کشور-خان پور کنوئو)

میری رائے میں زیادہ غم بھی رلاتے ہیں اور زیادہ خوشی میں بھی آنسو نکلتے آتے ہیں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو بہت اچھا لگتا ہے۔ (جنید اقبال-انک)

میری رائے میں زندگی کا دوسرا نام ہی غم ہے اور غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو ایسے لگتا ہے کہ ہر طرف بہار کا سماں ہے۔ (اسلم بندجی-لسبلہ)

میری رائے میں جب غم کے بعد خوشی ملے تو ایسا لگتا ہے جیسے تخت گرمی میں بیچارہ غریب انسان تھک چکا ہو جھولا رہا ہو اور اچانک بجلی آ جائے یعنی بہت ہی اچھا۔ (سید اعظم حسین شاہ-آزاد کشمیر)

میری رائے میں غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو بہت اچھا لگتا ہے انجان ہی خوشی یا کرد بہت خوش ہوتا ہے اور بہت ہی خوشی زیادہ خوشی ملتی ہے۔ (محمد حسن ساغر-عارف وال)

میری رائے میں غم خزاں کی مانند ہے اور خوشی بہار کی مانند جب بہار آتی ہے تو خزاں کی ساری نشانیان مٹا دیتی ہے۔ (دین محمد پٹیل-کراچی)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتا ہر انسان کے لئے بہت ہوتا ہے اور ہر انسان

بہت خوش ہوتا ہے جیسے ایسے کوئی چاند مل گیا ہو۔ (واصف علی آرائیں-بھریاروڈ)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو بہت اچھا لگتا ہے اللہ تعالیٰ کسی کو غم نہ دے اور خوشیاں ہی خوشیاں دے۔ (خضر حیات بلوچ-میان چنوں)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو انسان پہلے غموں کو بھول جاتا ہے۔ جب خوشی ملتی ہے جو غم کو ایسے بھول جاتا ہے جیسے اسے کوئی غم ملا ہی نہیں۔ (جانی آرش-اسلام آباد)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو انسان ایک نئی زندگی محسوس کرتا ہے اور بچھلے سارے غم بھول جاتا ہے۔ (دستم سلطان صابر خٹک-کرک)

میری رائے میں ابھی تک تو غم ہی دے رہی ہے یہ زندگی شاید کوئی خوشی مل ہی جائے جب ملے گی تو پھر کتنوں کا کرم کے بعد خوشی ملتی ہے تو اچھا لگتا ہے۔ (امداد علی عرف ندیم مہاس تہیا-میر پور خاص)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو بہت اچھا لگتا ہے جیسے زندگی میں غم آ یا نہ ہو زندگی خوش گزارنا چاہتے ہو تو گناہ نہ کیا کرو۔ (عبدالصمد ایس کے گبول-کراچی)

میری رائے میں غم انسان کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے ویک لڑی کھا جاتا ہے۔ غم بھی زندگی کا ایک حصہ ہے۔ ہر انسان پر ایک مرتبہ ضرور آتا ہے جب غم کے بعد انسان کو خوشی ملتی ہے۔ خوش قسمت انسان ہوتا ہے وہ جو سارے غم بھول جاتے ہیں۔ (شاہد اقبال خٹک-کرک)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو زندگی خوشنا اور چہرے پر رونقیں اور جسم میں تروتازگی پیدا ہوتی ہے تو انسان خوش خوش رہتا ہے۔ ہر شے کے بعد آسانی ہے۔

میری رائے میں اب تو غموں نے

(ایم افضل کرمل-ننگران صاحب)

میری رائے میں مجھے اس کا اندازہ ہی نہیں کیوں کہ مجھے کبھی خوشی ملی نہیں بھلا میں کیسے بچاؤں کو خوشی ہوتی کیا ہے۔ کاش میرے بھی کچھ مل خوشی میں بدل جا میں۔ (سید مہر کاظمی-منظر آباد)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو کچھ چل کے لئے انسان اپنے سارے غم بھول جاتا ہے مگر یہ مت بھولنا کہ ہر خوشی کے بعد ایک غم ضرور آتا ہے۔ (بے وفا ایم زیدائے-کراچی)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو کہتا ہوں یارب تیرا بہت بڑا احسان ہے مجھے خوشی دی ہے تو نے اور سب مسلمانوں کے دامن میں خوشیاں بھردے۔ (عارف حسین لغاری-جام پور)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو ایسے لگتا ہے جیسے خزاں کے بعد بہار آ گئی ہے لیکن خوشیوں کی بہاریں چند دنوں کی ہوتی ہیں جسے انسان ہمیشہ یاد رکھتا ہے۔ (ریحس ساجد کاش-خان بیلہ)

میری رائے میں خوشیوں کو شکر ادا پائے غموں کو اپنا بنا لیا ہے اب خوشی ہو یا غم کیا فرق پڑتا ہے تہائی اور غم میں میرے ساتھی ہیں۔ (محمد شہباز گل-گوجرانوالہ)

میری رائے میں بہت اچھا لگتا ہے مگر اگر وہ خوشی ہمیشہ پاس رہے تو پھر یہ دنیا جنت لگتی ہے اور وہ خوشی پاس نہ رہے تو پھر دوزخ کا سماں ہوتا ہے۔ (افتخار حسین مجنوں تریکور-سکروڈ)

میری رائے میں جب غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو ہمیں سکنا کیا حالت ہوتی ہے اس وقت میں بیان نہیں کر سکتا۔ (پرنس عبدالرحمن بکھر-نیم لا بھنجا)

میری رائے میں اب تو غموں نے

ڈیرے ڈال رکے ہیں مجھے خوشی کب نصیب ہوتی ہے۔ (نسیم انجم-ننگر پور)

میری رائے میں ہر انسان کی زندگی میں غم تو بھی آتے رہتے ہیں لیکن جب بھی غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو اچھا لگتا ہے لیکن گزرا ہوا وقت بھولنا نہیں چاہئے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ (عکاس احمد-انک)

میری رائے میں غم کے بعد جب کوئی خوشی ملی ہوگی وہ ضرور رب کائنات کے حضور مجدد ربز ہوئے ہوں گے کاش ہمارے غموں کے بادل بھی چھٹ جائیں تو ساری زندگی جھدے سے سر نہ اٹھائیں۔ (محمد خاں انجم-دیپالپور)

میری رائے میں یہ ہے کہ غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو ایسے لگتا ہے جیسے کسی کو اس کا پیار مل گیا ہو۔ (ذہیر ایس-سیلی)

میری رائے میں غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو زندگی جنت بن جاتی ہے۔ میری اللہ رب العزت سے دعا ہے وہ قارئین کو خوشی دے۔ (الف علی بلوچ-ملتان کینٹ)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو بہت اچھا لگتا ہے ایسے محسوس ہوتا ہے کہ دلوں جان کی خوشیاں مل گئیں۔ (محمد نعیم قاسمی-جھنگ صدر)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو چہرے پر خوشی کے اثرات ملتے ہیں اور انسان اپنے آپ کو بکا چھپا محسوس کرنے لگتا ہے اور زندگی میں سکون اور دل کو چین نصیب ہوتا ہے۔ (محمد رحمان نذیر-پہرود)

میری رائے میں اگر پیار کرنے والا اور ساتھ دینے والا جیون ساتھی ہو تو غم بھی غم نہیں رہتا خوشی محسوس ہوتی ہے۔ (شکیلہ پاٹو-لاہور)

مجھے شکوہ ہے

مجھے شکوہ ہے خود سے کہ میں اتنا بزدل اور وہی انسان ہوں اور ہر کسی کو دل کا حال بتاتا ہوں۔ (محمد افضل جواد - کالا باغ)

مجھے شکوہ ہے اپنے دوستوں سے جو خوشحال وقت میں میرے ساتھ رہے اور جب مشکل وقت آیا تو سارے ہی غائب ہو گئے۔ (رائے جاوید - فورٹ عباس)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو محبت کر کے چھوڑ جاتے ہیں جو ان کے پیار کو کھیل بھتے ہیں۔ (محمد سفیر - انک)

مجھے شکوہ ہے ایس سے کہ میں اسے پیار کرتا ہوں وہ میری طرف دیکھتی بھی نہیں۔ (منان حمزہ - حق - چنگ اعظم)

مجھے شکوہ ہے دوستوں سے کہ کوئی مجلس انہیں مناسب اپنی غرض کا سوچتے ہیں اپنا مطلب نکالنا جانتے ہیں۔ (اے ڈی ناز - ساہیوال)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جنہوں نے مجھ سے نوں پر رابطہ کیا مگر اب خود ہی شتم کر دیا۔ اگر اس طرح ہی کرنا تھا تو رابطہ کیا کیوں تھا۔ (عبدالرحمن - گجر - نین لاجپور)

مجھے شکوہ ہے شکوہ نہیں کسی سے کسی سے کلا نہیں نصیب میں نہیں تھا جو ہم کو ملا نہیں۔ (نوید اختر - سحر - محمد پور)

مجھے شکوہ ہے اپنے دوست سے جو ہر وقت ناراض ہوتا ہے۔ پلیز ناراض نہ ہونا کیونکہ ایک تم ہو دوستی کے لائق اور دوستی کے لائق ہے۔ (طاہت تبسم - بنوں)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو پیار کا

ناک کرتے ہیں اور پیار کو بدنام کرتے ہیں جھوٹ بولتے ہیں تو پلیز ایسا مت کریں۔ (دلون سے کھینا اچھی بات نہیں۔ (عمر بٹ - گوجرانوالہ)

مجھے شکوہ ہے شہزادہ عالمگیر سے جنہوں نے جواب غرض سے کوئی مختصر اشتہار ختم کو دیا پلیز آپ وہ کوہن دوبارہ چلائیں۔ (حماد ظفر - ہادی - گوجرہ)

مجھے شکوہ ہے میرا شکوہ کسی سے نہیں خود سے بہت شکوہ ہے مگر خود سے شکوہ کیسے شیر کروں تنہائیوں میں اکیلا ہوں آپ سب کا بہت پیار مل رہا ہے۔ (محمد لقمان اعوان - شیخوپورہ)

مجھے شکوہ ہے اس نے میری وفاؤں کا کیا خوب صلہ دیا ہے میں نے اس کی خاطر اپنی خوشیوں کا بھی گلا گھونٹ دیا لیکن اس کو ہر حال میں خوش رکھا۔ (ایم زید - کراچی)

مجھے شکوہ ہے رانا وارث اشرف عطاری سے اس نے اپنے بھائی کی شادی پر مجھے نہیں بھلا یا اور نوں پر بھی کم ہی رابطہ رکھتا ہے۔ وارث صاحب کیا بات ہے۔ (نصرت علی حسرت کھوکھر - گوجرانوالہ)

مجھے شکوہ ہے اپنی تقدیر سے کہ یہ بھی آتا تھا لڑا وقت تیری چاہت میں کہ تو نہیں گر چہ میرے پاس مگر زندہ ہوں۔ (عابد محمود - ملکہ ہانس)

مجھے شکوہ ہے اپنوں سے اور خاص طور پر ایس ایف کنول سے کہ جس کی نظر میں میری حیثیت صرف ایک قیدی سی ہے لیکن میں اسے بتا رہا ہوں کہ میں اس

مجھے شکوہ ہے شہزادہ سے میرا نام غلط لکھا ہے شعر کے پین پر پلیز ایسا نہ کریں نام صحیح لکھا کریں۔ (جوڑیا بول - کراچی)

مجھے شکوہ ہے ایسے دوستوں سے جو دوستی کے ناطے کو بھاننے کے بجائے دھوکہ دیتے ہیں ایسے دوستوں سے دور رہنا اچھا ہے۔ (سید ناصر علی فاروق - شاہ پور چاکر)

مجھے شکوہ ہے شہزادہ بھائی سے جو ابھی تک گلہ میں تھی میری تحریر شائع اور نہ ہی غزلیں لڑکوں پر کم لڑکیوں پر زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ (سید عارف شاہ - جہلم)

مجھے شکوہ ہے NM سے جس سے میں حد سے زیادہ پیار کرتا ہوں لیکن اسے میرے جذبات کی قدر نہیں ہے۔ (محمد ارسلان علی - گوجرانوالہ)

مجھے شکوہ ہے اپنی جان رانی سے کہ وہ مجھ سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراض ہو جاتی ہے پلیز میری جان ایسا مت کیا کرو۔ (ایم شفیق تھا - امرہ خورو)

مجھے شکوہ ہے اب شکوہ کروں بھی تو کس سے؟ (الندوتہ بے درد - لاہور)

مجھے شکوہ ہے ایسے لوگوں سے جو محبت کے خواب دیکھ کر ادا و عمر بھر کے لئے لڑکوں کے اندر دلوں میں اکیلا چھوڑ جاتے ہیں پلیز ایسا مت کرو۔ (واصف علی آرائیں - بھر یاروڈ)

مجھے شکوہ ہے اپنے دل سے کہ یہ میری کوئی بھی بات نہیں مانتا اور دن بدن مجھے اجاڑتا جا رہا ہے دل بے بہت تاب۔ (سید ظہیر حسین - جہلم)

مجھے شکوہ ہے اس سے جو وفا کے بدلے دغا دیتے ہیں۔ (ساجد حسن - شاہ جمال)

مجھے شکوہ ہے اپنے بھائیوں سے دینی جا کر نہیں بھول گئے ہیں لیکن ہم آپ کو

بہت یاد کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جہاں رہو خوش رہو۔ (رابعہ نعمان کھانی - کوٹلی)

مجھے شکوہ ہے ان دوستوں سے جو اپنے چاہنے والوں کی قدر نہیں کرتے انہیں کیا خبر کہ ان پر کیا بیت رہی ہوتی ہے۔ (منیر رضا - ساہیوال)

مجھے شکوہ ہے این بے وفا سے جواب مجھے بھر بار بار نوں پر تنگ کرتی ہے اب تو میں اس بے وفا کو بھول چکا ہوں۔ (سر دار اقبال - سر دار گڑھ)

مجھے شکوہ ہے اپنی جانو سے جو مجھ کو بھول گئی ہے اور مجھ سے رابطہ نہیں کرتی۔ (محمد جنید جانی - اکبر پورہ)

مجھے شکوہ ہے کریم بھٹی سے جو میرے نام سے چھوٹی تحریر شائع کرنا چاہتا ہے۔ (دن محمد بگٹی - کراچی)

مجھے شکوہ ہے اپنوں سے جو مجھے میری زندگی A سے جدا کرنا چاہتے تھے جو مجھے بہت تکلیفوں کے عذاب میں ہے۔ (وسم سلطان صابر - کرک)

مجھے شکوہ ہے شہزادہ بھائی سے جنہوں نے میرا نمبر ابھی تک شائع نہیں کیا۔ (جنید اقبال - انک)

مجھے شکوہ ہے مصطفیٰ گل سے جس سے میں دل و جان سے محبت کرتا ہوں مگر سنگدل کو میری محبت کا احساس نہیں ہے وفا خیال کرتھوڑا۔ (الہی بخش شمساد - سیج کران)

مجھے شکوہ ہے ایسے لوگوں سے جو جان بوجھ کر دوسروں کا دل توڑ دیتے ہیں۔ (محمد اشرف زخمی - دل - نیکی)

مجھے شکوہ ہے ان بھائیوں سے جو لڑکیوں کے ساتھ محبت کرتے ہیں پھر اسے جواب غرض کے توسط سے اشتہار

دے کرتے ہیں۔ کیا آپ لوگوں کو ماں بہن بیٹی اور بیوی نہیں ہیں ذرا سوچیں! ہر کسی کو اپنی عزت پیاری ہوتی ہے۔ (اے ناز بلوچ - گڈانی)

مجھے شکوہ ہے شہزادہ عالمگیر سے جو غزلیں شائع نہیں کرتا پلیز بھیا میں بڑی ہونے کے باوجود بھی آپ کو غزلیں ارسال کرتا ہوں آپ شائع نہیں کرتے۔ (آصف سائول - پشتپاں)

مجھے شکوہ ہے افضل اعوان سے جو میری باتوں پہ لکھیں نہیں کرتا افضل صاحب آپ تو میری جان ہومان جاؤ۔ (سیف الرحمن زخمی - مقابر شریف)

مجھے شکوہ ہے جواب غرض سے میرا نام مکمل شائع نہیں کرتے اور نہ ہی میرا فون نمبر شائع کرتے ہیں۔ (امین مراد انصاری - کراچی)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو انسان کی دولت کو دیکھتے ہیں مگر انسان کو نہیں دیکھتے وہ دوستی کرتے ہیں تو صرف اپنے مطلب کے لئے پلیز ایسا مت کریں۔ (مزل عارف - A - مندرہ)

مجھے شکوہ ہے شہزادہ عرف سندھ سے کہ وہ ہم کو بتائے بغیر کاؤں چلا گیا ہے اسے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا اسے ہم نے ہی کام سکھایا ہے۔ (میاں محمد عرف دگی - گاؤں نوشہرہ)

مجھے شکوہ ہے اپنے دوستوں سے جو برے وقت میں ساتھ چھوڑ جاتے ہیں پلیز ایسا نہ کیا کریں۔ (عمران خان بلوچ - ماموں کا بچن)

مجھے شکوہ ہے مریم عرف کا کا سے کہ وہ سچ کے دوران بہت شور مچاتا ہے میری اس سے گزارش ہے کہ سچ کے دوران شور نہ کیا کرے۔ (فیصل کامیسیک -

ہے اس چاند کی ٹھنڈک سے زندگی گزر رہی ہے کامیابیاں ہیں ماں سدا خوش رہے چونکہ میری زندگی ماں کا نام ہے جس نے ہمیں اپنی شکل سے پالا۔ (محمد اقبال رحمن۔ سبکی بالا)

میری زندگی کا چاند میرے والدین ہیں جنہوں نے مجھے پڑھا لکھا کر آج اتنا کچھ بنا دیا کہ میں آج جواب عرض کے لئے کچھ لکھ رہا ہوں۔ (عکاس احمد۔ حضور انک)

میری زندگی کا چاند میرا مرحوم بھائی تھا آج بھی اس کی اپنی شہادت سے میں کی محسوس کرتا ہوں اور شہادت سے یاد آتا ہے۔ (سردار محمد اقبال مستوی۔ سردار گڑھ)

میری زندگی کا چاند میری ماں ہے کیوں کہ میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں۔ (ساجد اعوان ہزاروی۔ شہنشاہ پورہ)

میری زندگی کا چاند میری ماں ہے کیونکہ میری ماں مجھ سے بے پناہ محبت کرتی ہے اور جب میں گھر میں ہوں تو ہر وقت مجھے دیکھتی ہے تو میں حیران ہوتا ہوں کہ ایک ماں ہے جو اپنے بچوں سے پیار کرتی ہے۔ (آصف وصال۔ بنوں)

میری زندگی کا چاند میرا چنانا عدیل آفریدی ہے جب تک میں اپنے بیٹے کی توکل بائیں نہ سنوں مجھ سے کوئی کام نہیں ہوتا۔ (جبرائیل آفریدی۔ ناصر آباد)

میری زندگی کا چاند میری جان زید ہے مگر انسوؤں مجھے میرے اپنے اسے دیکھنے نہیں دیتے۔ (بونا دگی۔ ہینڈ راجپاس)

میری زندگی کا چاند جواب عرض ہے جس نے مجھے بہت اچھے دوست دیئے جن کا میں آجے حد مشکور ہوں ان کو میں اپنی دعاؤں میں یاد رکھتا ہوں۔ (شمر اعجاز گوندل۔ گوگرد)

میری زندگی کا چاند کس کو کیوں ظالم بادل ہر وقت اپنے اندر سب لیتا ہے جب بھی چاند کو حسرت سے دیکھتا ہوں آنکھ آنسو سے بھر جاتی ہے۔ (محمد اسماعیل آزاد۔ گھریلوگ)

میری زندگی کا چاند GN ہے جسے میں سچے دل سے چاہتا ہوں مگر وہ ابھی نادان ہے اے کاش وہ ہماری اداسی سے آشنا ہو اللہ اس کو خوش رکھے۔ (جی این شاہین۔ ڈیرہ اللہ یار)

میری زندگی کا چاند میری زندگی کا چاند میری ماں ہیں اللہ پاک انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام فرمائے۔ (محمد صفدر دگی۔ کراچی)

میری زندگی کا چاند میری ماں ہے اور ماں نے بچپن سے لے کر آج تک مجھے روشنی دی ہے باقی سب نے جھوٹ دیا ہے اور ماں نے وہ پیار دیا ہے جو کوئی نہیں دے سکتا۔ (چودھری ثناء احمد۔ مظفر آباد)

میری زندگی کا چاند ایس میری زندگی کا خوبصورت ترین چاندھی چاند ہے اور چاند ہے کی چاند کی طرح! (تیور زئی۔ کلیم)

میری زندگی کا چاند میرے وہ پیارے پیارے دوست ہیں جو کہ

جواب عرض نے مجھ کو دیئے ہیں سب ہی میرے چاند ہیں کسی ایک کو چاند کہنا دوسرے کے ساتھ زیادتی ہوگی۔ (پرنس عبدالرحمن گجر۔ گاؤں میں لائونج)

میری زندگی کا چاند مری جان ہے جس سے میں پیار کرتا اور کرتا رہوں گا ل میری دنیا تم سے روشن ہے اور تم ہی ختم تم ہی میری زندگی کا چاند ہو۔ (دگی انظیر سیف تہا۔ سکھین حافظ آباد)

میری زندگی کا چاند میری زندگی میں صرف ایک ہی چاند رہا جس نے کبھی بھی مجھے اپنے سینے سے لے کر لے کر لے کر دیکھا نہیں کرانا نہ جانے وہ کس بت سے ڈرتا تھا۔ (عثمان بنی۔ تولہ شریف)

میری زندگی کا چاند N.A جان جی میری زندگی کا چاند N ہے جسے میں بے پناہ پیار کرتا ہوں اس کے بن نہیں جی سکتا۔ (عابد شاہ۔ جڑانوالہ)

میری زندگی کا چاند میری ماں ہے جس کے بغیر میں بالکل ادھور ہوں میں اپنی ماں سے بہت زیادہ پیار کرتا ہوں۔ (رئیس ساجد کاش۔ خان بیلہ)

میری زندگی کا چاند میری ماں ہے کیوں کہ ماں ایک ایسا چاند ہے جس کی چاندنی میں ہم اپنی منزل تک پہنچ پاتے ہیں۔ (میاں فکیل کشور۔ خان پور کنوڑہ)

میری زندگی کا چاند میرے ماں باپ ہیں کیوں کہ میرے دوست تو نہیں ہیں۔ (محمد حسین سانہ۔ خاروالہ)

میری زندگی کا چاند میرا چنانا محمد شمس اچھی اور میری پیاری ماں ہے اور میرے ابو جان اور میری بیوی اور بہن بھائی سب میری زندگی کا چاند ہیں۔ (حافظ محمد شفیع عاجز سلطانہ۔ کوٹلی)

میری زندگی کا چاند گہٹ میڈم ہے میں اسے بھوننا بھی چاہوں تو بھول نہ پاؤں گا آپ کی یاد بہت آتی ہے آپ نے تو ہمیں بھلا دیا ہے۔ (اے ڈی ناز۔ ساہیوال)

میری زندگی کا چاند میرے والدین ہیں جن کے مجھ پر اتنے احسان ہیں کہ بتانا ممکن نہیں۔ خدا ان کا سایہ ہمیشہ سلامت رکھے۔ (ضیاء اعوان۔ مظفر آباد)

میری زندگی کا چاند میرا بھائی اکرم ہے جس کو میں بہت پیار کرتا ہوں اور وہ کسی چاند سے کم نہیں ہے۔ (عمران فٹا۔ جب ڈیم)

میری زندگی کا چاند میرے پیارے جن میں علی عباس، سعد شاہ، میری بہن اور میرے والدین شامل ہیں۔ ان سے میں ہمیشہ کے لئے شہ قلم رکھنا چاہتا ہوں۔ (سید انور حسین شاہ۔ چیمبر)

میری زندگی کا چاند میری ماں ہے جو حج و شام میری سلامتی کی دعائیں مانگتی ہے میں جو کچھ بھی اپنی ماں کی وجہ سے ہوں۔ میں جب بھی باپوں ہوتا ہوں تو ماں مجھے سنے سے جینے کا حوصلہ دیتی ہے۔ (ایم آصف۔ گلگت میڈی)

میری زندگی کا چاند ان آنکھوں کا نظارہ ہے وہ جو اس زندگی سے بھی پیارا ہے جس نے آ کر میری روح کو سنوارا ہے اس دل کی محبت کا سہارا ہے وہ چاند تو کیا میری جان چاند سے پیارا ہے۔ (محمد شہباز گل۔ گوگرد)

میری زندگی کا چاند میرے ماں باپ ہیں جنہوں نے مجھے جینے کی راہ دکھائی۔ (میر محمد احسان ندیر۔ پھرور)

چاند نہیں ہوتا رات کے اندر میری رات کو مٹا کر ختم کر دیتی ماں ہے تو میں بھی ہوں۔ (دین محمد کٹی۔ گلشن معمار)

میری زندگی کا چاند میری پیاری امی جان ہیں جنہوں نے مجھے بہت پیار دیا اور مجھے پڑھایا میں اپنی امی جان سے بہت پیار کرتا ہوں۔ (واصف علی آرائیں۔ بھر پاروڈ)

میری زندگی کا چاند میرا باپ اور چاندنی میری پیاری ماں ستارے میرے بہن بھائی یہ سب رشتے اک فلکیاتی مخلوق جنہوں نے میری دنیا کو آباد کر دیا ہے۔ (شہزاد سلطان کیف۔ الکویت)

میری زندگی کا چاند میری پیاری اور آخری محبت ہے۔ (خضر حیات بلوچ۔ میاں پنوں)

میری زندگی کا چاند F ہے جس نے بڑی معصومیت کے ساتھ میری زندگی کو بدل دیا ہے۔ (عطاء الرحمن ساگر۔ نارووال)

میری زندگی کا چاند میری والدہ ہے آج میں جو کچھ ہوں اپنی والدہ کی دعاؤں سے ہوں اگر کچھ بنا چاہتے ہوتو اپنے والدین کی خدمت کرو۔ (جانی آرخس۔ اسلام آباد)

میری زندگی کا چاند K ہے جو دور بادلوں میں چھپ گیا ہے پتہ نہیں یہ بادل کب دور ہوں گے۔ (امداد علی عرف ندیم عباس تہا۔ میر پور خاص)

میری زندگی کا چاند ہر انسان کا دل کا ٹکڑا چاند ہوتا ہے ہر انسان وہ محبوب چاند ہی چاند ہوتا ہے۔ شاہد اقبال خٹک۔ کرک)

میرا چاند بھی مجھ سے بے انتہا محبت کرتا ہے۔ (ایم افضل کھل۔ ننکانہ صاحب)

میری زندگی کا چاند A ہے جب تک A ہے تب تک میری زندگی۔ اللہ کرے A ہمیشہ چمکتی رہے۔ (وسیم صابر خٹک۔ کرک)

میری زندگی کا چاند میری ماں ہے جن کی خاطر میں آج تک زندہ ہوں آ ممکن تھا کہ میں برف کی طرح پگھل جاتا مگر ناممکن مجھے جینا ہے اپنی ماں کے لئے صرف اپنی ماں کے لئے۔ (سید ہر از گل۔ مظفر آباد)

میری زندگی کا چاند میری اپنی بیگم ہے جو دکھ مکھ میں ہر وقت میرے ساتھ ہے۔ (ایمن مراد انصاری۔ کراچی)

میری زندگی کا چاند اول تو میری زندگی کا چاند میرے ماں باپ ہیں جو مجھے چاند کی طرح بنایا ہے۔ چاند کی طرح چمکتا ہے۔ (عبدالرشید بڑنجو۔ گلگت)

میری زندگی کا چاند میری زندگی کا چاند ایک لڑکی تھی جس نے میری زندگی کو ہمیشہ کے لئے اندھیرے میں ڈال دیا۔ (سفر اداس موہری۔ پنجکوت)

میری زندگی کا چاند میرے ماں باپ اور بہن بھائی ہیں یارب میری فیملی کو ہر دکھ اور پریشانی سے بچائے رکھنا۔ (عارف حسین لغاری۔ جام پور)

میری زندگی کا چاند میری پیاری ماں ہے کیونکہ مجھے اپنی ماں ہی کی وجہ سے ساری خوشیاں حاصل ہیں میں اپنی ماں سے بہت زیادہ پیار کرتا ہوں۔ (رئیس ارشد۔ خان بیلہ)

شعری پیغام اپنے پیاروں کے نام

محمد علی، دہاڑی کے نام

عشق میں غیرت جذبات نے رونے نہ دیا
ور نہ کیا بات تھی جس بات نے رونے نہ دیا
آپ کہتے تھے رونے سے تو نصیب بدلیں گے
عمر بھر آپ کی اس بات نے رونے نہ دیا
ظہیر عباس انجم - حاصل پور

جواب عرض کے قارئین کے نام

زندگی تو چلی ہے اپنے ہی پاؤں پر
غیروں کے سہارے تو جنازے اٹھا کرتے ہیں
ضمیر ضیا ادا عوان - مظفر آباد

ایس کے نام

تیرے جانے کے بعد اب کسی سے محبت نہیں کرتے
زندگی کے کچھ دن تھے یاد کرتے گزر جائیں گے
محمد اسماعیل آزاد - کھرکھ

Z، ہیڈ راجاں کے نام

دعا نہیں کرتا فقط اتنا کہتا ہوں
جسے تو چاہے وہ تجھ سے بے وفا نکلے
بونادھی - ہیڈ راجاں

نثار احمد حسرت، کھاریاں کے نام

قدم قدم پر ملے اک نئی خوشی تم کو
اندھیری راہ میں مل جائے روشنی تم کو
میری دعا ہے خدا سے کہ کاش لگ جائے
میری حیات کے لمحوں کی زندگی تم کو
شرمیر پرنیش گوندل - گوجرہ

A گبول، کراچی کے نام

میری آنکھوں سے تیری یاد کا سایہ نہیں جاتا
میں نے مان لیا تم کو بھلا یا نہیں جاتا
اک مدت سے کوئی نام لکھا ہے دل پر

میں مٹانا بھی چاہوں تو مٹایا نہیں جاتا
بے وفا ایم زید اسے گول - کراچی

ایس سلی گلاب، ہری پور کے نام

اک خوشبو گلاب کے ساتھ تھوڑی نہیں
نیا موسم تھوڑی برسات کے ساتھ
اک یاد اک ملاقات کے ساتھ
ہمیشہ خوش رہو میری دعا کے ساتھ
ماجد علی - کراچی

راقی از خان، سعودی عرب کے نام

آکھ آپ کی ہو اور آنسو میرے ہوں
دل آپ کا ہو دھڑکن میری ہو
خدا کرے ہماری دوستی اتنی گہری ہو
کفن آپ کا ہو اور لاش میری ہو
کاشف گلوند - ہونوں وولن ملز

مس اے آصف صاحبہ، لاہور کے نام

نیا دوست دل لگتا نہیں زندگی
کا حسین وقت گزرتا نہیں
ساتھ زندگی میں آپ جیسے دوست کا
ہو تو زندگی محبت سے کم نہیں ہوتی
محمد صفدر دھکی - کراچی

کسی اپنے کے نام

اس شہر میں سب کچھ ہے
بس اک تیری کمی ہے
ایم مظہر نذیر - کیوٹی

مرجیا نا جان، مظفر آباد کے نام

وعدے پہ تم میرے اعتبار نہیں کرتے
ہم ذکر محبت سر بازار نہیں کرتے
ڈرتا ہے دل تیری رسوائی سے

اور تم سوچتی ہو کہ تم سے پیار نہیں کرتے
چوہدری شارا احمد - مظفر آباد

عدیل آفریدی، ناصر آباد کے نام

میں پہلے سے دیکھی ہوں نہ مزید کر کے جانا
ہم تم سے بھرلیں گے یہ امید کر کے جانا
دیکھو تو چاند تم سے فریاد کر رہا ہے
ایک رات ظہر جاگل عید کر کے جانا
جبرائیل آفریدی - ناصر آباد

صباحت، تلہ گنگ کے نام

لو دیکھ لو کبھی آ کے کہ میں تجھ کو
بھول جانے لگا ہوں بھنجر جانے سے پیشتر
یہی تھی ناں تمہاری آخری خواہش
یرس عبدالرحمن - نین لائنج

NK، دنیا پور کیا نام

مانا کہ تو حسین ہے مگر اس قدر نہیں
جتنا کہ میری دید نے تم کو بنا دیا
خان افسر خاکسار - دنیا پور

محمد اسماعیل آزاد، کھرکھ گھر پونگ

چاہتوں کے بدلے وفا کیا دو گے
غلوں کے بدلے دعا کیا دو گے
مکاتے ہیں لمحہ بھر کی دوستی کا وعدہ آزاد
تیور زشی - راولپنڈی

جے، پیر محل کے نام

یوں تیرے دیدار کے لئے ترستے رہے آنسو بھی
آکھوں سے رستے رہے چھوڑ دیا تم نے غریب
جان کر پھر بھی تم سے تم سے جڑے رہے
دکھی انظہر سینہ تنہا - چکھکی
رئیس ساجد کاش، خان بیلہ کے نام

دل کا کیا ہے یہ تو تیری یادوں کے سہارے جی لے لگا
بات تو آنکھوں کی جو تپتی ہے تیرے دیدار کے لئے
رئیس ارشد - خان بیلہ

ایف، سکرو کے نام

زخم بھرا ہی نہیں تیری جدائی کا مگر
پھر تیری یاد نیا درد اگل جاتا ہے
اگر دل پر ہاتھ ہی رکھ دے ہم دم
فوقی سانس کچھ دیر سنبھل جاتی ہے
افتخار حسین جمنوں - تریکو - سکرو

A گبول، کراچی کے نام

تجھ سے دوستی ہم اس طرح بھانیں گے
اور خفا ہونا ہم روز منائیں گے
ہر مان جانا منانے سے ورنہ
یہ بھیگی پلکیں لے کر کہاں جائیں گے
عمر الدین گول - کراچی

ساحل، اسلام آباد کے نام

اچھی ہی سہی مجھ پہ مہربان تو ہو
اور کوئی رشتہ نہ سہی دل کی مہمان تو
یہ الگ بات ہے دیکھا نہیں تمہیں کبھی بھی
الفاظ کی صورت میں تم میری جان تو ہو
خلیل احمد ملک - شیدائی شریف

رئیس ارشد، خان بیلہ کے نام

میری کہانی میرا قصہ ہو تم
میری سانس میری دنیا ہو تم
تمہیں کیسے میں بھلاؤں کیسے دل سے مٹاؤں
میری ہر اک سانس کا جھہ ہو تم
رئیس ارشد - خان بیلہ

حاصل پور میں مقیم کسی اپنے کے نام

تیرے شہر میں آیا ہوں چلا جاؤں گا
اک بار جھانک کے دیکھ تیرا کیا جائے گا
سید مبارک علی شکی - حاصل پور
میاں شکیل کشور، خان پور کے نام

شعری پیغام:

دور جا کر بھی اس سے دور جا نہ سکے
کتنا روئے کسی کو بتا نہ سکے
دکھ یہ نہیں کہ ابس کو وہ مل نہ سکا
دکھ تو ہے کہ ہم اسے کبھی بھلا نہ سکے
کے ایس - آری

ابن ابن، اعوان کلاں کے نام

میں کس کے ہاتھ پہ اپنا لبو تلاش کروں
کہ تمام شہر نے پہنے ہوئے ہیں دستانے
غلام فرید جاوید - حجرہ شاہ قسیم

محمد حسن، ساغر، عارف والہ کے نام

لبوں سے لگا کر کیوں توڑ دیا دل کا جام
کس بات کا لیا ہے تو نے ہم سے انتقام
ملک محمد طاہر - لاہور

حافظ محمد شفیق عاجز، کوٹلی کے نام

چاند کی چاندنی ہو گی ستاروں کی بات ہو گی
فوش ان فیب ہو گی جہان آپ سے ملاقات ہو گی
واجد بیٹ، گلبرگ کوٹلی

نعمان اکرم، میاں چنوں کے نام

جگا جاؤ کہ تمہارے چہرے کی
کروں سے ہماری صبح ہوتی ہے
یہ سورج فلک سے ٹکنا ہو گا کسی اور کے لئے
رانا عمران الہم - میاں چنوں

N.N، گجرات کے نام

اپنے منہ رکھنا تو اسے ہی جائے گا یاب
اس کو وہ چیز عطا کر جس کی اسے سب زیادہ خواہش ہے
نثار احمد حسرت - نور جمال شاہی

محمد اسماعیل آزاد، کھرکھ کے نام

عدیل خوشی رہنا دل کی دعا ہے
غم کو پاس نہ لانا دل کی دعا ہے
تیور زشی کلیم - راولپنڈی

اے، انک کے نام

دل جس کو دیا وہ انگینہ چلی گئی
پیار جس سے کیا وہ قبر میں چلی گئی
دل نے کہا خود نشی کر لو
ہاتھ سوئی میں خود دیا اور بجلی چلی گئی
جنید اقبال - انک

"جواب عرض" کے قارئین و

کھاریوں کے نام

ہر غزل میں کمال اس کا تھا
شعر میرا خیال اس کا تھا
خوش تھا میری بھکت پر ناداں
بار میری تھی زوال اس کا تھا
قربان علی امیری - بھاگ شہر

حیدر، ایبٹ آباد کے نام

میری پلکوں کا ابھی پسند سے تعلق نہیں رہا
میرا اکون ہے اس سوچ میں رات گزر جاتی ہے
ساجد اعوان ہزاروی - شیخوپورہ

جی این، مظفر آباد کے نام

اے میری شمع تنہا کو بجھانے والے
میں دعاگو ہوں قیدی محفل میں چراغوں سے
جی این شاہین سری - ڈیرہ اللہ یار

اورنگزیب اینڈ فملی، کیوٹی کے نام

آپ میری دعاؤں میں شامل ہیں
اس طرح پھولوں میں ہوتی ہے خوشبو جس طرح
خدا آپ کی زندگی میں اتنی خوشیاں دے
زمین پر ہوتی ہے پاش جس طرح
ایم انظہر نذیر - کیوٹی

سید علی عباس، ہندو، بہاولپور کے نام

نوٹ جاتے ہیں گھر جاتے ہیں کا کچے گھر میں ہندو اپنے
غیر تو سناٹے کی ی لٹے ہیں بھول جاتے ہیں
سید انظہر حسین شاہ کاظمی - چچیز

محمد افضل اعوان، گوجرہ کے نام

چندہ کمرے چندہ کبھی تو زمین پر
آئیں گے باتیں کریں گے
تجھ کو آتے ہی گر لاج آئے اگر
آؤدھ کے آ جا تو بادل گئے
علی گوہر-گوہرہ

کسی اپنے کے نام
وہ میرے ظاہر کو دیکھتے رہے غور کے ساتھ
کوئی اندر سے جل گیا اور اسے خبر بھی نہ ہوئی
محمد متین نذر-اسلام پورہ جبر

بھائی اطہر خاں مرحوم کے نام
یوں تیرے دیدار کے لئے ترستے رہے
آنسو بھی آنکھوں سے ترستے رہے
بہت یاد آئی گی اطہر تیری بے لوث محبت
میرت آنسو وہ خرید سکیں گے
سردار اقبال خان مستونی-سردار گڑھ

آرنا، دوری خیل کے نام
بھولی بھولی صدا ہوں مجھے یاد کیجئے
تم سے کہیں ملا ہوں مجھے یاد کیجئے
منزل نہیں ہوں خیر نہیں ہوں راز نہیں ہوں
منزل کا راستہ ہوں مجھے یاد کیجئے
سیح اللہ سہمی-دوری خیل

اک اپنے کے نام
کل رات میں نے خواب میں دیکھا تھا آپ کو
کل رات میرے واسطے تو چاند رات سہی
مس-کلسیدال

زید، سرگودھا کے نام
ظہر کے بعد کبھی ملے اگر زندگی میں
دیکھ کر یوں نظر نہ جھکا لینا
دیکھا ہے کہیں شاید آپ کو
یہی سوچ کر ہاتھ ملا لینا
سراج خان-کرک

AK، چوکی سکھیکی کے نام

خوش ہو جاؤ میں آ رہا ہوں
تم میرے پاس آ جاؤ میں کہیں اور جا رہا ہوں
اصحٰوی کی کورونائے-لکھنؤ یا نوالہ

کالا باغ میں مقیم کسی اپنے نام
مسافر تو بچھڑتے ہیں رفاقت کب بدلتی ہے
محبت زندہ رہتی ہے محبت کب بدلتی ہے
ہم تمہی کو پوچھتے ہیں تمہی سے پیار کرتے ہیں
محمد افضل جواد-کالا باغ

K، خانپال کے نام
مجھے بھلانے کا فیصلہ وہ روز کرتا ہے شاید
گھر اس کا کوئی بس نہیں چلا میری وفا کے سامنے
شاہد اقبال خشک-کرک چندرئی
کسی اپنے کے نام
چکر کے گرد جاؤں میں اس تیز دھوپ میں
جگہ کو ذرا سنہال بڑی تیز دھوپ ہے
تنویر احمد گوہل-لالہ سہی

انس، ساہیوال کے نام
عرش پر خاک نشینوں کا بسیرا نہ کرو
جو نہ پوری ہو کبھی ایسی تمنا نہ کرو
حسن کو تم نے جدا سمجھا ہے لیکن اسے کلزار
خود بنائے ہوئے معبود کی پوجا نہ کرو
سارگھوڑ کنول-نورث عباس

راہیہ سکندر زمان، ابوالہی کے نام
غربت نے آ کے ڈالے کچھ اس طرح سے اذیرے
رشتے غلوں کے سارے آخر کبھر گئے
راہیہ فیصل مجید-کراچی

KK، ٹھٹھہ قریشی کی نام
وہ مجھ سے بچ کر خوش ہے تو اسے خوش ہی رہے وہ
وہ میرے ساتھ رہ کر اس سے یہ مجھے اچھا نہیں لگتا
مدثر سعید نسیم-انک

دوستوں کے نام

مٹی میری قبر سے چرا رہا ہے کوئی
مر کے بھی مجھے یاد آ رہا ہے کوئی
دو پہل کی زندگی اور دے
اداس میری قبر سے جا رہا ہے کوئی
صابرا قبل-فصوہ

شقی الرحمن، حیات پور کے نام
میں تجھے یاد بھی کرتا ہوں تو مل اٹھتا ہوں
تو نے کس درد کے صحرا میں گھونایا ہے مجھے
محمد لقمان غنی-لیہ

آصف وصال، ہٹوں کے نام
میری نگاہ کمال کا انتخاب ہو تم
حسن کے پھولوں میں حسن نگاہ ہو تم
لوگ کہتے ہیں محبت میں وفا نہیں ہوتی
لوگوں کے سب دواؤں کا جواب ہو تم
شانستہ-کراچی

ذیشان عرف شانی، حضرو کے نام
میرے خوابوں کے جھروکوں کو جاننے والے
تیرے خوابوں میں کہیں میرا گزر ہے کہ نہیں
پوچھ کر اپنی نگاہوں سے بتا دے مجھ کو
میری راتوں کے مقدور میں تھر ہے کہ نہیں
عکاس احمد-حضرو

SP، 79 کے والی کے نام
پھول اپنی عادت سے کتنے مجبور ہیں جانی
تو نے والوں کو بھی خوش ہو دی دیا کرتے ہیں
محمد عباس جانی-یک نمبر 75/12

عمر دراز، جڑانوالہ کے نام
دور رہ کر بھی تم میرے پاس ہوتے ہو
رات میں آ کیا نہیں تم میرے ساتھ ہوتے ہو
جبرائیل آفریدی-ناصر آباد

S، منڈی بہاؤ الدین کے نام
جیتے منظر مجھے پیارے سبھی چھن گئے
زندگی کے سہارے سبھی چھن گئے

بحر الفت میں طوفان ایسا اٹھا انجم
ہم سے ناؤ کنارے بھی چھن گئے
محمد خاں انجم-دیپالپور

GN، ٹھٹھہ قریشی کے نام
محبت کی سزا بے مثال دی اس نے
اداس رہنے کی عادت ڈال دی اس نے میں نے
میں نے جب اسے اپنا بنانا چاہا
باتوں باتوں میں بات ہل دی اس نے
پریس عبدالرحمن بکمر-مین لکھ

B اور F، سکرو کے نام
میں توڑ لیتا اگر تو گلاب ہوتی
میں جواب بننا اگر تو سوال ہوتی
افتخار حسین بھٹو-تریکہ-سکرو
زید ناز، بلوچستان کے نام
دن رات تم کو سوچتا ہوں
جان تم تک کیسے پہنچتا ہوں
تیری جدائی کے دیران سندھ میں
میں ماہی ہے آپ کی طرح تڑپتا ہوں
الہی بخش عثماد-کچنگھرا

جیل نذاخیر پوری کے نام
گلے لگاتے ہیں دشمن کو بھی سرور میں ہم
بہت برسے ہیں گریک کام کرتے ہیں
محمد ندیم قاسمی-جھنگ صدر

MN، بلوچ، امریکہ کے نام
تڑپتی ہے نظر دل فریاد کرتا ہے
لوٹ آؤ نہیں بڑنجور ہل یاد کرتا ہے
عبدالرشید بڑنجو-گڈوانی

جان ایس کنول، ملکی کے نام
گر ہو سکے تو معاف کر دینا اے منم
بن گیا ہوں میں تیرا گمنام گار
زہیر حسن تنبا-ملکی

عبدالرشید، سعودی عرب کے نام

SAA، کراچی کے نام
عید وہ عید نہیں جس میں تو قریب نہیں
تیرے دور رہنے سے میری عید نہیں
امین مراد انصاری-کراچی

ایس آر، مظفر آباد کے نام
تو ہوش میں تھا پھر بھی ہمیں پہچان نہ پایا بکتر
اک ہم تھے کہ چو کی کبھی تیرا ہی نام لیتے ہیں
سید سہرا حسین شاہ-کالٹی-مظفر آباد

ایم، شیخوپورہ کے نام
سدا خوش رکھنا میرے خدا اس کو
تیرے فرشتے بھی دیں دعا اس کو
دنیا چاہے اس کو اس کی چاہت سے زیادہ
مانگے قطعہ تو ملے دریا اس کو
ماریہ چوہدری-شیخوپورہ

طارق غفور، سمندری کے نام
آسان اپنی ہے گھر آباد کرنا محبت کا
یہ ان کا کام ہے جو زندگی برباد کرتے ہیں
T.N-سمندری

کسی دوست کے نام
کتنا نادان ہوں میں کیا چاہتا ہوں
سیاہ اندھیروں سے روشنی چاہتا ہوں
جاننا ہوں تو میرا نہیں ہو سکا
پھر بھی تیری وفا چاہتا ہوں
محمد عمیر مظہر نسیمی-تکلیاں

ایس، شیخوپورہ کے نام
اپنے دامن میں ستارے بھر لینا، زلفوں میں کلیاں چالینا
جب بھی شام ڈھلتی تم ہم کو یاد کر لینا
تب عالم شریک کر لینا
جب میں یاد آؤں تو پھلوں سے پیار کر لینا
سید عارف شاہ-جہلم

عبدالرشید، سعودی عرب کے نام

عبدالرشید، سعودی عرب کے نام

ہم تو اچھے دوستوں کو زندگی کی دولت سمجھتے ہیں
لازماً تو نہیں زندگی دولت سے ہمالا ہو
ریش علی حیدر-خان پبلہ

A، کرک کے نام
مجھے اپنا نہیں دیکھ ان کا ہے صابر
تجھے کون چاہے گا تا میرے مرنے کے بعد
وسیم صابر نیک-کرک

کوٹ ادو کے پیارے دوست کے نام
خوشبو کیوں نہ آئے گی تیری زندگی سے اسے دوست
تو اتنی اس ہستی کا ہے جس سے
پھول بھی خوشبو کی بجیک مانگتے ہیں
عارف حسین افغاری-جام پور

ایس کے، سیالکوٹ کے نام
کھا کے قسم مجھ سے تو کبھی بے وفائے ہوگی
زندگی میں مجھ سے کبھی ٹھٹھا نہ ہوگی
بے میرا وعدہ تجھ سے میں تیرا ساتھ نبھائوں گا
کر وعدہ تو بھی کبھی افضل سے جدا نہ ہوگی
ایم افضل کمرل-نیکانہ صاحب

KT، بکھر کے نام
ہائے وہ لمحہ کہ جب تجھے شناسائی ہوئی
پھر جو تو تھی میری جان وہ رسوائی ہوئی
اپنی ناکام محبت کا پول چھپا نہ کرو
رزم بڑھ جائے گا اگر اس کی پڑ پڑائی نہ ہوئی
اداکر علی عرف ندیم عباس تنبا-میرپور خاص

BT، گوجرانوالہ کے نام
تم سے پیار کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے
یہ وہ گناہ ہے جو بار بار کرتے رہیں گے
تیرے ہونٹوں کی مکررات جان سے پڑائی سے قتل
تیری سگاہ سے اپنی زندگی میں بگڑ جاتے رہیں گے
محمد شہباز گل-گوجرانوالہ

ہلا:۔۔۔

ہلا:۔۔۔

کیا آپ ایک اچھے دوست ہیں؟

حقیقی ایک اچھا دوست ہوں مگر صبح
فیصل وقت کرتا ہے کہ مصیبت میں
دوست کس حد تک کام آتے ہیں اس کا
اندازہ اہم بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ
آپ کے کتنے دوست ہیں۔ (راجہ فیصل
مجید - کراچی)

حقیقی ایک اچھا دوست ہوں لیکن
اس وقت حالات نے مجھے مجبور کر دیا کہ
میں کسی سے دوستی نہیں کر سکتا ان شاء اللہ
جلد ہی حالات بہتر ہو جائیں گے۔
(عمران ثنا - حیدرآباد)

حقیقی ایک اچھا دوست ہوں، کیوں
میں نے دوستی میں کسی کو دھوکہ نہیں دیا مجھ
سے دوستی کر کے آزما سکتے ہو صرف وفا
والے۔ (میر احمد میر کٹی - سوئی گیس
فیلڈ)

حقیقی ایک اچھا دوست ہوں، یہ تو
میرے دوست ہی بنا سکتے ہیں۔ (ربین
صدام حسین ساحل - شی خان پیلہ)

حقیقی ایک اچھا دوست نہیں ہوں
کیونکہ اگر میں ایک اچھا دوست ہوتا تو
تمام دوست میری نصیحت پر عمل کریں
بہر حال میں کوشش کرتا ہوں دوستوں
کے لئے۔ (چودھری یحیٰی احمد - شی
خان پیلہ)

حقیقی ایک اچھا دوست ہوں اب
مجھے یقین ہو گیا ہے کہ میں واقعی ایک
اچھا دوست ہوں میرے سب دوست
مجھ سے بہت خوش ہیں ہمیشہ خوش رہو
دوستو۔ (جی کے ساگر فورٹ عباس)

حقیقی ایک اچھا دوست ہوں میں

واقعی ایک اچھا دوست ہوں میں نے
جس سے دوستی کی اس نے مجھے دھوکا دیا
ہے۔ (محمد شعل - حیدرآباد)

حقیقی ایک اچھا دوست ہوں کیونکہ
شیشیر ساگر مجھے روزانہ فون کر کے بات
کرتا ہے اور مجھ سے ملاقات نہیں کرتا
چونکہ میں اس کا ایک اچھا دوست ہوں
اور ہوں گا۔ (برنس مظفر شاہ - پشاور)

حقیقی ایک اچھا دوست ہوں میں
ایک اچھا دوست ہوں، پر اب وقت اتنا
تیزی سے بدل رہا ہے تاہم نہیں ملتا
دوستوں کے لئے۔ (بشیر سائول - واہ
کینٹ)

حقیقی ایک اچھا دوست ہوں، دوستی
کرنی آسان ہوتی ہے پر بھائی بہت
مشکل ہوتی ہے۔ دوستی کرو تو قبر تک
ساتھ نبھاؤ۔ (خان - واہ کینٹ)

حقیقی ایک اچھا دوست ہوں کیونکہ
میں ہمیشہ دوستوں سے جچ بولتا ہوں کوئی
بھی بات اپنے دوستوں سے نہیں
جھپٹاتا۔ (محمد ناز عباسی - سحر پور)

حقیقی ایک اچھا دوست ہوں کیونکہ
میرے دوست ساحل کی زبان میں نے
تم میں وہ اوصاف دیکھے ہیں جو ایک
اچھے دوست میں ہوتے ہیں واقعی اس
نے میری اچھے خطوط پر پرورش کر کے
معاشرے میں مجھے ایک اچھے دوست کی
حیثیت سے متعارف کرایا ہے۔ مجھے
اپنی دوست ساحل پر فخر ہے۔ (خلیل
احمد ملک - شیدائی شریف)

حقیقی ایک اچھا دوست میری رائے

پسندیدہ اشعار

ہم نے سوچی ہوئی شاخوں پہ لہو چھڑکا تھا
پھول اگر اب بھی تان کھلتے تو قیامت ہوتی
☆ شیب شیرازی - جو ہر آباد
کسی کی یادوں سے اگر زندگی گزر جاتی تھی
تو کبھی کوئی کسی سے ملنے کی دعا نہ کرتا
☆ عمران ثنا - حب ڈیم

☆ مجھے آج بھی اس کی بے پناہ
محبت رونے نہیں دیتی محسن
جو بھٹتا تھا کہ میری جان نکل جائے گی
تیرے آنسو گرنے سے پہلے
☆ مجید احمد جانی - ملتان

☆ وہ جس دن کرے گا یاد میری محبت کو
تو بہت روئے گا وہ خود کو بے وفا کہہ کر
☆ سائرہ - پیکوال

☆ آسمان سے غریب شب بچوں کو کھینچیں دینی اظہر
کتنی ہے ظالم ہے دنیا وہ دلوں کو ملنے نہیں دیتی
☆ ذبیحی اظہر دہکی - سکھنکلی منڈی

☆ بے فکر ہو کر سوتا تیری عادت بن گئی ہے جاتی
کسی روز کوئی روٹھ کر چلا گیا تو
ساری زندگی نیند نہیں آئے گی
☆ راشد علی - صادق آباد

☆ اوروں کے لئے پیار کا جذبہ نہیں جن میں
وہ لوگ کبھی پیار کے قابل نہیں ہوتے
☆ سیف الرحمن زبئی - مقابر شریف

☆ ہوتا ہے اپنی آنکھ کا آنسو بھی بے وفا
وہ بھی جب لکھتا ہے تو کسی اور کے لئے
☆ عدنان حیدر - جہلم

☆ تھک گئی ہوں صنم کا انتظار کرتے کرتے
ہو گئی انتہا یادوں کی اس سے پیار کرتے کرتے

☆ ہم کسی اور کے ملنے کے بھانے آئے
☆ محمد ہارون قمری - پور ہزارہ

☆ ہر بات جی سوج کر سوتا ہوں کہ اسے بھول جاؤں ساحل
مگر یہ ممکن ہی نہیں جگ کا آغاز ہوا ہے یاد کے بغیر
☆ محمد فاضل - خوشاب

☆ میرے اہم میرے بھلے میرے دل کی
اگر میں بھی جاؤں تو میری قبر کے ساتھ قبر بنالینا
☆ محمد فضل جواد - علی خیل

☆ جلی ملاقات تھی اور ہم دونوں ہی بے بس تھے رفاقت
وہ دلچسپ نہ سنبھال سکے اور ہم خود کو
☆ رفاقت علی - بھاگ نگر

☆ تیری یادوں کی بارش جب بھی برسی ہے فراز
میں بیگناہ ضرور ہوں بلکوں کی حد تک
☆ سید عبادت کاظمی - ڈیرہ اسماعیل خان

☆ کوئی مل جائے تو جیسا یہ ناممکن ہے
پر تم ڈھونڈ لو ہم جیسا اتنا آسان یہ بھی نہیں
☆ عبدالوحید ابرار بلوچ - آواران

☆ سن کے میری موت سے کبھی محبت نہ دانا جان
دو رکعت نماز لٹل پڑھ کر دعا کرتا جان
☆ مصطفیٰ گل - کراچی

☆ نہ وہ دن رہے نہ وہ خطیں نہ وہ عزیز لوگ
وقت چھین کر لے گیا مجھ سے میرے اپنے کہاں کہاں
☆ ایم وکیل عامر - ساہیوال

☆ یہ جدائیوں کے سفر بڑی دور تک گئے
جو گیا پھر لوٹا نہ میری بات مان جاؤ
☆ معاویہ غزیر - ساہیوال

☆ اترام محبت کے ڈرے چھوڑ دیا شہر اپنا ہے کیف
ورنہ یہ چھوٹی سی عمر بروئیں کے قابل تو نہیں تھی
☆ شہزاد سلطان کیف - الکویت

☆ تیرے کوپے میں تیری دید کی خاطر جانوں

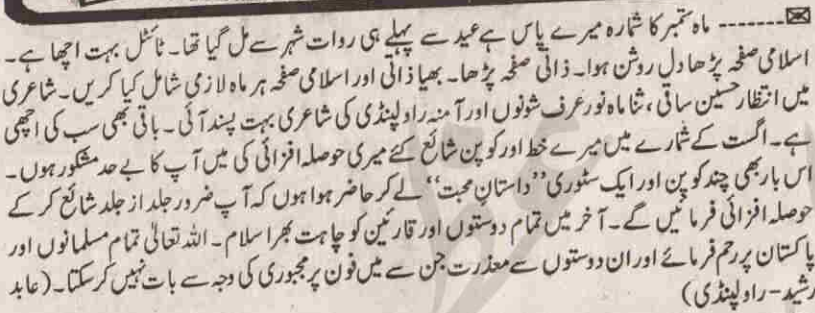
☆ محمد عمران بٹ - وضو کا دل
کتنے مجبور ہیں تقدیر کے ہاتھوں فیاض
نہ اسے پانے کی اوقات رکھتے ہیں
نہ اسے کھونے کا حوصلہ
☆ فیاض احمد چائے - مظفر گڑھ
ودعہ تھان کارات کتا نہیں خواب میں نذر
اور ہم تھے رات بھر خوشی سے سونے سکے
☆ نذیر احمد خان جوئے - اسلام آباد
عشق والے تو آنکھوں کی زبان سمجھ لیتے ہیں
ملنے ہیں پہنوں میں تو ملاقات سمجھ لیتے ہیں
ارے روتا ہے آسان بھی اپنے پیار کے لئے
جانے کیوں لوگ اسے برسات سمجھ لیتے ہیں
☆ واصف علی آرائیں - بھیر ماروڑ
محاف کرتا مجھے دل اس میں نہ ہے کوئی غلامی
جئے جھکتی تھی میں نیکی بن کے کئی وہ مجھے سزا میری
☆ عابدہ رانی - گوجرانوالہ
سندھ ہاتھ نہری دیش کی کوئی تو ان کو چھٹا ہو گا
پھول سے ہونٹ جب کہتے ہوں گے قسمت والا سنا ہو گا
☆ عابد علی آرزو - ساہیوال
جب یاد میری آئے تو ستاروں پر نظر کرنا
ٹوٹ کے سنا نہیں گئے داستان میرے دل کی
☆ اورنگ زیب - جہلم
نہا ہوا میرے رنے کی خبر نہ کہی میرا حال پوچھنے جی
کہ شاید یہ بھی ملنے کا ایک نہیا بمانہ ہو
☆ ریاست خان - میانوالی
پیار جھوٹا کسی دنیا کو دکھانے آ جا
تو کسی اور سے ملنے کے بھانے آ جا
☆ سلیمان - نوشہرہ
جب لوگ ہی جذبوں کی تو قیر نہیں کرتے
ہم بھی کوئی اپنا دکھ تحریر نہیں کرتے
دل چیرتا ہے اس کا روکھا پن
کرتی ہے زبان وہ کچھ جو تیر نہیں کرتے
☆ محمد شہزاد گل - گوجرانوالہ

☆ شگفتہ دل ہوں مرگتا ہوں ہر ایک سے ہنس کر تہی
بکری تو فتنے ہے جو آج ہے بہت کچھ کھانے کے بعد
☆ محمد عسیر مظہر سنی - کراچی
ہاتھوں کی لکیروں میں قسمت نہیں ہوتی
کئے ہاتھوں کی بھی خدا تقدیر لکھتا ہے
☆ ساجد احسن - مظفر گڑھ
یہ دنیا تجھے اس موڑ پہ لے آئے گی
ہنسنا تو بڑی بات ہے تم رو بھی ہو سکے گے
☆ ایم زلیخا - گول - کراچی
کاش میں کوئی پھول ہوتا تو تیرے ہاتھوں میں ہوتا
تو میری خوشبو گھنٹی میں تیرے ہونٹوں کو چومتا
☆ کالو پر ویسی گھٹی - کراچی
ڈکا لہو چمن کا آگ آفتاب سے
نگرا گئی میری نظر کسی کے نقاب سے
☆ سید عارف شاہ - جہلم
مت سمجھنا کہ سو کر تجھے بھول جاتے ہیں
ہم تو سوتے ہیں صرف تمہیں دیکھنے کے لئے
☆ عبدالصمام - جٹ
ان کے لئے جب بھگتا چھوڑ دیا
یاد میں ان کی حجب ترپنا چھوڑ دیا
وہ روئے بہت آ کر تب ہمارے پاس
جب ہمارے دل نے دھڑکنا چھوڑ دیا
☆ شہناز مجید - میرپور ماٹیلو
پھولوں کی خوشبو سے بھی محبت کی مہک زیادہ ہے
ہم آپ کو زندگی میں بھی نہیں چھوڑیں گے وعدہ ہے
☆ احمد ولی کورونائے - لکھنؤ
ہمارا حق تو نہیں ہے پھر بھی یہ تم سے پوچھتے ہیں
ہماری زندگی تم سے لو کر اس مت رہا کرو
☆ سید محسن رضا - گجرات
ایک چہرے چمکی کی چہرے چڑھا لیتے ہیں لوگ
جس کو دیکھنے کے لئے ترپتے تھے
☆ اسی کو انجان بنا لیتے ہیں لوگ
☆ محمد آفتاب شاہ - کوٹ ملک دوکونہ

☆ ہزاروں نام بھولے مگر نام نہ بھولا جناب کا
☆ محمد عابد مغل - مانا نوالہ
مت پوچھو کیا حال ہوا ہے عشق میں ہم دیوانوں کا
غم کے اقل میں ڈوب گیا ہے چاند حسین امانوں کا
☆ چوہدری محمد شریز - میرپور
میری آنکھوں میں کھو کر رہ گئی ہے
میرے اندر کی ہو کر رہ گئی ہے
☆ سبھی کی آنکھوں کا تارہ تھی ایس
میری ہی آج ہو کر رہ گئی ہے
☆ ڈاکٹر نسیم اقبال شاہ - جہلم
منا ڈال فرق آدم و حوا کا پیار کر
روح انسانی سے قمر
☆ پکار اٹھے خدا کی قدرت فخر ہے
اے انسان تیری زندگی سے
☆ قمر تسلیم - لکھنؤ
میری طلب میں تھا کہ شخص جو نہیں ملا تو پھر
ہاتھ دعا سے یوں گرا سوال بھی بھول گیا
☆ منزل حسین صدائے - ساہیوال
میرے پیاری انتہا کا عالم کیا پوچھتے ہو سارے
رات ہوتے ہی تیری یاد کے پتے چلا دیا ہوں
☆ عمر دراز ساحر - خوشاب
ان آنسوؤں سے کہہ دو اپنی اوقات میں رہیں
ہم ایسے رخت نہیں جو خود بخود اکڑ جائیں گے
☆ محمد رمضان شاہ - مہر اکرم
حیات اک غم کے سوا کچھ بھی نہیں ہے درد
خوشی بھی یاد آتی ہے تو آنسو بن کر
☆ اللہ دتہ بے درو - سرگودھا
خون سے لکھے ہوئے الفاظ کیوں نہ پھینچے غم
☆ اس نے جلائے تھے میرے خط چٹا کر
☆ غم جان گویا پتہ - جعفر آباد
آؤ کبھی تو دستک دو میرے دل پر
☆ پیار پہلے سے کم ہو تو شکایت کرنا
میرے دل میں اترا سکو تو شاید جان لو

☆ کتنا مشکل ہے کسی سے خاموش محبت کرنا
☆ شہزاد سلطان کیف - الکوٹ
تیری آنکھوں کا کال کا بل میرے دل میں ملایا ہے
تیری آنکھوں نے میرا دل چھایا ہے
☆ کروں گا پیار تم سے ہی چاہے رو کے زمانہ
میں نے اپنا فیصلہ تم کو سنایا ہے
☆ محمد شرف زخمی دل - جھنگ
کاش میری وفا میری صدا ہو جائے
میں جہد کروں گر وہ خدا ہو جائے
☆ سیدنا دلی شاہ فراق - ساکھڑ
بہل جاتا ہے اللہ سے بدن پہلی ہی خواہش میں اجم
☆ مرن آنسو لکھنے میں ذرا تاخیر ہوتی ہے
☆ محمد خاں انجم - دہلی پور
مجھے کسی سے بھائی کی اب توقع نہیں ہے غم
☆ شام تاب سے کہہ رہا ہوں مجھے دعاؤں میں یاد رکھنا
☆ عالمگیر تبسم - گوجرانوالہ
یوں تو سید بھی ہو میرا بھی ہو، افغان بھی ہو
☆ تم بھی کچھ تو ہو، بتاؤ کیا مسلمان بھی ہو
☆ مختیار حیدر عسکری - ڈیرہ اسماعیل خان
مجھے بھی یاد رکھنا جب لکھو تحریر وفا حسن
☆ کہیں نے بھی لٹایا ہے محبت میں سکون اپنا
☆ تنہا وہ تنہا ہے جو مر کر بھی نہ پوری ہو
☆ جود ہی دل میں رہ جائے اسے امان کہتے ہیں
☆ ادوار علی عرف ندیم عباس تھا - میرپور خاص
شدت غم سے شرمندہ نہیں میری وفا
☆ دوست گھر سے تھے تو زخم بھی گھر سے لگے
☆ وسیم ارشار - فیصل آباد
نکالا ہم کو جنت سے فریب زندگی دے کر
☆ دیا پھر شوق جنت کیوں یہ حیرانی نہیں جاتی
☆ ڈاکٹر عابد قریشی - ساہیوال
اس کے لیے سے مجھ کو بس یہ معلوم ہوا
☆ اسے ڈھار لگتا ہے اب مجھ سے تعلق رکھنا
☆ کرن خان - صفحہ قریشی

☆ مکی مکی فضا یہ کہتی ہے
☆ تو کہیں آس پاس رہتی ہے
☆ نوید احمد - لاہور
کوئی مجھے بتا دے کیا جواب دوں ان کو
☆ وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کیوں میری آرزوی
☆ مدثر عمران ساحل - ٹکوانہ
درد کو بھی درد ہونے لگا ہے
☆ درد سینے میں چھپ کر رونے لگا ہے
☆ نہ روتے تھے کبھی ہم درد کو دیکھ کر
☆ مگر اب درد ہمیں دیکھ کر رونے لگا ہے
☆ محمد خادم بگ - ڈیرہ مراد جمالی
خوبصورت اور معصوم چہرے کو مت چنوں دوستو!
☆ فریب کھایا ایک معصوم چہرے سے ہم نے
☆ اسے آراہیلہ مظہر - جھڑوٹی
وہ رو دھا رہے مجھ سے یہ قبول ہے مجھ کو
☆ مگر یارو اسے روکو میرا شہر تو نہ چھوڑے
☆ محمد شوکت - ہاسکوہ
☆ ڈکھ تو یہ ہے کہ وہ بھی نہ بن سکا اپنا
☆ ڈکھ جس کے قبول کئے ہم نے خوشی کی طرح
☆ اس کا ملنا ہی حسرت مقدہ میں نہ تھا
☆ ورنہ کیا کچھ نہیں کیا ہم نے اسے پانے کیلئے
☆ نثار احمد حسرت - نور جمال شاہی
☆ تو آتش فشاں ہیبت کو کوئی بڑی بات نہیں مدثر
☆ میں نے جام عشق پیانے تھے بھانے کے لئے
☆ حاجی خادم - حافظ آباد
☆ عشق میں ایک ایسا بھی مقام آتا ہے مظہر
☆ جس میں دیدار پھر کوئی معنی نہیں رکھتا
☆ ایم مظہر نذیر - پالاکوٹ
☆ خود دھوپ میں جل رہا ہوں مگر
☆ سایہ شجر ہے کسی اور کے لئے
☆ حافظہ شفیق عاجز سلطان کی کوٹلی
☆ خدا کرے کہ محبت میں کوئی ایسا نفی دے دے
☆ جو محبت میں وفا نہ کرے کافر ظہیر



شکریہ۔ اس کے بعد جنت رورہی ہے انتظار حسین سانی کہانی پڑھ کر بہت دکھا ہوا ایسی خالم اولاد کسی دشمن کی بھی نہ ہو۔ قصور کس کا زہیدہ ملتان، پیار کیا تو ڈرنا کیا، ادھوری زندگی ندیم قریشی صاحب مجھے کال کر کے خوبصورت باتیں کرتے ہوا انتہائی شکریہ آپ کے سندھ کو سیلاب نے گھیر رکھا ہے۔ ہم دلی دعا کرتے ہیں کہ ایسی آفت سے جلد از جلد آپ کو نجات ملے۔ شہزادہ صاحب پرانے رائٹر ذوالفقار علی عاصم گوہر والے شکوہ کر رہے تھے کہ آپ پرانے رائٹر کو اب لفٹ نہیں کرواتے پلیر انہیں بھی ٹائم دیں اور خوبصورت کہانیاں شائع کر کے جواب عرض کی زینت بنائیں۔ کاجل، مسکان، شاپین، فیصل، تبسم، مظہر، شہباز اکرم، ڈاکٹر عامر آصف ندیم شہزاد، رب نواز بھی میری تحریروں پسند کرنے کا انتہائی شکریہ۔ (ذوالفقار علی سانول۔ کوتوال)

Ainah Roobru 221 J جواب عرض Courtesy w

Psandeeda Ashaar

پڑتے ہوئے سنواری میں ڈوبنے کی پیاس لگی اینڈ ایسے کر دیا کے پیاس ادھوری سے بھی زیادہ دھگنی۔ قصور کس کا زبیدہ خان ملتان کا ش کوئی آپ کی سنواری سمجھے۔ میری سنواری بھی کچھ ایسی ہے انکل نے اگر شائع کیا تو جس کی ہے اسے بھی انتظار ہے۔ ایم جاوید چوہدری، عالیہ ہرجائی بے وفا، اپنی منہ بولی بہن صدف کی بات آگئی غیر مرد کے ساتھ دیکھا تو گولی مارنے کو دل کر رہا کیوں عالیہ کے بھائی نہیں تھے۔ خزاں کے بعد اور محبت ہوں نہیں بھی ٹھیک تھی۔ مائی فیورٹ جنت رورہی ہے انتظار ساقی بھائی میرے اچھے دوست ہیں کئی بار یہ سنواری پڑھ چکا ہوں مہارکاد کے ڈھیر سارے گلاب آپ کے لئے اس ماہ کے بیٹ آپ تھے۔ زندگی میں پہلی دفعہ کسی کی شاعری ابھرتے ہوئے رائٹروں کی پڑھی ہے تو وہ آپ کی ہے باقی نقل ہوتی ہے۔ (سراج خان۔ ضلع کرک)

ماہنامہ جواب عرض محبت اور دکھ نمبر وقت پر ملا جس میں اپنی تحریر پڑھ کر دل باغ باغ ہو گیا ہے۔ بھائی صاحب میں نے بہت سے شعر، غزلیں، مہجیں پر ان میں سے صرف ایک ہی تحریر آئی ہے۔ میں ان دوستوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھ سے راستہ کیا اور میں سب رائٹرز کو مہارکاد پیش کرتا ہوں اور میری ایک گزارش ہے ان دوستوں سے جو کمال دیتے ہیں اور پھر ٹھیک نہیں بتاتے اور تک کرتے ہیں۔ یا لڑکیاں کال کرتی ہیں تو بلیٹس مانگتی ہیں۔ (راشد علی)

ماہ ستمبر کا شمار ادھوری زندگی نمبر اس وقت میرے ہاتھوں میں ہے اس مرتبہ کافی جدوجہد کے بعد خود مانسمہ سے جا کر خریدار شمارہ جلد شائع ہو گیا تھا میرے دوستوں نے مجھے فون پر بتا دیا تھا لیکن مجھے چندرہ ستمبر 2011ء کو ملا کافی لیت ملا اسلامی صفحہ میں کلمہ طیبہ کی برکتیں اور سبز پرندہ اور پھر ذاتی صفحہ پڑھ کر از حد مسرت ہوئی۔ میری کہانی ابھی تک آپ لوگوں نے شائع نہیں کی بڑا دکھ اور افسوس ہے اگر کہانی اشاعت کے قابل نہیں تو کم از کم ناقابل اشاعت کہانیوں میں لکھ دیں مجھے امید نہ رہے۔ اس مرتبہ سید اظہر بخاری کی کہانی فوجی محبت، زبیدہ خان کی کہانی قصور کس کا، شازیہ وقاص کی کہانی محبت بین کرتی ہے پسند آئیں اچھی کہانیاں لکھنے پر مہارکاد قبول فرمائیں۔ ابھرتے شاعروں میں اقبال الرحمن، آمنہ، ثناء، سرفہرست رہیں۔ مختصر کہانیوں میں قصور وار کون کہانی اچھی تھی۔ ماں سے پیار کا اظہار مجھے شکوہ ہے۔ گلدستہ اچھا کالم ہے اس کو جاری رکھیں۔ میری زندگی کی ڈائری کے صفحات کو پڑھائیں۔ بہن شانہ و ہاڑی آپ نے بالکل ہی جواب عرض کی طرف پیٹھ کر دی ہے اس میں ضرور لکھا کریں۔ (محمد ہارون قرین پور ہزارہ)

ماہ ستمبر 2011ء کا جواب عرض میں کھڑک سے لیا اس ماہ پورا جواب عرض اے ون تھا جو میرے دل کو اچھا لگا کہانی میں اقراء لاہوری کی ادھوری زندگی، احمد جمی دھمی میانوالی کی خزاں کے بعد مجبور یوں کے زخم، صد حسین صد اکیلا سکے، ایم جاوید نسیم چوہدری فیصل آباد کی دیکھ لیا زمانے کا ستم بہت ہی زیادہ پسند آئی اور ذوالفقار علی کی جاتم سمجھا کرو۔ احمد شیر شہزاد کی بلا عنوان، ایم اشفاق بٹ، لالہ موسیٰ کی وعدہ اور اللہ دتہ بے درد کی آخری خط، جنت رورہی ہے انتظار حسین ساقی، تاندلیا نوالہ، ارشد ساحر، ہے عجیب میری محبتیں ان سب کی کہانی اے ون بھی ان سب کو میری طرف سے اچھا لکھنے پر بہت بہت مبارک ہو اگے بھی اسی طرح لکھتے رہنا باقی گلدستہ بہت اچھا تھا سب نے بہت اچھا لکھا۔ پسندیدہ اشعار میں۔ محمد عیسٰی مظہر سنی گوجران، پرویز احمد ساگر چانی، بشیر سانول پنڈی، آصف سانول چشتیان، محمد سرفراز بھٹی مٹھن کوٹ، فدا بٹول دھمی خوشاب، ایم سلیم ناز خانوال، جاوید اقبال جاوید فیصل آباد، نیاز تنہا گاؤں پل کلمے محمد افضل جواد کالا باغ، رئیس ارشد شی خان بیلہ ان سب کے شعر بہت پسند آئے۔ (نذیر احمد خان جوئیہ۔ اسلام آباد)

ماہ ستمبر میرے ہاتھ میں ہے سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا جسے پڑھ کر دل بہت خوش ہوا اور میری

زندگی میں کام آنے والی باتیں ملیں۔ اس کے بعد ذاتی صفحہ پڑھ کر مجھے کچھ تجربہ ملا جس سے میں نے اپنی آنے والی زندگی کے لئے کچھ سوچا اس کے بعد شاعری کی طرف بڑھ کر دل کو سکون دیا کیونکہ مجھے شاعر لوگ اچھے لگتے ہیں۔ شاعری میں انتظار حسین ساقی کی شاعری سے بہت متاثر ہوا۔ محمد اشرف زخمی دل، اے ناز بلوچ، شاعرہ آمنہ، ایم شفیق تنہا اور جمیل فدا خیر پوری کی شاعری بہت اچھی تھی۔ اب کہانیوں کی طرف آتے ہیں سب سے پہلے ایم اشفاق بٹ کی کہانی پڑھی بہت اچھی لگی۔ اس کے بعد ایم جاوید نسیم چوہدری کی کہانی بہت ہی اچھی تھی اور پھر قارئین کی کہانیاں اچھی تھیں۔ صد حسین صد، مس اقراء، ساجد علی زاہد، شازیہ وقاص، نایک غفر علی بریار، احمد جمی دھمی اور انتظار حسین ساقی کی کہانی بھی اچھی تھی اور بھی بہت سی کہانیاں اچھی تھیں۔ (رانانا برعلی ناز۔ چوہنگ، لاہور)

ماہنامہ جواب عرض اگست 2011ء محبت اور دکھ نمبر میرے پاس ہے سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا اور پھر آپ کا ذاتی صفحہ پڑھا جو بہت اچھا لگا۔ پھر ابھرتے ہوئے شاعری کی شاعری پڑھی جن میں ڈاکٹر رحیم اقبال شاد، خالد محمود سانول، کرن صاحبہ، ساگر گزرا کنول، ظلیل احمد ملک اور اے آر راہیلہ کی شاعری بہت پسند آئی آپ کو مہارکاد قبول ہو۔ کہانیاں اس مرتبہ کچھ خاص نہیں تھیں پھر بھی شازیہ وقاص مجھے وفانہ ملی، شکستہ خوابوں کے عذاب محمد اشرف زخمی دل، کیا یہی زندگی ہے ڈاکٹر قربان علی، جدائی عبدالرشید بزنجو، جھوٹی قسمیں ادھورے وعدے مظہر کریم ان کی سنواریاں اچھی تھیں۔ دو کہانیاں بیٹ آف نانچہ محبت اور دکھ کوثر ریش لاہور اور شہید وفا لقمان حسن ان کی سنواری اچھی تھیں ان سب کو مہارکاد قبول ہو۔ باقی تمام کالم بھی اچھے تھے۔ (نوید اختر سحر۔ کبیر والہ)

ماہ ستمبر 2011ء ادھوری زندگی نمبر جلد ہی مل گیا سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا اور پھر آپ کا ذاتی صفحہ پڑھا جو ہمیشہ کی طرح اچھا تھا۔ پر کہانیوں کی طرف آیا تمام اچھی تھیں جن میں محبت بین کرتی ہے شازیہ وقاص، بلا عنوان احمد شیر شہزاد، وعدہ اشفاق بٹ لالہ موسیٰ، ادھوری زندگی اقراء لاہور، جنت رورہی ہے انتظار حسین ساقی، مجبور یوں کے زخم صد حسین صد اکیلا سکے اور دیکھ لیا ستم زمانے کا، جاوید نسیم چوہدری فیصل آباد ان سب کو اچھی کہانیاں لکھنے پر مہارکاد قبول ہو۔ باقی کہانیاں بھی اچھی تھیں۔ پھر ابھرتے ہوئے شاعروں کی شاعری پڑی جن میں کشور کرن، انتظار حسین ساقی، محمد اشرف زخمی دل، ثناء، ماہ نور، آمنہ، جمیل فدا خیر پوری اور احمد جمی کی شاعری اچھی لگی اور باقی تمام کالم اچھے تھے۔ (نوید اختر سحر۔ کبیر والہ)

یوں تو جواب عرض میرے بچپن کی وادیوں کا دوست ہے۔ جواب عرض کا پرانا قاری ہوں کچھ کالم شائع بھی ہو چکے ہیں جواب عرض مجھے کتنا عزیز ہے تعریف کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں اور ویسے بھی میں کوئی بڑا لکھاری نہیں ہوں کہ جواب عرض کی شان میں کوئی خوشامدی قصیدہ لکھ دوں۔ ایک میرے تعریف کرنے یا نہ کرنے سے جواب عرض کی شان میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ (عمر دراز آکاش۔ جزائوالہ)

ستمبر کا جواب عرض میرے ہاتھوں میں تھا ابھی میری گود میں رکھ کر خط لکھ رہا ہوں۔ سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ کیا۔ اس کے بعد آپ کا ذاتی صفحہ پڑھنے لگا۔ تمام ابھرتے ہوئے شاعروں کی شاعری بہت انمول تھی سب کو ایک فصیح ہے کہ شاعری کو آسان نہ سمجھتا۔ اس کے بعد ستمبر کے جواب عرض میں میرے اپنے دونوں خطوط اور زندگی کی ڈائری دیکھ کر بہت خوشی حاصل ہوئی۔ میں جواب عرض کے تمام دوستوں خاص کر اشرف رحیم یار خان، صدام حسین رحیم یار خان، تیور زخمی کلیام اور بہت سے دوستوں کو سلام۔ (محمد اسماعیل آزاد۔ گھربونگ)

مجبور ہو کر کاغذ اور قلم کا سہارا لے کر جواب عرض کی دنیا میں اب حاضر ہو رہا ہوں۔ جواب عرض تمام اشعار، غزلیں، کہانیاں بہت ہی اچھی ہوتی ہیں اور تمام رائٹرز اپنی خدمات احسن طریقے سے سرانجام دے رہے ہیں۔ میں اپنی طرف سے تمام حضرات کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (شوکت علی وفا)

☒ ماہ اگست 2011ء کی مکمل ورق گردانی کی لیکن اپنا لیٹر ملا تو دل کو بہت دکھ ہوا بھائی میں بہت زیادہ امیدوں کے ساتھ واپس آیا ہوں۔ بھائی مجھے حوصلہ دیں تاکہ میں پہلے کی طرح باقاعدگی کے ساتھ جواب عرض میں اپنے دوستوں کے لئے کچھ لکھ سکوں۔ بھائی میں اس بار اس لیٹر کے ساتھ کچھ پیار کے پھول ارسال کر رہا ہوں اور آپ سے میری دلی التجا ہے کہ ضرور شائع کیجئے گا۔ (غلام شبیر رحیم۔ بھلول)

☒ ماہ اکتوبر کا شمار پھول کی پتیوں سے بھی زیادہ نازک ٹوٹا دل نبر وقت مل گیا اس بار سرورق اور بیک ٹائٹل بہت ہی زیادہ خوبصورت ہے جس کی جتنی بھی تعریف کم ہے پھر کہانیوں میں نظر دوڑائی مگر اس بار میرے فیورٹ لکھاری ایم اشفاق لالہ موسیٰ کی کہانی نہیں تھی جس کی وجہ سے دل بھجھ گیا مگر اسے دوست نثار احمد حسرت کی کہانی ملے بھی تو پچھڑنے کے لئے کو دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا تو سب سے پہلے یہی کہانی پڑھی۔ نثار حسرت کو اتنی اچھی کہانی لکھنے پر دلی مبارکباد قبول ہو۔ بانی کہانیوں میں کشور کرن پتو کی کہانی کیوں قسمت مجھ سے روٹی اور شازیہ وقاص کراڑیوالہ کی شاعری اور کہانی جیتے کیسی یہ زندگی بھی بہت اچھی تھی۔ (ایم شفیع تنہا۔ امرہ خور)

☒ میں کچھ ماہ بعد دوبارہ آپ کی نگری میں شامل ہو رہا ہوں بھائی میری کہانی شائع نہیں کر رہے اس بات کی مجھے کافی شکایت ہے۔ باقی سب دوستوں کو میری طرف سے بہت بہت سلام۔ میرا کبھی، کریم کبھی، دین محمد کبھی، کالو پریدی کبھی، عبدالوہید ابرار بلوچ، مدح حسین بلوچ، جبرائیل آفریدی، محمد خلیف عابد، ان سب کی تحریریں بہت اچھی تھیں۔ محبت بین کرتی ہے شازیہ وقاص، خزاں کے بعد احمد نجی، مجبور یوں کے زخم صدا حسین صدا، محبت ہوس نہیں تانیک غصہ، ادھوری زندگی، قصور کس کا زبیدہ خان، دیکھ لیا زمانے کا ستم، ایم جاوید نسیم، تیرے پیار میں، فرید اللہ خٹک، جاعنم سمجھا کرو، ذوالفقار علی، بلا عنوان، احمد شرفی محبت سید اظہر علی، اب شکایت کس سے شازیہ چوہدری، ان سب کی کہانیاں پسند آئیں۔ ابھرتے ہوئے شاعر کشور کرن، انتظار حسین ساقی، شازیہ وقاص، محمد اشرف زخمی، ماہ نور، سبیل اختر، اے ناز بلوچ، آمنہ، ایم شفیع تنہا، محمد اقبال رحمن، میرا احمد میر کبھی، جمیل فدا، احمد نجی، شہزاد اکرم ان سب کی غزلیں خوب تھیں۔ دین محمد کبھی کی ارسال کردہ نظم وعدہ کریں بہت ہی زیادہ پسند آئی۔ عمران فاضل لکھنوی آپ نے میری غزلوں کو پسند کیا بہت بہت شکریہ۔ (محمد قاسم)

☒ جواب عرض کا مارہ ادھوری زندگی نمبر میرے سامنے ہے کتنی محنت کرتے ہیں جو جواب عرض کو ایک ماہ میں مکمل کر کے کہاں سے کہاں پہنچاتے ہیں۔ یہ تو عالمگیر بھائی کا شکر یہ اس نے ہم دیکھی دلوں کے لئے جواب عرض کی نگری بانی مگر انسوس ہمیں اس نگری میں رہنا نہیں آ رہا ہے۔ اس شمارے میں میں نے ایک دوست کی شاعری دیکھی میں حیران ہوا اس نے شاعری کی باجواب عرض کا مذاق اڑایا ہے۔ آپ لوگ دوسرے شاعروں کی شاعری اپنے نام پہ لکھ کر یا گانوں کو شاعری بنا کر اپنے نام پہ ارسال کر کے کہے دھوکا دے رہے ہو۔ پلیز آپ لوگ ایسا کرنا چھوڑ دو۔ دوستو! جواب عرض میں جذبات کا بیان کرو اپنے اندر کے جوہر دکھاؤ۔ (دین محمد کبھی۔ کراچی)

☒ ماہ اکتوبر کا جواب عرض چھپیں تاریخ کو مل گیا تھا اسلامی صفحے سے دل کو منور کیا آپ کا ذاتی صفحہ جوہر بار دل جیت لیتا ہے شاعری میں کشور کرن کی غزل ہم کو معاف کر دینا، کیونکہ ہم بھی گھر سے بہت دور جا رہے ہیں اس کے بعد تمام شاعروں نے محنت سے لکھا۔ ابھی تک دو کہانیاں پڑھی ہیں ریاض احمد اس مرتبہ آپ کی کہانی

☒ ماہ ستمبر کا شمار اس وقت میرے ہاتھ میں ہے پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اس دفعہ آپ کا ذاتی صفحہ بہت اچھا تھا اسی طرح لکھتے رہا کریں۔ شہزادہ بھیا میں جواب عرض کا ادنیٰ سا قاری ہوں۔ بشری انک، شاعر سرگودھا، حمیرا الیہ، عقل احمد کوٹکے، عمر داز آکاش جزاوالہ، تیور کر یا نہ شور میرے دوست ہیں جو میری تحریریں بڑے شوق سے پڑتے ہیں۔ یہ سب آپ ہی کی وجہ سے ہے کہ میرے دوست مجھ سے اتنی محبت کرتے ہیں۔ (عکاس احمد۔ حضرو)

☒ ماہ ستمبر کا جواب عرض اس وقت میرے ہاتھوں میں ہے اور پورا پڑھ چکا ہوں پڑھنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ستمبر کا ماہ نامہ زبردست تھا یہ الگ بات ہے کہ میری کہانیاں گزشتہ تین سالوں سے ویننگ لسٹ میں پڑی ہیں۔ اس دفعہ اسلامی صفحہ بہت اچھا تھا۔ شعر و شاعری ٹھیک تھی، کہانیوں میں زبیدہ خان ملتان کی قصور کس کا، ایم جاوید نسیم چوہدری دیکھ لیا زمانے کا ستم، ذوالفقار علی سانول اور انتظار حسین کی جنت رو رہی ہے اچھی کہانیاں تھیں۔ اس ماہ ٹاپ سٹوری لکھنے والا صدا حسین صدا تھا جس نے کہانی مجبور یوں کے زخم لکھی تھی۔ زبردست کہانی لکھنے پر مبارکباد قبول ہو۔ سید اظہر بخاری کی کہانی فوجی محبت بہت بیکار تھی۔ میں خود فوجی ہوں اور فوج میں ایسا ہوتا رہتا ہے ایک اور عنصر نے اس سے بھی زیادہ بیکار کہانی لکھی ہے محبت ہوس نہیں۔ باقی فرید اللہ خٹک کی تیرے پیار میں، ساجد علی کی پیار کیا تو ڈرنا کیا، احمد شیر کی بلا عنوان، شازیہ چوہدری کی اب شکایت کس سے، اللہ دتہ بے دردی کی آخری خط، احمد نجی کی خزاں کے بعد اور شازیہ وقاص کی محبت بین کرتی ہے بیکار کہانیاں تھیں۔ اقراء لاہور کی کہانی اچھی تھی لیکن صرف ایک افسانہ تھا اور ایسے افسانے کوثر ریاض لکھتی ہے یا نالکہ نذیر راجہ لکھا کرتی تھی۔ باقی جناب کالم ملاقات کا سلسلہ دوبارہ شروع کیا جائے۔ بہت ہی ضروری کالم ہے۔ (پرنس منظر شاہ۔ ناگمان چوک)

☒ ماہنامہ جواب عرض کو پڑھتے ہوئے تو کافی عرصہ ہو چکا ہے لیکن اس میں لکھنے کی پہلی بار کوشش کر رہا ہوں۔ اس سے پہلے آپ نے میرے بھیجے ہوئے کوپن کو جواب عرض کے انمول اور ارق پہ جگہ دے کر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اس احسان کے بدلے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے علم و عمل میں اضافے کے ساتھ ساتھ آپ کا اقبال بلند کرے۔ (حافظ فیاض احمد کنول۔ دیپالپور)

☒ ماہ ستمبر 2011ء کا شمارہ جواب عرض ادھوری زندگی نمبر 9 تاریخ کو ملا۔ اسلامی صفحہ پہلے طلبہ کی برکتیں اور سبز پرندے کی فضیلت پڑھ کر دل کو بہت زیادہ سکون ملا۔ اس سے آگے جب ذاتی صفحہ پڑھا تو میری خوشی کی کوئی حد نہ رہی۔ شہزادہ آپ نے دل بے چارہ نادان ہے کے بارے میں کمال کا لکھا ہے۔ نئے شاعروں میں شازیہ وقاص، جمیل اختر، ثناء ماہ نور عرف شونوں، اے ناز بلوچ، محمد اشرف زخمی دل، انتظار حسین ساقی اور آمنہ کی شاعری بہت اچھی رہی۔ اس کے آگے غزلوں میں ثناء ماہ نور بہاؤنگر، کرن نواب شاہ، احمد حسن عرضی قولہ شریف، نازیہ راجپوت کوٹ ادو، اعجاز احمد ننگانہ صاحب، حاجرہ غفور لیہ، مثال گوہر خان، اے ڈی ناز سہیلوال کی غزلیں بہت اچھی تھیں اس سے آگے شہزادہ بھائی کہانیوں میں محبت بین کرتی ہے شازیہ وقاص، قصور کس کا زبیدہ خاں، محبت ہوس نہیں غصہ علی، تیرے پیار میں فرید اللہ تنہا خٹک، وعدہ ایم اشفاق، بٹ، آخری خط اللہ دتہ بے درد، اب شکایت کس سے شازیہ چوہدری اور جنت رو رہی ہے انتظار حسین ساقی کی کہانیاں اچھی تھیں۔ (حافظ فیاض احمد کنول۔ دیپالپور)

☒ میں جواب عرض کافی عرصے سے پڑھ رہا ہوں مگر لکھنے کی ہمت نہ ہوتی تھی آخر کار دل کے ہاتھوں

اچھی تھی۔ کشور کرن بھوت پریت پر آپ کو یقین ہوگا ہمیں نہیں اس دور میں یہ سب آپ مانتے ہیں۔ (سمجھ اللہ سمی۔ دری خیل)

----- ماہ اکتوبر کا شمارہ دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ میرے سامنے زیر مطالعہ ہے۔ کہانیوں کا انتخاب لا جواب ہے۔ خاص طور پر جناب ریاض احمد کی کہانی بھول کی پتیوں سے بھی زیادہ زرخیز دل، دوست محمد ڈوکی ادھوری محبت، ملک عمیر ناز کی ضدی لڑکی، جمیلہ اختر کی تقدیر کے کھیل، نادیا حسن کی وہ ملا جو کبھی نہ تھا اور مثال کی بر باد محبت بہترین کہانیاں تھیں۔ ان سب خواتین و حضرات کو مبارکباد۔ غزلوں کے حوالے سے کشور کرن، شازیہ وقاص، عائشہ کرن، آسیہ چوہدری، حاجرہ غفور، کرن نواب شاہ، ایس امتیاز احمد، عطیہ ناز، فاطمہ بحر، فاخرہ خانم، نائلہ عندلیب اور محمد ارشد کی شاعری بہت پسند آئی ویلڈن۔ کالم نگار دستہ معیاری اور خوبصورت سلسلہ ہے اس کے صفحات بڑھانے کی ضرورت ہے اور ماں سے پیار کا اظہار بھی زبردست جارہا ہے۔ ماہنامہ جواب عرض کا مقبول کالم آئینہ روبرو و مضمر اور عروج پر ہے جو شمارے کی جان ہے۔ انتظامیاری ادبی اور فنی میں بڑھا جانے والا اور اندرون و بیرون ملک مقبول ترین ماہنامہ جواب عرض شائع کرنے کا کریڈٹ جناب شہزادہ عالمگیر صاحب اور ان کی سختی فرض شناس ٹیم کو جاتا ہے جو اس مشینری اور نفسا نفسی کے دور جدید میں محنتوں کا پلیٹ فارم مہیا کر رہے ہیں۔ میں ممنون ہوں اپنے باذوق قارئین جواب عرض کا جو اپنی قیمتی رائے سے نوازتے رہتے ہیں۔ میری کہانیوں کے بارے میں اپنی پسند ناپسند سے بھی آگاہ کرتے رہتے ہیں بذریعہ خطوط، فون، ایس ایم ایس اور جواب عرض کی معرفت۔ (ملک عاشق حسین ساجد۔ ہید کائناتی)

----- ماہ اکتوبر کا شمارہ مل گیا جسے پڑھ کر ہمیشہ کی طرح دکھوں میں کمی ہوئی ہم جیسے دکھی دل کا سہارا ہے جواب عرض مگر اس بار بھی ہمیں دکھی نگری میں شامل نہ کیا گیا ہمیں بہت دکھ ہوا۔ شہزادہ صاحب کیا بات ہے جو آپ ہماری تحریروں کو ردی کی کوکری کے حوالے کر دیتے ہیں۔ کیا ہمارا جواب عرض پر کوئی حق نہیں۔ پلیز انکل میری تحریروں کو شائع کریں اور میری حوصلہ افزائی کریں اور ہمیں دکھی نگری میں شامل کریں تاکہ اپنے دکھ درد قارئین کے ساتھ شیئر کر سکیں۔ (واصف علی آرائیں۔ بھر بار ڈو)

----- ماہ ستمبر 2011ء کا جواب عرض پڑھا ہے کہانی سب کی سب میں پڑھی ہے غزلیں سب کالم پڑھ کر کچھ دلی طور پر سکون ملا کیونکہ ہر ماہ اس پیارے ناول کا بڑی بے چینی سے انتظار کرنا جو پڑتا ہے۔ میں جواب عرض ہر ماہ ضرور پڑھتا ہوں۔ دس سال سے پڑتا آ رہا ہوں۔ دس سالوں میں میں نے کافی کہانیاں ارسال کی ہیں دس سال کے انتظار نے مجھے اور انتظار میں ڈال دیا ہے لیکن ایڈیٹر صاحب آج کل سمندر کی لہروں میں گوتے کھائے جارہے ہو پرانی کہانی آپ کے دفتر میں پڑی ہوئی ہے مگر جو کوئی نئی کہانی آپ کو ملتی ہے جواب عرض کی زینت کردیتا ہوں۔ (احمد وکی کورونائٹ۔ لکڑیا نوالہ)

----- اس دفعہ ماہ اکتوبر پھولوں کی پتیوں سے بھی نازک ٹوٹا ہوا دل نمبر پانچ اکتوبر کو کوئی رشتہ سے بازار سے لیا۔ سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑا۔ دلی خوشی ہوئی اس کے بعد آپ کا ذاتی صفحہ پڑھا بہت ہی خوبصورت تھا۔ اس دفعہ آپ نے ماں کا ذکر کیا اس کے بعد کالموں پر نظر دوڑائی اپنا کالم نہ پا کر بہت ہی زیادہ دکھ ہوا۔ چلو جیسے آپ کی مرضی اس کے بعد غزلوں کا مطالعہ کیا۔ سبھی غزلیں اچھی تھیں مگر فاطمہ بحر بلقان عندلیب بٹ میر پور فاخرہ خانم نائلہ ریاض محمد وارث گجر بارہ دوری گجراں کی غزلیں بہت پسند آئیں۔ اس کے بعد کہانیوں کا مطالعہ کیا۔ سب کہانیاں خوبصورت تھیں مگر کیوں قسمت مجھ سے روٹھ گئی تحریروں پر کشور کرن چوکی، بر باد محبت تحریروں پر مثال سنگنی گوجر خان، تقدیر کے کھیل تحریروں پر جمیلہ اختر واہ کینٹ، وہ ملا جو کبھی نہ تھا تحریروں پر نادیا حسن گجرات، ضدی لڑکی تحریروں پر فلک

عمیر ناز، ارمانوں کا خون، تحریروں پر محمد عاطف کلیم فیصل آباد، الیم اشفاق بٹ صاحب، انتظار حسین ساقی، ایم مجاہد چاند جی، ایم حکیم جاوید نسیم صاحب کی کہانیاں نہ پا کر بہت دکھ ہوا۔ (نامعلوم)

----- اکتوبر 2011ء کا تازہ شمارہ ہاتھ میں آیا دل بہت خوش ہو گیا پڑھا اور قلم اٹھایا اور آپ کو لیٹر لکھا۔ میں جواب عرض صرف دل کی تسکین کے لئے پڑھتا ہوں کیونکہ جواب عرض میں دکھی لوگوں کی دکھی کہانیاں پڑھ کر دل کو سکون ملتا ہے اور کیونکہ اپنا غم دوستوں سے شیئر کرنا چاہئے اس طرح غم اور دل کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے۔ (غلام شبیر بحر۔ بھلول)

----- اس ماہ ستمبر کا شمارہ کشمیر بکٹر میں چوک کھلا بٹ والے اصغر صاحب نے آ کر دکان پر دیا جس کا میں شکر گزار ہوں۔ باقی ذاتی صفحہ سب سے پہلے پڑھ کر دلی سکون ملا اور پھر غزلوں میں اپنی غزلیں پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی اور کافی تعداد میں قارئین کے ایس ایم ایس اور کالیں آئیں کس کس کا نام کسوں کا کافی تعداد میں ہیں میں سب کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ باقی میری دعا ہے خدا ہر کسی کو سکون نصیب کرے۔ خدا میری ماں کو بھی زندگی دے جن کی دعاؤں سے زندگی چل رہی ہے۔ (محمد اقبال رحمن۔ سہیلی بالا)

----- امید ہے آپ بخیریت ہوں گے اپنی پوری ٹیم کے ہمراہ اس ماہ بہت سے خطوط پڑھنے کو ملے قارئین کے سب کی آراء بھی پتہ چلی۔ بھائی میں آپ کی بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے جواب عرض جیسے نامور رسالے میں مجھے بھی شامل کیا۔ (شازیہ چوہدری۔ شیخوپورہ)

----- میں جواب عرض سے جنون کی حد تک محبت کرتا ہوں۔ شہزادہ بھائی میری کہانیوں کو ضرور شائع کریں آپ کی مہربانی ہوگی۔ میں جواب عرض کا بہت ہی زیادہ شکر گزار ہوں کہ اس کی وجہ سے مجھ کو بہت سے پیار کرنے والے دوست ملے اور تمام دوستوں کو محبت بھر اسلام قبول ہو۔ (ندیم عباس ڈھکو۔ ساہیوال)

----- کشمیر سے آتے ہوئے ہری پور بک سٹال سے خریدا اور ادھر ہی بیٹھ کر پوری جواب عرض کی ورق گردانی کی اور صرف ایک چھوٹی سی تحریروں کی ٹیوں انکل ہم اس قابل نہیں ہیں کہ ہمیں جواب عرض میں جگہ مل سکے اور ہمارا کوئی مقام نہیں ہے۔ آخر میں کشمیر کے گاؤں وادی نیلم والوں کو سلام الفات اور اپنے دوستوں کو سلام قبول ہو۔ (ملک طیب اعوان کشمیری۔ ہری پور)

----- ماہ اکتوبر 2011ء کے جواب عرض میں ذاتی صفحہ پڑھا۔ غزل میں جو مجھے اچھی لگی وہ کشور کرن، شازیہ وقاص، کنول، عائشہ کرن، نادیا حسن، کرن نواب شاہ کی غزل پسند آئی۔ آگے بھی ایسے لکھتے رہنا اور سمیرا ٹکلیل احمد، نائلہ ریاض وڈانچ، انتظار خان بلوچ، محمد شوکت پورے والد، محمد نصیر کشمیر خرم کی غزل بھی اچھی لگی۔ کہانی میں کشور کرن چوکی، کیوں قسمت مجھ سے روٹھ گئی، نادیا حسن گجرات، وہ ملا جو کبھی نہ تھا بارہ دوری گجراں، انوکھا بندھن، ملک حیدر عثمان جو ہر آباد عشق نے لوٹا، غار احمد حسرت نور جمال ڈنگہ ملے بھی تو تھجڑے کے لئے، ملک ششی حاصل پور ایک خواہ ہزار آنسو، ضدی لڑکی، ملک عمیر ناز صادق آباد اور بر باد محبت مثال گوجر خان کی بہت ہی اچھی لگی اور تیرے غام کا سفر ہے عمر دراز ساحر خوشاب، بے وقاصم، مشتاق شیرازی جند ضلع انک ان سب کی کہانی پسند آئی، آگے بھی اچھی اچھی کہانی لکھتے رہنا۔ اشعار میں ناظر محمود چیز ہوئی۔ عبدالحمید اودکا ڈھ، محمد اجمل ناز، عبدالباب کے شعر پسند آئے اچھی پورا جواب عرض نہیں پڑھا کہ بھائی جان ایک چھوٹی سی خوشی مل رہی تھی وہ بھی آپ نے قسم کردی بھائی جان فون نمبر شائع کرنے کیوں بند کر دیئے۔ (نذیر احمد خان جوہیہ)

----- ماہ اکتوبر کا پیارا رسالہ جواب عرض جلدی مل گیا۔ پہلا اسلامی صفحہ اور اس کے بعد ذاتی صفحہ پڑھ کر بہت ہی اچھا لگا۔ انکل جی آج کل ہر کوئی اپنی اپنی جان کی فکر پڑی ہوئی ہے۔ کوئی کسی کا کچھ نہیں ہر کوئی اپنی جان

کے دشمن بنے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد شاعری کی باری آئی تو جوان نسل کی نمائندہ والی شاعرہ کشور کرن صاحبہ کی شاعری بہت ہی اچھی لگی، آئندہ بھی لکھتے رہا کرو اور اسی طرح عائشہ ندیم، نادیا حسن اور عائشہ کرن کی بھی شاعری بہت اچھی لگی۔ جواب عرض میں شعر و شاعری کا مائٹل بہت اچھا تھا۔ اس بار خالد محمود سانول، اشفاق بٹ، صدیق حسین صدیقی، گلشن ناز، خورشید زویب اور چوہدری الطاف حسین ان سب کی سنوری نہیں آئی۔ مگر ان سب کی سنوری آئی چاہئے اور اس ماہ میں محمد لقمان اعوان، ریاض احمد، ملک حیدر عثمان، محمد افضل عیسیٰ خیل، کشور کرن، عائشہ ندیم، مثال، نادیا حسن اور شازیہ وقاص ان سب کی سنوری بہت ہی پسند آئیں۔ میری ان سب رائٹرز سے گزارش ہے آپ آئندہ بھی اسی طرح لکھتے رہیں۔ (راجہ کامران کاندھو-کسووال)

[X] اس وقت ماہ اکتوبر کا پھولوں کی پتیوں سے بھی نازک ٹوٹا ہوا دل نمبر میرے ہاتھوں میں ہے۔ اسلامی صفحہ میں دس ایام کی فضیلت اور مہمان نوازی کی فضیلت پڑھ کر ٹوٹا کاظم ہوا۔ کہانیوں میں اس مرتبہ نقد پر کے کھیل جیلہ اختر واہ کینٹ، آزما کش ملک ثابت تنوی ایبٹ آباد، ضدی لڑکی ملک عمر ناز صادق آباد اچھی لگیں۔ غزلوں میں عطیہ ناز در بند جو کہ پرانی قاری تھی اور درمیان میں کافی عرصہ غائب رہی اس کی بھی غزلیں پیاری تھیں۔ ابھرتے شاعر میں نادیا اور عائشہ نمبروں پر ہیں۔ گلدستہ اور میری زندگی کی ڈائری یہ دونوں کا لکھنا اپنی جان ہیں کہیں اس کا لم میں آپ نے میری غیر حاضری لگائی ہوئی ہے۔ آئینہ روبرو، مجھے شکوہ ہے، ماں سے پیار کا اظہار سبھی کا لم اچھے چل رہے ہیں۔ افسوس صرف ایک ہے کہ آپ میری تحریروں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ (محمد ہارون بیچ پور ہزارہ)

[X] ماہ اکتوبر کا شمارہ اکیس تاریخ کو ملا پڑھ کر بہت دکھ ہوا کہ اس ماہ زیادہ تر غزلیں شاعری کا لم شکوہ وغیرہ سب پرانے تھے چلو یہ آپ کی مرضی لیکن ہم اپنے جواب عرض کو ترقی کی بلندی پر دیکھنا چاہتے ہیں جواب عرض کی ترقی ہماری خوشی ہے۔ اسلامی صفحہ اچھا لگا۔ ذاتی صفحہ نہیں پڑا کیونکہ آپ کے دکھ بھری باتیں پڑھ کر مجھ سے جواب عرض نہیں پڑھا جاتا۔ کہانیوں میں کچھ بڑھی ہیں ہمارے کالاباغ کے افضل جواد نے کمال کی سنوری لکھی ہے مبارک ہو۔ ریاض احمد کی زخمی دل اچھی تھی۔ ضدی لڑکی، کیوں قسمت مجھ سے روٹھ گئی۔ وہ ملا جو بھی اپنا نہ تھا۔ نادیا حسن ویکم مبارک ہو۔ اس ماہ کی سب سے اچھی کہانیاں تیرے غم کا سفر، عمر داز خوشاب، نقد پر کا کھیل جیلہ اختر آپ کی کہانی اتنی پسند آئی ایسے الفاظ نہیں میرے پاس جو آپ کے لئے کافی ہو۔ مجھے جو دوست کال اور منیج سے یاد کرتے ہیں ان سب کا بہت بہت شکریہ۔ (جبرائیل آفریدی-ناصر آباد)

[X] ماہ اکتوبر کا شمارہ اس دفعہ بہت جلدی مل گیا سب سے پہلے اسلامی صفحہ اور بعد میں آپ کا ذاتی صفحہ پڑھا دونوں صفحات بہت اچھے تھے۔ غزلوں میں ریاض احمد لاہور، فخر عباس ملتان، مدیر رؤف دین پور، محمد سلیم ناز، بلال بلوچ خوشاب، عطیہ ناز نیور بند، عائشہ کرن لاہور، حاجرہ غفور لیہ کی غزلیں ہم کو بہت اچھی لگی باقی غزلیں ابھی زیر مطالعہ ہیں۔ تحریروں میں سب سے اچھی تحریروں میں ریاض احمد کی مرجمائے ہوئے پھولوں سے بھی زیادہ زخمی دل، نادیا حسن گجرات کی وہ ملا جو بھی اپنا نہ تھا، شازیہ وقاص کی یہ کیسی ہے زندگی، کیوں قسمت مجھ سے روٹھ گئی کشور کرن چوکی، ادھوری محبت دوست محمد خان وٹولیہ، ایک خواہش ہزاروں آنسو، مثال گو جرخان کی براد محبت جیسی تحریروں بہت اچھی تھیں۔ باقی تحریروں میں بھی اچھی تھیں۔ اس کے باقی تمام کا لم بہت اچھے تھے۔ آخر میں ان تمام بہن بھائیوں کا شکر گزار ہوں جو بندہ ناچیز کی تحریروں کو پسند کرتے ہیں۔ (محمد عمران بٹ-ڈھوک ڈل)

[X] ماہ اگست کا جواب عرض لیا اور سب سے پہلے آپ کا اسلامی صفحہ اس کے بعد آپ کا ذاتی صفحہ۔ شہزادہ

صاحب اس میزگاہی کے دور میں جب ہم دوسری چیزیں خرید سکتے ہیں تو ہم جواب عرض کیوں نہیں خرید سکتے۔ (محمد لقمان اعوان-سریالوالہ)

[X] ماہ ستمبر 2011ء کا شمارہ پہلے کی طرح اپنے پرکشش مائٹل کے ساتھ میرے ہاتھوں میں ہے جسے میں مکمل پڑھ چکا ہوں نہ جانے کیا بات ہے کہ جب تک ہر ماہ تازہ شمارہ مل نہیں جاتا اس دل بے چین کو سکون ہی کب ملتا ہے۔ سب سے پہلے اسلامی صفحہ میں مکمل طیبہ کی برکتیں پڑھ کر دل اور ذہنی راحت ملی اس کے بعد شاعری میں ایم شفیق تنہا شازیہ وقاص اور آمنہ کی شاعری اچھی تھی۔ تحریروں میں شازیہ وقاص کی محبت بین کرتی ہے، ایم اشفاق بٹ کی اب شکایت کس سے، شازیہ چوہدری کی تحریروں بہت پسند آئیں انہیں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ جن قارئین جواب عرض نے مجھے ایس ایم ایس اور فون کے ان قارئین احباب کا تہ دل سے ممنون ہوں۔ ریاض احمد لاہور کی خدمت میں غلوں بھر اسلام۔ (عاشق حسین طاہر-منڈی نوانوالی)

[X] ماہ اکتوبر کا جواب عرض کا شمارہ خریدنا سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا اس کے بعد اپنی تحریروں کو ڈھونڈ لیکن اس مرتبہ میری کوئی تحریر شامل نہ تھی تھوڑا افسوس تو ہوا لیکن اتنا بھی نہیں ہوا کہ جواب عرض میں لکھتا چھوڑ دوں۔ اکتوبر کا جواب عرض پڑھ کر بہت بڑی خوشی ملی۔ ریاض احمد کس سنوری زخمی دل نمبر بہت ہی اچھی سنوری تھی اس کے بعد زخمی ذاتی صفحہ پڑھا جو ہمیشہ ہی شہزادہ عالمگیر صاحب کے دکھوں سے بھرا ہوتا ہے۔ (ریکس ساجد کاوش-شہر خان پبلہ)

[X] ماہنامہ جواب عرض پھولوں کی پتیوں سے بھی نازک ٹوٹا ہوا دل نمبر اس وقت میرے میز پر بچا ہوا ہے۔ ماہ اکتوبر 2011ء کے جواب عرض کافی دیر سے مجھے ملا ہے۔ سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا پھر ذاتی صفحہ پڑھا۔ ابھرتے ہوئے شاعر کے صفحہ پر اپنا اشعار دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ باقی دیکھ کر کافی کو پن بھی شائع ہو چکے تھے۔ انکل جی وہ الفاظ نہیں میں آپ کے لئے اظہار کروں۔ رائٹر نادیا حسن گجرات آپ کی مہربانی آپ نے میری کہانی کو پسند کیا اور آپ کی کہانی بھی مجھے بت پسند ہوتے ہیں اس بار سب کہانیاں اور شاعری بھی بہت اچھی تھیں۔ سب رائٹرز نے خوب لکھا ہے۔ پیاری بہن ماہ نور بلوچ آپ نے دینی میں بیٹھ کر میری کہانیوں کا انتظار کرتی ہیں میں بھی آپ کو ہرگز مایوس نہیں کروں گا۔ عروج اعوان عرف نیناں کراچی میری طرف سے آپ بھی مایوس نہیں ہوگی آپ کی ہر فرمائش پوری ہوگی۔ میری طرف سے تمام قارئین رائٹرز اور پوری جواب عرض فیم کو سلام قبول ہو۔ (عبدالرشید بزنجو-گڈانی)

[X] اکتوبر کا جواب عرض پھولوں کی پتیوں سے بھی نازک ٹوٹا ہوا دل نمبر عمدہ مائٹل کے ساتھ سچا ملا تو دل کے ویران آنگن میں بہاریں رقص کنائں ہو گئیں۔ ہمیشہ کی طرح اس بار بھی آپ کا ذاتی صفحہ پڑھ کر دل کی سکون نصیب ہوا۔ طویل تحریروں میں کیوں قسمت مجھ سے روٹھ گئی کشور کرن چوکی، مرجمائے ہوئے پھولوں سے بھی زیادہ زخمی دل ریاض احمد لاہور، وہ ملا جو بھی اپنا نہ تھا نادیا حسن گجرات، ادھوری محبت دوست محمد خان وٹولیہ، یادیں زندگی کا سہارا لقمان اعوان گاؤں سریالوالہ، بیٹے لمحے جی یادیں سرفراز انجم پردیسی دھیر کوٹ اور برباد محبت مثال گو جرخان بے حد پسند آئیں ان کے رائٹرز کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (عابد محمود-ملکہ ہائس)

[X] ماہ اکتوبر کا جواب عرض نے اس مرتبہ دھوم مچا دی سب کی سب سنوریوں کا کافی جاندار بھی اس ماہ کی بیٹ سنوری ریاض احمد کی سنوری نازک ٹوٹا ہوا دل نمبر بہت زیادہ پسند آئی شہزادہ عالمگیر صاحب کا ذاتی صفحہ پڑھ کر مجھے اپنے بیٹے لمحے یاد آ جاتے ہیں۔ ابھرتے ہوئے شاعروں میں ابھرتی ہوئی شاعرہ کنول کی شاعری دل کو لگی۔ (ریکس ارشد-شہر خان پبلہ)

----- ماہ اکتوبر 2011ء کا شمار پھولوں کی پتیوں سے بھی نازک ٹوٹا ہوا دل نمبر اس وقت میرے ہاتھوں میں ہے۔ شہزادہ بھیا سب سے پہلے میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ کہنے یہ وہ سلسلہ پھر سے شروع کیا پانچ عورتیں پانچ کہانیاں۔ شہزادہ بھیا ایک اور عرض ہے اگر آپ ناراض نہ ہوں دو کوپن اب ختم کر دیں ایک غم کے بعد خوشی اور دوسرا کیا میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں ان دونوں کی جگہ کوئی نیا کوپن شروع کریں تو آپ کی مہربانی ہوگی۔ (بے وفایم زید اے گبول۔ کراچی)

----- ماہنامہ جواب عرض کا شمار اکتوبر کا پھولوں کی پتیوں سے بھی ٹوٹا ہوا دل نمبر اس وقت میرے ہاتھ میں ہے جو کہ میں مکمل پڑھ چکا ہوں پہلے کی طرح سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا اس کے بعد آپ کا ذاتی صفحہ پڑھا۔ غزلوں میں نئے ابھرتے ہوئے شاعر میں کشور کرن، شازیہ وقاص، عائشہ کرن، نادیہ حسن، حاجرہ غفور کی شاعری پسند آئی باقی کی بھی اچھی تھی مگر کہتے ہیں ناں پسند اپنی اپنی ہوتی ہے۔ کہانیوں میں بھی اس دفعہ تمام کی تمام کہانیاں بہت اچھی تھیں مگر میرے خیال میں عائشہ ندیم مصطفیٰ، مثال گوجر خان، جلیلہ اختر واہ کینٹ، نادیہ حسن گجرات کی کہانیاں سب سے اچھی تھیں۔ نادیہ حسن کا نام پہلی بار دیکھا۔ باقی کالم بھی پہلے اچھے تھے باقی اگر کسی قاری کو مہری تحریریں پسند آتی ہیں تو شکر یہ۔ صدام صاحب میری تحریریں پسند کرنے کا شکر یہ۔ باقی کافی ماہ سے گلشن ناز اور کرن ناز کی تحریریں شائع نہیں ہو رہی کیا وجہ ہے۔ (پرنس عبدالرحمن گجر۔ گاؤں مین لاگھا)

----- ماہ اکتوبر پھول کی پتیوں سے بھی نازک ٹوٹا ہوا دل نمبر ملا تو بہت خوشی ہوئی۔ شاید میری کہانی یا کوئی تحریر شائع ہوئی ہوگی مگر کوئی بھی تحریر جواب عرض کی نذر نہ ہو سکی جس کا مجھے بہت دکھ ہوا۔ کافی عرصے سے اس دہی مگری میں لکھ رہا ہوں تاکہ اپنے دکھ درد قارئین کے ساتھ شیئر کر سکوں مگر تحریر نہ پا کر اور بھی دہی ہو جاتا ہوں۔ ہمارے دیکھوں کو آپ نہیں سمجھو گے تو کون سمجھے گا۔ پلیز شہزادہ صاحب ہماری حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ہماری تحریریں کو دیکھی مگری میں شامل کرنے کا موقع عنایت فرمائیں۔ (واصف علی آرائیں۔ بھریاروڈ)

----- ماہنامہ جواب عرض ماہ اگست جب میں نے ڈکان سے خریدی تو دل بڑا خوش ہوا دل کو تسلی ہوئی کہ چلو اک ماہ اور کچھ حاصل کرنے کو ملا گھر آ کر جب اس کی ورق گردانی کی تو سب سے پہلے آپ کا ذاتی صفحہ پڑھا پڑھ کر دل کو کم سکون ملا اور جب غزلوں کی طرف آیا تو سب کی غزلیں نظمیں مجھے بہت پسند آئیں جب شروع سے آخر تک جواب عرض کا صفحہ دیکھا تو اپنا کچھ نہ ہونے پر بہت دکھ ہوا۔ انکل جی کم از کم ہمارا ایک کوپن تو ضرور شائع کر دیا کریں تاکہ ہم اپنے دوستوں کو منہ دکھانے کے قابل تو رہ سکیں۔ انکل جی کیا وجہ ہے ہمارے کوپن آپ کو اچھے نہیں لگتے یا ہم جواب عرض کو چھوڑ دیں۔ خدارا غریبوں کا دل مت دکھایا کریں اور ہماری غزلیں اور کوپن کو جواب عرض میں جگہ دیں۔ (مظہر عباس تنہا۔ چک 9 ب عبدالحکیم)

----- ماہ اکتوبر کا شمار 25 ستمبر کو ملا انکل آپ کا ذاتی صفحہ پڑھا بہت پسند آیا۔ کہانیوں میں وہ ملا جو کبھی اپنا نہ تھا، قسمت مجھ سے روٹھ گئی، برباد محبت، تقدیر کے ٹھیل، آپ سب نے میرا دل جیت لیا اگر ہو سکے تو جواب عرض کی معرفت رابطہ کریں۔ (سونیا آفریدی۔ گجرات)

----- ماہ اکتوبر 2011ء کا شمار پھولوں کی پتیوں سے بھی نازک ٹوٹا ہوا دل نمبر اس وقت میرے ہاتھوں میں ہے میں اس کا مطالعہ کر رہا ہوں شہزادہ بھیا سب سے پہلے میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے ہماری رائے یہ عمل کیا یہ آپ کی مہربانی ہے۔ شہزادہ بھیا ایک بات کی مجھے بہت دکھ ہوا کہ آپ نے اس بار ایک تحریر بھی شائع نہیں کی میں ہر ماہ جواب عرض کا بے چینی سے انتظار کرتا ہوں پتہ نہیں آپ کیوں میری تحریریں شائع نہیں کرتے، ہم اتنے دور سے آپ کو کریں ارسال کر رہے ہیں۔ (نبیل احمد گبول۔ کراچی)

----- جناب میں نے تین بار کوپن قلمی دوستی والا بھیجا مگر شائع نہیں ہو سکا پتہ نہیں کیوں؟ آپ نے اس بار جو جواب عرض بھیجا ہے (شائع کیا ہے) بہت پسند آیا اس میں شاعری بہت زیادہ ہے ابھی میں پڑھنا شروع کر رہا ہوں آپ کو اللہ تبارک تعالیٰ اور زیادہ ترقی نصیب فرمائے۔ مجھے یہ شمارہ بہت اچھا لگ رہا ہے مگر قلمی دوستی والا کوپن نہیں ہے کیوں؟ (شیر حیدر واصف۔ محبت پور سیداں)

----- ستمبر کا ادھوری زندگی نمبر کچھ تاخیر سے ملا۔ کہانیوں میں جاوید نسیم فیصل آباد کی دیکھ لیا زمانے کا ستم، صدرا حسین صدرا کی مجبور یوں کے زخم، شازیہ پوہری کی اب شکایت کس سے کریں، اللہ دیتی کی آخری خط اور انتظار ساقی کی جنت رورہی ہے بہت پسند آئیں۔ کالم غزلوں میں انتظار ساقی، اشرف زخمی، آمنہ احمد نجمی، عمران انجم اور مجاہد چاند صاحب کی غزلیں پسند آئیں۔ دیگر رائٹرز سے بھی گزارش ہے کہ آپ کم مگر معیاری لکھا کریں۔ قاضی ساجد آپ بھی باقاعدہ لکھا کریں۔ صدیقی صاحب آف کراچی نہ جانے کہاں گم ہو گئے ہیں۔ پلیز جلد رابطہ کر کے اپنی تحریر سے آگاہ کریں۔ مس کالیں دینے والے دوستوں سے گزارش ہے کہ اس سے پرہیز کیا کریں۔ اخلاق لحاظ سے یہ بات بڑی محبوب لگتی ہے۔ ایس ایم ایس یا کال کیا کریں۔ (خالد فاروق آسی۔ فیصل آباد)

----- مجھے ماہ اکتوبر کا جواب عرض مل گیا اور سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا اس کے بعد غزلیں سب بہت پسند ہیں۔ کہانیاں سب کی بہت پسند ہیں۔ (علی نواز مزاری۔ گھونگی)

----- ماہ ستمبر کا جواب عرض ملا سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا اس کے بعد نئے ابھرتے شاعر بہت پسند ہیں۔ اس کے بعد غزلوں کی باری آئی غزلیں سب کی بہت پسند ہیں۔ پھر کہانیوں کی باری آئی کہانیاں سب کی بہت پسند ہیں۔ میں تمام قارئین سے دوستی کرنا چاہتا ہوں۔ (علی نواز مزاری۔ گھونگی)

----- جواب عرض اس مرتبہ مجھے کافی لٹ ملا جس کا مجھے کافی افسوس ہے اور میں ہر مہینے کے جواب عرض پڑھتا رہتا ہوں اور جواب عرض کے چند کوپن اور چند نوٹی پھونی غزلیں آپ کو لوگوں کی نذر کرتا ہوں۔ کہانیوں میں سب کہانیاں اچھی تھیں، غزلیں نظمیں اور کوپن اور گلدستہ بھی بہت اچھا تھا اور میں ان لوگوں کا بہت بہت شکر یہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھے اس قابل سمجھا اور مجھ سے دوستی کا ہاتھ ملایا۔ (مظہر عباس تنہا۔ چک 9 ب عبدالحکیم)

----- ماہ ستمبر 2011ء کا جواب عرض بہت جلد ہی مل گیا سب سے ذاتی صفحہ ہمیشہ کی طرح لا جواب ہے۔ کہانیوں میں سب سے محبت ہوس نہیں عصر علی بریار، فوجی محبت سید اظہر بخاری، جنت رورہی ہے انتظار حسین ساقی، آخری خط اللہ تو بے درد، وعدہ اشفاق بٹ اور باقی تمام کہانیاں بہت ہی اچھی تھیں۔ اور تو اور غزلیں اور نظمیں بہت ہی پسند آئیں اور جناب انکل شہزادہ عالمگیر صاحب کیا وجہ ہے آپ ہم سے ناراض ہو یا ہم آپ کو لیکر کوپن غزلیں نہ بھیجیں پلیز بتا دیں۔ ان تمام دوستوں کا شکر یہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھ سے رابطہ کیا۔ آخر میں سب رائٹرز سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ تمام رائٹرز کی کہانی کا انداز کال، مس کال اور رنگ نمبر سے کہانیاں کیوں شروع ہوتی ہیں پلیز اس بات کا جواب ضرور دیں۔ (مظہر عباس تنہا۔ چک 9 ب عبدالحکیم)

----- ماہ اکتوبر 2011ء کا شمار پھولوں کی پتیوں سے بھی نازک ٹوٹا ہوا دل نمبر اس وقت میرے ہاتھوں میں ہے میں اس کا مطالعہ کر رہا ہوں شہزادہ بھیا سب سے پہلے میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے ہماری رائے یہ عمل کیا یہ آپ کی مہربانی ہے۔ شہزادہ بھیا ایک بات کی مجھے بہت دکھ ہوا کہ آپ نے اس بار ایک تحریر بھی شائع نہیں کی میں ہر ماہ جواب عرض کا بے چینی سے انتظار کرتا ہوں پتہ نہیں آپ کیوں میری تحریریں شائع نہیں کرتے، ہم اتنے دور سے آپ کو کریں ارسال کر رہے ہیں۔ (نبیل احمد گبول۔ کراچی)

----- اس بار ماہ ستمبر 2011ء کا ادھوری زندگی نمبر عید کی خوشیوں میں ہمارے ساتھ برابر کا شریک ہو گیا اس خوشی کا سہرا آپ کے سر ہے۔ ذاتی صفحے کے بعد جھلکیوں میں اپنی کہانی خزاں کے بعد بھی اس مرتبہ نظر آئی گئی۔ آپ واقعی عظیم لیڈر ہیں اس ہامناے کے جو کسی بھی چھوٹے سے چھوٹے لکھاری کا بھی دل نہیں توڑتے جس کے لئے میں آپ کا بے حد مشکور و ممنون ہوں۔ میرے نمبر ایک غلطی کی رائیڈ پر 70 کے بجائے صرف 7 لکھا ہوا تھا صفر غائب تھا۔ باقی شاعروں میں خاص کر کشور کرن چوک، انتظار حسین سانی، شازیہ وقاص، محمد اشرف زخمی، شجی، ثناء ماہ نور شونوں، اے ناز، ایم شفیع اور آمنہ راو پلندی کی شاعری بہت اچھی رہی بلکہ تمام شاعروں نے کمال کا لکھا۔ کہانیوں میں شازیہ وقاص، پیاری بھانجی اقراء لاہور، شازیہ چوہدری شیخوپورہ، صداسحسین صداسحسین سانی، ایم اشفاق و دیگر تمام رائٹرز نے خوب محنت سے لکھا سب کو دل مبارک باد قبول ہو اور باقی کالمز میں بھی اے آر ارحیلہ، گلشن ناز، مشال سنگتی، گو جرخان، شازیہ وقاص، عمران انجم، راہی شندابیانی، اے ڈی بے درد، ربینواز بھٹی، مجید احمد جانی ملتان سب نے بہت اچھا لکھا لیکن بالخصوص میرے ہم شہری افضل جواد اور جبرائیل آفریدی کا لا باغ بہت پیارے اچھے انداز میں محبت کے ساتھ جواب عرض میں لکھتے ہیں۔ بھائی لکھنے سے ہی اچھا رائٹر بن سکتے ہو۔ (احمد نمبر۔ پٹالان)

----- ماہ اکتوبر کا جواب عرض خریدا تو سب سے پہلے میری کہانی شائع کرنے کا شکریہ۔ اس کے بعد ذاتی صفحہ پڑھ کر دل کا درد کم کیا۔ اس کے بعد ماں سے پیار کا اظہار پڑھ کر دھکی دل کو قرار آیا۔ ابھرتے ہوئے شاعروں کی شاعری اچھی تھی۔ سب سے اچھی کہانیاں تھیں۔ ہر ایک سے بڑھ کر ایک ممکن تھا۔ میری کہانی سچے دوست کی پہچان شائع کر کے ایک بار پھر اتنی خوشی دی کہ زندگی کا مطلب سمجھ گیا میں تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے میری کہانی کو پسند کیا۔ (محمد اسماعیل آزاد۔ گھر بونگ)

----- ماہ اکتوبر 2011ء کا شمارہ پھولوں کی پتیوں سے بھی نازک ٹوٹا ہوا دل نمبر بروقت مل گیا بہت خوشی ہوئی سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان کو تازہ کیا پھر آپ کا ذاتی صفحہ پڑا جو کہ ہر باری طرح لا جواب تھا۔ غزلوں کی طرف آیا تو ابھرتے ہوئے شاعروں میں شاعرہ کشور کرن، شازیہ وقاص، کنول بھلوال، عائشہ کرن، نادیہ حسن، آسیہ چوہدری کا انتخاب، اعجاز احمد چھدر، محمد خاں انجم، عائشہ ندیم، زویب اختر۔ کہانیوں میں کیوں قسمت مجھ سے روٹھ گئی، میرے علاقہ کی رائٹر شازیہ وقاص ہے کسی یہ زندگی، وہ ملا جو کبھی اپنا نہ تھا، نازیہ حسن گجرات، بر باد محبت، مشال گو جرخان، محبت کے قیدی مقصود احمد بلوچ خانیوال، تقدیر کے کھیل جیلد اختر واہ کینٹ، تیرے غم کا سفر ہے عمر دراز ساحر خوشاب، پھول پتیوں سے بھی زیادہ زخمی دل ریاض احمد باغبانپورہ لاہور، مینی عائشہ مصطفیٰ ندیم لاہور، ادھوری محبت دوست محمد دولہ، یادیں زندگی کا سہارا، محمد لقمان اعوان سریانوالہ، انوکھا بندھن، باہر سوانس میانوالی، آغاز محبت سے انجام محبت تک محمد افضل عیسیٰ خیل، بیتے لئے جتنی یادیں سرسرازاں انجم، پردیسی دھیر کوٹ، عشق نے لوٹا ملک حیدر عثمان جو ہر آباد، ارماتوں کا خون، محمد عاطف کلیم فیصل آباد، صدی لڑکی ملک عمیر ناز خاں آباد، سچے دوست کی پہچان محمد اسماعیل آزاد گھر بونگ، آزمائش ملک ثاقب شاد تنولی ایبٹ آباد اس کے علاوہ شعری پیغام میں اپنے پیارے دوستوں، ایم شفیع تنہا اور ایم اشفاق بٹ صاحب کے پیغام بہت اچھے تھے۔ ایم شفیع صاحب کی لکھی گئی اتوال زریں بھی بے حد پسند آئیں۔ آخر میں ان دوستوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں میں میری کہانیوں کی تعریف کے ساتھ ساسھی میری بھرپور حوصلہ افزائی کی۔ (غار احمد حسرت۔ نور جمال شالی)

----- ماہ ستمبر 2011ء کا ادھوری زندگی نمبر ملا تو میں بہت خوش ہوا جب اسلامی صفحہ کلک ٹیپ کی برکتیں پڑا تو

بہت اچھا لکھا انکل میں آپ کے ہاں چوتھا خط لکھ رہا ہوں جو ابھی تک کوئی بھی شائع نہیں ہو سکا۔ مجھے جواب عرض بہت پسند ہے اس کی کہانیاں اور دکھ درد اور شاعروں کی شاعری بھی بہت پسند ہے۔ آخر میں میرا تمام جواب عرض پڑھنے والے دوستوں کو سلام۔ (ظہیر عباس انجم۔ کبوء۔ حاصل پور)

----- ماہ اکتوبر کا شمارہ جلدی مل گیا۔ ذاتی صفحہ پڑھا بہت اچھا تھا باقی سب دوستوں کی غزلیں اچھی تھیں۔ اک شکوہ ہے دوستوں سے کسی کے نام مت لکھیں رابطہ کریں جس نے کرنا ہوا خود کر لیتا ہے۔ باقی میں بہت معذرت چاہتا ہوں اپنے چاہنے والے ہزاروں قارئین کو جنہوں نے اپنے قیمتی وقت سے نام نکالا اور مجھے کمال اور ایس ایم ایس کے، میں پیار ہو گیا تھا۔ (محمد اقبال رحمن۔ سہیلی ہالا)

----- اس دفعہ ستمبر 2011ء ادھوری زندگی نمبر 17 ستمبر 2011ء کو کوئی ریڈ شہر سے لیا۔ سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا جس کو پڑھ کر دل باغ باغ ہوا۔ اس کے بعد آپ کا ذاتی صفحہ پڑھا کوئی مزہ نہیں آیا کیونکہ اس دفعہ بھی آپ نے ذاتی صفحے میں ماں اک ذکر نہیں کیا۔ ماں کے بغیر آپ کا ذاتی صفحہ نامکمل ہے۔ پلیز ماں کا ذکر ضرور کیا کریں۔ ماں نہیں تو کچھ نہیں۔ اس کے بعد کالموں پر نظر دوڑائی اپنے کالم اور کہانی نہ پا کر بہت دکھ ہوا۔ شہزادہ بھایا خدا رامیری کہانیاں اور نوکرن رومی نوکری سے بھائیں۔ اس کے بعد غزلوں کا مطالعہ کیا سب کی سب غزلیں بہت خوبصورت تھیں مگر عمران انجم راہی شندابیانی، افضل جواد کا لا باغ، انتظار حسین سانی کی شاعری اور آمنہ راو پلندی کی شاعری بہت پسند آئی۔ اس کے بعد کہانیوں کا مطالعہ کیا سب کہانیاں بہت خوبصورت تھیں مگر محبت بین کرتی ہے تحریر شازیہ وقاص، اب شکایت کس سے تحریر شازیہ چوہدری شیخوپورہ، قصور کس کا تحریر زبیدہ خاتون، وعدہ تحریر اشفاق بٹ لالہ موہی، آخری خط تحریر اللہ دتہ بے درد، دیکھ لیا زمانے کا ستم تحریر حکیم جاوید نسیم چوہدری اور جنت روری ہے تحریر انتظار حسین سانی صاحب آپ کی کہانی نے آنسو بہانے پر مجبور کر دیا۔ (حافظ شفیق عاجز سلطانی۔ کوٹلی)

----- ماہ اکتوبر 2011ء کا جواب عرض میرے زخمی ہاتھوں میں ہے سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان کو تازہ کیا پھر ذاتی صفحہ پڑھ کر کچھ اور ہی سکون ملا۔ غزلیں، نظمیں اور نعت رسول مقبول اچھی تھی۔ کہانیوں میں بر باد محبت، مشال گو جرخان، شاد حسرت، باجی اے آر ارحیلہ منظر جھمرہ شی اور گلشن ناز، کرن خان ٹھٹھہ قریشی، زویب آزاد کشمیر آپ کا پڑھنے کو کچھ نہ ملا پلیز جلدی واپسی کریں بڑی مہربانی ہوگی۔ جواب عرض کے سب قارئین اور حماد سے گزارش ہے کہ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری بیماری ختم کرے۔ (عمر یز بشیر گوندل۔ گوجرہ)

----- ماہ ستمبر 2011ء ادھوری زندگی نمبر میرے ہاتھوں میں ہے انکل اس دفعہ کا جواب عرض بہت پسند آیا۔ سب کی سب کہانیاں دیکھی تھیں اس دفعہ جو پسند آئی پہلے نمبر پر ادھوری زندگی اقراء لاہور کو میری طرف سے مبارک باد قبول ہو۔ مجبور یوں کے ذمہ صداسحسین صداسحسین کے اتنی اچھی کہانیاں لکھتے ہیں، دیکھ لیا زمانے کا ستم ایم جاوید نسیم چوہدری کی تحریر بھی بہت پسند آئی۔ جنت روری ہے۔ انتظار حسین سانی کا تانہ لیا نوالہ کی تحریریں اچھی ہوتی ہیں اس کے بعد محبت ہوس نہیں، تیرے پیار میں، خزاں کے بعد، آخری خط اللہ دتہ بے درد اور وعدہ کی تحریر پسند آئی۔ شعر و شاعری میں کشور کرن، انتظار حسین سانی دل کو موہ لینے والی شاعری و انتخاب شازیہ وقاص و زخمی دل کی ارسال کردہ شاعری اداسیوں کی رانی ثناء، اے ناز بلوچ، آمنہ راو پلندی اور محمد شہزاد اکرم کی شاعری پسند آئی۔ انکل گلہستے کے صفحات تھوڑا زیادہ شائع کریں ان میں اتنی اچھی باتیں لکھی ہوتی ہیں کہ دل کرتا ہے پہلے گلہستہ پڑھ لوں لیکن صفحات بہت کم ہوتے ہیں۔ (محمد خورشید اجنبی۔ مالکین)

کوین

آپ کی زندگی میں چاند کون ہے؟

”آپ کی زندگی میں چاند کون ہے؟“ اس عنوان کے تحت آپ اپنی زندگی کے بارے میں لکھیں کہ آپ کی زندگی کا چاند کون ہے؟ لکھتے وقت اخلاق کا دامن نہ چھوڑے، فحش گوئی سے پرہیز کریں۔ مرد لڑکیوں کے نام کا پہلا حرف لکھیں یا مردوں کے نام کا پہلا حرف لکھ سکتی ہیں۔ لڑکیاں صرف اپنی سہیلیوں کے بارے میں لکھ سکتی ہیں۔

میری زندگی کا چاند

نام:

شہر:

کوین

کیا آپ ایک اچھے دوست ہیں؟

”کیا آپ ایک اچھے دوست ہیں؟“ اس عنوان کے تحت آپ اپنی دوستی کے بارے میں لکھیں کہ آپ واقعی ایک اچھے دوست ہیں کہ نہیں۔ مرد حضرات صرف اپنے لڑکوں سے دوستی کے بارے میں لکھیں۔ مرد لڑکیوں کے بارے میں نہ لکھیں اور لڑکیاں صرف اپنی سہیلیوں کے بارے میں لکھ سکتی ہیں۔

میں واقعی ایک اچھا دوست

نام:

شہر:

----- ماہ اکتوبر کا جواب عرض اس بار بھی جلد مل گیا۔ ابھرتے ہوئے شاعروں میں کشور کرن، شاز یہ وقاص، کنول، عائشہ کرن، کرن نواب شاہ، ایس امتیاز اور سب کی شاعری بہت اچھی تھی۔ کہانیاں بھی قابل تعریف تھیں۔ بارون قمر، اقبال رحمن سہیل، جبرائیل آفریدی، عمر دراز، اعجاز احمد کرک، رسول شاہ پشاور، عامر سلیم آسی، یاسر ساقی اور سب قارئین کو پیار بھر اسلام۔ (بشیر سائول - مانسہرہ)

----- شہزادہ بھائی آپ کی بہت بہت مہربانی کہ آپ نے میری کہانی شہید وفا کو جواب عرض کے ماہ اگست والے شمارے میں شائع کیا۔ اور قارئین کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میری کہانی شہید وفا کو پسند کیا۔ (لقمان حسن - ڈیرہ اسماعیل خان)

----- ماہ اکتوبر کے شمارے میں بہت ساری ستوریاں چھپیں سب کی سب ہی قابل تعریف تھیں۔ ابھرتے ہوئے شاعر بھی ترقی کی طرف گامزن ہیں اس ماہ بھی آپس مقابلہ ہی ہے اور پھر دیکھتے ہیں کہ اب ایک اچھا اور بااخلاق شاعر کون بنتا ہے۔ انکل ہر راسٹر کو جگہ دینی چاہئے اور سب قارئین کو بھی انصاف کرنا چاہئے کہ جو اچھی ستوری لکھے تعریف اس کی ہی کرنی چاہئے اور سب کے ساتھ ایک جیسا سلوک ہونا چاہئے۔ (حماد ظفر ہادی - گوچرہ)

----- ماہ اکتوبر 2011ء کا جواب عرض نازک ٹوٹا ہوا دل نمبر اس وقت میرے ہاتھ میں ہے میں نے جواب عرض جب خرید تو وہیں بیٹھ کر ورق گردانی شروع کر دی سب سے پہلے میں نے ذاتی صفحہ دیکھا ہر باریک طرح بہت ہی اچھا تھا۔ اس میں کہانیاں بھی بہت اچھی، عشق نے لوٹا ملک حیدر عثمان جو ہر آباد اور محبت کے قیدی مقصود احمد بلوچ خانیوال کی کہانیاں مجھے بہت پسند آئیں۔ ابھرتے ہوئے شاعروں میں سے کنول، نادیہ، عائشہ کرن، اعجاز احمد چوہدری غزلیں دل کو چیر کر اس میں بس لکھیں اور گلہ ستہ بھی بہت اچھا آج پہلی مرتبہ میں جواب عرض میں اپنا ایک خط بھیج رہا ہوں کیونکہ میں بھی ایک بہت دلی انسان ہوں اور اپنی ایک سچی کہانی آپ لوگوں تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ ریاض احمد لاہور سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ مرجمائے ہوئے پھولوں سے بھی زیادہ زخمی دل دوبارہ جواب عرض میں شائع کریں تاکہ ہمیں اس کہانی کا یہ چل سکے کیوں کہ انہوں نے یہ کہانی غلط لکھی ہے۔ نام ایک ہے کہانیاں دو ہیں۔ ایک تو ادھر اور چھوڑ دیا اور دوسری شروع کر دی اور آخر میں میری یہ دعا ہے کہ جواب عرض ترقی پے ترقی کرے۔ (توفیق اسلم - تونسہ شریف)

----- ماہنامہ جواب عرض ماہ ستمبر کی پچیس تاریخ کو خرید اسب سے پہلے آپ کا ذاتی صفحہ پڑھا بہت زیادہ پسند آیا اس کے بعد ورق گردانی شروع کر دی اپنی تحریر آئینہ روبرو پاکر بہت خوشی ہوئی لیکن آپ نے میرا فون نمبر ٹھیک شائع نہیں کیا۔ کہانیاں پڑھیں سب ہی اچھی تھیں خاص کر انتظار حسین ساقی کا تانہ لیا نوالہ کی کہانی جنت رورہی ہے بہت زیادہ پسند آئی۔ باقی کالم بہت اچھے تھے اس دفعہ پھر کچھ کالم آپ کی خدمت میں حاضر کر رہا ہوں۔ آپ میری تحریروں کو ضرور شائع کرنا۔ (رائے جاوید کھل - فورٹ عباس)

----- اکتوبر 2011ء کا شمارہ اس وقت میرے سامنے ہے۔ دیکھ کر بڑی مایوسی ہوئی کیونکہ آپ نے موبائل نمبر کا سلسلہ ختم کر کے قارئین کو مایوس کیا ہے۔ کوئی ایک کالم ایسا بھی رکھیں جس میں موبائل نمبر شائع ہوتا رہے تاکہ قارئین ایک دوسرے سے رابطہ کر سکیں۔ بہترین اشعار پر انعام دینے کا سلسلہ اچھا رہے گا۔ (امین مراد انصاری - کراچی)

----- ماہ اکتوبر 2011ء کا نمبر پھولوں کی پتیوں سے نازک ٹوٹا ہوا دل خرید اس بار بھی میری کوئی تحریر شعر وغیرہ شائع نہیں ہوئے کیا میری تحریروں شائع ہونے کے قابل نہیں۔ اب بھی میں بہت سی ارسال کر رہا ہوں پلیز

کوین

غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو کیسا لگتا ہے؟

”جواب عرض“ میں آپ اس کالم میں ”غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو کیسا لگتا ہے؟“ سے متعلق اپنے جذبات کا اظہار کر سکتے ہیں۔ آپ کی رائے ہم ”جواب عرض“ میں شائع کر دیں گے۔ آپ یہ کوپن کاٹ کر اپنی رائے کے ساتھ ہمیں ارسال کر دیں۔

میری رائے میں

شہر:

نام:

کوین آپ کا بہترین دوست کون ہے؟

آپ کا بہترین دوست کون ہے اور کیوں ہے، کیا وجہ ہے کہ وہ آپ کا سب سے اچھا اور بہترین دوست ہے؟

میرا بہترین دوست

شہر کا نام

نام

236

جواب عرض

جلد شائع کر دیں۔ کرن نواب شاہ اور عائشہ مصطفیٰ کی شاعری بہت اچھی ہے ان کو مبارکباد دیتا ہوں۔ ایم اشفاق بٹ لالہ موسیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں انہوں نے میری تحریروں پسند کیں۔ آپ کی بھی تحریروں وغیرہ اچھی ہوتی ہیں کہانیوں پر نظر ڈالی اس ماہ کی نمبروں کہانی وہ ملا جو کبھی اپنا نہ تھا ناد یہ حسن ہجرات ہانی کہانیوں میں ارمائوں کا خون محمد عاطف کلیم فیصل آباد، بیٹی عائشہ مصطفیٰ، برباد محبت مثال گوجران، یہ کیسی زندگی شانزیدہ وقاص ملتان، مرجھائے ہوئے پھولوں سے بھی نازک زنجی دل ریاض احمد لاہور ان کی کہانیاں پسند آئیں ان کو مبارکباد قبول ہو۔ عائشہ کرن نے خاموشی اختیار کر لی ہے اپنی تحریروں کے ساتھ واپس آ جاؤ۔ (سید عارف شاہ پریمی۔ جہلم)

ماہ اکتوبر کا پرچہ دیکھ کے میرا دل خوشی سے باغ باغ ہو گیا سرورق بہت ہی خوبصورت تھا ایسا معیادی پرچہ نکالنے پر میری طرف سے دلی مبارکباد ہو غزل شائع کرنے کا شکریہ جب تک آپ کو خط لکھ نہ لوں دل کو چین نہیں آتا۔ اس بار تمام کہانیاں غزلیں گلہ سنے، ماں کی عظمت، پسندیدہ اشعار، ملاقات وغیرہ تمام عنوان اپنی اپنی جگہ بہتر ہیں۔ (محمد اسلم جاوید۔ فیصل آباد)

جواب عرض کا تازہ شمارہ ماہ اکتوبر کا اس وقت میرے ہاتھ میں ہے۔ تمام سٹوریز بہت پیاری ہیں۔ سب رائٹرز کو مبارکباد اور عقیدتوں بھر اسلام قبول ہو۔ بھیا میں آپ کی اس دلکش نگری کا پرانا قاری ہوں۔ (آتش گورمانی۔ مظفر گڑھ)

انگل میں آپ کی بہت شکر گزار ہوں آپ میری تحریروں کو وقتاً فوقتاً جواب عرض کی زینت بناتے رہتے ہیں۔ انگل میں چار سال سے جواب عرض پڑھ رہی ہوں پہلے دو سال تو میری تحریروں شائع نہیں ہوتی تھیں پر اب ہوتی ہیں۔ انگل میری غزلیں تو شائع ہو رہی ہیں پر میں نے کہانی بھیجی تھی اپنے حالات زندگی کے بارے میں ابھی تک شائع نہیں ہوئی پلیز جلد از جلد شائع کر دیں۔ (اسے آررا حیلہ منظر۔ جھمرہ ٹی)

ماہنامہ جواب عرض فروری 2011ء جگر چھلنی نمبر اس وقت میرے ہاتھوں میں ہے۔ اس بار کافی دیر سے ملا ہے۔ پڑھ کر دل کو کافی سکون ملا ہے۔ ذاتی صفحہ پر آپ نے بہت خوب لکھا ہے۔ غزلیں، شاعری اور تمام کہانیاں سچی کافی اچھی ہیں۔ سب رائٹروں نے بہت خوب لکھا ہے۔ لعل جان اربان تربت، الہی بخش غمشاد تربت، عمران فاضل ڈیم، قاسم علی شاہ کریم یار خان، طارق بزنجو کوئٹہ، انجم بکٹی، شاز یہ کراچی، رخسانہ خیر پور، نازیہ حب چوکی، اسے ناز بلوچ گڈانی، صائمہ کراچی، نسرین حیدری کراچی، رخسار صدیقی لاندھی، نورین کراچی آپ سب کو میری طرف سے سلام قبول ہو۔ (عبدالرشید بزنجو۔ گڈانی)

ماہ جولائی کا شمارہ جنون نمبر بروقت ملنے پر بڑی خوشی ہوئی سب سے پہلے اپنی تحریروں تلاش کیں۔ غزلوں میں اپنی تین عدد غزلیں دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی پھر آپ کا ذاتی صفحہ اور اسلامی صفحہ پڑھا دونوں بہت پسند آئے کہانیوں میں قسمت کا کھیل فریب نظر، محبت ایک دھوکہ ہے، یادوں کا سفر اور رانی کو راجہ کی تلاش اچھی کہانیاں تھیں۔ باقی کچھ کہانیاں بالکل ہی بور تھیں۔ تمام کالم ہمیشہ کی طرح اچھے تھے۔ فلمی ستاروں کی خبریں کالم اور ستاروں سے قسمت کا حال کالم دوبارہ شائع کریں۔ جواب عرض کے پرانے رائٹرز حضرات سے گزارش ہے کہ وہ بھی اچھی سبق آموز کہانیوں کے ساتھ دوبارہ شرکت کریں باقی کچھ رائٹرز حضرات بالکل بور اور بکواس کہانیاں بھیج کر جواب عرض کا معیار خراب کر رہے ہیں ان سے گزارش ہے کہ وہ ایسا نہ کریں۔ (محمد جنید جانی۔ اکبر پورہ، پشاور)

ماہنامہ جواب عرض فروری 2011ء جگر چھلنی نمبر اس وقت میرے ہاتھوں میں ہے جو بھی خوبصورت اور دلچسپ دلوں کا ڈائجسٹ ملا پڑھ کر دل کو کافی راحت ملی اور دکھ بھی ہوا کہ میری تحریروں کچھ بھی شائع نہیں ہوئے۔ (پشاور)

نہیں ہونگی۔ میری طرف سے تمام قارئین اور پورے جواب عرض کے شاف کو دل کی انتہا گہرائیوں سے سلام۔
(اے ناز بلوچ - گڈائی)

----- ماہ ستمبر کے شمارے میں سب سے اچھی سنووری مجبور یوں کے زخم تھی اور بلا عنوان احمد شیر شہزاد صاحب کی سنووری بھی اچھی تھی۔ ادھوری زندگی کا عنوان نہیں اچھا تھا کیونکہ سنووری کے مطابق عنوان ہونا چاہئے اس دفعہ کچھ سنووریوں کے عنوان بالکل اچھے نہیں لگے جیسے جاسم سمجھا کرو، پیار کیا تو ڈرنا کیا، فوجی محبت اس کے بعد فرید اللہ صاحب کی سنووری بھی اتنی پسند نہیں آئی۔ (حماد ظفر ہادی)

----- ماہ ستمبر 2011ء ادھوری زندگی نمبر کا شمارہ پڑھا اور پسند آیا۔ سرورق تو بہت ہی خوبصورت تھا۔ تمام سلسلے قابل تعریف ہیں اور کوپن ملاقات کے سلسلے کا تو جواب نہیں ملے اور شکوہ جناب عالی آپ اکثر ہمارے خطوط ردی کی نوکری کے سپرد کر دیتے ہیں یا آپ سے کشمکش کرنی ہی پڑے گی یا میں پشاور سے بس میں سوار ہو کر خود دفتر آتا ہوں۔ تجویزیں اور مشورے کوپن ملاقات کے سلسلے میں تصاویر رنگین شائع کریں تاکہ صاف ستھری نظر آئیں۔ (ذکر شیر زمان پشاور - پشاور شہر)

----- مجھے جواب عرض پڑھنے کا بہت شوق ہے میں ہر ماہ بہت بے چینی سے اس کا انتظار کرتا ہوں۔ بہت دن چاہا کہ کچھ لکھوں اس لئے قلم کا سہارا لے کر کچھ اشعار اور اپنے جذبات لے کر حاضر ہوا ہوں مجھے امید ہے کہ آپ ضرور شامل کریں گے۔ (سمیع اللہ چاند)

----- عرض یہ ہے کہ میں جواب عرض بہت پہلے سے پڑھتا آ رہا ہوں مگر کبھی کچھ لکھا نہیں ہے۔ آج پہلی بار لکھ رہا ہوں۔ امید ہے کہ آپ اسے شائع ضرور کریں گے۔ اگر آپ نے میری یہ شاعری اور کچھ باتیں شائع کریں گے تو مجھے لکھنے کے لئے حوصلہ مل جائے گا۔ (امداد علی گوہر - گھوٹکی)

----- محترم شہزادہ صاحب مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ خط لکھنا پڑا کہ میں نے تقریباً دو سال پہلے کی ایک سنووری لکھ کر بھیجی ہے جو کہ ابھی تک شائع نہیں ہوئی جس کا عنوان ادھوری محبت ہے۔ شہزادہ صاحب آپ تو نئے رائٹروں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں پھر میری سنووری کے لئے جگہ کم پڑ گئی یا مجھ سے کوئی غلطی ہوئی جو ابھی تک میری سنووری شائع نہیں ہوئی۔ وہ سنووری میں نے ملک عمیر ناز کی معرفت بھیجی تھی۔ میں بھی اس کا ادنیٰ سا قاری ہوں اور عرصہ پانچ سال سے پڑھ رہا ہوں لہذا دل میں درد اٹھا اور قلم کا سہارا لے کر آپ تک دل کی آواز پہنچائی۔ اب پلیز میری سنووری ادھوری محبت شائع کر کے شکر یہ کا موقع دیں۔ آئندہ بھی لکھتا رہوں گا۔ (ارمان سنگھ - فیصل آباد)

----- ماہ ستمبر 2011ء کا ادھوری زندگی نمبر میرے ہاتھ میں ہے شہزادہ صاحب مجھے جواب عرض لیٹ ملتا ہے اس لئے میں خط بھی لیٹ لکھ رہا ہوں پہلے بھی ایک خط لکھ چکا ہوں اس بار ضرور شائع کرنا نہیں تو میں ناراض ہو جاؤں گا۔ جواب عرض بہت ہی اچھا رسالہ ہے میرا تو دل کہتا ہے کہ ہر ماہ چار رسالے جو میں پورا ماہ پڑھتا رہوں۔ میرے کچھ دوست ہیں ان کو میرا سلام ہو وہ ہیں رانا نیل احمد، عمران خاں بلوچ، عابد حسین، انتظار حسین، ساقی کو کہانی جنت رور ہی ہے بہت اچھی کہانی پورے تانہ لیا تو الہ کو میرا سلام قبول۔ (عبد المجید عطاری - نیو سینٹرل جیل فیصل آباد)

----- میں جواب عرض بہت ہی عرصے سے پڑھ رہا ہوں اور پڑھ کر مجھے بہت ہی خوشی ہوتی ہے۔ (محمد انور اسی - جام کشنڈو)

شعری پیغام اپنے پیاروں کے نام

جس کے لئے پیغام ہے، اس کا نام و مقام

نام

شہر

پیغام (شعری شکل میں)

نام

شہر

بھیجنے والے کا نام و مقام

کوپن پسندیدہ اشعار

شعروں کے معیار کو مزید بہتر بنانے کے لیے ادارہ جواب عرض نے آپ قارئین کے لیے ایک نیا سلسلہ شروع کیا ہے اور وہ سلسلہ شعروں کے موضوع کا ہے آپ ہر ماہ ہمارے دیئے ہوئے عنوان پر ہی ہمیں شعر لکھ کر ارسال کیا کریں گے اور شعر لکھتے وقت شعر کے وزن کو برقرار رکھیں گے چھ ماہ کے عنوان ہم دیتے رہیں گے۔ نوٹ کریں۔ جنوری۔ یاد کے عنوان سے شعر لکھ کر ہمیں ارسال کریں فروری۔ کے لیے جدائی کا عنوان ہے مارچ کے لیے آنسو کا عنوان ہے اپریل کے لیے درد کا عنوان ہے مئی کے لیے تڑپ کا عنوان ہے جون کے لیے دکھ کا عنوان ہے۔ تین شعروں سے زیادہ آپ نہیں لکھ سکتے ہیں۔

میرا بہترین شعر

فون نمبر

نام

یہ کوچن، عیسائی کالم
”ملاقات“
پہلے کاٹ کر ارسال
کریں

جواب عرض

اس کو پن کے برابر
اپنی ایک عدد تصویر
ارسال کریں ہم شائع
کریں گے۔ ایڈیٹر

کمال ہے

تلاوتی کا ممبر۔ -

مجھے شکوہ ہے

جواب عرض کے اس کالم میں آپ اپنے دوستوں سے شکوہ کر سکتے ہیں یہ کوہن کاٹ کر نہیں ارسال کریں۔

مجھے شکوہ ہے۔

”ماں سے پیار کا اظہار“

جواب عرض اس کالم میں آپ "مار" سے پیار کا اظہار
میں متعلق اپنے جذبات کا اظہار کر سکتے ہیں۔

— 10 —

240



جواب عرض